باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

# تذکرہ باباجی اعوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف


حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
واعظ دارالعلوم غوثیہ رشیدیہ، کشمیر


ترتیب کار


مولانا عبدالحنان
ناظم اعلیٰ دارالعلوم

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

قطب العارفین شیخ المشائخ خواجہ عبداللہ لاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

بابا جی لاروی

# تذکرہ بابا جی لاروی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

صاحبزادہ بابا جی حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب نقشبندی نظامی مدظلہ العالی

وانگت بابا نگری لار شریف، کشمیر

ترتیب کار


مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی مجددی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم نعیمیہ مقبولیہ، ٹنڈوال راجوری



ناشر: برکات ویلفیئر اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ راجوری جموں وکشمیر



E-mail: abdulkhalique naeemi@gmail.com

نام کتاب ..... تذکرہ باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ..... حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب نظامی

ترتیب کار ..... مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی مجددی راجوری

تعداد طباعت بار اول ..... گیارہ سو

سن اشاعت ..... دسمبر سنہ ۲۰۱۲ء

ناشر ..... برکات دادن اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ،
راجوری جموں وکشمیر

قیمت ..... ۵۰۰/- روپے

تقسیم کار ..... دارالعلوم نعیمیہ مقبولیہ مسجد صدیق اکبر رضانگر
ٹنڈوال راجوری جموں وکشمیر

E-mail: abdulkhaliqueneemi@gmail.com

Printed By
RAZA PUBLISHING HOUSE
423,MATIA MAHAL JAMA MASJID,(DEL)
Pin:110006 Ph:011-23251926 Mob:9810044258
E-mail.razapublishing@gmail.com



تذکرہ قطب العارفین زبدۃ الکاملین المشائخ حضرت عبیداللہ المعروف باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ لار شریف کشمیر

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | شرف انتساب | ۱۱ |
| ۲ | حرف آغاز (مولانا عبدالخالق نعیمی) | ۱۲ |
| ۳ | تاثرات (حضرت الحاج جان آغا سرہندی) | ۱۴ |
| ۴ | تاثرات (سید یحیٰ مجددی) | ۱۵ |
| ۵ | تاثرات (مفتی محمد مکرم احمد) | ۱۶ |
| ۶ | تاثرات (مفتی محمد ایوب نعیمی) | ۱۷ |
| ۸ | تاثرات (مولانا ابوالسرور محمد مسرور احمد) | ۱۸ |
| ۷ | تاثرات (مفتی عبدالمنان کلیمی) | ۱۹ |
| ۸ | تاثرات (انجینیر عبدالغنی کوہلی) | ۲۰ |
| ۹ | تاثرات (مولانا دل محمد نعیمی) | ۲۱ |
| ۱۰ | تاثرات (مفتی سید بشارت حسین) | ۲۲ |
| ۱۱ | تاثرات (مولانا محمد فاروق نعیمی) | ۲۳ |
| ۱۲ | تاثرات (چودھری طالب حسین) | ۲۴ |
| ۱۳ | تاثرات (مرزا عبدالرشید) | ۲۵ |
| ۱۴ | تاثرات (انجینیر مقبول حسین) | ۲۶ |
| ۱۵ | تاثرات (محمد امجد اقبال خان) | ۲۷ |
| ۱۶ | تاثرات (اقبال عظیم) | ۲۸ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۷ | حرف آغاز (محمد اسرئیل اسر) | ۳۰ |
| ۱۸ | دیباچہ | ۳۳ |
| ۱۹ | حضرت باباجی صاحب لاروی کے مختصر حالات | ۳۹ |
| ۲۰ | مادرزاد ولی ہونے کی پیشن گوئی | ۴۰ |
| ۲۱ | حضرت باباجی صاحب اور میاں گل پھل کی شادی | ۴۱ |
| ۲۲ | حضرت باباجی کا بچپن اور پیر کیانی سے بیعت | ۴۲ |
| ۲۳ | لنگر فی سبیل اللہ کا اجراء اور حضرت باباجی کی شادی | ۴۹ |
| ۲۴ | کچھ خواب اور ان کی یوسفی تعبیرات | ۵۴ |
| ۲۵ | باباجی ہونے کا لقب | ۵۶ |
| ۲۶ | میاں محمد اسحٰق جبڑی والوں کا باباجی سے تعلق | ۵۸ |
| ۲۷ | سنجوڑا بالاکوٹ اپنے والدین کی قبروں کے پاس | ۶۱ |
| ۲۸ | عشق مجازی اور کچھ دیگر باتیں | ۶۳ |
| ۲۹ | حضرت باباجی کی ظاہری تعلیم | ۶۵ |
| ۳۰ | خلافت کے بعد حضرت بابا کیانی سے بیعت کرنے کا حکم | ۶۷ |
| ۳۱ | حضرت خواجہ میاں محمد عبداللہ کی کشمیر میں آمد | ۶۸ |
| ۳۲ | دوسری مرتبہ پھر کشمیر میں | ۷۰ |
| ۳۳ | ایک اور چادر کا واقعہ | ۷۱ |
| ۳۴ | کشمیر میں حضرت باباجی کا مستقل ورود مسعود | ۷۲ |
| ۳۵ | کسی کو بیعت کرتے وقت حضرت جی صاحب کی کیفیت | ۷۴ |
| ۳۶ | لنگر شریف کا باضابطہ اجراء | ۷۵ |





| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۳۷ | لنگر کی لسی اور مکی کی روٹی کی فضیلت و کرامات | ۷۹ |
| ۳۸ | اس وقت لنگر فی سبیل اللہ کے معمولات | ۸۱ |
| ۳۹ | حضرت باباجی صاحب کی کچھ اور خوابیں اور انکی تعبیریں | ۸۴ |
| ۴۰ | میاں محمد رکن عالم کے حالات | ۸۹ |
| ۴۱ | حضرت میاں رکن عالم کا انتقال | ۹۲ |
| ۴۲ | حضرت جی کی والدہ کی کچھ روحانی امدادیں | ۹۳ |
| ۴۳ | حضرت پیر کیانی سے آخری ملاقات | ۹۸ |
| ۴۴ | پیر کیانی کے وصال کی خبر باباجی کی ان کی تربت پر حاضری | ۱۰۱ |
| ۴۵ | ان واقعات کی تفصیل جو پیر کیانی کی نگہبانی میں رونما ہوئے | ۱۰۵ |
| ۴۶ | بیعت لینے کے بعد کے کچھ حالات کی تفصیل | ۱۱۶ |
| ۴۷ | موضع ہڑی دھجی موجودہ نظام آباد بابانگری | ۱۲۶ |
| ۴۸ | مرشد گرامی کے حکم سے وانگت میں مستقل سکونت | ۱۲۷ |
| ۴۹ | حضرت باباجی کے جدا طہر میں نورانی مقناطیسی کشش | ۱۲۸ |
| ۵۰ | حضرت حاجی بابا نظام الدین لاروی سجادہ نشین کی پیدائش | ۱۳۱ |
| ۵۱ | آپ کی تعلیم و تربیت | ۱۳۵ |
| ۵۲ | اسی زمانے کا ایک اور واقعہ | ۱۳۷ |
| ۵۳ | کشمیر میں حضرت باباجی کی پہلی سکونت | ۱۳۹ |
| ۵۴ | حضرت باباجی صاحب کی کشمیر میں مستقل سکونت | ۱۴۰ |
| ۵۵ | حضرت باباجی لاروی کی بیعت و خلافت | ۱۴۱ |
| ۵۶ | حضرت حاجی بابا لاروی کی شعر گوئی اور کچھ مزید تعلیم | ۱۴۳ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۵۷ | کچھ قاضی حبیب اللہ کے بارے میں | ۱۴۴ |
| ۵۸ | خلیفۂ اعظم حضرت سید نوران شاہ کی بیعت | ۱۴۶ |
| ۵۹ | خلافت سید حاجی نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ | ۱۵۲ |
| ۶۰ | حضرت حاجی صاحب کی پونچھ گرداوری کا واقعہ | ۱۵۶ |
| ۶۱ | حضرت باباجی کے کچھ واقعات جنکے راوی حاجی نوران شاہ | ۱۵۷ |
| ۶۲ | ایک اور واقعہ جس سے حضرت جی صاحب کا مرتبہ | ۱۵۹ |
| ۶۳ | باباجی کی حیات میں حاجی نوران شاہ وقاضی سلطان محمود | ۱۶۰ |
| ۶۴ | سید فقیر شاہ صاحب خلیفہ باباجی سے متعلق ایک اور واقعہ | ۱۶۳ |
| ۶۵ | بائیں طرف والا ایک مختصر واقعہ | ۱۶۵ |
| ۶۶ | مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی حضرت باباجی صاحب سے ملاقات | ۱۶۸ |
| ۶۷ | حضرت باباجی صاحب کی شاہدرہ شریف میں حاضری | ۱۷۱ |
| ۶۸ | حضرت باباجی صاحب ایک اور مرتبہ شاہدرہ شریف میں | ۱۷۴ |
| ۶۹ | سینہ بہ سینہ روایات بابا غلام شاہ بادشاہ کے بارے میں | ۱۷۶ |
| ۷۰ | حضرت باباجی لاروی مجدد الف ثانی کے دربار میں | ۱۸۰ |
| ۷۱ | حضرت باباجی صاحب اجمیر شریف میں | ۱۸۷ |
| ۷۲ | کچھ متفرق واقعات جنکا تعلق مختلف روایات سے ہے | ۱۹۰ |
| ۷۳ | مولانا نور محمد المعروف کٹھاڑی ملاں | ۲۲۰ |
| ۷۴ | مولانا نذیر احمد کے مناقب | ۲۲۲ |
| ۷۵ | میاں نظام الدین کی ٹانگ ٹوٹنے کا واقعہ | ۲۲۳ |
| ۷۶ | پہلناڑ میں موجود سجادہ میاں بشیر احمد کی پیدائش اور زبان چوسنے کا واقعہ | ۲۲۴ |





| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۷۷ | باباجی صاحب سے کچھ مجاوروں کی باطنی توجہ کی التجا | ۲۲۵ |
| ۷۸ | باباجی کی باجی الف دین کوٹلوی سے ملاقات | ۲۲۷ |
| ۷۹ | پندرہ برس قبل وفات کی پیشن گوئی | ۲۳۰ |
| ۸۰ | فہرست خلفاء باباجی لاروی | ۲۴۱ |
| ۸۱ | مرشد گرامی سے ملاقات | ۲۴۷ |
| ۸۲ | عبادت وریاضت | ۲۵۱ |
| ۸۳ | باباجی کی دعا سے سید محمد حسین پٹواری کے اختیار سے مہاراجہ | ۲۵۴ |
| ۸۴ | میاں محمد راج ولی اور باباجی لاروی | ۲۵۶ |
| ۸۵ | مولانا عبدالرشید خانن صاحب کا واقعہ | ۲۵۸ |
| ۸۶ | ملاں فقیر اللہ ساکنہ سملڑ کوڈارا | ۲۶۱ |
| ۸۷ | مولانا امام الدین کے بارے میں | ۲۶۲ |
| ۸۸ | حضرت میاں محمود صاحب چھپریاں والوں کے بارے میں | ۲۶۵ |
| ۸۹ | بھیا عبدالکریم مدفون لمبیڑی راجوری | ۲۶۸ |
| ۹۰ | اقتباسات ملفوظات نظامیہ (نور محمد عنوان سے) | ۲۷۰ |
| ۹۱ | اقتباسات قرآن شریف کے حروف مقطعات سے | ۲۷۳ |
| ۹۲ | فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ | ۲۸۰ |
| ۹۳ | فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ | ۲۸۱ |
| ۹۴ | فضیلت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ | ۲۸۲ |
| ۹۵ | فضیلت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ | ۲۸۳ |
| ۹۶ | کچھ باتیں جو صوفی کے لئے لازمی ہیں | ۲۸۴ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۹۷ | اقتباس کچھ ذکر کے بارے میں | ۲۸۵ |
| ۹۸ | فصل دوم حالات قلب | ۲۸۷ |
| ۹۹ | میاں رکن عالم سے متعلق ایک واقعہ | ۲۸۸ |
| ۱۰۰ | حضرت حاجی نظام الدین لاروی کی بارے میں | ۲۹۰ |
| ۱۰۱ | اسی ذیل میں کچھ نصیحتیں | ۲۹۱ |
| ۱۰۲ | ولی کی صفت اور ولایت کے بیان میں | ۲۹۳ |
| ۱۰۳ | بزرگوں کے اعتقاد سے فائدہ حاصل کرنا | ۲۹۷ |
| ۱۰۴ | چند پنجابی اشعار | ۲۹۸ |
| ۱۰۵ | نصیحت آمیز واقعہ | ۳۰۰ |
| ۱۰۶ | پیر کیانی کا دروازہ باباجی کا مراقبہ | ۳۰۱ |
| ۱۰۷ | مقولہ مصنف علیہ الرحمہ | ۳۰۵ |
| ۱۰۸ | دعاء کی شکل میں کچھ پنجابی اشعار | ۳۰۷ |
| ۱۰۹ | قیامت کے بیان میں | ۳۰۸ |
| ۱۱۰ | مقولہ مصنف | ۳۰۹ |
| ۱۱۱ | فضیلت درود شریف | ۳۱۰ |
| ۱۱۲ | فضیلت ذکر | ۳۱۲ |
| ۱۱۳ | فضیلت نماز | ۳۱۳ |
| ۱۱۴ | وصل شیخ مختلف حکایات | ۳۱۴ |
| ۱۱۵ | مقولہ مصنف | ۳۱۶ |
| ۱۱۶ | اے عزیز طالب اللہ | ۳۱۹ |





| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۱۷ | فضیلت موت | ۳۲۶ |
| ۱۱۸ | کچھ روح کے بارے میں | ۳۲۹ |
| ۱۱۹ | در بیان بہشت و دوزخ | ۳۳۱ |
| ۱۲۰ | اے فرزند! خدا تجھے سعادت مند کرے | ۳۴۵ |
| ۱۲۱ | سلسلۂ نقشبندیہ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے | ۳۴۹ |
| ۱۲۲ | سلسلۂ نقشبندیہ کی اصطلاحات | ۳۵۰ |
| ۱۲۳ | اے سالک تو ہوشیار رہ | ۳۵۲ |
| ۱۲۴ | رقص وحال کے بارے میں | ۳۵۶ |
| ۱۲۵ | نماز ہفتہ برائے ہر حاجات ومشکلات | ۳۵۹ |
| ۱۲۶ | نماز قیام اللیل یعنی رات کے وقت کی نمازیں | ۳۶۲ |
| ۱۲۷ | صلوۃ التسبیح | ۳۶۴ |
| ۱۲۸ | نماز استخارہ | ۳۶۵ |
| ۱۲۹ | اسبوع شریف | ۳۶۷ |
| ۱۳۰ | ختمات طیبات | ۳۸۶ |
| ۱۳۱ | ہدایات برائے ختمات | ۳۹۱ |
| ۱۳۲ | حضرت باباجی صاحب کے کچھ پنجابی اشعار | ۳۹۲ |
| ۱۳۳ | اشعار حضرات بابا نظام الدین صاحب | ۳۹۳ |
| ۱۳۴ | فضائل رسول پاک | ۳۹۸ |
| ۱۳۵ | تصور اسم ذات | ۴۰۰ |
| ۱۳۶ | تصور اسم ذات ومراقبہ | ۴۰۳ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۳۷ | تصور محمد صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۰۹ |
| ۱۳۸ | ذکر و مراقبہ | ۴۱۵ |
| ۱۳۹ | خواب اور مراقبہ میں فرق | ۴۱۵ |
| ۱۴۰ | فنافی الشیخ و فنافی الرسول و فنافی اللہ | ۴۱۶ |
| ۱۴۱ | مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۱۷ |
| ۱۴۲ | سلسلۂ قادریہ اور طریقہ بیعت | ۴۱۹ |
| ۱۴۳ | اسرار کبیری شریف کا مختصر تعارف | ۴۲۲ |
| ۱۴۴ | مراقبہ اور لطائف کے بیان میں | ۴۲۴ |
| ۱۴۵ | ولایت افعالی و صفاتی کا بیان | ۴۲۷ |
| ۱۴۶ | خواجہ بہاء الدین نقشبند کا طریقہ قرآن و سنت کے مطابق | ۴۲۹ |
| ۱۴۷ | سالک کی تصنیفات کا مطالعہ | ۴۳۰ |
| ۱۴۸ | ایک اور غزل سے | ۴۳۳ |
| ۱۴۹ | مصنف کتاب ہذا کی شکران نعمت | ۴۳۳ |
| ۱۵۰ | اقتباسات خواہش دل کے بارے میں | ۴۴۴ |
| ۱۵۱ | حضرت لقمان کا واقعہ | ۴۵۰ |
| ۱۵۱ | مجاہدہ مرید کے شرائط اور دین پر چلنے کا بیان | ۴۵۷ |
| ۱۵۱ | مرید مرشد پر اعتقاد درست رکھے | ۴۶۴ |
| ۱۵ | راہ تقویٰ میں رنج و جفا پر صبر کرنا | ۴۶۹ |
| ۱۵ | تلخیص بعض مکتوبات حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی | ۴۷۶ |
| ۱۵ | دیگر واقعات حضرت باباجی کی وفات کے متعلق پیشین گوئی انھیں کی زبانی | ۵۱۶ |




# شرف انتساب

میں اپنی اس تصنیف ''تذکرہ باباجی لاروی'' کو اپنے جدّ کریم قطب العارفین حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نذر کرتا ہوں جن کے روحانی فیض سے مجھے یہ سعادت ملی اور اپنے والد محترم حضرت الحاج بابا نظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنی والدہ محترمہ کے نام جن کی دعاؤں کی بدولت مجھے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا۔ اور بالخصوص اپنے برادر کبیر قائد ملت پیر طریقت حضرت الحاج بابا میاں بشیر احمد صاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشین دربار لار شریف کے نام جن کے بے شمار احسانات اور شفقتوں سے میں سرفراز رہا۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اور حضرت کا سایہ ہم سب برادران پر اور دربار شریف سے منسلک تمام مریدین و مخلصین پر دراز فرمائے۔ آمین:

گدائے باباجی

میاں محمد اسمٰعیل نقشبندی نظامی وانگت، پہلناڑ، لار شریف، کشمیر

زیر اہتمام: برکات دادن اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Markaz Assaqafatul Islamia
MADRASA ISLAMIA
NAIMIA MAQBOOLIA
Raza Nagar Tandwal, Rajori (J&K)-India
Contact : +919622209607

مرکز الثقافۃ الاسلامیہ
مدرسہ اسلامیہ نعیمیہ مقبولیہ
رضا نگر ٹنڈوال (راجوری کشمیر)

## حرف آغاز

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریما بعد فعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

نگاہِ مرشد کامل سے عشق مصطفےٰ حاصل　　خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

بلاشبہ اولیاء اللہ نبیوں کے وارث اور دین کے پاسدار اور اپنے درس و تدریس سے فلاح انسانیت کے فرائض انجام دیتے ہیں، دین و دنیا میں ان کی زندگی عام لوگوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ اور کامل مثال ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ اعمال و افعال اور اقوال و اشغال میں اس قدر محتاط اور رضائے الٰہی کے پابند ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مقربین کے لئے اپنی رحمت وسیع فرما دیتا ہے۔ اور اللہ ان سے ہر طرح کا حزن و ملال بھی دور فرما دیتا ہے۔

اسلامی تصوف میں تمام صوفیائے کرام دین متین کی عملی تفسیر اور درس و تدریس کے ذریعہ سے خدمت کرتے رہے ہیں۔ صوفیائے کرام حدود اللہ کی پوری پوری حفاظت اور پاسداری کرتے ہیں۔ ان کی اسی فضیلت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نبیوں کی وراثت ان کے سپرد فرماتا ہے۔

اپنے اپنے عہد میں اس دور کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق ہر ولی اللہ اپنا مثالی کردار ادا کرتا ہے اور دین کی حفاظت اور تبلیغ و تشہیر کے لئے وہ اپنے تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے اولیائے کرام سے زمانے کی سیادت اور امامت کا کام لینا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو شروع سے اپنی خاص پناہ اور حفاظت میں لے کر ان کے کردار و عمل کی تشکیل فرماتا ہے۔

چنانچہ اسی طرح حضرت بابا۔ جی لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے پہلے اس وقت کے کئی نامور اولیاء اللہ و صاحب مجاہدہ صوفیاء حضرات نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس خاندان میں ایک فرزند ارجمند پیدا ہوگا جو اولیاء اللہ میں اپنا نمایاں مقام رکھتا ہوگا۔ اور جو اولیاء اللہ کی مجلسوں میں چراغ ہوگا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت بابا۔ جی لاروی ایک زبردست ولی اللہ تھے ان کی ساری زندگی قوانین شریعت و طریقت کی پابندیوں میں گزریں اور ہمیشہ آپ نے اپنے مریدین کو شریعت مطہرہ کی پابندی کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور کسی بھی حال میں اپنے آپ کو احکام شرعیہ سے دور نہیں رہنے دیا۔ جب بھی کوئی مشکل بات پیش آتی تو آپ اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہو جاتے اور حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حالات دریافت فرماتے۔



اللہ تعالیٰ مجھے اور دیگر تمام مریدین و مخلصین حضرات کو باباجی لاروی کے روحانی فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔ صاحب ''تذکرہ باباجی لاروی'' حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل نظامی نقشبندی صاحب نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ لارویہ کے تمام عقیدتمند حضرات کیلئے ایک انمول تحفہ وہ بھی بازبان اردو تصنیف فرما کر احسان عظیم فرمایا اور کیوں نہ تصنیف فرماتے جبکہ آپ کے والد محترم حضرت حاجی باباانظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں آپ کے ایک مضمون کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے اسمٰعیل تو ہی باباجی کی سوانح عمری لکھ سکے۔ ایک مرتبہ بچپن میں آپ کی والدہ محترمہ آپ کو آستانہ حضرت باباجی اور حاجی باباکے آستانہ پر لے گئیں اور پریشان ہو کر عرض گذار ہوئیں کہ یا حضرت یہ پڑھتا نہیں آپ توجہ فرمائیں تاکہ میری پریشانی آسان ہو۔ آپ رات کو سو گئیں اور خواب میں دیکھتی ہیں کہ حضرت باباصاحب تشریف فرما ہیں اور سامنے میاں محمد اسمٰعیل صاحب دو زانوں بیٹھے باباصاحب کی گود میں دو کتابیں رکھی ہیں اور میاں محمد اسمٰعیل نظامی کو پڑھا رہے ہیں۔ میں نے کتاب ہذا کو ترتیب دیتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ جیسے اس کتاب کو اپنے زمانہ کے کسی زبردست محقق عالم و فاضل نے تصنیف فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی باباانظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے لب مبارک سے نکلے ہوئے جملوں کو قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ جس کی یہ کتاب زندہ مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں محمد اسمٰعیل نظامی مدظلہ العالی کی عمر میں برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں حضرت باباجی لاروی کے روحانی فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔ آمین

خاکسار:

العبد (مولانا) عبدالخالق نعیمی نقشبندی، مجددی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم نعیمیہ مقبولیہ، رضا نگر ٹنڈوال، راجوری

وخادم درگاہ حضرت باباسیاں دادن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ڈنہ شریف نیالی، منجہ کوٹ، راجوری

## تـــأثـــرات

صاحبزادہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر طریقت

# حضرت الحاج جان آغا سرہندی مجددی فاروقی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ گلزار خیل شریف، تحصیل سامرو، ضلع عمرکوٹ، سندھ، اسلامی جمہوری، پاکستان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت باباجی لاروی قدس سرہ کی حیات طیبہ پر مشتمل کتاب سوانح حیات بنام ''تذکرہ باباجی لاروی'' علیہ الرحمۃ والرضوان کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

فاضل محترم جناب مولانا میاں محمد اسمٰعیل نظامی نقشبندی زید مجدہٗ نے بڑی محنت اور قلبی وابستگی کے ساتھ کتاب ہذا کو مرتب کیا ہے جو کہ حقیقی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین اور اصحاب مجاہدہ صوفیائے کرام کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی شریعت مطہرہ اور طریقت کے صحیح اصولوں پر بسر فرمائی جو کہ حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کا اسلوب زندگی ہے آپ کی توجہات عالیہ ہزاروں مخلوق خدا اور طالبان طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ امید کامل ہے کہ کتاب ہذا طالبان طریقت اور قبلہ باباجی لاروی قدس سرہ کے محبین اور مخلصین کے لئے ایک انمول تحفہ ثابت ہوگی جس کے مطالعہ سے وہ اپنی زندگی اصول شریعت اور طریقت پر صحیح طور پر گذار سکیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم فاضل مصنف اور ناشران کتاب ہذا کو دارین کی سعادتیں قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے وافر حصہ نصیب فرمائے۔

بحق طٰہٰ و یٰسین

**راقـــم**

خاکپائے سگ بارگاہِ مجدد الف ثانی قدس سرہ

فقیر جان آغا سرہندی مجددی فاروقی عفی عنہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ گلزار خیل شریف، سندھ پاکستان



(خلیفہ) سید محمد یحییٰ مجددی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت مجدد الف ثانی روضہ شریف سرہند
ضلع فتح گڑھ صاحب، پنجاب (ہند)

(KHALIFA) SYED MOHD. YAHYA MUJADDEDI
SAJJADA NASHEEN KHANQAHE ALIA HAZRAT
MUJADDID ALF SANI (RH) ROUZA SHAREEF
AT : SIRHIND-140406 DT. FATANGARH SAHIB (PUNJAB) INDIA
PH : 30444 (CODE NO. 01763)
232164

باسمہ تعالیٰ

حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک جید بزرگ ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے عاشق اور فدائی تھے۔ ہمیشہ مسلک مجددیہ پر کاربند رہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ، اتباع سنت واحیاء سنت پر مبنی تھی جن کا مقصد حیات شریعت وطریقت پر عمل کرنا تھا۔ باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے شریعت وطریقت تصوف اور علم سلوک کے نکات کو روشن کیا اور اپنی زندگی اتباع سنت پر عمل کرتے ہوئے بسر فرمائی اور لاکھوں بندگان خدا اہل کشمیر حضرات کو توجہات باطنی سے فیضیاب کیا جو کہ آج بھی لار شریف کشمیر میں ان کا مزار سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تشنگان کیلئے مرجع خلائق ہے۔ میاں محمد اسمٰعیل نظامی لاروی نے کتاب تذکرہ باباجی صاحب لاروی اور آخر میں مکتوبات گرامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے اعتقاد کے بارے میں مکتوبات کے وہ خلاصہ پیش کیئے جو صحیح اعتقاد پر مبنی ہیں۔

فقیر دعاء گو ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات خصوصی سے اس کتاب کو عوام الناس میں مقبولیت حاصل ہو اور حضرات نقشبندیہ مجددیہ اس سے فیضیاب ہوں۔

دعاء گو:

فقیر خلیفہ سیّد محمد یحییٰ مجددی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت مجدد الف ثانی روضہ شریف

سرہند ضلع فتح گڑھ، پنجاب ہند

Dr.MUFTI M.MUKARRAM AHMAD
M.A.University Medalist (Delhi),ph.D.
SHAHI IMAM
SHAHI MASJID,FATEH PURI,CHANDNI CHOWK,DELHI-6(INDIA)
Fax/Tel. : 23918322,23979610 Resi. : 23965285
E-mail: shahi.imam@mail.com

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشمیر لار شریف کے مشہور و معروف بزرگ عارف باللہ مرشد کامل حضرت خواجہ عبید اللہ نقشبندی مجددی المعروف بہ باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کمالات نیز آپ کے فرمودات و کرامات پر مشتمل یہ کتاب عاشقان اولیاء اللہ کے لئے بیش قیمت ہی نہیں بلکہ انمول روحانی ذخیرہ ہے جسے حضرت کے پوتے عالی مرتبت جناب حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل نقشبندی نظامی زید مجدہ نے مرتب فرمایا ہے۔ میں نے جستہ جستہ اس کا مطالعہ کیا۔ مؤلف فاضل نے بڑی محنت اور سچی لگن سے اس روحانی ذخیرہ کو جمع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور عامۃ المسلمین کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

العبد الفقیر

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی مجددی

امام و خطیب جامع مسجد فتحپوری دہلی

سرپرست اعلیٰ کل ہند تحریک حمایت الاسلام، دہلی



صدر مدرس و مفتی
دار العلوم جامعہ نعیمیہ
دیوان بازار، مرادآباد، ۲۴۴۰۰۱، یوپی

PRINCIPAL & MUFTI
DARUL ULOOM JAMIA-E-NAIMIA
Bazar Diwan, Moradabad-244001(UP)
India . Ph : 2471090, 2470090
9612240161

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے ولیوں سے محبت عشق الٰہی ہی کا مقتضا ہے اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت۔

ارشاد ہے من عادی لی ولیا فقد ازنتہ بالحرب۔ جو میرے ولی سے دشمنی کرے اس کو میں اعلان جنگ دیتا ہوں۔ ان کی صحبت و خدمت اور ان کے واقعات کا پڑھنا سننا زندگی میں انقلاب لاتا ہے۔ فسق و معصیت سے اجتناب اور تقویٰ و اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ یک زمانہ صحبت با اولیا۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔

یہ نور ولایت کا فیضان ہے جو نور الوہیت سے نور رسالت کی طرف اور نور رسالت سے نور ولایت کی طرف منتقل ہو کر عشاق کے دلوں کو منور کرتا ہے۔ انہی اولیاء کاملین میں حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مقدسہ ہے جن کے فیوض و برکات سے دنیا خصوصاً جموں و کشمیر کے احباب فیضیاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ کہ ولایت کی بہار میں خزاں نہیں، ہمیشہ بہار ہے۔

باباجی صاحب لاروی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات زندگی پر حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب نقشبندی نظامی زید مجدہ نے جو کتاب بنام ''تذکرۂ باباجی لاروی'' علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرمائی وہ انتہائی مستحسن قدم ہے۔ میرے پاس عزیز گرامی مولانا محمد فاروق نقشبندی نعیمی اور مولانا عبدالخالق نقشبندی نعیمی دام اقبالہا لے کر آئے۔ پڑھنے کا موقع تو نہیں ملا لیکن اقدام پر خوشی ہوئی۔ دعاء ہے کہ مولا تبارک و تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے وصول منزل کا ذریعہ بنائے اور یہ بھی بارگاہ صمدیت میں معروض ہے کہ باباجی صاحب کے اخلاق کو انہیں کی شان کا مظہر بنا تا رہے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم

العبد

فقیر محمد ایوب نعیمی قادری غفرلہ

شیخ الحدیث دار العلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، و مفتی اعظم ضلع مرادآباد، یوپی

تأثرات

حضرت علامہ مولانا

## ابوالسرور محمد مسرور احمد نقشبندی مجددی، کراچی پاکستان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو آتا ہے جانے کے لئے آتا ہے۔ کچھ اولوالعزم ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو ہماری یادوں میں رہتی ہیں انہی ہستیوں میں حضرت عارف باللہ خواجہ عبداللہ نقشبندی مجددی لاروی قدس سرہ العزیز ہیں۔ جن کی سوانح حیات ان کے پوتے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نقشبندی نظامی زید مجدہ نے تحریر فرمائی جو کہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے فیض سے تمام معتقدین، مریدین کو مستفیض فرمائے۔ آمین، حضرت باباجی لاروی قدس سرہ العزیز کی یہ سوانح تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ولادت باسعادت، دوسرا حصہ کرامات و واقعات اور تیسرا حصہ تصوف و معرفت۔ اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے ملاحظہ کیا گیا ہے۔ کیوں کہ احقر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے دربار میں عرس کی تقریبات میں حاضر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری حاضری قبول فرمائے۔ آمین۔

اسی دوران احقر کی ملاقات برادرم حضرت مولانا عبدالخالق نقشبندی مجددی سے ہوئی انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادہ سے تشریف لائے ہوئے ہمارے ساتھ حضرت جان آغا سرہندی دامت برکاتہم العالیہ سے درخواست کی کہ تذکرہ باباجی لاروی علیہ الرحمہ پر کچھ تحریر فرمائیں۔ اسی دوران حضرت جان آغا مجددی سرہندی دامت برکاتہم العالیہ نے احقر کا تعارف کرایا تو احقر سے بھی عرض کی کہ آپ بھی تحریر فرمائیں۔ احقر اس لائق نہیں کہ کچھ عرض کرے۔ حضرت جان آغا سرہندی دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد کے مطابق کچھ تحریر کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت باباجی لاروی قدس سرہ العزیز صوفی باصفاء تھے، ان حضرات کی سیرتیں بہتا دریا ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنے اور اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سچی محبت عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین

مثل دیوان سحر مرقد نوراں ہو تیرا　　نور سے معمور یہ شمع شبستاں ہو تیرا

احقر صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نقشبندی مجددی
ابن حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نوراللہ مرقدہ
چیئرمین امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی پاکستان
۲۷ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ر جنوری ۲۰۱۲ء



Ph. : 0591-2318599
Fax : 0591-2440170
Mob. : 09359719889
: 08791236898

# مجلس علماء الهند

# MAJLIS OLAMA-E-HIND

( Organisation of Indian Olamas )
Working Office :
JAMIA AKRAMUL ULOOM, LAL MASJID, MORADABAD - 244001 U.P. INDIA
Email: kalimi.mbd@gmail.com

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

آج بتاریخ ۱۲ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء عزیز گرامی قدر جناب مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی سلمہٗ شیخ المشائخ حضرت عبیداللہ المعروف باباجی صاحب لاروی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات و خدمات اور ان کے گرانقدر ملفوظات وارشادات پر مشتمل ایک تاریخی مرقعہ فقیر کے پاس لے کر آئے۔

فقیر راقم السطور نے اس گرانقدر دینی وملی اور روحانی دستاویزات کا جا بجا مطالعہ کیا۔ فقیر راقم السطور اس عظیم الشان مرقعہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا کہ شیخ المشائخ حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمۃ بلاشبہ اپنے دور کے عظیم روحانی اور علمی وعملی شخصیت کے حامل تھے اور ان کو قابل قدر مرشد وداعی اور یادگار سلف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ساتھ ہی اس قابل فخر تصنیف کو پڑھ کر راقم السطور یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہے کہ مصنف کتاب عالم باعمل حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب نظامی نے اپنے جد کریم کے تعلق سے زبردست مساعی جلیلہ فرمائی ہیں اور اس تاریخی کتاب کو مرتب فرما کر وابستگان حضرت باباجی صاحب پر خصوصاً اور اہل اسلام وسنت اور اصحاب فکر وتصوف پر یہ عظیم احسان فرمایا ہے۔

فقیر راقم السطور اس عظیم الشان مرقعہ فکر وتصوف کی تصنیف واشاعت پر فاضل مصنف کو صمیم قلب سے داد وتحسین پیش کرتا ہے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی شخصیت کو وسیلۂ عظمیٰ بنا کر تمام وابستگان سلسلہ سے دعاء کا طالب ہے۔ دعاء ہے کہ رب کریم اپنے محبوب ﷺ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ عظام کے صدقہ وطفیل اس صحیفہ نور وعرفان کو قبول عام فرمائے اور فاضل مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کی تحریک شریعت وطریقت کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

فقیر عبدالمنان کلیمی عفی عنہ
مفتی شہر مرادآباد وصدر مجلس علماء ہند وشیخ الحدیث جامعہ اکرم العلوم لال مسجد مرادآباد

Er. A.G. Kohli
B.E (Civil)
انجینئر عبدالغنی کوہلی

786

Chairman B.N. Educational Trust Jammu
State Member J&K CIB Advisory Board
President All J&K Seerat-un-Nabi Conference
President Muslim Co-ordination Committee, Jammu
Exe. Member : JPP Forum
PCC Leader
105/06, Channi Himmat Colony, Jammu
Ph. (R) 2461525, (Fax) 2433318,
Mob. 94191-05161
E-mail: agkohli43@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

اوران کے روحانی سلسلے پرحضرت میاں محمد اسمٰعیل نظامی نقشبندی کی تصنیف

میں اتنی بڑی وسعت والے مضمون پر وہ بھی جو قطب ربانی حضرت باباجی لاروی کے متعلق ہے عرض کروں گا وہ یقیناً تشنہ تکمیل رہے گا ۔تعم کی تعمیل کرتے ہوئے یوں عرض ہے کہ آج کل محسن ملت حضرت میاں محمد اسمٰعیل نظامی صاحب اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے قطب ربانی محبوب الاولیا، حضرت باباجی صاحب کے حالات زندگی پر لکھنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ میری خوش قسمتی یہ ہے کہ میں نے کچھ سال قبل ایک مختصر سا خاکہ حضرت باباجی اور مرشد حقانی حضرت باباانظام الدین لاروی پر بعنوان ''گلدستۂ نقشبندیہ'' تحریر کیا تھا اور ساتھ ہی ایک انٹرنیشنل اُردو رسالہ ''ہما'' میں بھی مضمون لکھا تھا۔ یہ دونوں میری تحریریں جناب میاں محمد اسمٰعیل نظامی کی نظروں سے گذریں اور بقول حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب کے یہ دیکھ کے ان کو جب مجھے اتنی معلومات ہیں اور اس کے ساتھ ہی اپنے والد حضرت باباانظام الدین لاروی کی مجلس میں رہ کے ان معلومات میں اضافہ ہوا ہے تو کیوں نہ اس بارہ میں اپنی قلم اٹھاؤں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ میری یہ تحریریں نامکمل بھی تھیں اور درجہ سٹرکچر میں ایک فام سی پوزیشن کی حیثیت تھی لیکن پریتا ضرور اس سے ملی۔ بدیں وجہ انہوں نے لکھنا شروع کیا جو نہایت ہی قابل ستائش تحریر ہوگی۔ اور وہ پیغام بھی اس سے ملے گا کہ انسان جب اس جہان میں پیدا ہوا اس پر کیا ذمہ داریاں تھیں اور کن خوش اسلوبی طریقوں سے نبھائے گا۔ حقیقت میں برسوں سے ہم کہتے سنتے اور دھراتے آئے ہیں کہ آج نہیں تو کل ہم بدل جائیں گے۔ کیوں کہ ہمیں جو ہونا تھا وہ ہم نہیں ہیں اس ہونے اور نہ ہونے کے سفر میں زندگیاں بیت گئیں اور ہم نہ کچھ بن پائے اور نہ دوسروں کو بنتے ہوئے دیکھنے کی چاہت کی۔ لیکن ہر کتاب کا آخری ورق، ہر کہانی کا آخری باب، ہر زندگی کا آخری لمحہ، ہر بات کا آخری لفظ، ہر آغاز کا اپنا ایک انجام، یہی تو زندگی ہے، یہی تو سفر ہے۔ اور اسی سفر میں ہم آپ، ہم سے پہلے آنے والے اور ہمارے بعد آنے والے گامزن رہے ہیں اور رہیں گے۔ کسی کے حصے میں کانٹے آئے تو کسی کے حصے میں پھول، کسی نے خودسازی یا خودکشی کو گلے لگایا، تو کوئی صبر وتحمل کی صحبت میں یہ بات بھی محسوس نہ کر سکا کہ ہوائے شدا سے جھنجھوڑ رہی ہے۔ کوئی دنیا کی تلاش میں سرگرداں رہا تو کوئی دنیا کو تیاگ کر راہ حق کا متلاشی بنا، کوئی سمندر پی کے بھی پیاسا رہا تو کوئی ایک قطرہ سے اپنی عمر بھر کی تشنگی مٹانے میں کامیاب۔

زندگی کے اس سفر میں اپنی لاتعداد لغزشوں اور رب کی بے پناہ رحمتوں میں جب کبھی پیچھے مڑ کے دیکھنے کی جرأت ہوتی ہے تو ہر انسان کی طرح ہم بھی سوچتے ہیں کہ کاش ایسا نہ ہوا ہوتا، کاش ایسا نہ کیا ہوتا، اور اب.....

کیا معلوم اسی تگ ودو میں کہاں کون سا لمحہ آخری صفحۂ ثابت ہو کون جانے۔ لیکن سب کچھ سوچنے سمجھنے اور محسوس کرنے کے باوجود اگر امید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کریمی کے صدقے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور اپنے پیر ومرشد شاہباز طریقت حضرت باباانظام الدین لاروی کے صدقے اللہ تعالیٰ فضل کرے تو وہ مقام مل جائے جو ماحاصل ہے اس عارضی زندگی کا۔ کیوں کہ میرا یقین کامل ہے۔ نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

گدائے باباجی علیہ الرحمۃ
خاکسار انجینئر عبدالغنی کوہلی
چیئرمین باباانظام الدین ایجوکیشنل ٹرسٹ چھنی ہمت، جموں

مولانا دل محمد
نقشبندی رضوی نعیمی جلالی
صدر انجمن علماء اہلسنت والجماعت صوبہ جموں
وممبر ریاستی وقف حج کمیٹی ریاست جموں وکشمیر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد از حمد ونعت راقم الحروف کو سیّدی ومرشدی حضرت خواجہ عبداللہ المعروف باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تقریظ کے لئے کہا گیا ہے حضرت کی شان وکرامات کے تعلق سے ان کے پوتے حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ العالی نے ایک مبسوط وقابل دید وشنید کتاب لکھی ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

راقم کی کیا مجال کہ ان سے متعلق کچھ لکھا جائے کیوں کہ چہ نسبت خاک راہ عالم پاک۔ بہرحال جسارت لابلیغہ کے طور اور الامر فوق الادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعارفی چند الفاظ ضبط تحریر میں لاکر ان کے محبین میں اپنا نام لکھوانے کیلئے شامل کتاب کرتا ہوں۔

حضرت باباب جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مطمع نظر ولایت میں ایک اہم اور خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ جس کا اظہار اولیاء، اصفیاء، ازکیاء، علماء اور زعماء سے بارہا سنتے رہے۔ کہیں راقم باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اوّل واعظم حضرت قبلہ الحاج سیّد نوران علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہے اس لحاظ سے باباجی رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کے مرشد ہوئے۔

اس وقت راقم الحروف عزیزم مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی کی دعوت پر دارالعلوم نعیمیہ مقبولیہ رضا نگر منڈوال راجوری کی افتتاحی تعلیمی کانفرنس میں موجود ہے۔ کسی دوسری کتاب یا مستقل کے ایڈیشن میں انشاء اللہ العزیز کچھ تفصیلی مواد لکھوں گا۔ واگنت شریف ایک روحانی علمی چشمہ ہے جس سے کافی بندگان خدا مستفیض ہوتے ہیں۔ اس وقت میرے پاس صاحبزادہ مولانا محدم اسمٰعیل صاحب لاروی اور عزیزم مولانا محمد فاروق اہتی بھی آج کے اس اجلاس میں موجود ہیں۔ باقی بشرط صحت وزندگی آئندہ پر چھوڑتا ہوں۔

بو انگت چشمہ فیض الٰہی رواں کرداست محبوب الٰہی
برائے سنیاں تازہ بہاراست برائے نجدیاں در چشم خاراست

ماشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

فقیر دل محمد نقشبندی مجددی عفی عنہ
صدر انجمن علماء اہلسنت صوبہ جموں
وممبر ریاستی حج کمیٹی جموں وکشمیر

## تـــأثـــرات

حضرت علامہ مولانا مفتی سید بشارت حسین صاحب رضوی برکاتی
مہتمم دارالعلوم رضویہ سلطانیہ جامع مسجد سرنکوٹ (جموں کشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہ کتاب سے نہ کالج سے نہ درس سے پیدا
علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

آج بتاریخ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۲ء کو عزیز گرامی قدر مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی مجددی سلمہٗ نے کتاب "تذکرہ باباجی لاروی" کے بارے میں تأثرات کیلئے کہا کہ رفیع القدر آبروئے اہل سنت حضرت علامہ و مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر ایک مستند و معتمد کتاب لکھی ہے۔ جو آپ کی کرامات و کشف پر ایک انمول نگینہ ہے۔ نمونہ ہی سے شئے کی خوبی یا خامی و خرابی کا پتہ لگ جاتا ہے۔ جس کو میں نے چیدہ چیدہ طور پر پڑھا۔ بلاشبہ اس کتاب کو موصوف نے ایک اچھوتے اور نایاب طریقے پر ترتیب دیا ہے۔ پھر انداز بیاں جو ایک راقم حروف کیلئے ہونا چاہئے درجہ اتم پایا۔ بڑے لطف کی بات یہ ہیکہ واقعات بادلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دعاء ہیکہ مصنف کی کتاب کے فیوض و برکات جملہ اہل سنت و جماعت کیلئے مشعل راہ ہوں۔

امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط والسلام

(مولانا مفتی) سید بشارت حسین رضوی برکاتی
مہتمم دارالعلوم رضویہ سلطانیہ جامع مسجد سرنکوٹ (جموں کشمیر)



مرکز دعوت وتبلیغ اہلسنت والجماعت
دارالعلوم رضویہ اشرفیہ ایتی فتحپور راجوری جموں کشمیر
MARKAZ-E-DAWATO TABLEEGH AHLE SUNNAT WA JAMAAT
DARUL ULOOM RIZVIA ASHRAFIA
Eate Fatehpur, Rajori (J & K) Mob : 9419267210, 9419267208, 9419172002, 01962-261334

Ref.....  درگاہ موئے مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  Date.....

## تـــأثـــرات

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم
اما بعد فعوذ بالله من الشیطان الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم

اللہ رب العزت جل جلالہ کے پیارے حبیب حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے
الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (شیخ اپنے مریدوں میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی امت میں)
جس طرح علم ظاہر سیکھنے کیلئے معلم کا ہونا ضروری ہے اسی طرح علم باطن سیکھنے کیلئے بھی کسی معلم کا ہونا لازمی ہے کیوں کہ علم باطن دل کی راہ سے دل میں پہنچتا ہے زبان یا کتاب کے ذریعہ نہیں پہنچتا۔

دانش احمد ہے دانست خدا
علم مرشد کا ہے علم مصطفےٰ

ہماری ریاست جموں وکشمیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی بزرگ قطب العارفین حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ ان شیوخ میں ایک ہیں جو اس فرمان مصطفےٰ ﷺ کے مستحق ہیں۔ آپ کے مبارک ہاتھوں پر ہزاروں بے راہوں نے توبہ کر کے شریعت مطہرہ کا پاکیزہ دامن تھاما۔ اور اپنی دنیوی واخروی زندگی میں انقلاب پیدا کیا۔ آج بھی آپ کی درگاہ سے عوام الناس آپ کے روحانی فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل نقشبندی نظامی صاحب نے تمام طالبان سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ لار شریف کو گرانقدر تحفہ عنایت فرمایا۔ آپ خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار
مولانا محمد فاروق نعیمی نقشبندی
سربراہ اعلیٰ دارالعلوم رضویہ اشرفیہ، اہتی، راجوری جموں وکشمیر

Ch. Talib Hussain
M.A., LL.B.
Ex. Member of Parliament
(Lok Sabha)
Former Panchayat Raj & P.H.E.
Minister J&K State

Gandhi Nagar, Jammu
Fatehpur , Rajoun
Jammu & Kashmir

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء و رسول کو مبعوث فرمایا اور دین حنیف کی نشر و اشاعت کا کام انسانیت کی اسی اعلیٰ ترین جماعت کے سپرد فرمایا۔ جماعت انبیا کے بعد اشاعت دین اور ہدایت انسانیت کا عظیم فریضہ اہل اللہ کی جماعت کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی وہی راستہ اور وہی طریقہ منتخب کیا جو انبیاء و رسول کا تھا۔ انبیاء کے قدسوں کے نشانات پر چل کر اہل اللہ نے انسانیت تک اس کے رب کا پیغام پہنچایا، انسان کی اصلاح کیلئے انبیاء نے محبت و دردمندی کا راستہ اپنایا تو اہل اللہ نے بھی اسی راستہ کا انتخاب کیا۔

جناب رسالت مآب ﷺ کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام اس زمانے کے بہترین لوگ تھے جنہوں نے ہادی اعظم ﷺ سے بلاواسطہ اکتساب فیض کیا تھا اور پھر انہوں نے کسی خاص نام سے اپنی پہچان نہیں کروائی۔ بلکہ اسی محبوب اور معزز نام کو اپنا طرۂ امتیاز کر لیا۔ ان کی پہچان رسول اللہ ﷺ سے اکتساب فیض تھا۔

تعلیمات نبوی ﷺ جنہیں صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے پھیلایا تھا اس میں کمزوری آنا شروع ہوگئی۔ اس صورت حال میں امت میں ایسا گروہ نمودار ہوا جس نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سنتوں کا احیاء فرمایا اور ان تعلیمات نبوی ﷺ کو مندرجہ بالا مذکورہ تین گروہوں کے انداز تعلیم میں پھیلایا۔ ان تعلیمات کی روشنی میں ایک عظیم چیز "تصوف" کی بنیاد رکھی۔ صوفیاء کے اس طبقے نے خود قرآن و سنت پر عمل کیا اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دی۔

آج دنیا میں دین جماعت صوفیاء کی وجہ سے زندہ ہے۔ جب اس دین کی بنیادوں کو خود مسلمانوں نے کمزور کرنا چاہا تو اللہ جل شانہ نے صوفیاء کی جماعت کو تخلیق فرمایا انہوں نے دین کو انہی بنیادوں پر اٹھایا جو بنیادیں رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور تابعین نے فراہم کی تھیں۔ صوفیاء نے خود اپنی زندگیوں کا محاسبہ کیا۔

کتاب ہذا "تذکرہ باباجی لاروی" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قطب العارفین حضرت میاں عبید اللہ المعروف باباجی صاحب لاروی نے اپنی ساری زندگی میں تعلیمات مصطفےٰ ﷺ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کی سنت عملی میں دین کو پھیلایا۔ وہ خود اپنا اکتساب کرتے تھے اور ہر شخص کو خود اکتسابی کی طرف متوجہ رکھتے تھے۔ یعنی ہر شخص اپنا اکتساب کرے کہ اس کے قدم درست سمت بڑھ رہے ہیں یا تباہی و بربادی کی طرف۔ آپ نے ہمیشہ اس احساس کو زندہ رکھنے کی جدوجہد کی کہ تباہی کی طرف اٹھنے والا ہر قدم صرف فرد کی تباہی کا باعث ہی نہیں بنے گا بلکہ معاشرے اور سوسائٹی کیلئے بھی باعث ہلاکت ہوگا۔ جس سوسائٹی میں زندگی گزار رہا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی پنجابی شاعری کے مجموعہ "سی حرفی شریف" میں فرماتے ہیں

ب: باجی قدم رکھ کے تے کچھ فکر کرلے منزلاں بھاریاں دا — جاناں کے نہ نال مسافراں دے چھوڑ قافل سہیلیاں ساریاں دا
لمی رات لجد دے وچ رہنے بہتا ئل پیسی پشماں ساڑیاں دا — کلمہ لفی اثبات عبداسنگ تیرے شافی ہے ہجڑا مرضاں ساریاں دا

آپ نے ان اشعار کے اندر تمام اہل اسلام کو آخرت کی فکر کرنے کی زبردست تلقین فرمائی ہے۔ صوفیاء کی زندگی کے گلستان میں ہر طرف اعلیٰ اخلاق کے پھول نظر آتے ہیں۔ ہمیں یہاں ہر طرف محبت و آشتی کا چمن کھلا نظر آتا ہے۔ میں مصنف کتاب ہذا "تذکرہ باباجی لاروی" حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل صاحب نقاشی نقشبندی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے سلسلہ نقشبندیہ دربار لار شریف کی عظمتوں کو اس تذکرہ میں دوبالا کر دیا اور ساتھ میں مولانا عبدالغنی نعیمی نقشبندی صاحب کو بھی مبارک دیتا ہوں جنہوں نے حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب کی اس تصنیف لطیف کو ترتیب دے کر شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجگان نقشبند کے روحانی فیض سے مجھے اور دربار شریف سے منسلک تمام ارادت مندوں کو دونوں جہان میں کامیابی عطا فرمائے اور ہم سب کی بخشش فرمائے۔ آمین

خاکسار:
چودھری طالب حسین فتحپوری
ایم اے ایل ایل بی
(سابق ممبر آف پارلیمنٹ لوک سبھا) سابق وزیر محکمہ پنچایت جموں و کشمیر



Mirza Abdul Rashid
MA, LL. B. DPA (ALLG)
EX. MEMBER OF PARLIAMENT
(Rajya Sabha)
Former Speaker, J&K Assembly
Former Health & Medical - Education Minister
(J&K State)

OPPOSITE JAMA MASJID, BATHINDI
Ph. 0191-2473234, Mob. 94191-71076

رہے گی نہ قائم ارے کوئی نشانی — فقط اللہ باقی سمن کل فانی

یہ ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں بالخصوص اور مسلم دنیا کے بیشتر ممالک میں بالعموم دین کی ترویج و اشاعت اسلام کی آفاقی تعلیمات اعلیٰ انسانی اقدار و اخلاق اور اسلام کے سن وسلامتی پر مبنی مثالی پیغام کو عام کرنے میں صوفیائے کرام اور اولیاء عظام کا کردار کلیدی اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ کے ان برگزیدہ بندوں اور عظیم المرتبت ہستیوں نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور احیاء دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ احترام انسانیت، خدمت خلق اور انسان دوستی پر مبنی ان کے بے مثال فلسفے نے علم و عمل کی ایسی قندیلیں روشن کی ہیں جن سے انسانیت بدستور فیضیاب ہو رہی ہے۔ یہ طبقے انسانوں کے دلوں پر حکمران تھے اور ہمیشہ رہیں گے۔ ان کی درویشی میں شہنشاہی تھی، ان کی قلندری میں شان قلندری تھی اور ان کی ذات بابرکات سے بوریانشینوں اور فاقہ مست افراد کے درد کا درمان ہوتا تھا۔ وقت کے فرمانروا اور سلاطین بھی ان کے دامن کو تھامتے اور ان کی خدمت میں حاضری کو سعادت گردانتے تھے۔ بت پرستی کا دوسرا نام خود پرستی اور نفس پرستی ہے جب تک انسان اس کیفیت سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتا خدا پرستی کی منزل سے دور رہتا ہے۔ یہ ولیوں کا طبقہ اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اندر دریا کی سی فیاضی و سخاوت سورج جیسی گرم جوشی اور زمین جیسی نرمی و مہمان نوازی پیدا کرے۔

اللہ تعالیٰ جس بندۂ خاص سے گفتگو فرماتا ہے وہ نبی کا رتبہ پا جاتا ہے صرف اللہ اللہ کرنے سے تو اللہ نہیں ملا کرتا ہاں اللہ والے اللہ سے ملا دیتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو پہنچو خدا تک، کرو تم رسائی در مصطفےٰ تک۔ اس لئے بھی کہ حبیب خدا جیسے اپنی ظاہری حیات میں سنتے تھے ان کی روح اللہ تعالیٰ نے لوٹائی ہوئی ہے۔ اب قیامت تک حبیب خدا سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

پھول کھلتے ہیں خارزاروں میں — جب میں ذکر رسول کرتا ہوں
پڑھ کر درود ان پر میں — سودہ نقد وصول کرتا ہوں

حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ شعر صادق آتا ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی — بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کیلئے ہیں جو اپنی مخلوق پر انعام و اکرام کی پیہم بارش برساتا ہے اس نے اپنے لطف و کرم سے اپنے بندوں کو بعضوں میں سے پسند فرما کر چن لیا ہے اور انہیں اپنے محبوب اعظم رسول اکرم ﷺ کے وسیلے سے اپنی محبوبیت کا اعزاز بخشا۔ تو یہی وہ لوگ ہیں جن سے زمانے کی صوفیا زینت قائم ہے۔ جن کی معرفت کی مہک سے تمام عالم کو معطر کر رکھا ہے اور جن کے دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکے رہتے ہیں۔ اسی صف اوّل میں شمار ہونے والے مقام کمل کے حامل برصغیر کے مشہور و معروف صوفی بزرگ عارف باللہ حضرت خواجہ عبید اللہ نقشبندی المعروف حضرت باباجی صاحب لاروی ولایت کے ایک روشن چراغ ہیں۔ آپ کے جانشین صاحب سجادہ حضرت میاں بشیر احمد نقشبندی مجددی جو اپنے ولیوں اور فقیروں کی روحانیت شریعت و طریقت کے وارث ہیں۔ آپ نے اپنے صوفی بزرگوں کی عظمت کو ہر اعتبار سے دوبالا کیا ہے۔

صاحب تصنیف کتاب ہذا حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل نظامی نقشبندی مدظلہ العالی نے عارف باللہ حضرت باباجی صاحب لاروی کے عارفانہ و صوفیانہ زندگی کے حالات و واقعات، کمالات و فرمودات اور اطوار کو ایک شاندار ضخیم کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ حضرت باباجی لاروی کے محبین و مخلصین کے لئے یہ کتاب ایک نایاب تحفہ ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کا طلب گار ہوں کہ مصنف کتاب ہذا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نقشبندی صاحب کو اللہ تعالیٰ اجر دارین کی ان گنت سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین

اپنے پیچھے چھوڑ جاؤ اپنی یادوں کے نقوش — آنے والے قافلوں کے رہنما بن کے چلو

آپ کا تابعدار:
(الحاج) مرزا عبدالرشید
ایم اے، ایل ایل بی۔ ڈائیف اے (علیگ)
سابق ممبر آف پارلیمنٹ راجیہ سبھا
سابق اسپیکر اسمبلی جموں و کشمیر
سابق وزیر صحت و میڈیکل ایجوکیشن جموں و کشمیر

OFFICE OF THE
EXECUTIVE ENGINEER ELECT DIVISION RAJOURI (HQ RAJOURI)
Fax Number: 01962-264824,E Mail: xenmrenjouri@gmail.com

Er. Maqbool Hussain Chisty
Executive Engineer

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج دنیائے تصوف کی ایک عبقری اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم شخصیت قطب العارفین حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مجھ سے تاثر دینے کے لئے کہا گیا۔ جب جب ہم باباجی صاحب لاروی کا تذکرہ کرتے ہیں یاسنتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ روح کو نئی روحانی غذائیں مل رہی ہیں۔ باباجی لاروی جہاں ایک ولی کامل تھے وہاں ان کی لکھی ہوئی شاعری تصوف کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور عالم اسلام کے لئے آپ نے بہت بڑی روحانی خدمت کی۔ اور رہتی دنیا تک آپ کا چرچہ چلتا رہے گا اور لوگ آپ کی روحانی قدروں سے فیضیاب ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے طفیل مجھ گناہگار کو بے حساب بخش دے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب کو جنہوں نے انتھک کوششوں سے اس بے بہا قیمتی اثاثہ کو جمع کیا ہے۔ دین اسلام کی برکتوں سے سرفراز فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا مقبولیہ ٹنڈوال راجوری جنہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی کرکے اتنا سنوار دیا ہے اور ہندو پاک کے مشاہیر علماء ومشائخ کی تاثرات کو حاصل کرکے کتاب ہذا کے ایڈیشن کو نئی رنگت کا جامہ پہنایا۔ کو باباجی لاروی صاحب کے طفیل دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین، اور اللہ تعالیٰ مولانا میاں محمد اسمٰعیل لاروی کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور دونوں جہان کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

خاکسار

انجینئر مقبول حسین چشتی

ایگزیکٹو انجینئر ہیڈ آفس محکمہ پاور ضلع راجوری



Ref. No.: .....

Date : 05/10/2012

جامعہ فیضان اشفاق
Jamia Faizan-e-Ashfaque

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا فرمایا، اپنا بندہ کرزندگی عطا فرمائی ساری مخلوق میں مکرم ومعزز بنایا۔ وہ کریم ہے اپنے پیارے بندوں کو محبت سے نوازتا ہے۔ ہدایت سے مشرف فرما کر ہادی بناتا ہے پھر فرشتوں کے ذریعہ اعلان کرا کے شہرت سے سرفراز فرماتا ہے۔ دنیا میں ہادی آتے رہے اور ہدایت فرماتے رہے۔ ملک ہندوستان بھی اُن نفوسِ قدسیہ سے محروم نہ رہا۔ اس سرزمین پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم شخصیت ہی نہیں بلکہ یوں کہئے کہ ہندوستان میں بانی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوار پرانوار واقع ہے جہاں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو فیض ملا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے آپ کے مرشد کریم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "شیخ احمد ایسا سورج ہے جس میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔"

اسی عظیم سلسلہ کی ایک کڑی ریاست جموں وکشمیر میں موجود ہے جن کو ہم قطب العارفین حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے جانتے اور مانتے ہیں۔ ہزاروں گمراہ اور بے دینوں کو اپنی روحانیت سے صراط مستقیم پر لایا اور آج بھی ریاست جموں وکشمیر بلکہ پاک وہند میں آپ کا فیض جاری ہے۔ سیاسی گھرانوں سے لے کر ایک گدڑی پوش تک آپ کے آستانہ پر روحانیت کی بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں آپ کے پوتے حضرت مولانا میاں محمد اسمٰعیل نقشبندی نعمانی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے "تذکرہ باباجی لاروی" تصنیف فرما کر باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عقیدت مندوں پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آخر میں بارگاہ داتا دین اسلام کے دربار گنج بخش ہجویر کے مجاور مولانا محمد الخالق نعیمی نقشبندی صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے تذکرہ باباجی لاروی ہی ملک وملت کے مشاہیر علماء ومشائخ کے مقرظات جمع کرکے کتاب کی اہمیت میں اضافہ کردیا ہے۔

مولا تعالیٰ ہم سب کو باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض سے فیضاب فرمائے۔ آمین

العبد محمد اجمل اقبال خان قادری

خادم اہلی

جامعہ فیضان اشفاق ناگوری استھان

بمقام دارالعلوم شعبہ علوم اسلامی جموں یونیورسٹی، بی بی دھلی

Mobile:+919414006786

Jajolai, Nagaur, Rajasthan-341001
Ph.: 01582-290217, Fax: 01582-245590
e-mail: jamiafaizaneashfaque@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرے آسمانوں کے تاروں کی خیر
زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر

ایک مردِ حق کی ترپسٹھ برسی حیات باسعادت نصف صدی کی ظاہری اور باطنی طہارت تنزکیہ نفس کے ذریعہ حاصل کی ہوئی آگہی کی دولت شبانِ تیرہ وتار میں سینہ سوزی اور دیدہ ریزی کے نتیجے میں ملنے والے نورِ بصیرت کی حقیقت قلم بند کرنے کی سعادت جسے حاصل ہو جائے اس سے زیادہ بختور بھلا اور کون ہو سکتا ہے۔ بات جرأت اور جسارت کی ہی ہوتی تو کئی لوگ بحرِ عمیق میں غوطہ زن ہو جاتے لیکن سلوک تصوف اور علم دین کی کما حقہٗ شناسائی کی عدم موجودگی میں محرمانِ جادو نگار بے بسی اور لاچاری کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں۔ یہ تو صدیوں کی تاریخ سے کشیدہ جوہر کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا عمل ہے جو حد درجہ احتیاط کا متقاضی ہے۔ مجھے امید ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے گلستان کے خوشہ چین صدیوں مولانا محمد اسماعیل نظامی نقشبندی مجددی



کے ممنون رہیں گے جنہوں نے سراج السالکین حضرت میاں محمد عبداللہ رح المعروف حضرت باباجی صاحب لاروی کی حیاتِ کرامات اور تعلیمات کا سیر حاصل تذکرہ قلم بند کر لیا۔ نظامی صاحب کو یہ سعادت اس لئے نصیب ہوئی کہ وہ حضرت باباجی صاحب رح کے فرزند مرید اور سجادہ نشین حضرت قبلہ میاں نظام الدین لاروی رح کے ہاں پیدا ہوئے ان کی بصیرت افروز صحبت ملی اور اُن کی زبانی باباجی صاحب رح کے حالات و واقعات اور کمالات کی آگاہی پائی نظامی صاحب حاجی باباجی صاحب کے دیگر ہمعصر صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی محفلوں سے بھی فیض یاب ہوئے خصوصاً انہیں حضرت کے خلیفہ اوّل الحاج حضرت سید نوران شاہ صاحب رح کی طویل صحبت نصیب ہوئی جنہیں اپنے پیر و مرشد سے والہانہ الفت اور قرب حاصل تھا۔ چونکہ نظامی صاحب اس موضوع پر سن طفلیت سے ہی معلومات کے حصول کے شائق تھے۔ اس لئے اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کیلئے انہوں نے دل و دماغ کے دریچے ہمیشہ کھلے رکھے اور قلم اٹھانے سے پہلے کیل کانٹے سے لیس ہو گئے مجھے اس بات کا احساس ہے کہ زیر نظر کتاب کی جہاں پذیرائی ہوگی وہاں ناقدانہ نگاہیں اٹھیں گی۔ لیکن اس شعلۂ نور کو آنے والی صدیوں تک پھیلانے کیلئے نظامی صاحب کی انگلیاں فانوس بن کر ایک طرف بادِ مخالف کا مقابلہ کریں گی اور دوسری طرف اس نور کے سوز سے محظوظ بھی ہوتی رہیں گی اور ان کی صدا مستقبل کے لق و دق صحرا میں گونجتی رہے گی۔

ے منم غمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم ملامت می کند خلقے کہ من بر زاری زقسم

خاکپائے۔ دربار نظامی۔ اقبال عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

بنام شاہدِ نازک خیالاں ❊ عزیزِ خاطرِ آشفتہ حالاں

## "کتاب تذکرہ" حضرت باباجیصاحب

حضرت جناب بابا جیصاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ہی نہیں، بلکہ اس میں شریعت، طریقت، تصوف اور علم سلوک کے نکات کو کما حقہ اُجاگر کیا گیا ہے۔ اور یہ قابل اوصاف کارنامہ رہتی دُنیا تک زندہ و پائندہ رہیگا قوم اور اہل علم حضرات اسے تبرکات کے طور پر دیکھیں گے۔

جناب حاجی نوران شاہ صاحب راجروی مدفون "سوہاوا پاکستان" حضرت جناب قبلہ وکعبہ باباجی صاحب کے خلفائے خاص میں سے تھے۔ اور حضرت جی صاحب کے روحانی رازداروں میں ان کا مقام تھا۔ طالب علمی میں میاں محمد اسماعیل صاحب نظامی اُن کے بہت قریب



رہے ہیں موصوف انہیں لار دربار کا چشم وچراغ ہونے کے ناطے اُن رازوں کا مستحق جانا کرتے تھے۔ اور جو حدیقہ ظاہر و باطن اپنے پیر کی طرف سے ان پر منکشف ہوتے رہتے تھے۔ اِن سے نظامی صاحب کو مستفید کیا گیا۔ موصوف نے اب اِن دُرِ نایاب کو صفحہ قرطاس پر بکھیر کر ایک بہت بڑا فریضہ انجام دیا ہے۔ ہاں تو جناب میاں عبدالکریم ہجران عرف بھائیاجی، حضرت قبلہ جناب باباجی صاحب کے مشیران خاص میں سے تھے اُن کی محفلوں میں بھی نظامی صاحب نے ہوش مندی کا وقت گذارا اور اُن کے زبانی بیان کردہ واقعات سے بھی استفادہ کیا۔

خاص طور پر پابند شریعت و طریقت حضرت جناب الحاج حاجی بابا صاحب خواجہ میاں نظام الدین لاروی کی پاک مجلسوں سے معلومات حاصل کیں۔ جن میں حضرت بابا حاجی صاحب، حضرت جناب باباجیصاحب لاروی کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ نیز سینہ بسینہ آعدہ مستند اور منقسم روایات کو تحریروں کی مالا میں پروتے رہے۔ اور انکے علاوہ تخلیق کردہ کتب ہائے حضرت باباجی صاحب شریعت طریقت تصوف، تاریخ اور علم سلوک کے موتیوں کو چُنا گیا یہ نظامی صاحب کا ہی حصہ کہیے کہ مختلف ذرائع سے روایات زریں اکٹھا کرنا اور خاص و عام کے استفادہ کیلئے زیر نظر کتاب میں جگہ دینا گویا بحر علوم کو کوزہ میں بند کرنیکے مترادف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کی مجموعی طور پر یہ پہلی اور مستفید کتاب ہے۔ ان علمی ادبی اور تاریخی کاوشوں سے یکلخت عہدہ برا ہونا

گویا میاں محمد اسماعیل نظامی کے مقدر میں لکھا گیا تھا۔ یعنی بارہا ان کے پہلو میں بیٹھ کر محسوس کیا ہے، کہ معلومات سے نظامی صاحب نے نقشبندان اور خواص وعوام کیلئے یہ بیش قدر کتاب تخلیق کر کے تڑپتے اور خواہشمند دلوں کو تسکین بخشی۔ اور خانوادہ لار شریف کے اہم فرائض کو بایہ تکمیل تک پہنچایا لہذا وہ اس زندہ جاوید کارنامہ کیلئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

الراقم

محمد اسمٰعیل اشرف صاحب نقشبندی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دیباچہ

فرمودہ حضرت بابا جی صاحبؒ لاروی۔ "اگر آپ فدوی نیاز مند کی سوانح عمری کی جانب توجہ زیر مطالعہ کرو گے۔ تو ضرور بصد ضرور فیض اشرف ظاہری، باطنی حاصل کر کے فلاح دو جہانی مقاصد کامیابی اسرانجام حاصل کرو گے بس باقی ہوس فقط اداب وسلام خیر الانام ماخوذ از ملفوظات نظامیہ۔"

زندگی میں کافی عرصہ یہ تمنا رہی کہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ لاویؒ کی سوانحیات لکھی جائے مگر ایک عرصہ تک تلاش روزگار میں جستجو کے ادب جاری نہ رکھی جا سکی اسلئے مشاہد تحریر میں خالص ادبی رنگ نہ ہو مگر واقعات اور تاریخ کا رنگ زیادہ غالب ہے۔ برسوں سے مسلک عبید اللہی کی تحریری تشہیر کیلئے امنگ رہی۔ مگر کسی نے اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے یاوری نہ کی حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے سوا میری زندگی کے بازاو مقاصد میں یہ ایک اعلیٰ مقصد تھا مگر اپنی جرأت

بھی نہ ہوئی کہ میں ایسے باکمال ولی اللہ کی سوانحیات لکھ سکوں اور تحریری تشہیر کروں مگر حاجی بابا کا یہ ارشاد کہ تم بابا جی صاحبؒ کی سوانح عمری لکھ سکو گے۔ آپ کا یہ ارشاد اور میرا مصمم ارادہ رنگ لائے بغیر نہ رہ سکے۔ بالآخر منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔

تذکرہ جی صاحبؒ کا مسودہ لکھا اور کتابت کروا دی۔ حضرت حاجی بابا کے فرمان کی تفصیل اس طرح کی پہلی مرتبہ جب میں نے برادر عزیز میاں جاوید احمد نظامی کے پندرہ روزہ اخبار "کوہسار ٹائمز" میں ایک مضمون قطب الاقطاب حضرت جناب بابا جی صاحب لاروی ؒ کے عنوان سے لکھا جس کو سب سے زیادہ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین لاروی ؒ نے پسند فرمایا اور مجھے اُس مضمون کی داد دیتے ہوئے دو تین مرتبہ فرمایا کہ "تم بابا جی صاحبؒ کی سوانحیات لکھ سکتے ہو۔"

؎ گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور پھر یہ بات ممکن ہو گئی اس تذکرہ کی معلومات یا حضرت بابا جی صاحب کی تصانیف میں تھیں۔ یا حضرت حاجی بابا صاحب کی ذات گرامی تھی چنانچہ میں نے آپ کی تصانیف کتابوں کا مطالعہ حاجی بابا کی حیات طیبہ میں شروع کر دیا اور حضرت کی بہ زبردست خواہش کردہ حضرت بابا جی صاحب لاروی ؒ کے وہ ملفوظات رقم کروائیں جو اُن کی ذاتِ گرامی کے پاس سینہ بسینہ محفوظ ہیں۔ حضرت بابا جی صاحب لاروی ؒ کے کچھ خلفائے عظام کی فہرست حضرت حاجی بابا نے اپنے دست شفقت سے لکھ دی جو میرے پاس ہے جب میں تذکرہ



جی صاحب کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنے لگا تو ان یادداشتوں کے سوئے دل و دماغ سے از خود پھوٹنے لگ گئے۔ حضرت حاجی بابا اپنے والد و مرشد بابا جی صاحبؒ کے حقیقی عاشق تھے اور عشق کا شبوہ نہیں کہ یاد سنہائے عشق کے وقت قرار و سکون رہ سکے۔ یہی وجہ ہوئی کہ ایسی کیفیت میں تکرار کی گنجائش پیدا نہ ہو سکی میں نے اپنی زندگی میں جو پُر اثر باتیں سُنیں وہ سب سے زیادہ پر اثر حاجی بابا صاحبؒ کی زبانی حضرت بابا جی صاحبؒ لاروی کے ملفوظات میں یا پھر ان کے بعد سید حاجی نوران شاہ صاحبؒ خلیفہ اعظم بابا جی صاحب مدفون سوہاوا نور پور سیداں پاکستان کی زبانی بابا جی صاحب کے متعلق باتیں سُنیں۔ حضرت سید حاجی نوران شاہ بھی حضرت جی صاحب لاروی ؒ کے خلیفہ و مرید ہونے کے علاوہ اپنے مرشد گرامی کے عاشق تھے۔ ان کے علاوہ سجادہ وانگت لار شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ میاں بشیر احمد لاروی مدظلہ عالی کی مجالس سے بھی کافی حد تک معلومات حاصل کیں۔ اور جناب میاں بدر الدین مرحوم جناب بھائیا عبدالکریم مرحوم جو بابا جی صاحبؒ کے مشیران خاص میں تھے۔ اُن سے بھی بہت سی معلومات حاصل کیں خاص طور پر سرہند شریف دربار مجدد الف ثانی پر جانے کا واقعہ سرہند شریف کے سفر میں حضرت جی صاحب کے ساتھ بھائیا عبدالکریم بھی تھے۔

اس طرح مولانا سید غلام رسول شاہ خلیفہ حضرت سید حاجی نوران شاہؒ پیر مہر علی شاہ صاحبزادہ پیر عمران شاہ سے بھی بہت سے واقعات سنے سب سے پہلے میرے اس جذبے کو حوصلہ چوہدری محمد اقبال عظیم سے اُس

وقت ملا جب انہوں نے ریڈیو کشمیر سرینگر سے اپنی ملازمت کے دوران حضرت باباجی صاحبؒ کے متعلق نشری معلومات شروع کیں پھر جب وہ کلچرل اکیڈیمی میں ملازم کی حیثیت سے گئے تو انہوں نے بہت کچھ حضرت باباجی صاحبؒ کے بارے میں شائع کروایا۔ اور یہ کہ حضرت جی صاحب نمبر شائع کروایا پھر میرے اس جذبے کو تقویت دینے والے حضرات میں مشہور شاعر چوہدری محمد اسرائیل اثر نقشبندی، برادر اکبر حاجی غلام جیلانی صاحب اور چوہدری عبدالغنی کوہلی انجینئر چھنی ہمت جموں جنہوں نے ان تھک کوشش کر کے حضرت جی صاحب لاروی کے بارے میں چھوٹے چھوٹے کتابچے شائع کروائے ان کتابچوں سے بھی بڑا حوصلہ بلند ہوا۔ اور بھی بہت کرم فرما ہیں جنہوں نے مجھے حوصلہ دیا اور کتابت کیلئے کچھ تھوڑی اعانت بھی کی جن میں خاص طور پر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جموں شامل ہیں۔ ماسٹر محمد جنید سجادہ نشین کھوڑی والی درہال نے مجھے قلمی تعاون کے طور پر ایک مضمون بھی دیا جو درج کتاب ہذا ہے

کتاب تذکرہ جی صاحب کے تعارف کیلئے ایک مقدمہ لکھنے کی ضرورت تھی مگر کتاب کی ضخامت پہلے ہی چار سو صفحات تک جا پہنچی اسلئے بہانت ہی مختصر تعارف اس طرح کہ کتاب ہذا کو ایک ہی جلد میں تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں باباجی صاحبؒ کی پیدائش سے لیکر بیعت و خلافت اور پھر سنجوڑہ شریف بالاکوٹ آبائی وطن کی سکونت کے حالات جو زیادہ تر حضرت کی تصنیف شدہ کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصے میں یہاں موجودہ نظام آباد یا بانگری وانگت



کشمیر سکونت اختیار کرنے کے بعد وفات کے حالات و کرامات درج ہیں تیسرے حصے میں علم تصوف و معرفت ختمات معظمات کے طریقے اور اجازت ہفتہ میں ہر ایک دن نوافل پڑھنے کے طریقے جو آپ کی تصنیف شدہ کتابوں سے لئے ہیں اور علم تصوف و عرفان سے متعلق آپکی تصنیف شدہ کتابوں سے اقتباسات جو عام فہم اردو بنا کر درج کئے ہیں۔ اسی حصے کے آخر میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اعتقادات کے بارے میں مکتوبات امام ربانی سے مختصر اردو ترجمہ کے اقتباسات درج ہیں تاکہ ان کو پڑھنے سے لوگوں کے اعتقادات صحیح طور شریعت محمدی اور طریقت کی راہ پر ہوں۔

آخر میں ناشر کتاب "تذکرہ باباجی لاروی" مولانا عبدالخالق نعیمی نقشبندی مجددی صدر ادارہ برکات دادن اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ راجوری جموں و کشمیر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کتاب ہذا کو بڑی محنت کے ساتھ ترتیب دیکر یہاں سے سفر کر کے ملک کے علماء و مشائخ کے پاس جا کر کتاب ہذا پر تاثرات لکھوائے، اور سفر کی پریشانیاں برداشت کیں۔ خدائے پاک جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کے مدرسہ دارالعلوم نعیمیہ مقبولیہ جو راجوری ٹنڈوال میں قائم کیا ہوا ہے مولا تعالیٰ ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین

دعاگو۔

میاں محمد اسماعیل نظامی، پہلناڑ وانگت نظام آباد تحصیل کنگن
ضلع سرینگر ریاست جموں و کشمیر

# حضرت باباجی صاحب لاروی کے مختصر حالات

حضرت جناب خواجہ عبداللہ لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ابتدائی حالات خاص طور پر خاندانی حالات ماضی کے دُھندلکے میں ہیں۔ البتہ آپ کے ابتدائی حالات کچھ حضرت جناب باباجی صاحبؒ کی کتابوں ملفوظاتِ نظامیہ اور اسرارِ کبیری شریف اور زبانی واقعات اور پھر تحقیق سے جو کچھ معلوم ہے وہ سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

حضرت جناب باباجی صاحبؒ سنجوڑہ سے اُوپر نمانیاں (نعمانیہ) نامی جگہ میں ایک جھونپڑی میں میاں پھل گل کے ہاں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور دُنیاوی لحاظ سے انتہائی عسرت و بے سہارگی میں زندگی کے دِن گذارے لیکن خُدا کے فضل و کرم سے اس چھوٹی عمر میں ہی حضرت جناب باباجی صاحبؒ ہمہ تن یادِ الٰہی میں مصروف و مشغول ہو کے یعنی آخرت کی کشادگی کا آغاز شروع ہو چکا تھا

# مادر زاد ولی ہونے کی پیشین گوئی

حضرت میاں نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باباجی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے قبیلہ کے بزرگ تھے انہوں نے حضرت جی صاحبؒ کی دادی صاحبہ کو یہ پیشن گوئی فرمائی تھی کہ تمہاری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اولیا اللہ کی جماعت میں شامل ہوگا۔ میاں نور محمد صاحبؒ کی تربت سنجورہ شریف کے قبرستان میں اور تربت کے اوپر ناشپاتی کا ایک بڑا ثمر دار درخت ہے۔ جس کو لوگ تبرکاً دور دور تک لے جاتے ہیں۔

اس پیشن گوئی کے کچھ عرصہ بعد جب حضرت باباجی صاحبؒ کے والد بزرگوار دادی صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے جن کا اسم مبارک میاں پھل گل تھا تو دادی صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی پیشن گوئی میاں نور محمد صاحبؒ نے فرمائی تھی۔ کچھ دن گذرنے کے بعد ایک اور بزرگ تشریف لائے اور دادی صاحبہ کو فرمایا کہ جو پیشن گوئی میاں نور محمد صاحبؒ نے فرمائی ہے وہ اولیا اللہ اس لڑکے کی پشت سے پیدا ہوگا یعنی میاں پھل گل کی پشت سے۔

جب میاں پھل گل کی شادی کا انتظام و سامان ہوا اسوقت جنابہ دادی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ اس طرح دادی صاحبہ اپنے پوتے کی جو پیشن گوئی ہوئی اس کو وہ نہ دیکھ پائیں اللہ کو یہی منظور ہوگا۔



# حضرت باباجی صاحبؒ اور میاں گل پھل کی شادی

برادری کی ایک نیک سیرت خاتون حلیمہ کے ساتھ میاں پھل گل کی شادی ہوئی تو کچھ عرصہ کے بعد مائی حلیمہ دام سرہا کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسی طرح وقت گذرنے کے بعد پھر دوسری لڑکی پیدا ہوئی پھر لڑکا پیدا ہوا مگر چوتھی مرتبہ ایام حمل میں مائی حلیمہ کو بہت تکلیف ہوئی تو میاں پھل گل سخت گھبرائے اور حافظ احمد گل صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جبڑی شریف تشریف لے گئے۔ اسوقت حافظ احمد گل صاحبؒ والد میاں محمد اسحٰق صاحبؒ مشہور بزرگ تھے۔ بہرحال میاں پھل گل نے عرض کی یا حضرت میری گھر والی کچھ یار تو ان ہے دو بچیاں ایک لڑکا ہے دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ شفا بخشے اور کسی مصیبت سے دوچار نہ ہوجاؤں حافظ احمد گل صاحبؒ نے فرمایا میاں گل جی اس بار آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو ابتدائی ایام میں سخت دنیاوی مشکلات سے دوچار ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو بہت بڑا مقام عطا فرمائیگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا یعنی ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ ہر خوشی کے بعد غمی ہے۔ صاحب ارشاد بزرگ نے اسی لیے فرمایا ہے کہ انسان کو اس بات کا خوگر ہوجانا چاہیے کہ اگر کوئی خوشی میں رہتا ہے تو اسکو غم کا انتظار کرنا چاہیے اور اگر کوئی غم سے دوچار ہے تو اس کو خوشی کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہر خوشی کے بعد غمی ہے اور ہر غمی کے بعد خوشی ہے۔ اندھیرے کے بعد روشنی ہے اور روشنی کے بعد اندھیرا ہے۔

حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جونہی ولادت ہوئی تو حضرت کے والد مکرم

حافظ احمد گل صاحبؒ کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کی یا حضرت میرے ہاں ایک لڑکا نولد ہوا ہے تو حضرت حافظ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے تو میاں پھلگل نے فرمایا کہ یا حضرت ابھی نام تو کوئی نہیں رکھا البتہ مقامی امام نے کانوں میں اذان و تکبیر کہدی ہے۔ حافظ صاحبؒ نے فرمایا اس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا جائے اور مجھے حکم ہے کہ اس کی اذان کانوں میں خود کہوں گا جاؤ اپنے گھر اور ہمارا انتظار کرو۔

چنانچہ حافظ احمد گل صاحبؒ جبڑی سے نمانیاں (نعمانیہ) تشریف لے گئے اور حضرت باباجی صاحبؒ کے والد سے فرمایا کہ اندر سے نوزائدہ بچے عبداللہ کو لاؤ اور آپؒ نے نوزائدہ جی صاحبؒ کو لے کر حافظ صاحبؒ نے اپنی گود میں لیکر کانوں میں اذان و تکبیر کہہ کر فرمایا کہ شکر ہے اللہ تعالےٰ کا کہ میں نے اپنا عہد و پیمان پورا کیا کیونکہ ان کی ابتدائی اذان و تکبیر کا مجھے حکم تھا۔ اور حافظ احمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باباجی صاحب کے والد کو فرمایا کہ لڑکے کی پیشانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی ایام میں دنیاوی طور سخت مصیبت پاکر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اولیا اللہ کی جماعت میں بہت بڑا مقام پائیگا فاطر تمیعت رہو۔ حضرت جناب باباجیؒ کی عمر چار سال کی ہوئی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور انتہائی مشکل سے زندگی بسر ہونے لگی آپؒ کی والدہ بھی بے کس تھیں اور انتہائی پریشانی کے حالات سے دوچار تھیں۔ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا بھی میسر نہ تھا حتیٰ کہ کھانے کے لیئے پوری روٹی بھی میسر نہ تھی۔

## حضرت باباجی کا بچپن اور پیر کیانی سے بیعت

جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ باباجی صاحبؒ دنیاوی لحاظ سے انتہائی مشکلات سے دوچار تھے عمر مبارک جب دس سال کی ہوئی تو باباجی صاحبؒ ہمہ تن یادِ الٰہی میں



مصروف ہوگئے اور بارگاہِ ایزدی میں ملتجی ہوگئے کہ اے اللہ تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں تو چارا ساز جہان ہے تو ہی میری اس بے چارگی کا کوئی چارا فرما خاص طور پر صرف اپنی محبت عطا فرما تاکہ میں تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو جاؤں چنانچہ آپؒ نے کچھ وقت میں مزدوری کر کے اپنی اور والدہ کی روزی کا انتظام کر کے پھر یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے تو کچھ عرصہ بعد خواب میں نظر آنے لگا کہ کوئی سوئی کے ناکے پر اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاتا اور حضرت اس وقت یہ نہ جان سکے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس چھوٹی عمر میں ہی حضرت جناب باباجی صاحبؒ دلی طور پر کسی پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ اور یہ سن لیا تھا کہ علاقہ دارواہ کشمیر میں خواجہ بابا نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور بزرگ ہیں اور ہر ایک کے لئے روحانی فیض جاری ہے مگر یہ صرف افواہ تھی مقصد قریب نہ تھی۔

حضرت جناب خواجہ بابا عبداللہ المعروف جی صاحبؒ کی برادری کے ایک بزرگ جناب مولانا نظام الدین المعروف مولوی کاکا جی یا دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات تھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت کی برادری میں اسوقت صاحبِ لفظ فقیر تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ باباجی صاحبؒ اور باقی رشتہ دار اور کچھ گاؤں والے جمع ہو کر حضرت مولانا نظام الدینؒ کا گھاس کاٹنے گئے دن بھر گھاس کاٹتے رہے اور رات کو دستور کے مطابق کھانا کھانے حضرت مولانا کے گھر گئے۔ مولانا نظام الدینؒ نے فرمایا کہ عبداللہ کے سوا باقی سب کھانا کھاؤ کیونکہ عبداللہ بڑا آدمی ہے یہ کھانا الگ کھائیگا۔ اس کہنے پر حضرت باباجی صاحبؒ بہت پریشان ہوئے اور گمان کیا کہ حضرت مولوی کاکا (چچا) صاحبؒ نے طنزاً یہ بات کہی ہے ورنہ میری کون سی بڑائی ہے "من آنم کہ من دانم" اور پھر یہ بھی خیال کیا کہ شاید مولوی (چچا) صاحب نے گھاس کاٹنے میں میری کسی سستی کا گمان کر لیا ہوگا۔ حضرت جی صاحبؒ

دِل ہی میں یہ خیال کرتے تھے کہ اے خُدا کہ میں نے بڑی محنت اور جد و جہد سے ان کا گھاس کاٹا
پھر کیا وجہ ہے کہ اُنہوں نے مجھے طنزاً ایسا کہا۔ جونہی یہ خیال باباجی صاحبؒ کے دِل
میں آیا تو مولانا نظام الدینؒ نے فرمایا نہیں میاں عبداللہ صاحب یہ بات نہیں جو تمہارے
دِل میں جاگزیں ہوئی بات دراصل یہ ہے کہ مجھے روحانی طور معلوم ہوا ہے کہ ہم بجران قوم
میں آپ کا مقام بہت اونچا ہے ہماری اور آپ کی مثال یہی ہے کہ ہم قمری ہیں اور
آپ شہباز ہیں آج سے گھاس وغیرہ کاٹنا چھوڑ دو میرے ساتھ روٹی کھاؤ چنانچہ ایک ساتھ
کھانا کھانے کے بعد جناب مولانا نظام الدین نے فرمایا آپ صرف اللہ اللہ کیا کریں تو حضرت
باباجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اسی وقت ہمارا قلب جاری ہوگیا چنانچہ میں نے جناب مولوی
(چچا) صاحبؒ سے عرض کی کہ حضرت مجھے بیعت فرماؤ قلب تو میرا آپ کے اللہ اللہ ارشاد
فرمانے سے ہی جاری ہوگیا ہے تو اس وقت جناب مولوی صاحبؒ نے فرمایا نہیں آپ کا
روحانی فیض خواجہ بابا میاں نظام الدینؒ مشکل کشا بالخیر جو اسوقت علاقہ درواہ بمقام کیاں
قلمرو کشمیر میں بُود باش رکھتے ہیں کے پاس ہے۔ اور اس طرح دیگر چھبیس ۲۶ آدمیوں کے ساتھ
حضرت جناب باباجی صاحب انتہائی کم عُمر میں درواہ کیاں شریف روانہ ہوگئے۔ یہ
سب آدمی بغرض بیعت گئے۔ حضرت جناب باباجی صاحبؒ نے ان باتوں کا تذکرہ
"اسرار کبیر شریف" میں اشعار کی صُورت میں اسطرح فرمایا ہے۔ ؎

لے وسیلہ اسم الٰہی والا جڑے مرداں دے در آندے
لعل جواہر تے زمرد پُھٹے لگدے بہت کنارے

دیوے موج سمندر جیکر چھلی باہر آوے
لعل جواہر تے زمرد پُھٹے لگدے بہت کنارے



وہان مُبارک تیرے وِچوں پھوٹسی باہر آندی
اوہی سِپ عبدی کہندا قیمت نہ پائی جاندی

شکر گراں اُس جانی والا جس تیرے تیک پُہچایا
فی دارین پکاراں پیا دیویں اجر خدایا

چہرہ دیکھ آفتاب حقیقی نے کُھلی فراخ پیشانی
اوہی پُشت پناہ اساڈا شاہ نظام نورانی

باہجوں عقل علم تھیں یارا تھوڑے حال سُنائیے
تیرے درد فراقاں اندر نقطے چار لکھائیے

لمی منزل بازاں والی تے قمریاں پہنچ نہ سکن
دین اُڈاری بہتی ساری رستے چھیکڑ تھکن

ہک نظارے اندر ولی جاندے اُپر فلک دے
ظاہری جُسا لیکر آپے بہندے وِچ خلق دے

مشرق مغرب اندر بھائی اِک ہی قدم رکھیندے
طے مُقام نصیب جنہاں نوں پل وِچ سیر کریندے

مرحبا کہن ملائک سارے جد حضوری پاون
قلم ربانی ہتھ ولیاں آپے خود لکھاون

حضرت جناب باباجی صاحبؒ چھوٹی عمر میں ہی چونکہ اپنی عبادات شاقہ اور ہر طرح
کے صبر و شکیب کے متحمل ہوگئے اسلیئے اندرونی لطائف قلب جاری ہوگئے تھے مگر ظاہری
تنگدستی کی وجہ سے جناب باباجی صاحبؒ سر اور پاؤں سے ننگے ایک انتہائی غریب و مفلس

کی طرح آنحضرت قبلہ عالم خواجہ شاہ نظام الدین ولی مشکل کشا کی خدمت بابرکات میں بغرض بیعت حاضر ہوگئے حضرت جناب جی صاحب لاروی رحؒ بہت ہی مصیبت زدہ تھے اور زمانہ طفلیت میں جو روحانی آثار نمودار ہوتے تھے ان کی تفصیل بعد آداب خدمت عالیہ میں کھڑے ہوکر عرض کی جب فارغ ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ موصوف علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ "میں ساری عمر بک نڈھے دی تلاش بچ رہیاں آتے خدا سن اج مکوایہ نڈادے چھوڑیا" اور فوراً ہی حضرت باباجی صاحب کیانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت فرماکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل فرمایا۔ اس سے پہلے کیاں شریف میں حضرت کے مریدوں خادموں میں ایک حافظ صاحب ہوتے تھے جس نے کچھ روحانی منازل طے کی ہوئی تھیں اور ان حافظ صاحب کا یہ کام ہوتا تھا کہ کسی بھی غیر شرع مونچھ والے کی مونچھیں خود کاٹ دیتا تھا۔ اسوقت حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحؒ کے سر مبارک کے بال ناداری یا بے کسی کی وجہ سے بڑھے ہوئے تھے اور حافظ صاحب نے بطور روحانی سمجھ لیا تھا کہ رحمت کے نزول کا رخ جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف ہے اس لیے حافظ صاحب نے حضرت کے سر مبارک کے یہ بڑھے ہوئے بال کاٹ دیئے۔

حضرت قبلہ بابا نظام الدین کیانی رحمتہ اللہ علیہ نے جی صاحب کو بعد بیعت کرنے کے فرمایا میں مدت سے تمہارے انتظار میں تھا اچھا ہوا کہ تم بیعت لیکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوگئے پھر آنحضرت موصوف علیہ الرحمتہ اپنے آبا و اجداد کی زیارتوں پر بمقام چنیاٹ شریف ساتھ لے گئے اور حضرت نے جناب جی صاحب لاروی رحؒ



کو سامنے بٹھاکر خود دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور مراقبہ کی طرح متوجہ ہوکر فرمانے لگے اے اللہ ان بزرگوں کے طفیل اپنی رحمت کے وسیلہ سے یہ جو لڑکا میں نے بیعت کرکے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل کیا ہے اے خداوند کریم میں تیری درگاہ مستجاب الدعوۃ سے بہ عجز و نیاز ملتجی ہوں کہ اس لڑکے کو صاحب کرامات بزرگ تر فرماکر ترقی درجات دارین عطا فرمائیں کہ یہ بہت ہی عاجز مستمند و دردمند ہے۔

اس کے بعد چنیاٹ شریف حضرت قبلہ میاں محمد ملوک رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ سے واپس تشریف لائے حضرت جناب جی صاحب لاروی گھر تشریف لائے اور نصیحت فرمائی کہ آپ اپنے نفس سرکش کی حفاظت کرتے رہنا اور اسم ذات کے ورد کی اجازت و تلقین فرمائی نیز ہر ایک کاروبار سرانجام کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ باوضو ہوکر تنہائی میں خشوع و خضوع کے ساتھ یاد الٰہی میں مصروف ہوجاؤ۔

گھر کو رخصت کرتے وقت حضرت جناب قبلہ موصوف علیہ الرحمتہ نے جناب کو سینے سے لگایا اور وہ بے ہوش ہوگئے جبکہ بیعت کے وقت ایسا نہ ہوا تھا۔ باقی ساتھیوں کو وجد ہوا تھا۔

جب گھر سنجوڑہ شریف واپس پہنچے تو قلبی اطمینان و سکون کی بیش بہا دولت حاصل ہوگئی تھی مگر دنیاوی ناداری بدستور قائم تھی۔ حضرت جی صاحب دن کو مزدوری کرکے اپنی والدہ مشفقہ کیلئے روزی کا بندوبست کرتے اور رات بھر یاد الٰہی میں ہمہ تن مصروف ہوجاتے اسی دوران جب جی صاحب کی انتہا قسم کی عبادت شاقہ میں مصروف دیکھا تو مخلوق خدا اپنے اور بیگانے نے حضرت باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ پر طعنہ زنی شروع کردی اور یہ دل ہی دل میں

خیال کرنے لگے کہ اے اللہ میں بیکس و عاجز ان طعنہ زنوں کا کیا نقصان کرتا ہوں کہ یہ طعنہ زنی کرتے ہیں۔ بہرحال جناب باباجی صاحبؒ خویش و بیگانہ سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مصروف ہو گئے تو سب لوگ حضرت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے کہ یہ بھی اب درویش بننے لگا۔ بہرحال طرح طرح کے طعنے اور مزاح کرنے لگے۔ حضرت جناب باباجی صاحبؒ نے ملفوظات نظامیہ میں اشعار کی صورت میں ان احساسات کو اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ ؎

حال تیماں رب نہ دسے جد مصیبت آوے!
جھڑکا دیون لوک تمامی تن من سب جل جاوے

وقت غریبی یار نہ کوئی نہ کوئی ساک قبیلے
وچہ گلیاں دے پھرن نمانے سر ننگے رنگ پیلے

دیکھ پریشانی لوک تمامی کرن مزاخاں ہاسے
باجھوں پیر نظامی عبدی دیوے کون دلاسے

ہوے اج معراج عبدی تینوں کر بسم اللہ قدم اٹھاویں
داتا نام سدیوے کوئی ملک دراوے جاویں

جاگن نصیب جنہاندے عبدی تد ہون دل جانے
وانگ زلیخا کیاں اندر ملیا یوسف کنعانے

ماں پے جنہاندے ہون نائیں سدا رہن اکیلے
باجھوں پیر کیانی کھان شریکاں ٹھہلے



وقت غریبی دے جیکر پاس کیسے دے جاون
جسرت نہ رکھن جاون والی دیکھ ندامت شرماون

گیا ہجر جدائیاں والا ہوئی دور حیرانی
وانگ زلیخا خواباں اندر ملے یار نورانی

# لنگر فی سبیل اللہ کا اجراء اور حضرت باباجی کی شادی

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا ۝ آنچہ داری صرف کن در راہ ھو۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝

ترجمہ:۔ یعنی تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک اپنی پیاری چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو اور جو تم خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

مرشدی حضرت حاجی باباجی نظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے والد و مرشد حضرت جناب باباجی صاحب لاروی متعدد مرتبہ فرمایا کرتے تھے کہ "میاں جی سب سے بڑی کرامت و برکت اس لنگر کی روٹی اور لسی کی ہے جس کا اجراء اللہ اور ہمارے مرشد خواجہ بابا نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوا خدا اس کا محافظ ہے۔ حضرت جناب باباجی صاحبؒ لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مکرمہ کو خواب میں جناب خواجہ بابا میاں نظام الدین ولی مشکل کشا کیانیؒ

جلوہ گر ہو کر فرماتے ہیں کہ اے میری پیاری ہمشیرہ تو فی سبیل اللہ لنگر پکا کر دے جس کا اجر مجھے ملے تو جنابہ مائی حلیمہ دام سترہ باخواب میں ہی عرض پرداز ہوتی ہیں کہ یا حضرت میں دو وقت کے کھانے کی محتاج ہوں تو کیونکر میں غربا کو لنگر فی سبیل اللہ پکا کر دے سکوں گی تو آنحضرت موصوف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مخلص ساتھی ہی تمہارے قریب تیسیر نامی جگہ میں بود باش رکھتا ہے جس کا نام بوستان خان ہے۔ چار سیر وزنی جَو لیکر پیس کر غربا کو روٹی پکا کر تقسیم کر۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی مائی حلیمہ تیسیر شریف لے گئیں اور بوستان خان سے اپنی رات کی خواب کا حال بیان کیا معلوم ہوتا ہے کہ بوستان خان کو بھی جَو دینے کی روحانی ہدایت ہو گئی ہوگی اور بوستان خان نے بغیر کسی تامل کے چار سیر جَو وزن کر کے دیئے۔ جنابہ مائی صاحبہ نے جَو کا آٹا پیس کر گھر لایا اور روٹی پکا کر فی سبیل اللہ غربا کو دیدی اور اللہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کا ثواب تو خواجہ بابا نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرما۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت موصوف علیہ الرحمۃ سے بیعت حاصل کر چکے تھے اور سخت مجبوری و تنگدستی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے اور کچھ عرصہ والدہ مکرمہ نے سنجوڑہ شریف میں حضرت کی ہدایت کے مطابق لنگر شریف جاری رکھا، اور اس وقت تک وانگت میں بتدریج جاری و ساری ہے۔ حضرت جناب باباجی صاحب لاروی نے وسالت کامل سے لنگر یا کسی اور امر نیک کو شروع کرنے سے متعلق اپنی کتاب ملفوظات نظامیہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مختصر مفہوم اس طرح ہے۔ وہ جو کوئی شخص اپنے آبا و اجداد حقداران کے حکم کے بغیر کوئی نیا کام شروع کرے مثلاً مکان یا کوئی اور خانگی کام وہ صحیح طریقہ سے سرانجام نہیں ہو پاتا اسلیے مبتدی کو چاہیے کہ وہ اپنے



روحانی یا مادی راہنما سے اجازت لے تاکہ کسی سزا کا متوجب نہ ہو یا کوئی خلیفہ خلافت کے بعد اپنے مرشد کے حکم کے بغیر لنگر دینا شروع کر دے تو اس کی چنداں معیاد نہیں ہوتی اسلیے یہ کام اپنے روحانی پیشوا کے حکم کے بغیر جاری ہوا تھا اگرچہ کسی کے پاس مادی وسیلہ لاکھ کروڑ ہو تب بھی تھوڑی مدت رہ کر بند ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی کلام و ورد و وظائف اپنے روحانی مرشد کی اجازت یا کسی کامل مرد کی بیعت کے بغیر شروع کر دے تو درمیان میں جا کر ایسے لوگ اس کلام کو سہار نہیں سکتے اور وہ دیوانہ ہو کر مر جاتے ہیں حضرت خواجہ بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

؎ علموں باہجہ کرے فقیری مرے دیوانہ ہُ

یہاں علم سے مراد یہ ہے ہر شخص کو جاننا چاہیے کہ بیعت لینی ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ہُ

ترجمہ:۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد کو توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا۔ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اس کو بڑا ثواب دیگا۔

بیعت ایسے شخص سے لینی چاہیے جو نہ صرف روحانی پیشوا ہو بلکہ رہبر دین بھی ہو

؎ نباشد مبتدی را ہیچ بازیں کہ پیرِ را کو بود رہبر دیں

انفاق فی سبیل اللہ کے بارے ابتدائی عنوان میں آیت شریف تحریر ہوئی ہے اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں چند سطور تحریر ہیں۔ لفظ بڑ سے

تقویٰ و اطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کیلئے خرچ کرے وہ مذکورہ آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) حضرت عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریا خرید کر کے صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کرتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے اس لیے یہ چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک، بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری مدینہ میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے مال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا (باغ) سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہؓ نے اپنے مال کو اپنے اقارب اور بنی عم میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لیے ایک باندی خرید کر بھیجو۔ جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے آزاد کر دیا لشکر دینا انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ حلال روزی تو بہت پیاری چیز ہوتی ہے اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا اجرِ عظیم ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت جناب باباجی صاحب لاروی اپنی کتاب ملفوظات نظامیہ میں یوں رقمطراز ہیں۔

"اور آپ صاحبان کو واضح ہو کہ اگر فدوی نیازمند کی طاقت پر منحصر ہوتا تو کس وجہ سے اس کام کو یعنی لنگر کو شروع کر کے بہم پہنچا سکتا تھا جس کو اپنی روٹی کھانے کے واسطے مشکل سے پیدا ہوتی تھی اگر سب صاحبان جمیع مسلمانان اہل اسلامیہ



وطالبانِ طریقت اہل اللہ صاحبان مذکورہ نصیحت پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ قوی اُمید میں کرتا ہوں کہ کبھی بھی اس شخص کو دارِ فانی پر زندگی موقوف ہونے تک کسی قسم کی ایذا نہ ہوگی جیسا کہ ان سب باتوں کو آپ خود بھی جانتے ہیں۔" شعر

تھوڑا رخت بازاروں لیکے جیکر نوں بھی جاویں
کریں تجارت نال صفائیاں نفعے زیادہ پاویں!
نیت آراسوں تخم زمینے جیکر بویا جاوے
ہفتہ روز پوشیدہ رہ کر سبزی باہر آوے
نال ریا دے ظاہر بندگی جو کوئی بندہ کردا!
سبب عجب دے تخم نہ جمے چک پرندہ کھڑدا!
تخم زمینے مخفی ہو کے جیکر اپنا آپ گواوے
مدت بعدوں ظاہر ہوے پھل میوے تدھ پاوے
اینویں لوگ زراعت والے بیج زمین وچ پاون
رہ کر وچہ زمینے آوے فیض نفعے تدھ پاون
عاجز بندے نال ہکدن جیکوئی سودا کردا
ہکی کوڑیوں چھیکڑ واری پیسہ جت کر کھڑدا
نیت آراسوں نال ربے دے جیکوئی تجارت لاسی
دس حصے اجرت زیادہ سر قیامت پاسی
چوہاں سیران تھیں عبد دیچارے ایڈو صولی پائی!
ایہہ نال وسالت خواجہ صاحب جدوں تجارت لائی

حضرت جناب بابا جی صاحبؒ کی شادی اپنے ہی خاندان میں ہوگئی مگر جو وجہ عمومی طور پر دنیاوی مگر ہت چھائی ہوئی تھی اس کے سائے ابھی تک نہیں چھٹے تھے یہ حضرت جناب بابا جی صاحبؒ کی پہلی شادی تھی حضرت میاں محمد رکن عالم المعروف بھائیہ جی صاحبؒ جن کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں یہاں وانگت ہری (دھجی) موجودہ نظام آباد میں ہوگیا تھا ان ہی دادی صاحبہ کے بطن سے تھے جو کہ موضع لامن میں ایک زیارت کے اندر مدفون ہیں ان کی تفصیل آگے آئیگی۔

پہلی شادی کرنے کے بعد عرصہ ایک سال گذرنے پر حضرت جناب بابا جی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مکرمہ مائی علیمہ کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور حضرت بابا جی صاحب انتہائی رنج و الم سے دوچار ہوگئے بہر حال قانون فطرت کے سامنے سر تسلیم خم تھا۔

حضرت جناب خواجہ نظام الدین ولی مشکل کشائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ورد و وظائف ارشاد فرمائے تھے حضرت جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنی پیاری مشفقہ والدہ مکرمہ کی تربت کے پاس بیٹھکر پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔

## کچھ خواب اور ان کی یوسفی تعبیرات

حضرت جناب بابا جی صاحبؒ ان کو اپنی والدہ مکرمہ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھکر وظائف کرتے تھے اور رات کو خواب دیکھا کہ ان کی والدہ کی قبر شق ہو جاتی ہے



یعنی پھٹ جاتی ہے تو حضرت صبح سویرے جاکر قبرستان میں اپنی والدہ کی قبر کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تو وہاں قبر تو اپنی اصلی حالت میں پاتے گاہے گاہے یہ بھی خیال فرماتے کہ اے خدا شاید میری والدہ کی کوئی خطا ہوگی جس میں یہ گرفتار ہیں متعدد مرتبہ چونکہ ایسی خواب آتی رہی تو جناب بابا جی صاحبؒ بہت ہی گھبرائے کہ یا خدایا ماجرا کیا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت بابا جی صاحبؒ خواب دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مردہ دیکھتے ہیں اور لوگ آپ کے مردہ جسم سے گوشت نوچ رہے ہیں اور آپ خواب میں دیکھتے ہیں کہ والدہ کی قبر سے کوئی دشمن قدم کے فاصلے پر ان کا مردہ جسم ہے اور آپؒ خواب میں ہی یہ خیال فرماتے ہیں کہ اگر میری ان ہڈیوں کو کوئی گزند پہنچا دیتا اسلئے کہ گوشت تو لوگوں نے نوچ لیا ہے اب لوگ ہڈیوں کو بھی کھود رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار دیکھتے ہیں کہ کوئی حضرت کو سوئی کے ناکے پر بٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ تو حضرت بابا جی صاحبؒ ان خوابوں سے گھبراتے ہیں بظاہر تو یہ خواب مختلف ہیں مگر یہ باطن ان خوابوں کی تعبیر یہ ہوتی ہیں ان سے حضرت کی روحانی بلندیوں کی نشاندہی ہوتی ہے جب حضرت کو ان کی کوئی تعبیر نظر آتی تو حضرت جناب بابا جی صاحب لاروی حضرت خواجہ نظام الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے جاتے ہیں اور عرض و داد موسوم محفل دعا رکھیاں شریف رکھتے ہیں تو جناب بابا جی میاں نظام الدین مشکل کشا رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بڑی بے تابی سے ملتے ہیں اور تمام روحانی و دنیاوی حالات کے بارے میں ذرا ذرا دریافت فرماتے ہیں اور جناب بابا جی لاروی اپنے تمام حالات بیان کرتے اور خاص طور پر وہ خواب بیان کرتے جو کہ دیکھے ہوتے

جی صاحب بظاہر بہت گھبرائے ہوئے تھے تو حضرت کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک خواب کی الگ الگ تعبیر فرمائی۔

مثلاً یہ خواب کہ والدہ مکرمہ کی قبر درمیان سے شق ہو جاتی تھی جس کی تعبیر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی کہ آپ ان کی پشت سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ آپ سے مخلوق خدا کو نور عرفان کا فیض عام بخشے گا۔ اس طرح اس خواب کی تعبیر حضرت نے یہ فرمائی کہ جسم کے گوشت کو لوگ نوچ رہے ہیں کہ بیٹا تمہاری زندگی میں عوام الناس کیلئے فیض عام جاری ہوگا اور تمہارے جسم کی ہڈیوں کو جو لوگ چھو رہے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک سے بھی فیض جاری فرمائیگا یعنی تاقیامت آپ کی تربت سے بھی فیض جاری و ساری رہیگا۔ خاطر جمعیت رہو اور اس خواب کی یہ تعبیر ہے کہ "کوئی سوئی کے ناکے پر بٹھا کر آپ کو آسمانوں کی بلندیوں پر لے جا رہا ہے"۔ جس سے مراد شریعت محمدیؐ ہے۔ شریعت محمدیؐ کا بہت بڑا مقام ہے اور اس کی پیروی سوئی کے ناکے پر بیٹھنے کے مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ کیساتھ شریعت محمدیؐ کی پیروی رکھنے کی قوت آپکو بخشے گا۔ یہ عنوان آگے تفصیل کیساتھ پھر آئیگا اسلئے کہ اس تعلق سے متعلق اور کچھ خوابیں جو اس سوانح حیات میں لکھنی ضروری ہیں۔

# باباجی ہونے کا لقب

حضرت جناب باباجی صاحب کا لقب "جی" صاحب کیوں ہوا اس کی زبانی



تفصیل جو پہنچی ہے وہ اسطرح ہیکہ حضرت باباجی صاحب کیانی ولی مشکل کشاؒ کسی وقت عالم کیفیت میں تھے اور حضرت جی صاحب لاروی کو متعدد بار پکار رہے تھے اور حضرت جی صاحب اسوقت حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے روبرو تشریف فرما تھے یہ جوں جوں فرما رہے تھے بیٹا عبداللہ بیٹا عبداللہ تو حضرت لاروی سامنے تھے عرض کی جی میں حاضر جی میں حاضر ہوں، جی میں حاضر ہوں حضرت پیر کیانی کا کیفیت کا عالم گذرا تو آپؒ نے فرمایا اچھا بیٹا عبداللہ آپ یہاں ہیں اور آپ ہی جی میں حاضر ہوں، جی میں حاضر ہوں کہہ رہے ہیں۔

اچھا آج سے ہم تمہیں "جی صاحب" کا لقب دیتے ہیں خدا کی مخلوق آپکو جی صاحب کہیگی۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد معرفت اللہ صاحب تلگراں والے نے کچھ فارسی اشعار کہے ہیں جو اسرار کبیری شریف میں درج ہیں جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

زہر لطف او جوئے بہ کشمیر
رسیدہ کرد وانگت آنکارا
بہ جی صاحب بلقب گشت پیرم
فدائش جان من صبح و مسارا
طفیل باباجی صاحب خداوند
ربود از لار ہم قحط و وبارا

# میاں محمد اسحٰق جبڑی والوں کا باباجیؒ سے تعلق

حضرت حافظ احمد گل صاحبؒ سے جناب باباجی صاحبؒ کے والد بزرگوار میاں محمد گل بھی عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت حافظ احمد صاحب نے بھی پہلے پیشگوئی فرمائی تھی جسطرح پہلے کچھ بزرگوں نے آپ کی یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس بجرانوں کی لڑی میں ایک مادرزاد ولی پیدا ہوگا مگر حضرت حافظ احمد گل وہ تھے جنہوں نے حضرت جی صاحبؒ کی پیدائش کے وقت اذان و تکبیر کہی تھی وہ جمعرات کو نمانیاں (نغمانیہ) تشریف لے گئے امام مسجد نے پہلے اذان و تکبیر کہی اور بعد میں حضرت حافظ احمد گل صاحبؒ نے اور عبداللہ نام بھی آپ ہی نے رکھا۔ حضرت میاں محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھٹانہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت بابا میاں نظام الدین اولیا کیانی مشکل کشا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت تھی اور حضرت کیانی کے مشہور خلیفہ اپنے وقت کے اولیا اللہ میں شمار تھے بہت ساری کرامتیں آپ سے منسوب ہیں حضرت باباجی صاحب لاروی سے ابتدا میں انتہائی محبت فرمائی حتیٰ کہ جبڑی میں بعض چلے بھی رقمات میں کیئے جنکا تذکرہ حضرت جی صاحبؒ نے اپنی کتاب میں کیا اور فرمایا کہ حضرت میاں اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی فیضان تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت جناب باباجی صاحب جبڑی حضرت جناب میاں محمد اسحٰق صاحبؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا کہ میاں عبداللہ جی آپ کے



دنیاوی حالات میں کچھ سدھار ہوا کہ نہیں تو جناب جی صاحب نے فرمایا نہیں پھر آپ نے فرمایا آپ کے پاس کوئی نذر نیاز نہیں لایا تو حضرت جی صاحبؒ نے فرمایا ہاں نذر و نیاز میرے لیے آئی ہے مگر میں نے ایک شخص سے صرف گھوڑی لی ہے باقی ان کو واپس کر دیا اس پر حضرت جناب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ بار بار میرے دنیاوی حالات کے بارے میں کیوں استفسار کرتے ہیں تو جناب اسحٰق میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک دلدل کے گھڑے میں پھنسے ہوئے ہیں اور آپ اس کیچڑ دلدل سے نکلنے کیلئے تڑپ رہے ہیں میں آپ کی اس حالت کو دیکھ کر آپ کو اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ لگتا تھا کہ آپ اسے بہت پریشان ہیں تو میرے دادا اور والد بھی وہاں موجود ہوتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ ان کو کیچڑ سے مت نکالو کیونکہ ہم نے ہی ان کو اس دلدل کیچڑ میں پھنسایا ہے۔

اسلیئے حضرت میاں محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا کہ اس دلدل سے مراد دنیاوی مال و دولت ہے۔ تب وہ بار بار حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ سے دنیاوی مال کے بارے میں دریافت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ان ہی ایام میں قادریہ سلسلہ کی وہ دستار خلافت جو حضرت عبدالغفور اخون سواتھ والوں سے جبڑی پہنچی تھی وہ جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو دی جو سلسلہ وار حضرت غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تک پہنچی تھی اور اسوقت بھی موجودہ نظام آباد (ہری دھبی) سجادہ و دانگت حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تبرکات میں محفوظ ہے۔ باقی تبرکات کے علاوہ عرائس کے مواقع پر جناب سجادہ نشین صاحب مدظلہ علیہ دیدار کرواتے ہیں۔ اسی اثنا میں

حضرت جناب باباجی صاحبؒ کو حضرت جناب پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ
جلوہ گر ہوتے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں کہ ہم آپ کو نقشبندیہ سلسلہ کے بعد قادریہ
سلسلہ میں بھی داخل کرتے ہیں اور آپؒ باضابطہ حضرت باباجی صاحب کو بیعت فرماتے
ہیں۔

حضرت میاں محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق میں ایک جگہ حضرت جناب
باباجی صاحبؒ اپنی کتاب ملفوظات نظامیہ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں "مسکین غلام
نے اوّل سلسلہ قدسیہ نقشبندیہ مجددیہ کی طریقت میں بیعت قبول کی ہوئی تھی مگر پھر اسی
حالت میں تمام وظائف و اوراد وغیرہ سلسلہ قادریہ شریفہ کے بھی چند عرصہ مدت مدید
گذشتہ تک ان حضرت صاحب موصوف قبلہ عالم محبوب سبحانی سے حاصل کر کے طے
کر لیے اور ہر قسم کی آرام و آرائش و تکلیفات برداشت کرتے ہوئے ان حضرت صاحبؒ
کی خدمت بابرکات میں حاضر رہنے سے بہت فائدے حاصل کیے اور بہت ہی مہربانی
سے پیش آتے رہے اور سلسلۂ قادریہ قدسیہ کی طریقت میں سخت دلی محبت سے
اوراد و وظائف میں چلہ کشی کرتے ہوئے بہت ہی سخت مصیبت برداشت کرتا رہا۔"

حضرت میاں محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جناب باباجی صاحبؒ
کو طہارت کیلئے ایک کوزہ (آفتابہ) عنایت فرمایا تھا جو مٹی کا بنا ہوا تھا جس کو مسجد شریف
میں ایک مرتبہ بلی نے توڑ دیا تو حضرت باباجی صاحبؒ نے اس صدمہ سے تین دن تک
کچھ تناول نہیں فرمایا اور بہت صدمہ ہوا۔ یعنی یہ استعمال کی چیز حضرت میاں محمد اسحٰق
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک یادگار تھی۔ ابتدا میں جب حضرت جناب میاں صاحبؒ
جبڑی والوں نے حضرت جناب باباجی صاحبؒ کو اپنی خواب کے متعلق فرمایا تھا تو حضرت



جناب باباجی صاحبؒ پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا
بیان فرمایا تو حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باباجی صاحبؒ کو فرمایا کہ بیٹا صرف خدا
پر توکل رکھ کر دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر یادِ الٰہی میں مصروف و مشغول ہو جاؤ اللہ تعالیٰ
سب بہتر فرمائیگا۔ اور اکتالیس ۴۱ یوم چلہ کرنیکا حکم دیا۔ ؎

بر توکل گر بود فیروزیت  حق دہد ماند مر غار روزیت

ہمارے پیر و مرشد حضرت حاجی بابا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے
تھے کہ مجھے حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی
کہ "میاں جی" میرے بعد ستائیسویں ۲۷ رمضان کو ضرور حضرت میاں محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے ایصالِ ثواب کیلئے ختم پڑھانا چاہیئے کچھ بھی ہو۔ چنانچہ آج بھی سجادہ نشین و انگت
میں ۲۷ رمضان شریف کو جبڑی والی سرکار کے ایصال ثواب کیلئے ختم شریف
پڑھاتے ہیں اور مسلسل اسوقت سے تادم ایں یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ حضرت میاں
محمد اسحٰق کا انتقال (وصال) اسی تاریخ کو ہوا ہے۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

## سنجوڑا بالا کوٹ اپنے والدین کی قبروں کے پاس

روحانی منازل طے کرنے کیلئے حضرت جناب باباجی صاحب لاوی رحمۃ اللہ علیہ
نے بحکم حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ طویل چلہ کیا اور روحانی منازل اوج ثریا سے

بھی آگے ہوگئیں۔ حضرت باباجی صاحب نے والدین کی قبروں کے درمیان ایک گہری قبر تیار کرکے سات برس تک چلّہ میں رہے۔ حضرت باباجی فرماتے ہیں کہ عرصہ دو سال تک اگر کوئی جنازہ ہوجاتا تھا تو وہ بغیر کسی بات کرنے کے جنازہ کی صف میں شامل ہوجاتے اور پھر اپنی مقررشدہ جگہ میں واپس چلے جاتے اور حقیقی قلب کیلئے یادِ الٰہی میں مصروف ہوجاتے۔ حضرت مولانا رومؒ مثنوی میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ع۔ کعبہ بنگا ہے خلیل آذر است　　دِل گذرگا ہے جلیل اکبر است

دِل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دِل بہتر است

آپؒ نے اپنے دِل کو پُوری طرح اس طویل چلّہ میں صاف کرلیا اور نفس امارہ کے سب سے بڑے جہاد میں فتح و نصرت حاصل کرلی۔ صحیح زبانی روایات کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت جناب باباجی صاحبؒ اس طویل چلّہ میں عرصہ ۵ سال باہر تشریف نہ لائے تو برادری و خاندان کے بعض حضرات نے محسوس کیا کہ شاید حضرت باباجی کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ہے اسلئے طے کرلیا کہ کسی موزون وقت میں آپؒ کی چلّہ والی قبر پر جنازہ پڑھکر یہاں سپرد کیا جائے مگر جب یہ پُوری تیاری ہوگئی تو رات کو خواب میں خاندان کے ایک بزرگ بنام طالب الدین کو حضرت باباجی صاحب فرماتے ہیں کہ جس ارادے کو آپ لوگ عملی جامہ پہناتے ہو ویسی بات نہیں۔ میں نے خُدا کے فضل سے تمام روحانی منازل طے کرلی ہیں۔ ترکیب بتائی کہ روئی میں لپیٹ کر مجھے چلّہ کی جگہ سے اٹھانا اور صرف دُودھ دینا۔ جونہی چلّہ والی جگہ کو آپ کھولیں گے تو میری صرف شاہ رگ سے زندگی کے آثار معلوم ہوں گے باقی نہیں۔ تو صبح خاندان کے لوگ جمع ہوئے اور خواب کی ترکیب کے مُطابق ہی عمل ہوا۔ تو واقعی شاہ رگ سے ہی زندگی کے آثار پائے۔



اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم تمہاری شاہ رگ سے بھی تمہارے نزدیک تر ہیں۔ مرشدنا ہادی و مولانا والد کرم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سنجوڑہ شریف بالاکوٹ میں مندرجہ بالا واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "میاں صاحب" جب میں اس قبر میں یادِ الٰہی کیلئے گیا تھا تو اخروٹ کا ایک دانہ زمین میں بویا تھا جب میں طویل چلّہ سے فارغ ہوا تو جس طرح اخروٹ کا درخت پھلا پھولا ہوا تھا اس طرح میں بھی اپنی روحانی منازل طے کرنے کے مقاصد میں پھلا پھولا ہوا تھا اس کے ساتھ دانے لگے ہوئے تھے تو میری مُراد کا خوشہ بھی دانوں سے بھرپور تھا۔ وہ اخروٹ کا درخت آج بھی وہاں موجود ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ اُوپر سامنے والی جو جگہ ہے اس کا نام نمانیاں ہے۔ سامنے والے صنوبر کے درخت کے نیچے ایک جھونپڑی تھی اسی جھونپڑی میں میری پیدائش ہوئی۔ میں بھی نماناں تھا اور اس جگہ کا نام بھی نمانیاں ہے اور ان حضرت موصوف کو اپنی زندگی کی عسرت و تنگی کے کچھ واقعات بتائے۔ نماناں پنجابی لفظ ہے جو گوجری میں عام استعمال ہے جیسے پردیسی و نماناں مترادف لفظ ہیں۔

## عشقِ مجازی اور کچھ دیگر باتیں

مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

ع۔ متاب از عشق رو گرچہ مجازیست　　کہ آن بہر حقیقت کارسازیست

حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ملفوظات نظامیہ میں صفحہ نمبر ۸ پر عشق مجازی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد جب بندہ حضرت جناب باباجی صاحب کیانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے ماضی کے حالات دریافت فرما کر آیات کریمہ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اکتالیس ۴۱ دن چلہ کرنیکا حکم دیا اور واپس گھر رخصت دیکر روانہ کر دیا اور جس وقت بندہ بخیریت تمام گھر کو پہنچ گیا تو ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر تیار کر لی تو اس میں بندہ نے رہ کر اکتالیس ۴۱ روز بسر کیئے۔ جب فارغ ہو کر چلہ سے باہر نکلا تو عشق مجازی اٹھارہ ۱۸ روز تک مسکین نے بفضلِ تعالےٰ بطفیل آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم وبکرمت بزرگانِ دین محمدی ۲ اور آنحضرت صاحب کی امداد و برکت سے طے کر لی۔ اور وجود کی تمام رگوں سے ذکر نفی اثبات کا اثر معلوم ہونے پایا اور اسم ذات باری تعالیٰ قلب میں بائیں پستان کے نیچے بلند آواز سے جاری ہونے کے موجب معلوم ہونے لگا جیسا کہ کوئی دوسرا شخص مسکین کیساتھ باتیں کر رہا ہے۔ مگر یہ آواز ناواقف شخص کو سنائی نہ دیتی تھی اور جو کوئی اس راز سے نامحرم ہوتا اس کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ مگر خداوند تعالیٰ نے بفضل وکرم ایسی خاطر استقلالیت بخشی کہ قرآن مجید کی تلاوت مع نفل و تہجد اوراد و وظائف کے پڑھنے کا محبت اور دلی شوق سے روز مرہ پیدا ہوتا گیا۔ ان ہی ایام میں کچھ وقت کیلئے قصہ خوانی کا شوق بھی پیدا ہو گیا ماسوائے اسم ذات کے تمام اوراد و وظائف ترک ہو گئے خواب میں حضرت مولانا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جلوہ گر ہوتے ہیں تو اسی حالت میں پختہ طور سے متبلا فنا فی الشیخ ہو کر گرفتار ہو گیا اور ایک سال تک سب وظائف ترک کر دیئے۔ تو پھر ایک اور بزرگ خواب میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو انہوں نے پھر سے تمام ورد و وظائف پڑھنے کی اجازت فرمائی تو اُن کی اجازت سے درود شریف



پڑھنا شروع کر دیا تو جب وجود میں یہ سمایا تو بہت مفید پایا۔

یہ دور حضرت جناب باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی ترقی کا دور تھا ان ہی ایام میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر غوث الاعظم دستگیر رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سید بہاؤالدین مشکل کشا نقشبند ؒ خواب میں جلوہ گر ہو کر اپنے اپنے سلسلوں میں فخریہ بیعت فرماتے ہیں۔ دراصل سالکوں کی روحانی دنیا ایسی ہوتی ہیکہ روحانی دنیا کے بہرہ و رسم سے وہ پوری طرح واقف ہوتے ہیں اور اس میں انھیں عبور ہو جاتا ہے۔

؎ کہ سالک بیخبر نہ باشد زراہ و رسم و منزلہا۔

# حضرت باباجی کی ظاہری تعلیم

حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ باباجی نظام الدین ولی مشکل کشا رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حضرت جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب المعروف "قاضی صاحب" سے پڑھنا شروع کیا کہ چنانچہ صرف سات پارے بغیر ترجمہ کے قرآن شریف اُستاذی پڑھا۔ تھوڑے ہی وقت میں حضرت نے خود بخود سات پارے سے آگے پڑھکر جلدی ہی ختم کر لیا حتیٰ کہ بہت ساری قرآن مجید کی سورتیں بھی حفظ کر لیں۔

قاضی محمد عبداللہ صاحب آپ کے بہنوئی تھے اور خواجہ احمد جی کے والد مکرم تھے۔ خواجہ احمد جی مدفون متصل زیارت حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ

جو اپنے زمانہ کے زہادِ زمانہ تھے اور خواجہ احمدی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی حضرت جناب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ کی قیادت فرمائی تھی۔ دراصل حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو علم لدنی مکمل طریقہ سے حاصل تھا۔ اسی لیئے علمِ تصوف میں دو ضخیم کتابیں اسرارِ کبیری اور ملفوظاتِ نظامیہ تصنیف فرمائیں جو اسوقت تک دوبارہ نہیں طبع ہوئیں۔ یہ دونوں کتابیں حضرت نے طبع کروائیں جن کے کہیں کہیں نسخے ابھی موجود ہیں۔ اِن کے علاوہ حضرت بہت بڑے شاعر بھی تھے۔ عبدؔ تخلص فرماتے تھے۔ اور سُخن میں طبع فرمائی ہے۔ نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، غزل، نظم، رُباعی، مثنوی، چہار کافیہ اشعار حتیٰ کہ راگ بھیروں و میلو بھی ارشاد فرمائے۔ حضرت نے اپنی شاعری میں مختلف زبانیں بھی استعمال فرمائی ہیں یعنی پنجابی اُردو فارسی، عربی، زیادہ تر آپؒ نے پنجابی زبان میں اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ پنجابی (ہندکو) میں مجموعہ سی حرفی حضرت کے زمانہ میں ہی طبع ہوگئی تھی اور کچھ اضافوں کیساتھ دوبارہ بھی طبع ہوئی ہے۔ حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری خالص تصوف سے بھری ہوئی ہے بلکہ حد درجہ شریعت محمدیؐ کی تابعداری کی وجہ سے ہی آپ نے شاعری کو علم تصوف کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ خاص طور پر سی حرفی کے اشعار خالص تصوف سے بھرے ہوئے ہیں۔ ؎

اسم ذات دی نہر نوں رکھ جاری باغ



نوٹ

اس عنوان میں زیادہ تر وہ باتیں ہونگی جن کا تذکرہ ملفوظات اور اسرارِ کبیری شریف میں ہے۔ عبارت مسجع و مقفیٰ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر توجہ مفہوم پر ہوگی۔

## خلافت کے بعد حضرت بابا کیانی سے بیعت کرنیکا حکم

حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ خلافت کے بعد ایک مرتبہ کیاں شریف (منگل دھار) گئے تو حضرت بابا کیانیؒ نے باباجی لارویؒ کو فرمایا کہ آپ لوگوں کو بیعت کیا کرو جب دوسری دفعہ آپ یہاں آئیں گے تو بہت سارے لوگوں کو بیعت کر کے ہمراہ لانا۔ اور اس مرتبہ حضرت بابا کیانیؒ نے اپنے سامنے تین آدمیوں کو بیعت کروایا۔ اور گھر کیلئے بغیر کھانے کے رخصت کر دیا۔ جب کچھ اور لوگ بیعت لینے آئے تو حضرت بابا کیانیؒ نے فرمایا کہ اب وہ بوڑھا درویش جا رہا ہے اس کے پیچھے دوڑ کر جاؤ اور اسی درویش جی صاحب (لاروی) سے بیعت حاصل کرو۔ چنانچہ یہ آدمی دوڑے دوڑے آئے اور باباجی لارویؒ کو عرض کیا کہ حضرت بابا کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اب تم صرف جی صاحبؒ سے بیعت لینے جایا کرو۔ یہ وہ وقت تھا کہ ابھی باباجی صاحبؒ سکونتِ کشمیر کے واسطے تشریف نہیں لائے تھے ابھی اپنے آباؤ اجداد کی جگہ ضلع ہزارہ تحصیل بالاکوٹ سنبوڑہ شریف میں مقیم تھے۔

جب یہاں سنبوڑہ شریف جناب باباجی صاحب تشریف فرما ہوئے اپنی برادری کے ایک شخص حبیب نامی کو بیعت فرمایا تو اس کا دل ایسا ذاکر ہوا کہ خود حضرت باباجیؒ

فوراً کشمیر کیلئے روانہ ہوئے۔ یہاں ماگم شریف حضرت میر صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مُبارک پر حاضری دی حضرت میر صدیق رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد گرامی تھے۔ ماگم شریف سے واپسی پر پھر کیاں شریف بابا نظام الدین کیانی رح کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کو پہلے ماگم شریف آنیکا حال بتایا جس پر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے مرحبا دی اسوقت حضرت جی صاحب کی طبیعت کچھ علیل تھی حضرت کیانی نے فرمایا بیٹا میاں عبداللہ جی آج تو پریشان کیوں ہے تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس وقت کچھ ٹھیک نہیں ہوں تو پیر کیانی رح نے کھانا تیار کروایا اور باباجی لاروی کو کھانا کھانے کے واسطے کہا اور آپ نے خود حضرت لاروی کے ساتھ تین لقمہ کھانا کھایا جس سے آپ کی طبیعت ٹھیک ہوگئی اور اس وقت حضرت باباجی بیعت کرنے واسطے تیار ہوگئے اور آپکا دل ہر ایک کو بیعت کرنے کے واسطے رجوع ہوگیا اور اس کے بعد صدہا لوگ حضرت کے دستِ مُبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ عالیہ میں داخل ہونے لگے اور خدا کی مخلوق آپ سے راہِ ھدایت حاصل کرنے آنے لگی۔ یہ وُہ وقت تھا جب حضرت جی صاحب کشمیر تشریف نہیں لائے تھے۔

## حضرت خواجہ میاں محمد عبداللہ کی کشمیر میں آمد

مُستقل سکونت سے قبل بھی جناب باباجی صاحب کشمیر میں دُو مرتبہ تشریف لائے۔ پہلی مرتبہ حضرت جب یہاں کشمیر آئے تو تمام سرینگر کے قُرب و جوار خانقاہوں کو دیکھا



جامع مسجد کو بھی دیکھا۔ چنانچہ آپ نے سرینگر خانقاہِ معلی حنفی مسجد میاں لعل الدین رح کا تذکرہ اپنی کتاب ملفوظاتِ نظامیہ میں کیا ہے وُہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ اور بھی چند ساتھی تھے۔ جامع مسجد کو دیکھنے کے بعد ہم نے وہاں کے باشندوں سے پُوچھا کہ یہاں کوئی مسجد اہلِ سُنّت والجماعت کی ہے تو یہاں کے کسی آدمی نے خانقاہِ معلی کی مسجد میاں لعل الدین رح دِکھائی نماز مغرب کے بعد ایک بے ریش عُمر دس بارہ سال کا خوبصورت لڑکا مسجد میں داخل ہوا۔ السلام علیکم کے بعد کہا کہ آپ لوگ مُسافر ہیں میں آپ کیلئے یہاں ہی کھانا لاؤں یا میرے گھر کھانا کھانے کیلئے جائیں گے باباجی فرماتے تھے کہ ساتھیوں کی رعایت سے میں نے لڑکے کو کہا کہ جو کچھ کھانا میسّر ہے یہاں ہی لاؤ یہ میرے ساتھی تھکے ماندے ہیں۔ یہ لڑکا کچھ ہی دیر میں طرح طرح کے مُرغن کھانے لایا اور ہم نے بمع ساتھیوں کے رات کا کھانا کھایا یہ کھانے والے برتن لے گیا اور کہا کہ اے فقیر صاحب صبح سویرے آپ سے یہاں ملاقات ہوگی یا نہیں تو باباجی نے فرمایا ضرور ہوگی اگر آپ سویرے آئیں گے۔ چنانچہ باباجی صاحب نے اشراق کی نماز تک انتظار کیا تاکہ وعدہ خلافی نہ ہو مگر وُہ لڑکا نہیں آیا۔ اندازہ یہی ہوتا ہے کہ یہ کھانا ان کو امدادِ خفری کے ذریعہ تھا۔ لیکن جناب جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لڑکے کی دوبارہ مُلاقات نہ ہونیکا بہت افسوس ہوا اور پھر آپ بمع اپنے ساتھیوں کے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر تشریف لے گئے وہاں کچھ دیر رہے تو دیکھا کہ سجادہ نشین دربارِ مخدوم کے آگے ایک شخص سجدہ ریز ہوگیا یہ خلافِ شرع عمل حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو ناپسند آیا اور دل برداشتہ ہو کر وہاں سے چلے گئے اور اپنے وطن واپس پہنچ گئے۔

# دوسری مرتبہ پھر کشمیر میں

کچھ لوگ علاقہ بالاکوٹ مسنجوڑہ شریف کے موسم بہار میں کشمیر میں خاص طور پر وانگت نالہ کی بہکوں شادمرگ چھوہوئی، سالنئی، گنگا بل وغیرہ آتے تھے اور بعض لوگوں کے چھوٹے چھوٹے کُنبے وانگت نالہ خانن میں بھی رہنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ حضرت باباجی صاحبؒ اس نالہ میں جب دوسری مرتبہ آئے تو ان لوگوں میں سے جو دریا کے کنارے رہتے تھے حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور حضرت دریا کے کنارے دعوت کُنندہ کے گھر گئے۔ یہ دعوت کُنندہ محمد عبداللہ کھٹانہ حاجی کالیا کھٹا کے والد فقیر محمد اور جمال الدین کھٹانہ تھے۔ حضرت باباجی صاحبؒ دوپہر کا کھانا تناول فرما کر ندی کے کنارے ایک بڑا پہاڑ جو آج بھی موجود ہے حضرت نے اس پہاڑ پر نماز ظہر ادا کی اور کچھ دیر وظائف بھی کیا تو اُس وقت حضرت پر کپڑے کی سفید چادر موجود تھی اس پر قُدرتی طور پر نقوش ثبت ہوگئے۔ پہلے تو حضرت نے محسوس فرمایا کہ مکڑی کے چادر پر چلنے سے یہ نقش لگے ہیں۔ چنانچہ آپ نے چادر کو خوب طرح جھاڑا تو یہ نقش اور نمایاں ہوگئے ساتھ ہی چادر پر وُہ کلمات بھی قُدرتی طور پر لکھے گئے جو حضرت اس وقت وظائف فرما رہے تھے۔ چنانچہ حضرت اس ماجرا سے حیران تھے واپس وطن مالوف چلے گئے جہاں سے حضرت باباجی کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور سارا واقعہ بیان فرمایا۔ اور حضرت کو یہ چادر دکھائی۔ آپ نے ان تمام نقوش کو دیکھا۔ اور فرمایا بیٹا میاں عبداللہ



جی یہ تمہاری جاگیر کے نقوش ہیں اس پتھر کے قریب و جوار میں تمہاری زمین ہوگی جو آپ کے قبضہ میں ہوگی اور دستِ مُبارک سے اس چادر کو تہہ فرمایا اور فرمایا کہ اس کو اب کھولنا نہیں کیونکہ اس کو کھولکر دکھانا اور نمائش کرنا شریعت محمدیؐ کے خلاف عمل ہے۔ جبکہ شریعت محمدیؐ کا مقام ان باتوں سے بہت اُونچا اور ارفع ہے۔

یہ چادر مُبارک حضرت کی تہہ کردہ آج بھی سجادہ وانگت کی تبرکات میں محفوظ ہے کبھی کبھی عرائس کے مواقعہ پر اور تبرکات کے ساتھ اس کا بھی دیدار کرایا جاتا ہے۔

# ایک اور چادر کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ عالم رویا میں کسی عظیم الشان مجلس میں چلے گئے جہاں طرح طرح کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے اور اس حالت کی کیفیت کو لیکر کیاں شریف جناب خواجہ باباں نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے خواب کی حالت کو بیان فرمایا تو حضرت نے جناب جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا بیٹا میاں عبداللہ جی تیری اس چادر سے عجیب و غریب طرح کی خوش آئند خوشبو آرہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا یا حضرت یہ چادر عالم رویا میں اس عظیم الشان مجلس کے وقت جس کی کیفیت حضرت کو عرض کی' اوپر اوڑھی ہوئی تھی اندازہ ہے کہ یہ خوشبو وہی ہے جو نعمتیں اس وقت خواب میں دیکھی تھیں تو اس وقت حضرت

کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا تمہارے پاس اور کوئی چادر نہیں؟ کوئی دوسری چادر ہو اس کو سمبھال کے رکھ لو۔ چنانچہ کئی برس تک یہ چادر مُبارک سمبھال کے رکھی رہی اور یہ عنبریں خوشبو چادر سے آتی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت جناب باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مکرمہ کا انتقال ہوگیا۔ اور یہ عنبریں خوشبو والی چادر آپ نے والدہ مکرمہ کی قبر میں رکھدی اور اس طرح حضرت کو چادر کے اس مصرف سے اطمینان خاطر ہوا اس چادر کا واقعہ بہت پہلے ہوا ہے۔

# کشمیر میں حضرت باباجی کا مستقل ورود مسعود

ایک مرتبہ پھر حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت پیر کیانیؒ نے فرمایا کہ بیٹا میاں عبداللہ جی اب سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونیکا وقت قریب آگیا ہے۔ حضرت باباجیؒ نے عرض کیا یا حضرت اس حُکم کا کیا مطلب ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ یہاں سے ہجرت کرکے مُلکِ کشمیر جانا ہوگا۔ حضرت باباجی صاحبؒ نے بہت معذرت کی کہ حضرت وہاں کے لوگوں کی زبان کشمیری ہے جو میں نہیں جانتا نیز وہاں سخت قسم کا جنگل اور پہاڑ ہیں۔ پیر کیانی نے فرمایا کہ وہاں ہر طرح کے لوگ آئیں گے وہ خود ایک دوسرے کو سمجھائیں گے۔ وہاں بنگالی، ایرانی، ترکستانی، چینی سب قسم کی بولیاں بولنے والے آئیں گے جو ایک دوسرے سے خود بات کریں گے۔ وہاں کی مٹی کو کاہل کے



لوگ بھی برکت کیلئے اپنے خزانوں میں لے جائیں گے۔ بلکہ وہاں عقیدت رکھنے والے نہ صرف برصغیر کے لوگ ہوں گے بلکہ کابل ترکستان حتیٰ کہ چین گلگت تک کے لوگ بھی تمہارے حلقہ ارادت میں آئیں گے۔ اور جنگل میں منگل ہوگا۔ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر پھر حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزید معذرت فرمائی تو پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اور مجھے پتہ نہیں وہ جو تمہاری چادر پر کشمیر میں کسی پتھر پر سواری کے نقوش ثبت ہوئے تھے۔ اس پتھر کے سامنے تمہاری قبر مرجع خلائق ہوگی جس سے خدا کی مخلوق کو فیض ہوگا۔ چنانچہ پھر معذرت کی گنجائش نہ رہی اور حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع عیال ہجرت فرماکر موضع ہری دھمی وانگت پرگنہ لار مستقل سکونت پزیر ہوگئے۔ موضع ہری دھمی کی تفصیل آگے آئے گی۔ اس وقت ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۵ھ تھا اور حضرت قبلۂ عالم جناب باباجیؒ کی عُمر مُبارک تینتیس ۳۳ سال تھی۔ جب آپؒ نے یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی نالہ وانگت لار میں ضلع ہزارہ بالاکوٹ وغیرہ مقامات کے بہت سارے لوگ ہجرت کرکے آگئے اور یہاں بُود باش اختیار کرلی۔ اس وقت ان حضرات کیساتھ اولاد میں صرف حضرت میاں محمد رکن عالم جن کی عُمر اس وقت صرف پانچ برس کی تھی انکی ولادت وہاں سنبوڑہ شریف میں ہوئی باقی تمام اولاد کی پیدائش یہاں وانگت لار میں ہوئی۔ ان سب باتوں کی تفصیل آگے آئیگی۔ جو اپنے اپنے عنوانات کے تحت ہوگی۔

# کسی کو بیعت کرتے وقت حضرت جی صاحب کی کیفیت

حضرت باباجی صاحبؒ جب بابا کیانیؒ کے ارشاد کیمطابق کسی کو بیعت فرماتے تھے تو آپؒ پر فنا فی الشیخ کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی یعنی آپکو یہ خیال ہو جاتا تھا کہ وُہ خود موجود نہیں ہیں بیعت لینے والے کا ہاتھ بیعت کیلئے گویا حضرت بابا نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑا ہوا ہے اور خود عالم تصور میں حضرت بابا کیانی کے سامنے تہہ زانو کیے ہوئے ہیں۔ اس تحریر سے مقصد یہ ہیکہ حضرت جیصاحب لاروی اس وقت ہمیشہ تصورِ شیخ میں مستغرق رہتے تھے۔ حضرت باباجی کیانی رحمۃ کا ہمیشہ اصرار رہتا تھا کہ بہت سے لوگوں کو بیعت کر کے حلقہ میں داخل کرو۔ جب حضرت منجوڑہ سے پھر کیاں شریف حضرت پیر کیانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا میں نے آپ کو بہت لوگ بیعت کرنیکی اجازت دی ہے اور کیوں بہت سے لوگوں کو بیعت نہیں کرتے تو جناب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضرت میں ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے آپ کو حضرت کے تصور سے علیحدہ نہیں کر سکتا اور اپنی کسی کو بیعت کرتے وقت کی کیفیت بتائی تو اس وقت بابا کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تاجِ خلافت عنائت فرمایا اور خلافت دینے کے اختیار سونپے۔ چنانچہ جو تاجِ خلافت آپ کو عنائت فرمایا۔ ایک سفید مائل کی گول ٹوپی ہے۔ جس پر حضرت بابا طاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ کیانی رحمۃ اللہ کے بڑے فرزند ارجمند



ہیں باضابطہ خلافت عطا فرمانیکا محضر نامہ تحریر کروایا۔ یہ تاجِ خلافت آج بھی سجادہ وانگت کی تبرکات میں محفوظ ہے۔ عرائس کے مواقعہ پر باقی تبرکات کے ساتھ اس تاجِ خلافت کا بھی دیدار کرایا جاتا ہے۔ خلافت کے بعد حضرت نے تاکیداً بیعت کرنے اور خلافت دینے کا حکم صادر فرمایا تو جب تک وُہ بقید حیات رہے۔ عوام الناس کو بیعت فرماتے اور خلافت دیتے رہے۔ حضرت جب بیعت کر کے روحانی فیض کے بارے میں جس کو بیعت کیا اس سے دریافت فرماتے تو وُہ اپنے رُوحانی فیض و رفعت کے بارے میں جب بیان کرتے تو حضرت کسرِ نفسی کی وجہ سے شرمندہ خاطر ہو جاتے۔ مگر بیعت کے وقت حضرت اپنی ہستی کو معدوم سمجھتے تھے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ الخ۔ ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اُوپر ہوتا ہے۔

# لنگر شریف کا باضابطہ اجراء

پیچھے لنگر شریف کے اجراء کے بارے میں کچھ تحریر ہو چکا ہے۔ خلافت عطا ہونے کے بعد حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ لنگر یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا۔ اس حکم پر بھی پہلے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت چاہی اور عرض کیا یا حضرت میں اس عظیم بوجھ کو کس طرح برداشت کروں گا۔ کیونکہ میرے پاس اس کو چلانے کے لئے کوئی ظاہری اسباب مہیا نہیں ہیں۔ پھر دُوبارا اور سہ بارا حضرت پیر

کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حکم دیا اور فرمایا میاں عبداللہ جی تم کو یہ کام ضرور کرنا پڑیگا۔
تو اسی درمیان حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو اس باب سے متعلق مشائخ متقدمین
کا کوئی عجیب واقعہ یاد آگیا اور اُسی وقت عرض کیا کہ یا حضرت میں اِس حکم کو بسرو
چشم قبول کرتا ہوں اور عرض کیا کہ یا حضرت لنگر کو جاری کرنے کیلئے رُمستقل طور پر
روزی کا کوئی بندوبست ضروری ہے تو آپ نے فرمایا کہ بحُرمت حضورِ اکرم محمد الرسول اللہ
وبحُرمت سلسلۂ چہاریہ کام آپ بخوبی سرانجام دیں گے مطمئن رہو۔ حضرت باباجی صاحب
نے جب پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کو نظر اٹھا کر دیکھا تو بہت دیر مراقبہ میں رہے اور فرمایا
بیٹا میاں عبداللہ جی حلال روزی کیلئے زمینداری پیشہ اختیار کرنا چاہیے۔ اور فرمایا
کہ جب آپ یہاں سے رُخصت ہو کر واپس گھر کو جائیں گے تو بسم اللہ کر کے لنگر
کا باقاعدہ اجراء کر دینا اور دل میں کسی قسم کا فکر اندیشہ نہ کرنا۔ خدا تعالیٰ اس کام
کو خود سرانجام فرماتا رہیگا۔

چنانچہ جب حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ واپس سنجوڑہ شریف پہنچے نام
خدا لیکر لنگر فی سبیل اللہ کا باقاعدہ اجرا فرمایا۔

یہاں آپ کے والد مکرم کی بہت تھوڑی زمین تھی اس پر محنت شاقہ سے کمائی
شروع کر دی اور اس کے حاصلات جو کچھ ہوتے تھے پکا کر فی سبیل اللہ محتاجوں، عاجز
مسکینوں کو کھلانا شروع کر دیا اور کمانے والے کو تسکین خاطر ہونے لگی۔ جب کچھ عرصہ
بعد پھر حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر
ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹا میاں عبداللہ جی کیا حال ہے۔ جس کارِ خیر کو شروع کرنیکا
دیا تھا وہ کیسا چل رہا ہے تو آپ نے فرمایا۔ آپ کی برکت اور وسالت سے بہت



ہی اچھا چلتا ہے۔ بہر مسکین عاجز شکم سیر ہو کر اطمینانِ خاطر سے جاتا ہے۔ مگر یا حضرت
اس کارِ خیر کا ثواب ماضی حال اور مستقبل کیلئے آپ قبول فرمائیں تو آپ نے فرمایا نور چشم
عزیز من اس کا ثواب نصف، نصف ہونا چاہیے اس پر حضرت جی صاحب نے پھر عرض
کیا یا حضرت تمام ثواب جناب کو ملے تو کہا کہ نہیں تیرا حصہ تیرے لیئے پھر چھ حصے کا
فرمایا مگر حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ یا حضرت میری تمام تہجد نوافل تلاوت قرآن جو کچھ
میں لنگر خدا واسطے دیتا ہوں سب کا ثواب آپ قبول فرمائیں تو بہت ہی اصرار
کے بعد تمام ثواب قبول فرمایا۔ جسکی حضرت جیو صاحب کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی
کہ آپ نے زبان سے لاکھ کروڑ بار اللہ کا شکر ادا کیا۔

اس پر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ نے فرمایا عزیز من لخت جگر میاں عبداللہ جی
تو نے اس سب کچھ میں ایک خشخاش کے دانے کے برابر بھی آپ نے اپنے لیے کچھ نہیں رکھا۔
حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ یا حضرت میرے لیئے صرف آپکا دیدار کافی ہے۔ اس
موقعہ پر فرطِ محبت سے جوش میں آکر فرمایا کہ اگر میری سوانحعمری کوئی طالب ذوق شوق
سے پڑھیگا تو ضرور بہ ضرور فیض اشرف حاصل کریگا اور اللہ تعالیٰ اس کو فلاح
دو جہان عطا فرماویں گے۔ اور مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

ع عشق بازاروں میں بھی جا کر بکٹ مانگ لیتا
نیچہ کیمنی عبد بچارے جام شرابوں پیتا
اُوہ دراوہ حوض کیاں دا جو آوے ملک ایرانوں
جاری خاص بخارا وچوں لنگر اقصر عرفانوں

عبدی وانگوں مرض گناہ دی جس بندے نوں ہووے
کرے نظارا یار پیارا مرض بندے دِے دھووے
تمیز ڑھد ریاضت پیر اساڈے کئی دربار لگائے
یتیم غریب نمانے جھڑے تختاں چھڑھ بٹھائے
ہک نگاہوں صیقل کر کے ہووے قلب نورانی
ہکی نظروں عارف بنا ون واہ واہ چشم نظامی
اوہو پھل مجدد والا تے جانی یار یگانہ
واہ واہ قسمت عبدی تیروچ دربار شاہانہ

جب مندرجہ بالا حقیقت پسندانہ اور پیار و محبت کی گفتگو ہو رہی تھی تو اس وقت حاضرین مجلس بھی ایک خاص کیفیت سے دوچار ہو گئے اور حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ گفتگو سنکر اہل مجلس نے دل کی تسکین حاصل کی اور حضرت نے تمام مجلس کیلئے دعا فرمائی۔ تو اہل قلس کو رقص ہو گیا اور پھر حضرت نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میاں عبداللہ جی حقیقی دولت بہت اچھی ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ دولت کسی کو نصیب فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ترجمہ کی صورت میں ارشاد فرمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہیکہ جو شخص مجھ سے زیادہ اپنے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ سے زیادہ محبت رکھے وہ میری امت میں شمار نہیں ہوگا یہ اسی واسطے صحابہ کرام کا دل و جان سے یہ تکیہ کلام تھا جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے تھے تو فرماتے فِدَاكَ اُمِّی وَاَبِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اے رسول اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔



# لنگر کی لسی اور مکی کی روٹی کی فضیلت و کرامات

جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہیکہ مرشدی حضرت حاجی بابا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے مرشد جناب جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میاں جی اس لنگر کی روٹی اور لسی میں بڑی کرامت ہے۔

کسی بھی انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت ہوتی ہے۔ تو اس لسی روٹی میں خاص طور پر حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات گرامی ہیں جو عام فہم طریقہ کی صورت میں درج ذیل کیئے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا حضرت، حضرت کے حکم کے مطابق جو کچھ مجھے میسر ہے وہ اگر کھانے کیلئے تیار رہے تو اس کو کوئی نہ کھائے تو اس صورت میں ایک تو اپنا نقصان ہوگا دوسرے لوگوں کی انگشت نمائی کے لیئے باعث مسخری ہوگا۔ تو پھر میں ادھر اُدھر کا نہ رہوں گا۔ تو حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ جوش و جلالیت میں آگئے اور فرمایا جو تیرے لنگر کی روٹی نہ کھائیگا وہ مستوجب سزا ہوگا برخوردار عزیز من میاں عبداللہ جی جس وقت آپ کی والدہ صاحبہ اور پھر آپکو لنگر جاری کرنیکا حکم دیا تھا اس وقت بارگاہ ایزدی سے لنگر کی روٹی کھانے والوں کو تمام بلیات و بیماریوں سے معاف کرنے کی دعائے خیر کی تھی ایک مرتبہ اگر

کوئی سیر ہو کر اس لنگر یعنی انفاق فی سبیل اللہ سے روٹی کھائیگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو تمام بیماریوں سے محفوظ و مامون فرمائیں گے مگر اس کو کھاتے وقت صدق دل اور یقین محکم ضرور ہونا چاہیے بشرطیکہ یہ روٹی صرف مکی کی ہو ساتھ میں لسی (چھاچھ) یا دودھ ہو اور ان ہی اجناس کا لنگر بھی دینا چاہیے۔ اُمید واثق ہیکہ آپ کی زبان پر ہر کھانے والا کھائیگا اور جو علاج انگریزی ڈاکٹروں یونانی حکیموں سے بھی ٹھیک نہ پڑیگا خدا تعالیٰ لنگر کی روٹی اور لسی سے شفا بخشے گا۔ کیونکہ آجکل حکیم، ڈاکٹر امراض برص جذام ناسور، بواسیر اور ہیجان وغیرہ مہلک بیماریوں کا علاج کرنے سے تنگ آچکے ہیں اور اس روٹی میں اللہ تعالیٰ نے شفائے کل رکھی ہوئی ہے۔

جب یہ ارشادات گرامی حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہے تھے اس وقت مجلس میں بہت سے لوگ تھے اور انہوں نے حضرت باباجی صاحبؒ کو بتایا کہ حضرت ہم نے اس روٹی کی آزمائش کی ہے۔ حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس لنگر کی روٹی میں لذت بھی ہے اور شفا بھی ہے۔ چنانچہ جناب جی صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے عملی طور پر اس کو ابھی آزمایا نہیں صرف حضرت پیر کیانیؒ کے حکم کے مطابق یقین محکم اور اُمید واثق ہیکہ ضرور بضرور ان حضرات کے کہنے کے مطابق شفائے کلی ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو خود تکلیف ہو گئی جو کافی دنوں تک رہی کچھ علاج بھی کروایا مگر افاقہ نہ ہوا تو اسی وقت حضرت نے لنگر کی روٹی استعمال فرمائی تو حضرت کی یہ تکلیف کلیتاً دور ہو گئی اور اسطرح حضرت نے عملی طور پر بھی حضرت پیر کیانیؒ کے فرمان کا تجربہ کیا۔ حضرت باباجی صاحب لارویؒ



نے پھر لنگر کی روٹی کھانا اپنا معمول بنالیا تھا۔ وہ تنور سے روٹی منگواتے اور استعمال فرماتے کبھی جب الگ سفید مکی کی روٹی اور ساگ پات اگر استعمال فرماتے تو طبیعت ناساز ہو جاتی اور دل ملول ہو جاتا۔ جب لوگ لنگر کی روٹی کھاتے اور اس کی حقیقی لذت سے آشنا ہو جاتے تو باباجی لارویؒ کو عرض کرتے کہ یہ لنگر کی روٹی ایسی لذت دار ہے جیسے اسمیں شکر ملی ہوئی ہو اور جب روٹی تنور پر پکتی ہے تو دور دور تک خوشبو آنے لگتی ہے اور کھانے والے طرح طرح سے اس کی تعریفیں کرتے تو حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن کو فرماتے یہ سب کچھ حضرت باباجیاں نظام الدین کیانیؒ کے فرمان کے مطابق ہے۔ جو اُمید واثق ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح قائم رہے گا۔

چوں سیراں تھیں عبد ویچارے ایڈو صولی پائی
اے پرنال وسالت خواجہ صاحب جدوں تجارت لائی

## اس وقت لنگر فی سبیل اللہ کے معمولات

اُس وقت سجادہؒ وانگت نظام آباد حضرت باباجیؒ کے پاس روزانہ چار پانچ سو آدمی ہوتے تھے لنگر کی روٹی پکانے کے لیے تنور ہوتے اور روٹی پکانے والے آدمی اپنا کام کرتے رہتے دوپہر کا کھانا لنگر میں گیارہ بجے دن سے قبل ہی تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہاں رہنے والوں کیلئے مسافر خانہ تعمیر کیا ہوا تھا۔ نماز کیلئے مسجد تھی بعض لوگ رات کو کھانا کھا کر مسجد میں قیام کرتے تھے اور بعض حضرات

مسافر خانہ میں کچھ دور کے لوگ ہفتہ عشرہ تک قیام کرتے تھے۔ بعض رات دن قیام کر کے چلے جاتے تھے بعض اپنی مطلب کیلئے چھ ماہ یا سال یا چار پانچ سال اور کچھ لوگ عمر بھر تک یہاں رہے اور یہاں ہی وفات بھی پائی۔ چنانچہ جلیل القدر عالم مولانا نذیر احمد نے یہاں ہی وفات پائی۔ مولانا نذیر احمد ضلع گجرات موضع کڑیالی کے تھے۔ حضرت جناب باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ملفوظاتِ نظامیہ مولانا نذیر احمد گجراتی نے تحریر کی جس کی املا آں حضرت بولتے جاتے اور مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم رقم کرتے جاتے تھے۔ ان کی قبر زیارت حضرت باباجی کے جنوب مغرب میں واقع ہے کئی طرح اور کئی آدمی عمر بھر یہاں رہے۔ اور یہیں پر وفات پائی۔

خدا تعالیٰ نے اس لنگر کی روٹی میں شفا رکھی ہوئی ہے جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے۔ یعنی اپنی حاجت براری کیلئے ہر طرح کے لوگ حضرت باباجی صاحب کے پاس آتے رہتے اور وقتاً فوقتاً یہاں قیام کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان کی مراد پوری ہو جاتی تھیں تو چلے جاتے۔ حضرت مولانا رُوم نے مثنوی میں اسی لیے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود  گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

تقسیم لنگر کے جو اسوقت کے معمولات تھے ان میں تا دم ایں بتدریج ترقی ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کے مطابق لنگر شریف کی وسعت لامتناہی ہوتی جا رہی ہے۔ اور اسی طرح ہر مرض سے شفائے کلی بھی ہوتی جا رہی ہے۔ جبکہ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالےٰ نے فی سبیل اللہ کی من جملہ کئی جگہوں کے ایک جگہ اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔



مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّئَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

پارہ ۳ سورہ بقرہ :۔ ترجمہ۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جو اپنے کسی طرح کے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ ایک دانہ سے سات خوشے اُگیں اور ہر خوشہ میں ایک سو دانہ ہوں اللہ اسی طرح دوگنا فرماتے ہیں جس کیلئے وہ چاہیں اور اللہ تعالیٰ بہت ہی وسعت والے اور جاننے والے ہیں۔"

آیت مندرجہ بالا حضرت عثمان غنیؓ و عبدالرحمان بن عوفؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے جس وقت غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حضرت عثمان غنیؓ نے لشکر اسلام کیلئے ایک ہزار اونٹ بمع سامان بارگاہِ رسالت میں پیش کیے اور حضرت عبدالرحمان بن عوف نے چار ہزار درہم پیش کیے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ چار ہزار اپنے لیے رکھے اور یہ چار ہزار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تو حضورؐ نے فرمایا جو درہم اپنے لیے رکھے ہیں اُن میں بھی اللہ تعالیٰ برکت فرمائے اور جو یہاں بھیجے ہیں ان میں بھی برکت فرمائے۔ قرآن کریم کی ہر آیت کا حکم عموم کیلئے قیامت تک ہوتا ہے۔ بعض ایسی آیات جو مخصوص ہوتی ہیں اور ان کی وضاحت ساتھ ہی کر دی جاتی ہے یا وحی خفی کے ذریعہ ایسی آیاتِ کریمہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ اسلیئے کہ قرآن کریم آسمانی کتب میں سے آخری مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکامات قیامت تک جاری رہیں گے۔ اور انسانی فطرت کے مطابق جو حالات بدلتے رہتے ہیں یہ قرآن میں سب موجود ہیں۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم کی آیات میں تفکر و تدبر کیلئے فرمایا۔

# حضرت باباجی صاحبؒ کی کچھ اور خوابیں اور ان کی تعبیریں

حضرت جناب باباجیؒ کو عالمِ رویا میں متعدد بار اپنی منزلوں کی روحانی طور رہنمائی ہوتی رہی اور کچھ خوابوں کی تعبیر خود حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ دیتے رہے۔ کیونکہ اہلِ سلوک حضرات اپنے مُرشد گرامی کو اپنی زندگی کے تمام حالات سے باخبر کر دیتے ہیں۔ کوئی خواب حضرت باباجیؒ کو جب . . . . . آتا تھا۔ حضرت اسی وقت حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور خواب بیان کرتے۔ تو اس وقت حضرت پیر کیانی تعبیر دیتے جو حرف بہ حرف صحیح ہوتی۔ حضرت باباجی لاروی کو جس سے اطمینان خاطر ہو جاتا۔ ایک مرتبہ حضرت باباجی لاروی بغیر اجازت ایک ریاضت میں مصروف ہو گئے تو کچھ عرصہ بعد وہ خواب میں دیکھتے ہیں۔ حضرت پیر کیانی تشریف فرما ہیں۔ اور وہ اُٹھ کر ایک راستے میں چلنے لگے تو حضرت جی صاحبؒ خاموشی سے آنحضرت کے پیچھے چلنے لگے۔ جب طبیعت میں نرمی کے آثار دیکھے تو آپؒ نے فرمایا یا حضرت آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرنے کو اور مدینہ منورہ جا رہا ہوں تو میں حضرت کے ساتھ ہو لیا۔ حضرت میاں محمدؒ صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

جاں اوہ پنچھی اُڈن لگا پیر اودھے میں پکڑے
سے کوہاں دی منزل توڑی ہتھ رکھے کر ترکڑے



بہر حال جب خانہ کعبہ میں پہنچکر حضرت نے طواف کیا تو ساتھ میں باادب طریقہ سے حضرت کی پیروی میں، میں نے بھی طوافِ خانہ کعبہ کیا تو جب حضرت پیر کیانیؒ مدینہ منورہ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تشریف لے جانے لگے تو میں معاً اس میٹھی خواب میں نیند سے بیدار ہو گیا اور کفِ افسوس ملنے کے بعد بیقراری کی حالت میں کیاں شریف حضرت پیر کیانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا بیٹا میاں عبداللہ آج تو کیوں پریشان ہے اور تیرا رنگ بھی زرد لگتا ہے کیا وجہ ہے تو حضرت نے اس خواب کا واقعہ بیان فرمایا اور اس وقت کہا کہ افسوس ہیکہ یا حضرت میں رسول اللہؐ کے روضہ اطہر کے دیدار سے کیوں مشرف نہ ہو سکا اس کی بہت بیتابی ہے۔

آپؒ نے ارشاد فرمایا تیرے خواب سے معلوم ہوتا ہیکہ خدا کے راستے میں تو تو نے خوب قدم جمالیے ہیں مگر شریعت محمدیؐ کی پیروی طریقت و حقیقت کے راستے میں شرطِ اوّل ہے۔ آپ نے کسی ریاضت کو بغیر اجازتِ شیخ طریقت شروع کیا۔ اجازتِ مُرشد کے بغیر اگر کوئی عمل شروع کیا جائے تو اس وقت منزل خام رہنیکا احتمال ہو جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ ایسا ہوا اور فرمایا ہیکہ پیر طریقت کی اجازت کے بغیر کسی ریاضت میں محنت شاقہ نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ نے ریاضت کی بغیر اجازت زائد ریاضت کے طور پر کی اسی بات کا یہ شاخسانہ ہے۔ اور سالک کو چاہیئے کہ ابتداً میں شریعت محمدیؐ کی منازل کو طے کر کے پوری کرے پھر طریقت کی پہلی منزل میں قدم رکھے اسطرح سلوک و فقر کی منازل آسانی سے طے ہو کر طالب کا مقام بلند و ارفع ہوتا جاتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت باباجی لاروی نے پیر کیانیؒ کو عرض کیا

یاحضرت بہرحال یہ نازنین کو منزل میں استقلالیت ہونی چاہیئے تو آپ نے حضرت جی صاحبؒ کو سینہ مبارک سے لگالیا اور رخصت کیا اور فرمایا عزیز من میاں عبداللہ جی اب اللہ تعالیٰ آپ کی خام منزل کو بہ برکت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری فرمادیں گے۔ اب جاؤ اس وقت تک آپ میرے پاس نہ آنا جب تک کہ آپ کی منزل پوری نہیں ہوجاتی۔

چنانچہ حضرت جی صاحبؒ پھر اپنے جوشِ محبت اور بیقراریٔ دیدار مرشد گرامی کی وجہ سے اسی خام منزل میں پھر کیاں شریف تشریف لے گئے تو حضرت پیر کیانیؒ نے فرمایا میرے لختِ جگر میاں عبداللہ جی میں نے آپ کو خام منزل میں آنے سے منع کیا تھا پھر تو کیوں آیا ہے۔ بہرحال تیرا یہاں آنا ایسی صورت میں اشتیاق و بیقراری کی وجہ سے ہوا ہے اس آنے کو منظور کرتا ہوں۔ اب تیری اس خام منزل کو خدا کے فضل و بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورا کردیا ہے۔ جاؤ اطمینان خاطر رکھو۔ تو حضرت جی صاحب کو اسی وقت خاطر تسکین ہوکر استقلالیت پیدا ہوگئی۔ اور بجائے کمزوری کے توانائی پیدا ہوگئی اور حصول منزل کیلئے خواہش اور محبت پیدا ہوگئی۔ تو حضرت پیر کیانیؒ نے منزل کے بارے میں طریقے اور اوراد بتائے تھے اُن کو انتہائی ذوق و شوق سے کمربستہ ہوکر دل و جان سے ادا اور پورا کرتے رہے۔ درود نجات کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد وقت ایک روز بوقتِ شب یہ خواب دیکھا کہ ایک دربار عالیشان جاہ و حشمت والا نظر آیا اس میں کئی ہزار رنگ برنگ اور طرح طرح کی پختہ نعمتوں کے خوانچے تیار ہورہے ہیں ان کی ایسی معطر خوشبوئیں تھیں گویا کہ مشام جان



تھیں ایسے میں ایک پردہ نظر آیا اس کے پیچھے ایک بزرگ کھڑا تھا جو صرف ناف سے اوپر نظر آرہا تھا تو میں نے اس کو کہا اے صاحب کمال یہ محلات مکانات رنگ برنگ جو نظر آرہے ہیں یہ کس بزرگ صاحب کمال کے ہیں تو اس بزرگ نے فرمایا کہ عالی شان مکانات فخر موجودات نوعِ انسانی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ ان میں چہار یار اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہیں اور اوّل دائیں جانب جو تشریف فرما ہیں وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسی طرح دوسرے تین حضرات حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اسطرح منزل اور طواف خانہ کعبہ والی ادھوری خواب پایہ تکمیل کو پہنچی۔

ع عبد سے رسولؐ مقبول سو ہنے نالے ہوا صحاب کبار ڈٹھے۔

تو پھر جب حضرت جی صاحبؒ پیر کیانیؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے والہانہ انداز میں حضرت باباجیؒ کو تکمیلِ منزل کی مبارک باد دی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی استقلالیت کیساتھ پیروی کی مزید تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اس چادر سے عجیب قسم کی خوشبو آرہی ہے تو پھر یہ چادر مبارک جو اوڑھی ہوئی تھی اتار دینے کا حکم فرمایا۔ اس چادر کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

ایک اور خواب جس کی تعبیر حضرت باباجیؒ کے مقام سے تعلق رکھتی ہے وہ اسطرح ہیکہ حضرت باباجیؒ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ سنجوڑہ شریف کے قبرستان میں اپنی والدہ مکرمہ کی قبر کے پاس ہیں اور خدا کی مخلوق ان کے جسم کا گوشت نوچ کرلے جارہے ہے۔ پھر جب وہاں ہڈیاں رہ جاتی ہیں گوشت لوگ لے جاتے ہیں تو پھر

حضرت کو اسی خواب میں خیال آتا ہیکہ میری ان ہڈیوں کو اگر کوئی گڑھے میں ڈال دیتا پھر یہ ہڈیاں جب گڑھے میں چلی جاتی ہیں تو پھر بھی لوگ ان ہڈیوں کو ہاتھوں سے ملتے ہیں۔

پھر حضرت باباجیؒ بیدار ہوئے تو گھبرائے اور فوراً والدہ کی قبر کے پاس گئے وہاں دُعا کی اور حضرت پیر کیانیؒ کی خدمتِ اقدس میں روانہ ہوگئے۔ جب وہاں پہنچے تو اپنی خواب کی کیفیت کو بیان فرمایا تو حضرت پیر کیانی نے یہ یوسفی تعبیر دی کہ بیٹا میاں عبداللہ جی خواب کی تعبیر بہت اچھی ہے۔ گوشت کو مخلوقِ خدا جو نوچ رہی تھی اس سے مُراد یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ زندگی میں آپ کی ذات سے خُدا کی مخلوق کو فیض دینگے اور جو ہڈیاں باقی گڑھے میں چلی گئیں ہیں تو لوگ ان ہڈیوں کو ہاتھوں سے ملتے ہیں ان سے مُراد یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو آپکی قبر سے بھی فیض ملتا رہیگا۔ اور خاطر جمعیت رہو یہ اللہ تعالیٰ نے مقام عطا فرمایا جس کی شناخت عملی طور پر خدا کی مخلوق کو ہو جائیگی۔ جیسا کہ آج بھی یہ فیض جاری ہے۔ اور خُدا کی مخلوقات کو عملی طور پر اس بات کا تجربہ ہے۔

ایک اور خواب جب دیکھتے ہیں کہ سورج آسمان سے نیچے اتر کر کچھ دیر کیلئے ہمارے گھر میں آگیا پھر آسمان میں چلا گیا۔ جب اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے کیلئے حضرت کیانیؒ میں باباجی صاحبؒ تشریف لے گئے۔ تو حضرت کیانیؒ نے فرمایا میاں عبداللہ جی اس کی تعبیر بھی بہت اچھی ہے وہ اسطرح کہ اللہ تعالیٰ آپکو نرینہ فرزند عطا فرمائیں گے جو مادر زاد اولیا اللہ ہوگا یا پھر اگر اللہ تعالیٰ نے عمر دی تو بڑا متقی عالم دین ہوگا مگر استخارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خُدانخواستہ اسکی



عمر بہت ہی کم نہ ہو۔ تو حضرت باباجی صاحبؒ اس خواب کی تعبیر سُنکر آئے تو ایک سال بعد آپ کے گھر میں آپ کی پہلی اولاد حضرت میاں محمد رکن عالمؒ کی پیدائش ہوئی۔

# میاں محمد رکن عالم کے حالات

حضرت میاں محمد رکن عالم المعروف بھائیاجی کی پیدائش بروز سوموار بوقت چاشت سنجوڑہ شریف حضرت باباجیؒ کے آبائی وطن میں ہوئی اور نام میاں محمد رکن عالم رکھا عرصہ دو برس تک آپؒ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا مگر پورے دو سال تک جمعہ کے دن وہ دودھ نہیں پیتے تھے اور نہ ہی اس دن پانی وغیرہ پیتے تھے گویا کہ روزہ کی حالت میں رہتے تھے اور خاموش رہتے تھے۔ جب ڈھائی برس کے ہوئے تو اپنے منہ سے توتلی زبان میں باتیں کرنی شروع کردیں اور اپنی زبان سے حاضرین کو فرماتے اے بزرگو نیک بندو ذکر نفی اثبات دل کو ضرب لگا کر خوب کرو اور اسمیں مشغول ہو جاؤ۔ اور مسجد میں باقی باتوں سے اجتناب کرو اس طرح حاضرین مسجد میں ننھے حضرت میاں محمد رکن عالم کے حکم کی تعمیل میں حلقہ بنا کر ذکر نفی اثبات کرتے اور حضرت خاموش رہ کر مراقبہ میں تصور ذات باری تعالیٰ میں مشغول ہو جاتے۔ جب اسی طرح رہ کر آپکی عمر پانچ برس کی ہوگئی تو صبح سویرے نیند سے بیدار ہوتے ہی اپنے والد محترم حضرت جناب باباجی صاحبؒ کو رات کے واردات کو خود بخود دست بستہ کھڑا ہو کر عرض کرتے۔ ایک دفعہ عرض کیا کہ یا حضرت والد مکرم باباجی آج رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں حضرت پیر کیانی

کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا ہوں۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا حضرت آپ کون صاحب ہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا عزیز من لختِ جگر میں آپ کے والد نیک کردار بزرگوار میاں عبدالشکور جی کا پیشوائے طریقت ہادی راہنما ہوں اور اسوقت تجھکو بھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کرکے داخل کرنے آیا ہوں۔ اور اس طرح حضرت نے مجھے نقشبندی مجددی طریقہ میں بیعت کرکے داخل فرمایا۔ تو پھر جب میں نیند سے بیدار ہوا تو آنحضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس نفیس فرمایا کہ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا وہ اپنے والد بزرگوار سے بیان کر دینا۔

پھر بہت وقت تک حضرت میاں محمد رکن عالم اپنی خواب حضرت جی صاحبؒ سے بیان کرتے رہے تو ایک مرتبہ اچانک حضرت جی صاحبؒ نے اثنائے میاں محمد رکن عالم کو فرمایا کہ حضرت پیر کیانی کی شکل و شبہات کیسی ہے۔ بیان کرو اور اگر تمہارے بیان آپ کی صورت مبارک میں فرق آیا پھر میں تمہاری خواب کا یقین نہیں کروں گا۔ بنا بر حضرت میاں محمد رکن عالم المعروف بھایا جیؒ نے دست بستہ کھڑے ہو کر حضرت پیر کیانی کا حلیہ مبارک بیان کرنے لگے۔ اور خواب کی جملہ کیفیات بیان کیں۔ آپ کے بیان میں اور حضرت کے حلیہ مبارک میں ذرا بھر فرق نہ تھا۔ اس وقت حضرت جناب بابا جی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے عزیز لختِ جگر میاں محمد رکن عالم کو فرمایا کہ آپ اپنی خواب کی کیفیت کسی بھی نامحرم انسان کے سامنے بیان نہیں کرنی۔

حضرت میاں محمد رکن عالم کا زیادہ وقت مسجد شریف میں گذرتا تھا۔ یہاں کی طرح کسی کھیل کود سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ حلقہ میں بیٹھکر نفی اثبات کے ذکر میں ہی مشغول رہتے تھے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری



ہو جاتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپکی پاک زبان میں یہ اثر رکھا تھا کہ جس حاجت کیلئے دعا فرماتے خدا وہ پوری فرماتا اور لوگ قبلۂ عالم بابا جی الاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کثیر طور پر حضرت محمد رکن عالمؒ سے دعائیں برائے حاجات دینی و دنیاوی کرواتے جو بطور ہو جاتی تھیں۔ اس طرح سے قریبی آس پاس کے تمام لوگ اور آپکی برادری کے لوگ بھی آپؒ سے ہی دعائیں کرواتے اور پھر خوشی و خرمی سے اپنے گھر آپ سے اجازت لیکر جاتے۔ حضرت بابا جی صاحب الاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ ملکوال کے تذکرہ صفحہ نمبر میں حضرت میاں محمد رکن عالمؒ کے باب میں فرماتے ہیں۔۔

"بعض لوگوں نے یہ پیشہ اختیار کیا ہوا تھا کہ میرے سے زیادہ نبوت کو واضح اور تابعداری فرمانبرداری کرنی شروع کر دی۔ جب بہت دفعہ عام لوگوں نے اس کی پاک و شیریں سخن زبان کا تجربہ کرتے ہوئے دم بدم یہاں دعائے حاجتمند اس کا بہت معتقد ہو گیا کہ ان لوگوں کو واثق طور کامل یقین ہو کر خاطر مستقل بہت ہو گیا۔ لہذا جو کوئی شخص دینی و دنیاوی حاجت کیلئے آتا تھا تو نور دار سے دم و دعائے خیر طلب کرتے ہوئے خوشی و خرمی رخصت لیکر واپس گھر کو چلے جاتے تھے۔ پھر تھے بھی نور دار کی شہرت کا کامل یقین ہو گیا۔ مگر ایک دفعہ نور دار کے سر پر خمار چڑھا تو آنحضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم محبوب سبحانی علامہ العلمین قطب الاقطاب غوث زمان پیشوائے سالکان طریقت نے خواب میں تصور کر کے واضح و تریح زبان مبارک سے فرمایا تو نے کیوں میرے پیارے فرزند خلیفہ نور دار میاں محمد رکن عالم کے سر پر خمار چڑھایا ہے۔ تم کو لازم نہیں کہ نور دار فرزند الحان کے سر پر کس کا ہاتھ ہے۔ نور دار نور دار بعد ازاں اپنے دل میں

باطل خیالات کو موقعہ نہ دو آئندہ یہ کام نہ کرنا کیونکہ بطور روحانی تم کو بہت نقصان آئیگا۔ پھر میں عاجز خاموش اور سنسان ہو کر حیران رہ گیا بلکہ برخوردار کو بعد ازاں کسی قسم کی وجہ سے بغیر مار کے تنبیہہ دیتا۔ پھر آنحضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم محبوب سبحانی کے خوف کے مارے بالکل کچھ نہ کہتا۔"

حضرت قبلہ عالم باباجی لاروی رحؒ کی یہ تحریر حضرت میاں محمد رکن عالمؒ کی کرامات کیلئے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت میاں محمد رکن عالمؒ سے بہت سی کرامتیں منسوب ہیں۔ جن میں بعض کا ذکر ملفوظات نظامیہ میں درج ہے۔ آج بھی حضرت میاں محمد رکن عالم کی زیارت سے جو موضع لامن میں واقعہ ہے لوگوں کو دینی و دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں بہت دفعہ آزمایا گیا ہے اور یہ ایک مجرب شدہ حقیقت ہے۔

# حضرت میاں رکن عالم کا انتقال

جب حضرت میاں محمد رکن عالم کی عمر پورے نوسال کی مکمل ہو گئی ایک روز بدھوار حضرت میاں محمد رکن عالمؒ چیخ مار کر نیند سے بیدار ہو گئے اور زور زور سے قبلۂ عالم حضرت باباجی لاروی کو پکارا کہ اے میرے پیارے والد باباجی مجھے خواب میں ایک کتا تکلیف دینے کے درپے ہے اور صبح اشراق کے وقت حضرت کو شدید بخار ہو گیا اور نو دن یہ بخار مسلسل رہا۔ نو دن کے بعد اچانک چیچک کی بیماری نمودار ہوئی۔ چار یوم تک اس بیماری میں مبتلا رہے۔ حضرت جناب باباجی صاحبؒ اس وقت



مسجد شریف میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت بھائیا جی کا بلند آواز سے نفی اثبات کا ذکر سنا تو وہاں سے کسی آدمی کو اندر خبر گیری کیلئے بھیجا اور فوراً ہی ساتھ میں حضرت جناب باباجی صاحبؒ بھی تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کیوں عزیز تجھے بہت تکلیف ہو گئی ہے۔ تو دریافت کرنے پر حضرت بھائیا جی نے عرض کی یا حضرت بہت تکلیف ہوئی مگر اسی حالت میں حضرت شاہ خواجہ نظام الدین ولی مشکل کشا رحمۃ اللہ علیہ بطور روحانی جلوہ گر ہوئے تو اسی وقت تکلیف سے آرام آ گیا۔ اسی طرح پندراں روز بیمار رہ کر بروز بدھوار بتاریخ ۲۹ ماہ صفر ۱۳۲۵ھ کو آپ کا انتقال نو سال کی عمر میں ہوا۔ اور موضع لامن میں دفن کیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

# حضرت جی کی والدہ کی کچھ روحانی امدادیں

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں والدین کا حکم ماننے اور ان کی حتی المقدور خدمت کرنے کا بار بار حکم فرماتے ہیں اور رسول سرور ذی شان صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث مبارکہ کے ذریعہ والدین کی خدمت کرنا دین و دنیا کی بھلائی قرار دیا ہے۔

حضرت باباجی صاحبؒ نے سنجورہ شریف کے قبرستان میں اپنی والدہ مکرمہ اور والد مکرم کی قبر کے پاس ایک قبر میں طویل چلہ کیا۔ تاکہ ان کے روحانی فیض اور رضامندی سے استفادہ ہو سکے۔ حضرت باباجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب وہ حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہے تھے تو راستے میں ایک خواب دیکھا کہ آسمان کے

نزدیک سے ایک ہیبت ناک بہادر نے سر کے سیدھ میں آرہا ہے تو والدہ محترمہ جلوہ محسوس ہوتی ہیں تو یہ بہادر ادھر ادھر سر کے سیدھ سے دور جا لگتا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ دوران عبادت حضرت کو سوزش کی بیماری ہو گئی۔ ناچار کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ دن میں دو چار مرتبہ غسل فرماتے مگر کوئی افاقہ نہ ہوتا اور حیران ہو کر حضرت نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ اے اللہ میری اس عبادت کو رائیگاں نہ فرما۔ تو اسی دوران والدہ مشفقہ خواب میں جلوہ گر ہو کر جیسا کہ چھوٹے بچے کو گود میں لیکر دودھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح والدہ نے دودھ پلا تو معاً دودھ کی برکت سے سوزش کی تکلیف دور ہو گئی۔ ایک اور مرتبہ دوران عبادت کوئی بیماری ہوئی تو والدہ مکرمہ نے خواب میں جلوہ گر ہو کر اپنی زبان مبارک چوسائی تو فوراً بیماری دور ہو گئی اور گویا کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں۔ آپ ہمیشہ سے تندرستی اور صحت رہی ہے۔ اور تمام مشکلات بحرمت بزرگان دین سلف الصالحین و مشفقہ مرحومہ والدہ صاحبہ کے دور ہو گئیں اور اس وقت حضرت باباجی صاحب نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور چند مرتبہ کلمہ طور شکر ادا پڑھا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَاِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اس طرح ہر مشکل میں ہر دشواری میں والدہ مشفقہ مرحومہ مغفورہ وقتاً فوقتاً امداد فرماتی رہتی ہیں۔ اگر کوئی بھی مشکل درپیش آتی تو والدہ صاحبہ خواب میں بشارت دیکر رہنمائی فرماتی۔ ابتدا سے لیکر تادم اس جگہ کا سورج تقریباً ۱۲ بجے دن پر سر پر آجاتا ہے۔ والدہ صاحبہ کی روحانی امداد اور آپ کی مہربانی کی وجہ سے ہر کام میں



استقلالیت رہی اور ہر کام میں والدہ کی مغفرت سے ہدایات باحسن طریق انجام دہی ہوتی رہی۔ حضرت باباجی صاحب لاروی نے اپنی کتابوں میں بھی کشف و کرامات سے اجتناب فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت پیر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ شریعت فروعی علم کا بہت بڑا مقام ہے۔ اور کشف و کرامات کا اظہار کرنا اس کے خلاف ہے۔ اسی لئے آپ نے بہت حد تک راز بائے سربستہ کا اظہار نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت کو کشف کرنے کی خواہش ہوئی حضرت محمد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں جلوہ گر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد دعلیہ السلام فرما رہے ہیں اور ہر دو ہاتھوں کا مشعل پانی ہوتا ہوا نور کے شعلے نظر آتے ہیں اور حضرت جناب باباجی صاحب ان نور کے شعلوں کو پی رہے ہیں۔

اور فراست سے فراغت کے بعد خواب میں ہی حضرت لاروی کی مخاطب کر کے فرمایا کہ جو ارادہ آپ کا ہے یعنی کشف وغیرہ کرنا شریعت کے خلاف ہے اور شریعت کا بہت بڑا مقام ہے۔ اس ارادہ کو ترک کر دیں۔ ماسوائے کچھ اشعار کے جن میں آپکی کرامات کا اظہار ہے۔ باقی تمام تحریریں جو کتابوں میں ان سے ثابت کم کرامات کا پتہ چلتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی جو واقعات کتابوں میں درج ہیں۔ ان سے آپ کے مقامات کا بخوبی علم ہو جاتا ہے جبکہ حضرت باباجی لاروی نے اپنے عرف شاہ پارے قرآن پاک بمعہ ترجمہ کے پڑھے تھے۔ علم تصوف میں مجموعہ مقولات اکابر اور اسرار کبیری شریف ذو ضخیم کتابیں حضرت کی مطالعہ میں رہتی ہیں۔ ان دو نوں کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا علم لدنی ایک بلند پایہ کا ہے۔ حضرت سلطان دونوں کتابوں میں ضابطہ تحریر میں دوسرے حضرات سے کرواتی ہیں جبکہ تصوف کی مقامات کا اندازہ اس بات سے اور نمایاں ہو جاتا ہے۔ بلا واسطہ کچھ اور تحریر

دوسرا کرے۔ مجموعہ ملفوظات نظامیہ کی املار مولوی نذیر احمد ساکنہ موضع کُڑیالی ضلع گجرات نزدیک بھلم سرائے اورنگ آباد نے تحریر کی مولوی صاحب کا انتقال یہاں ہی ہوا اور وُہ حضرت خواجہ لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے قریب مدفون ہیں۔ اسی طرح اسرار کبیری شریف کی املار حضرت خواجہ احمد جی المعروف اخوانزدہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کی جو حضرت کی زیارت کے متصل مدفون ہیں۔ اِن دونوں کے مختصر حالات آگے آئیں گے اور کچھ حصہ مولانا معرفت اللہ موضع تلگراں کوٹلہ تحصیل مُظفر آباد نے املاً تحریر کیا ہے۔ تبرکاً آپ کی کچھ چھوٹی بحر کی ابیات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ ؎

ء

یارب خاطر سر حلقہ نقشبندی اعظم نام گرامی
فانی فی اللہ خود حقیقی عاشق خاص ربّانی

صرف مُفلس عبد بچارہ باہجوں پیر بُسطامی
رکھاں اُمیداں پک خُدایا شاید ہوسن حامی

نام مُبارک بُسطامی والا عبدی وِرد کردا !!
دَر دَر منگن جاواں نائیں سگ ہاں تیرے دَر دا

عبدی درمیان عاشق معشوقاں جد مصیبت آندی
باہجھ وکیلاں حل نہ ہوندی زاری پیش نہ جاندی

ہوے خطا عاشق کولوں معشوق نظر نہ پاون
صدقے کار وکیلاں والی رُٹھے یار مناون



فضل کیتا ربّ عاصی اُتے آپ وسیلے لے آئے
رکھ اُمید بخشش والی توڑے عیب کمائے

سر عاصی تے قدم تیرے دا بہت عجیبہ سایہ
صدقہ شاہ نظام الدین ولی دا اس در وانے آیا

وانگ زلیخا یوسف پچھے جیکر توں بھی رُوسیں ؛
باہجہ وسیلے یوسف نہ ملے کیونکر واصل ہوسیں

یارب خاتمہ اُپر کتاب دے مینوں دے جزائیں
میری آل اولاد نوں منزل تیک پہنچائیں

ہک پردیس تے دیس بیگانہ خستہ حال غریباں !!
تیرے باہجوں یارب میرے کسدی جھولی پاساں

کار آزمودہ یتیماں والے تائیں عاصی ڈردا !!
دھکے دیون قبیلہ جو آوے سو جردا

سمیت عیال تے فرزند پیارے نالے یار نرالے
چھیکڑ واری یارب سائیاں کیتے تدھ حوالے

غفلت اندر عمر ونجائی تابع نفس ہوئیاں
یارب خاطر بہاؤالدین بخاری کریں دُور سیاہیاں

امام طریقت غوث الاعظم مجدد الف ثانیؒ !
تیری طرف وسیلے میرے ہور خواجگان تمامی !

محمدؐ نامدارتے صاحب ہادی نام رکھیندے
میر صدیق مالکی تائیں رستے خوب وکھاندے

خان فتح اللہ صاحب جھڑے وچ مراقب رہن ہمیشاں
جو کجھ پاس میسر انہاندے دیوں چادر ویشاں

بس عبدی ڈھل نہ لگے مطلب دی طرف جاویں
جتھے حج اساڈا یارا دیوں سیس نواویں

واحد ہو کر مراقب اندر دیکھ دلبر دی گلیاں
حجر اسود بوسے دیویں جتھے سجن لگاندے تلیاں

بس عبدی ہن فیر مہاراں کچھ مغز کھپاسی
جیکر کسے پھٹ محبت والا فیض ضروری پاسی

نال شکستہ دل جیکوئی پاس امیران جاندا
ضرور مقرب معظم ہو کر عجب نعمت کھاندا

# حضرت پیر کیانی سے آخری ملاقات

غالباً حضرت جناب باباجی صاحب لاروی کی عمر مبارک اسوقت ۴۳، ۴۴ سال ہوگی جب حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ سے یہاں وانگت لار موجودہ نظام آباد سے جاکر کیاں شریف (منگل دھار) میں آخری ملاقات ہوئی ہے مجموعہ ملفوظات نظامیہ



میں اس ملاقات کا تذکرہ ہے۔ جس کا سلیس مفہوم اسطرح نقل ہے کہ بہت عرصہ گذرنے کے بعد حضرت باباجی لاروی رحمتہ اللہ علیہ جب یہاں سرینگر کشمیر سے حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے جملہ حالات خانگی دریافت فرمائے اور فرمایا عزیز من میاں عبداللہ جی تیرے گھر بار اور متعلقین سب خیریت سے ہیں تو باباجی صاحب لاروی عرض پرداز ہوئے کہ یا حضرت آپکی دعاؤں کا صدقہ اور خدا اور رسول کے فضل سے بالکل خیریت تمام ہے۔ پھر باباجی لاروی نے حضرت پیر کیانی سے عرض کی یا حضرت آپ دعا فرماویں کہ میں ہر کام میں خدائے برتر کی رضا حاصل کرلوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت اور رضائے الٰہی میں استقلالیت پیدا ہو کر کاربند رہوں اور فرمایا کہ نیازمند کوئی بھی نیا کام جب شروع کرے تو رسول اللہؐ کی وساطت اور رضائے الٰہی شامل حال ہو۔ چنانچہ حضرت پیر کیانیؒ نے حضرت لاروی کیلئے دعا فرمائی اور ساتھ میں فرمایا کہ خبردار کشف وکرامات وخوارق عادات سے بچنا کیونکہ شریعت کیخلاف ہے۔ اور شریعت کا بہت بڑا مقام ہے۔ حضرت لاروی نے عرض کیا یا حضرت آپ نے کشف وکرامات کے اظہار سے بار بار منع فرمایا حتی المقدور میں اس چیز سے بچونگا۔ آپ دعا فرمائیں اور حضرت نے مزید دعا فرمائی اور فرمایا عزیز من میاں عبداللہ جی یہ تیرے ساتھ اس زندگی میں میری آخری ملاقات معلوم ہوتی ہے۔ اور فرمایا عزیز من واضح رہے کہ ضروری تفسیر قرآن شریف اور احادیث شریف کو زیر مطالعہ رکھنا چاہیے تاکہ تمکو اے عزیز احکام شرعی میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔ اور آپ اپنے طالبوں، مریدوں کو مطابق شریعت محمدیؐ وعظ و نصیحت کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیے تاکہ برے افعال واقوال سے وہ بھی بچیں۔

نیز فرمایا اپنے ہر ایک کاروبار کو کوشش بلیغہ سے سرانجام دیں۔ شاید ان کی بدولت دین و دُنیا میں کامیابی کے خزمنِ بے بہا حاصل کریں مگر اس کام یا اشیاء میں مُدعا دلی خواہش کیساتھ بارگاہِ ربّ العزت کی رضا کیلئے مُطابق شرع محمدی ہونا چاہیئے اور جیسا کہ سرورِ کونین ذی شان سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلّم نے خدائے برتر کی بارگاہ سے اور چار یار اصحاب کبّار رضوان اللہ علیہم اور متقدمین مشائخ نے طلب کیا۔ اسی طرح آپ کو طالبوں مریدوں، خلیفوں کو اسی کے موافق اور چیزیں خُدا کی بارگاہ سے طلب کرنی چاہئیں۔

پھر آں موصوف قبلۂ عالم نے زبانِ مُبارک سے ارشاد فرمایا کہ جب تو بزرگانِ سلف کی کتابوں کا مُطالعہ کریگا تو مراقبہ میں با تصور خیال کرتے رہنا کہ میں اِن کتابوں کے مُصنفین بزرگانِ دین کے آگے کھڑا ہوں اور یہ کہ ان سے فیضِ حقیقی حصّہ پاتا ہوں۔ اسی طرح اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ اور حضرت لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو واپسی نظام آباد کیلئے رخصت فرمایا۔



# پیر کیانی کے وصال کی خبر باباجی کی آنکی تربت پر حاضری

آخری مُلاقات کے بعد جب حضرت باباجی صاحب لاروی موجودہ ضلع سرینگر تحصیل کنگن نظام آباد (وانگت) بخیریت تمام پہنچ گئے۔ عرصہ دو ماہ بعد اتفاقاً یہ بات سُنی گئی کہ حضرت خواجہ بابا نظام الدین کیانی ولی مشکل کشائے باالخیر کا دروا کیاں شریف منگل دھار میں وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تو اس اندوہناک خبر کو سُننے کے بعد حضرت جناب باباجی صاحب عرصہ چھ ماہ گذر جانے کے بعد کیاں شریف تشریف لے گئے اور آپ کے روضہ مُبارک پر جاکر مراقبہ فرمایا تو ہر طرح کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مُستفید ہوئے تو اندر جاکر کسی نے جنابہ مائی صاحبہ سے کہا کہ آپکا روحانی حقیقی فرزند میاں محمد عبداللہ سرینگر کشمیر والا آیا ہوا ہے۔ اور وہ اس وقت حضرت کے روضہ پر ہے۔ ان کے ساتھ بہت سارے دیگر آدمی بھی ہیں تو حضرت جنابہ مائی صاحبہ دام سترہا نے کسی غلام کو بھیجا کہ زیارت سے فراغت حاصل کرنے کے بعد فوراً میاں عبداللہ جی کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ حضرت باباجی لاروی جب زیارت متبرک سے فارغ ہوئے تو اس غلام نے عرض کیا کہ حضرت آپکو مائی صاحبہ نے اندر بُلایا ہے۔ اور باباجیؒ اس آدمی کے ساتھ اندر تشریف لے گئے۔ تو جونہی حضرت لاروی

پر نظر پڑی تو مائی صاحبہ دام سترہا بے اختیار حضرت کے جانکاہ وصال کی وجہ سے رونے لگیں اور حضرت جناب باباجی لاروی رح نے بھی آہ و نالہ و غم سے رونا شروع کر دیا۔ کافی دیر اس کیفیت میں رہنے کے بعد صبر جمیل ہوا۔ اور اس طرح پھر حضرت جناب باجی صاحب نے بمع اپنے ساتھیوں کے تین یوم تک یہاں قیام فرمایا رخصت ہوتے وقت پھر حضرت باباجی رح کو اندر بلایا اور جنابہ مائی صاحبہ نے اپنے ہاتھ سے پکا کر تیراں ۱۳ عدد روٹیاں ساتھ دیں اور فرمایا کہ جب حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں آپ بیٹا عبداللہ جی آتے تھے اور پھر رخصت ہو کر اپنے گھر کو جاتے تھے تو اس وقت حضرت پیر کیانی رح اپنے دستِ شفقت سے روٹیاں عطا کیا کرتے تھے۔ اس وقت جو روٹیاں میں نے اپنے ہاتھ سے پکا کر دی ہیں نزع کے وقت جو آپ نے وصیت فرمائی تھی اور اسوقت حکم دیا تھا کہ اے اہل خانہ جب میری ماتم پرسی اور فاتحہ خوانی کیلئے عزیز الجنان لختِ جگر پیوند جان میاں عبداللہ یہاں آئیگا تو اس کو جنابہ مائی صاحبہ دام سترہا کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکا کر دینا کہ جن کے استعمال سے میری اس جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت آئیگی۔ نیز اس کے وجود کی جملہ بیماریاں اور کاہلیاں دور ہونگی انشاء اللہ تعالےٰ اور حضرت کلاروی رح کو وصیت نامہ بیان کیا جو حضرت پیر کیانی رح نے وقتِ نزع آپکے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے جتنے مرید تعلقدار ہیں ان کی ہر طرح سے نگہداری میاں عبداللہ کو کہنا کہ وہ کریں اور ان باتوں کا بار بار حضرت فرما رہے تھے۔ اے اہل خانہ تمام حضرات کو واضح ہو کہ تم میری وصیت برخوردار میاں عبداللہ جی کو پہنچا دینا ایسا نہ ہو کہ ان باتوں میں تمہیں کوئی بات یاد نہ رہے۔ یا کسی لاپرواہی کی وجہ سے ان تک میری یہ باتیں نہ پہنچیں۔ آپ کو صرف یہی



تاکیدی حکم دیا جاتا۔ یہ تمام باتیں جب حضرت باباجی کلاروی رح نے سنیں تو پھر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان سے گلے ملکر رخصت ہوئے۔ جنابہ مشفقہ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ جو تیراں ۱۳ روٹیاں میں نے اپنے ہاتھ سے پکا کر دی ہیں راستے میں ان کے بغیر اور کوئی چیز استعمال نہ کرنا۔ تاکہ حضرت کے حکم کے مطابق آپ کو صبر و قرار ہو۔ اور یہ جانکاہ صدمہ برداشت کرنیکی ہمت و توفیق ہو۔

چنانچہ حضرت باباجی لاروی رح نے اپنی اندک ضرورت کے مطابق راستے میں ان روٹیوں میں سے کچھ ٹکڑے استعمال فرمائے اور باقی جو روٹیاں بچیں وہ یہاں لے آئے۔ ان روٹیوں کے بارے میں حضرت باباجی صاحب لاروی رح ملفوظات نظامیہ کے صفحہ ۱۰۳ پر اسطرح رقمطراز ہیں۔

"جو روٹیاں والدہ مشفقہ نے اپنے دستِ مبارک سے میٹھی پکا کر عطائے فدوی مسکین کو کی تھیں ان کو بھی بحفاظت خوب سنبھالکر گھر کو لے آیا اور گھر میں خوب حفاظت سے ایک اونچی جگہ پر رکھ دیں۔ جن کو آج تک عرصہ پانزدہ سال کے قریب گذشتہ ہو گیا ہے۔ پھر جس وقت فدوی نیازمند کی طبیعت پریشان ہو یا کہ سستی کاہلی جسم میں پیدا ہو جائے پھر اپنی پیاری والدہ صاحبہ کے دستِ مبارک سے روٹیاں پختہ شدہ میں سے دو چار لقمہ لیکر کھاتا ہوں تو فوراً خوشی و خرمی ہو جاتی ہے گویا کہ کبھی جسم میں کاہلی و سستی نمودار نہیں ہوتی ہے۔ بآرام کلی صحت خاطر و طبیعت کو جمیعت ہو جاتی تھی۔

اے عزیز طالب اللہ یہ قصہ قبل ازیں تحریر کر کے درج کر چکا ہوں کہ کوزہ پانی مٹی کا بنا ہوا فلاں بزرگ صاحب محبوب سبحانی مقرب حقانی سے لیا تھا جسمیں

کچھ پانی آپکی طہارت کا باقی چلہ کشی سے رہا ہوا تھا اور اس کا ذکر بخوبی طور پر پہلے ہو چکا ہے۔ مگر وہ اب تقدیر الٰہی سے عرصہ چوبیس ۲۴ برس گذشتہ کے بعد ایک الماری میں رکھا ہوا تھا۔ جس کو ایک روز بلی نے توڑ ڈالا اور اس کے ٹوٹ جانے کا غم والم دل کو بے شمار پیدا ہوا تھا۔ مگر اس کے علاج سے بے بس و مجبور تھا۔ پھر کوزہ کے ٹوٹ جانے کے غم سے مسکین عاجز روسیاہ کمترین نے تین چار روز گذشتہ تک روٹی نہ کھائی اور نہ پانی پینے کی طرف دل مائل ہوا کیونکہ کوزہ کو آنحضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم محبوب سبحانی مقرب حقانی قطب ربانی مولانا وہادی نا ومرشدنا ومشائخنا پیشوائے طریقت در سلسلہ شریفہ قادریہ عالیہ قدس اللہ سرہٗ کا تھا۔ کیونکہ سب وظائف اوراد شریفہ سلسلۂ مذکورہ کی آنحضرت صاحب سے مسکین بندہ بیکس نے حاصل کیے تھے اور سالگرہ یعنی عُرس مُبارک المعروفہ ستائیس ۲۷ رمضان المبارک پر نکالتا رہا۔ اور حاضر موجودہ حالت در مراقبہ با تصور پاکر فیض حقیقی سے مشرف ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا کہ آپ خود در ختم شریف بوقت نیک حاضر موجود ہو کر زبان مُبارک سے پڑھ رہے ہیں۔ مگر جو فضیلت اور فیض حقیقی بندہ مسکین فدوی سے نہیں ہو سکتا ایک تو کتاب گنہگار ہونے کا خوف ہے۔ دوسرے فہم وفراست ناقص العقل کے در ذہن نشین خیال گذرا کہ مختصر کافی وشافی ہے اگر اسپر کوئی طالب اللہ عمل کریگا تو ضرور ہی مستفید ہوگا اور روٹی جو والدہ صاحبہ مشفقہ نے دست مُبارک سے پکا کر عطا فرمائی تھیں ان کا مختصر حال پہلے اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ ان سے بھی آج تک بہت مُدت سے زمانہ حال تک فائدہ حاصل کر رہا ہوں۔ بس باقی ہوس ہے۔

یہ اقتباس مجموعہ ملفوظات نظامیہ سے دوبارہ اسلئے یہاں تحریر ہے کہ خود



حضرت نے بھی کوزہ کا واقعہ دو مرتبہ بیان کیا اور اس اقتباس میں دوبارہ لکھنے کا اعتراف ہے۔ دو مرتبہ بیان فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کی اہمیت وتاکید زیادہ ہو جاتی ہے اور اس تکرار کا مقصد یہی تاکید واہمیت ہے نہ کہ کوئی اور وجہ۔

## ان واقعات کی تفصیل جو پیر کیانی کی نگہبانی میں رونما ہوئے

یہ واقعات جو ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں ان کا تعلق حضرت باباجی لاروی کے حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت لینے سے قبل کے ہیں اور اس طرح زمانہ طفولیت میں کئی مقامات پر جلوہ گر ہو کر حضرت لاروی کی مدد فرمائی۔

ایکدن حضرت باباجی لاروی زمانۂ بچپن میں قحط سالی کے باعث ایک اور ساتھی کے ہمراہ غلہ خریدنے کیلئے اپنے گاؤں سے کہیں دور مسافت طے کر کے چلے گئے۔ چلتے چلتے جب ایک جگہ پہنچے تو نماز ظہر ادا کی اسی درمیان حضرت کا یہ ساتھی کچھ بھوک کے مارے نڈھال ہو گیا تو باباجی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے راستہ میں نہر کے کنارے جو روٹیاں پکائیں تھیں وہ لاؤ۔ تو ان کو کھا کر باہمت راستہ کو طے کریں گے۔ تو ہمراہی نے جواب دیا کہ وہ روٹیاں کہیں راستے میں مجھ سے گر گئی ہیں۔ اور یہ ساتھی بھوک کے مارے بیمار ہو گیا تو حضرت لاروی نے راستے میں ساتھی کا بوجھ بھی اٹھا لیا۔ جب عصر کے بعد شام کے قریب ایک گاؤں کے نزدیک پہنچے جہاں حضرت کے ساتھی کا کوئی رشتہ دار رہتا تھا تو ان کے ساتھی نے کہا کہ میرا بوجھ مجھے دو میں یہاں سے آگے نہیں جا سکتا

تو باباجی لاروی نے فرمایا کہ میں تمہیں یہاں اس بیماری کی حالت میں کیسے چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہو سکتا تو ہمراہی چونکہ اپنے رشتہ دار کے ہاں رہنا چاہتا تھا۔ تو اس نے کہا آپ بالکل چلے جائیں مگر میرا سامان بوجھ مجھے دیدیں۔ حضرت جناب باباجی لاروی نے شام کے وقت ساتھی کے اس فعل سے ذرا مایوس ہو کر توکل بر خدا تعالیٰ کر کے بھوک کی حالت میں ہی راہ گیر ہو گئے۔ اور منزل کی طرف چلنے لگے۔ اتنے میں ایک شاہانہ شکل سیرت شخص ملائم گفتگو کے ساتھ اسی راہ پر حضرت کے ساتھ آگے آگے روانہ ہو گیا۔ پہلے تو حضرت کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی قزاق راہ زن ہو مگر اس کی شکل و صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص ایسا نہیں ہے اور باباجی صاحبؒ نے اس شخص نے کہا اے لڑکے تم بھوک سے بہت تھک کر نڈھال ہو چکے ہو۔ یہ اپنا بوجھ مجھے دیدو تا کہ میں اٹھاؤں اور تمہیں آسانی ہو۔ جب بوجھ اس شخص نے اٹھا لیا تو وہ تیز ہوا کی طرح چلنے لگا اور کہا اے لڑکے میں تمہارا بوجھ فلاں پل کے پاس رکھ دوں گا تم بے فکر آؤ جب حضرت جی صاحبؒ اس پل کے پاس پہنچے تو اپنے سامان کو صحیح و سلامت پایا۔ ذرا حیران ہی ہو گئے کہ ایسا یہ نیک سیرت کون شخص تھا جس نے میری امداد کی۔

حسب عرصہ پانچ چھ برس بعد حضرت لاروی پیر کیانی کی خدمت میں بغرض سلسلہ عالیہ داخل ہونے کیاں شریف گئے تو جب حضرت پیر کیانی پر نظر پڑی تو آپؒ کے دل میں خیال آیا کہ یہ وہی نیک سیرت و صورت شخص ہیں جنہوں نے میری مایوسی کے وقت بوجھ اٹھا کر امداد فرمائی تھی۔ تو حضرت پیر کیانیؒ نے فرمایا جی صاحب لاروی کو مخاطب ہو کر کہ جب کوئی یتیم نما بیکس اجاڑ بیابان میں



بھوک و پیاس سے نڈھال ہو کر راستے چلنے سے قاصر و ناچار ہو جاتے تو ایسے سماں میں ہم ہی بوجھ اٹھا کر اس یتیم بیکس کی مدد کرتے ہیں۔ گویا جو واقعہ چار پانچ سال قبل پیش آیا تھا اس کی زبانی ارشاد سے نشاندھی فرمادی سبحان اللہ۔

ایک اور دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت جناب باباجی صاحب لاروی ابتدائی ایام میں غالباً کسی ضروری کام کی وجہ سے مانسہرہ چلے گئے تو وہاں بازار کی ایک مسجد شریف میں بمع اپنے ساتھی کے قیام فرمایا۔ ساتھی نے کہا اٹھو دونوں بازار میں بھیک مانگ کر روٹی کھا آتے ہیں تو انہوں نے ساتھی سے کہا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے میں نہیں جاتا۔ آپ چلے جاؤ۔ چنانچہ آپکا یہ ہمراہی بھیک مانگ کر روٹی کھانے چلا گیا اور حضرت مسجد کے ایک گوشے میں توکل بر خدا کر کے بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر میں ساتھی واپس آگیا اور اس نے کہا یار میں آپ کے لیے بھی روٹی لاتا مگر روٹی بہت کم ملی جس پر صرف میرا ہی گذارہ ہوا تو حضرت صبر و شکر کر کے مسجد میں بیٹھے رہے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور حضرت کے ساتھی سے کہا یہ میرا سامان ہے تم اس کو دیکھنا۔ میں بھی جاتا ہوں۔ بھیک مانگ کر روٹی کھانے چنانچہ یہ شخص سامان کو چھوڑ کر بازار میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد یہ واپس آیا تو اپنے سامان کو دیکھا تو گوشت کے ٹکڑوں کے بجائے چھوٹے چھوٹے پتھر کے ٹکڑے رکھے ہوئے تھے۔ تو اس شخص نے شور مچایا کہ اے اہل مسجد شریف میرے سامان سے گوشت چوری ہو گیا۔ اس کے بجائے سامان میں پتھر کے ٹکڑ رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مسجد والوں نے حضرت باباجی صاحب لاروی کے ساتھی کے سامان کی تلاشی کی تو اس کے سامان سے چوری شدہ گوشت برآمد ہو گیا تو مسجد والوں نے حضرت اور آپؒ کے ساتھی

کو زجر و توبیخ سے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ قریب تھا کہ یہ لوگ ان پر مار نے پیٹنے کیلئے دست درازی کرتے اتنی دیر میں ایک شخص بزرگانہ شکل و سیرت مسجد شریف میں داخل ہوا اور کہا السلام علیکم اے اہل مسجد یہ کیسا ہنگامہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ان دو مسافروں نے ایک دوسرے مسافر کے سامان سے گوشت کی چوری کی ہے۔ اسی لیئے ہنگامہ ہے۔ یہ جو شخص اب مسجد شریف میں داخل ہوا تھا اس نے کہا جس کے سامان سے چوری برآمد ہوئی ہے اس کے ساتھ اپنی مرضی سے جو بھی سلوک کرو روا ہے۔ مگر جو اس کا دوسرا ساتھی ہے اس کو میں خود دیکھتا تھا کہ یہ مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ کوئی نازیبا بات نہ کرو۔ حضرت باباجی لاروی رح کی برأت کی گواہی کے بعد لوگوں نے حضرت کے اس ساتھی کو بھی بخش دیا۔ بلکہ حضرت کو ساتھی کی وجہ سے جو زجر و توبیخ کی تھی اس کی بھی معافی چاہی اور کہا اے نیک طینت انسان ہمیں اس بے ادبی اور گستاخی کی فی سبیل اللہ معافی دے۔ رات کو اسی مسجد شریف میں بسر کر کے صبح کو حضرت باباجی لاروی رح بمع اپنے ساتھی گھر موضع سنجوڑہ کی طرف روانہ ہوئے یہ مسافت بہت دور تھی۔ حضرت کے پاس اپنا کچھ بوجھ بھی تھا اور رات کے کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ بہر حال ایسی ہی حالت میں چل دیئے آپ کا ساتھی بھی باوجود رات کو کھانے کے بعد بھی بھوک سے نڈھال ہو گیا۔ جب کچھ مسافت طے کی تو ہمراہی کہنے لگا اب بھوک سے دونوں نڈھال ہو گئے ہیں چل نہیں سکتے۔ آپ تھوڑی لکڑیاں جمع کریں میں نے رات کے پکائے ہوئے گوشت میں سے تھوڑا سا اس ہنگامے کے باوجود بھی چھپا کر رکھا ہوا ہے تاکہ آگ جلا کر پکا کر گوشت کھائیں۔ اس پر حضرت قبلہ جی صاحب رح نے فرمایا کہ



تو حرام لقمہ کھانے کیلئے ہرگز تیار نہیں خدا مجھے بچائے۔ دیکھو خدا کیسی حلال طیب روزی عطا فرمائیگا۔ تو جو کچھ کرتا ہے مجھے اس سے بالکل اتفاق نہیں ہے۔ جو کچھ مرضی ہے کریں خدا تعالیٰ پر توکل کر کے آگے چلتا ہوں۔

ع برتوکل گر بود فیروزیت — حق دہد مانند مرغاں روزیت

جب اسی حالت میں کچھ دور آگے نکلے راستے میں ایک خوش صورت و سیرت شخص ملا اس نے کہا اے مسافرو تمہارے چہروں پر بھوک کے نمایاں آثار ہیں۔ یہاں اوپر ایک جگہ میں فی سبیل اللہ کی دعوت تقسیم ہو رہی ہے۔ تم جاؤ وہاں روٹی کھا کر مزید راستہ طے کرو۔ چنانچہ اس بزرگ کے کہنے سے دعوت کنندہ کے گھر پہنچے پہلے اس نے ان کی آمد ناگہانی سے برا مانا۔ مگر تھوڑی دیر بعد انتہائی عزت و تکریم سے ان کو کھانا کھلا کر رخصت کیا اور کہا اے مسافرو اب جاؤ۔ پھر باباجی صاحب رح نے راستے میں ہمراہی سے کہا کہ دیکھو خدا نے ہمیں کس طرح اعلیٰ قسم کی حلال روزی عطا فرمائی۔ جب میں نے حرام گوشت کو کھانے سے انکار کیا تو تم نے قزاقوں رہزنوں کی طرح برا بھلا بھی کہا۔ کیا ہی خوب اس شعر میں کہا گیا ہے۔

ع کند ہمجنس با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

اسطرح حضرت باباجی صاحب لاروی رح اپنے اس ساتھی کی حرکت بد سے رنجیدہ خاطر ہوئے۔ جس شخص نے مسجد میں چوری کی تہمت سے بچایا تھا اور اس شخص کی شکل و صورت میں فرق تھا جس نے فی سبیل اللہ دعوت کنندہ کا گھر دکھایا تھا۔ مگر دراصل بات یہ تھی جیسا حضرت میاں محمد صاحب نے فرمایا ہے۔

ع اوہی یار محمد جھنگ والا کئیں مندراں پا کے وت آیا

جب اس واقعہ کے دو برس بعد حضرت باباجی لاروی حضرت پیر کیانی خواجہ نظام الدین ولی مشکل کشا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے چوری کی تہمت سے نجات دلائی اور دعوت فی سبیل اللہ دعوت کنندہ کے گھر تک رہنمائی فرمائی۔ پھر حضرت خواجہ صاحب نے جلدی فرمایا کہ اے برخوردار ہم ہی راستے میں مسافروں کو گوشت کی چوری کی تہمت سے رہائی دلوانے والے تھے اس واقعہ پر حضرت باباجی لاروی فرماتے ہیں۔

"واہ سبحان اللہ کہ تیرے دوست اپنے نورِ ایمان کیساتھ کس طرح غیروں کے حالات سے واقف ہو کر بوقت مشکل امداد دیکر فریاد رسی کرتے ہیں۔ اسی طرح پُر کمال اولیا اللہ اپنے مریدوں کی باطنی ترقیات و جریانِ لطائف اذکار کے واسطے غائبانہ جلوہ گر ہو کر عقدہ کشائی کرتے ہیں۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ شاہ نظام الدین ولی مشکل کشا مترک۔"

ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے جب حضرت لاروی پہلی مرتبہ دربار کیانی پر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ بیعت حاصل کرنے تشریف لے گئے تو سردی کے موسم میں رات کو بمع اپنے ساتھیوں کے راستے میں رہے۔ چنانچہ حضرت لاروی خاموشی سے رات کو تہجد کی نماز کیلئے جنگل میں ہی ایک پاک جگہ نفل ادا کرنے لگے تو قبلہ کی سمت معلوم نہ تھی تو جونہی آپ نے نماز نیت کر سورۃ فاتحہ شریف ام الکتاب شروع کرنے لگے تو اچانک کسی نامعلوم شخص نے حضرت لاروی کو کاندھوں کی طرف سے

۱ اسرار کیانی شریف۔ صفحہ نمبر ۲۰۴



قبلہ رُخ کر کے آگے سیدھا ہی شخص کھڑا ہو گیا تو حضرت باباجی صاحب نے جب نماز تہجد ادا کی تو یہ قبلہ رُخ کرنیوالا شخص آگے سے غائب ہو گیا۔ بہرحال حضرت لاروی نے اپنے ساتھیوں سے اس سارے معاملے کو بالکل راز میں رکھا اور دل ہی دل میں یہ سوچ رہے تھے کہ یہ کون اللہ کا بندہ ہو گا۔ جس نے رات کی اندھیریوں میں بھی میری رہنمائی کی۔ جب دربار کیانی پر پہنچے اور حضرت پیر کیانی کو دیکھا تو حضرت لاروی نے حضرت پیر کیانی کو پہچان لیا کہ یہ وہی بابرکت باباجی صاحب کیانی ہیں جنہوں نے رات کے وقت نفل تہجد ادا کرتے وقت میری قبلہ سمت ہونے کی راہنمائی فرمائی تھی تو اتنے میں حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ "تہجد کی نماز غیر واقف کی جگہ جماعت کیساتھ بھی پڑھنی جائز ہے" اور ساتھ ہی فرمانے لگے کہ "اے برخوردار تم جاؤ اس جگہ پر ہمارا ایک پانی کا چشمہ ہے تم اپنے پاؤں اس میں دھو ڈالو تاکہ تمہارے پاؤں درست ہو جاویں تو مسکین نے ویسا ہی آپ کے حکم مبارک کے مطابق عمل درآمد کیا۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ نظام الدین ولی مشکل کشا کہ در عشق خود غرقاب کن ما بر دوسرائے۔

ایک مرتبہ کا اور ذکر ہے جب حضرت خواجہ باباجی لاروی زمانہ بچپن میں یہ خواب دیکھتے تھے کہ کوئی شخص حضرت کو سوئی کے ناکے پر بٹھا کر آسمان کی طرف اڑا لے جاتا تھا اور حضرت کو اس خواب کی کوئی تعبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مگر اس وقت جب حضرت لاروی نے حضرت پیر کیانی سے بیعت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں

۱ اسرار کیانی شریف صفحہ نمبر ۲۰۵

حاصل کر کے واپس گھر کو روانہ ہوئے تو حضرت لاروی ؒ نے جان لیا کہ یہ وہی شخص ہیں جو بچپن میں سوئی کے ناکے پر بٹھا کر آسمان کی طرف لے جاتے تھے اس مرتبہ ذکر روحانی تعلیم دیکر گھر کو رخصت کر دیا۔ تو حضرت لاروی ؒ نے اس خواب کی تعبیر از خود یہ سمجھی کہ اس سے مُراد یہ ہیکہ چونکہ سوئی کے ناکے پر بٹھا کر آسمان کی طرف لیجانا مشکل بات ہے تو ہمکو اب مشکل ترین طریقہ سے عبادت کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت لاروی ؒ نے اپنے آبائی قبرستان میں ایک عبادت خانہ قبر کی شکل کا بنا کر خویش و اقارب سے قطع تعلق کر کے طویل چلہ شروع کر دیا۔ بہت عرصہ تک حضرت مصروف چلہ رہے۔ جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔ جسمانی طاقت حضرت کی ختم ہو گئی مگر روحانی طاقت میں لامثال اضافہ ہوا جب حضرت لاروی ؒ بہت عرصہ کے بعد حضرت پیر کبانی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ؒ نے فرمایا جیسا کہ اسرار کبیری شریف صفحہ نمبر ۲۰۶ میں تحریر ہے

"اے برخوردار عزیز من تم نے میرے حکم کے بغیر کیوں ایسی سخت تکلیفات کو برداشت کیا ہے۔ تو پھر بندہ نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ ہی خود بار بار سوزن (سوئی) کے ناکے کے اوپر بٹھاتے رہے۔ مجھ کو تو اسی لئے میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ جب حضرت خواجہ صاحب مجھکو سوزن کے ناکے پر بٹھانا چاہتے ہیں تو اے یار ہمکو ویسا ہی کرنا چاہیے تو اس وقت خواجہ نے زبان مُبارک سے فرمایا کہ وہ تو میں ہی ہوں جو شخص تمکو سوزن کے ناکے کے اوپر بٹھا کر آسمان کیطرف لیجایا کرتا تھا مگر سوزن کے ناکے پر بٹھانے سے برخوردار یہ مُراد ہے کہ شریعت محمدی ؐ کی تابعداری قولاً و فعلاً و محبتاً کرنی چاہیے نہ کہ اپنے پیشوائے روشن ضمیر کے حکم بغیر اپنی جان پر ایسے شدائد تکلیفات کو برداشت کر لیویں۔ مگر



اسوقت خواجہ صاحب سے جو از نہانی بندہ کی نسبت ظہور میں آئے مگر ان کا بیان کرنا نا مُناسب ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے قصہ مذکورہ بالا میں جو ماجرا تحریر کیا گیا ہے وہ سب بطور روحانی آنحضرت جناب خواجہ صاحب ؒ جلوہ گر ہو کر بندہ کے قلب کو حقیقل کر کے نہر عرفانیہ ہماری زراعت پژمُردہ کو پانی دیتے تھے۔ الٰہی بحُرمت راز و نیاز خواجہ نظام الدین ولی مشکل کُشا۔

؎ کہ بحر رحمت فراواں عطا کن بمار

حضرت لاروی ؒ ان واقعات کو بیان فرما کے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"جاننا چاہیئے کہ اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم جب کسی کیساتھ کوئی معاملہ مخلص کرنا چاہتے ہیں تو پہلے بطور روحانی بارہا جلوہ گر ہو کر مُرید کے قلب کو نظارہ سے آراستہ کرتے ہی غائبانہ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور طرح طرح کے حقیقل سے مرید کے قلب کو غائبانہ ہی مصفا کر دیتے ہیں۔"

ایک اور واقعہ اسطرح ہے کہ جس دن حضرت باباجی لاروی ؒ پہلی مرتبہ بیعت لینے گئے تو رات بیعت لینے سے قبل یہاں ہی بسر کی اسی رات چونکہ حضرت لاروی ؒ رات بھر یہاں ہی رہے۔ جب تک جاگتے رہے مراقبہ میں آہ و زاری برائے حصول مقصد روحانی کرتے رہے۔ جب ایسی حالت میں سو گئے تو ایک خواب کے ذریعہ کیا دیکھتے ہیں کہ زیارت میں مدفون ولی حضرت کو جلوہ گر ہو کر طرح طرح کے فیوض عنایت کرتے ہیں تو خواب سے بیدار ہو کر حضرت لاروی ؒ نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور سو گئے۔ تو پھر خواب میں دیکھتے ہیں ایک اور بزرگ جلوہ گر ہو کر حضرت لاروی ؒ کو فرماتے ہیں کہ اے برخوردار آپ کو اس زیارت سے بہت سا فائدہ ہوا ہے مگر ہماری ان

زیارتوں کی طرف بھی آپ کو رجوعات کرنی چاہیئے۔ جو آپ کیلئے زیادہ نفع رساں ہوگی
تو حضرت لاروی ؒ نے خواب میں ہی عرض کی یا حضرت آپ کی زیارتیں کہاں ہیں۔
اگر آپ مہربانی فرما کر ان کا پتہ نشان دیں تو بندہ بہت جلدی اِن زیارتوں کی طرف
روانہ ہوگا۔ تو ان بزرگ صاحب نے فرمایا کہ آپ مشرق کی طرف دیکھیں جب
حضرت لاروی ؒ نے مشرق کی جانب نظر کی تو ایک اونچا پہاڑ نظر آیا اس کی چوٹی پر دو
زیارتیں ہیں تو صبح کو حضرت لاروی ؒ ان کو دیکھنے کیلئے بہت ہی بیتاب ہوگئے۔ بہرحال
حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل کی پھر رات یہاں ہی قیام کیا۔
مگر یہ زیارتوں کو دیکھنے کیلئے بہت بے قرار تھے۔ صبح کو حضرت پیر کیانی ؒ نے فرمایا کہ
جمعہ کا مبارک دن ہے۔ ہم اپنے آباؤ اجداد کی زیارتوں پر جائیں گے تو حضرت
لاروی ؒ چونکہ پہلے ہی بے قرار تھے۔ جب حضرت پیر کیانی ؒ مشرق کی جانب جنیاٹ شریف
زیارتوں پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت لاروی ؒ بھی ساتھ چلے گئے۔ حضرت
کیانی ؒ کے ساتھ بہت مخلوق تھی جب وہاں پہنچے تو حضرت لاروی ؒ کو حکم دیا کہ
آپ پانی پر تازہ طہارت و غسل کر کے جلدی سے یہاں آؤ جب حضرت لاروی ؒ
کے مطابق غسل و طہارت جدیدہ کر کے آئے اور دل ہی دل میں حضرت لاروی ؒ
کرتے تھے یا اللہ اس میں بھی شاید کوئی راز نہانی پوشیدہ ہے تو حضرت پیر
نے جی صاحب لاروی ؒ کو باقی مخلوقات سے علیحدہ کر کے تنہا اپنے آباؤ اجداد
زیارتوں کے اندر لے گئے۔ اسوقت جو کچھ آپ ؒ نے فرمایا وہ حضرت لاروی ؒ کی
مبارک میں اس طرح تحریر ہے۔

اے برخوردار یہ وہی زیارتیں ہیں کہ جن کو تم نے سفنے میں دیکھا تھا تو



مسکین نے بے شبہ سے تسلیم کر کے عرض کی کہ یا حضرت یہ وہی زیارت کرام ہیں کہ
جن کو خواب میں دیکھا تھا۔ آخر کار حضرت خواجہ صاحب اپنے آباؤ اجداد کرام کی
زیارتوں کی طرف رجوعات کرتے ہوئے کھڑے ہو کر بڑی سخت سوزش جگر و زاری
سے زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ اے بزرگان دین! یہ ہمارا ایک لڑکا تو ان
غریب بے وطن مفلس گدائے بیکس آدمی ہے مگر اس لڑکے کو اس وقت تمہارے
حوالے اور سپرد کرتا ہوں کہ آپ ہمارے آباؤ اجداد بزرگان دین ہیں کہ آپ اپنی
وسالت کے ذریعہ سے اس کی منزلات حقیقت و معرفت سلوکیہ کی طے و سرانجام
کراتے ہوئے محتاجی و تہیدستی دنیاوی رفع کروا کر اس کو بزمرۂ اولیاؤں میں داخل
کرادیویں اور بندہ اپنی زبان سے آمین آمین کہتا رہا اس وقت خواجہ صاحب
اور کرام زیارتوں سے جو تجلیات ظاہر ہوتی تھیں تو ان تجلیات کے ذریعہ سے بندہ
گاہے گاہے بے ہوش ہو جاتا تھا اور گاہے گاہے ہوش میں آتا تھا تو مثل
بسمل خاردیدہ برشاخچہ نومیدی۔ اس شاعر کے شعر کا نغمہ کرتا تھا۔

۔ اگر درویش بریک حالے بماندے سردست از دو عالم برفشاندے

آخر کار جب حضرت خواجہ صاحب نے ان حالات سے فراغت کی تو آپ نے فرمایا
اے لخت جگر وہ میں ہی ہوں کہ جس نے تم کو کسی بزرگ کی زیارت کے پاس سے
اٹھایا تھا تو پھر آپنے دوبارہ فرمایا کہ گاہے گاہے پھر تمکو ان متبرکہ زیارتوں پر آنا
چاہیئے لیکن خواجہ صاحب نے جو اس وقت نور عرفان میری نسبت افشاں کیا تھا
اس کا تحریر کرنا نامناسب و غیر ممکن ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ شاہ
نظام الدین ولی مشکل کشا کہ ایمان مکمل و طاکن بحالہ۔
مرد طلے تے درد نہ چھوڑے اوگن داگن کردا۔ کامل پیر محمد بخشا ایہو بنا ان پتھر دا

# بیعت لینے کے بعد کے کچھ حالات کی تفصیل

بیعت و خلافت لینے کے بعد ایک مرتبہ حضرت بابا جی لاروی کو پیر کیانی نے فرمایا کہ میاں عبداللہ جی جلدی سے میرے پاس آیا کرو تاکہ روحانی فیض جلدی اور زیادہ ہو تو حضرت لاروی نے عرض کیا یا حضرت راستہ بہت دشوار ہے بہت جنگلوں پہاڑوں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے جلدی آنا ممکن نہیں۔ اسطرح معذرت فرمائی تو اس جواب سے حضرت پیر کیانی کی حالت دگرگوں ہو گئی اور فرمایا عزیز من یہ جو قبلہ کی طرف پہاڑ ہمارے سامنے ہے اس پر ایک مرتبہ میں گیا جہاں سے تمہاری جگہ مجھے نظر آئی اور پھر ہم نے اندازہ لگایا کہ یہ بہت ہی کم مسافت ہے تمہاری جگہ ہمارے پاؤں کے نیچے تھی جب ہم نے دوبارہ غور سے تمہاری جگہ کو دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں ہمارے گھر سے ہمارا مال مویشی نکل کر تمہارے مال مویشی میں پہنچا ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ بیٹا ہم نے اپنا دودھ اور تمہارا دودھ ایک برتن میں ڈالدیا ہے۔ حضرت لاروی کے پاس اس وقت ظاہری طور پر کوئی مال مویشی نہ تھا اور بابا جی لاروی نے جان لیا کہ اب ظاہری طور پر مال مویشی کی عنایتیں مجھے کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس دن کے بعد ظاہری طور پر بھی مال مویشی ترقی کرنے لگا بجرمت حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ اور پھر کئی مواقع ایسے بھی آئے کہ حضرت بابا جی لاروی پر عوام الناس نے جوش و خروش عقیدت



میں دنیاوی لحاظ سے سونے اور چاندی کی گویا بارش برسائی مگر حضرت بغیر حاجت بشری کے دنیا کی ہر چیز کو کسی وقت بھی اہمیت نہ دیتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی روپیہ پیسہ گھر میں ہوتا تھا تو وہ انفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں غربا کو اس قسم کا کھانا کھلا دیتے تھے یا مستحقین کو تقسیم کر کے وقت کی نماز ادا فرماتے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت بابا جی صاحب لاروی حضرت پیر کیانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے خیریت دریافت کرکے فرمایا برخوردار عزیز من میاں عبداللہ جی آپ کیا پیشہ کرتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا یا حضرت جو پیشہ آپ نے مہربانی سے بتایا میرا وہی پیشہ ہے۔ پھر حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ پیشہ تو اصل یہی ہے جو آپ نے اختیار کیا ہوا ہے۔ مرحبا صد مرحبا آپ کے لئے مگر حلال روزی کیلئے تو کیا پیشہ اختیار کرتا ہے تو بابا جی لاروی عرض پرداز ہوئے۔ روزی خدا دینے والا ہے مگر جو حکم آپ دیں گے وہی پیشہ اختیار کروں گا۔ پھر کچھ توقف کے ساتھ حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں حلال روزی کے لیے زمینداری پیشہ سب سے افضل ہے یہی پیشہ اختیار کرنا چاہیے پھر حضرت بابا جی لاروی نے عرض کی کہ یا حضرت میرے پاس جو زمین ہے وہ بالکل کم ہے جس پر بسر اوقات مشکل ہے تو پھر توقف کے بعد حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی جگہ سے ہجرت کر کے کشمیر پرگنہ لاسری نگر چلے جائیں وہاں آپ کے لیے عزیز من لنت جگر بہت سی زمین ہے جو آپ کو ہر طرح کفائت کریگی۔ یہ واقعہ تفصیل طور پر پیچھے گذر چکا ہے۔ اسلئے اسی پر اکتفا ہے۔

ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت بابا جی لاروی پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضرت لاروی کو علیحدہ مقام پر لے جاکر علم معارف توحید بیان فرمانا شروع کر دیا تو حضرت پیر کیانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کی تابعداری میں مستغرق تھے حدیث ۔لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب ۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اللہ جل شانہ کیساتھ ایک ایسا وقت مقرر ہے جس میں نہ کوئی نبی مرسل ہوتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ تو اس وقت حضرت پیر کیانی نے حضرت باباجی لاروی کی نسبت انوار رازنہانی وتجلیات عرفانی جو ظاہر فرمائے تو حضرت قبلہ باباجی لاروی سخت پیاسے کی طرح اپنی چھاتی میں ان بے بہا دُرِ مکنون کو سما لیتے تھے اور نورِ عرفانیہ کو نوش فرمالیتے تھے۔ بمصداق حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سے

تا نہ گرید مادر کے خند دچمن ۔۔۔ تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

یعنی جب تک بارش نہ برسے کیسے باغ کھل سکتا اور جب تک بچہ ماں کے دودھ کیلئے روئے نہ تو ماں کے دودھ میں جوش نہیں آسکتا۔

حضرت باباجی لاروی نے اس وقت کے رازہائے نہانی خفیہ کے اظہار کرنے سے معذوری چاہی ہے۔ جیسا کہ وہ خود اسرار کبیری صفحہ نمبر ۲۱۱ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"کیونکہ یہ رازنہانی واسرار تجلیات ربوبیت عرفانی وہ امانت ہے جس کو شب معراج میں ہمارے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ پاک کو خداوند کریم نے عنایت کرکے ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو اس قافلہ اولیاء کرام کے سینہ بہ سینہ وہی امانت پوشیدہ طور سے چلی آرہی ہے



اسی واسطے ہمکو ظاہر کرنا نامناسب ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ شاہ نظام الدین ولی مشکلکشا رکہ بردین وایمان نگہدار ما"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت پیر کیانی رحمتہ اللہ علیہ مریدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے وعظ ونصیحت میں سرگرم تھے تو اچانک ایک سید صاحب تشریف لائے اور فرمانے لگے یا حضرت میرا ایک بے دین شخص سخت جانی دشمن ہے اور وہ میری دشمنی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور امامین رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی کمی بیشی کہتا ہے۔ تو سید صاحب کی بات سنکر حضرت پیر کیانی جلالیت کی حالت میں آگئے اور اس شخص کو فرمایا کہ واپس جاکر پچیس مرتبہ سورہ یٰسین شریف پڑھکر میرے پاس آنا۔ جب وہ شخص حضرت کے حکم کے مطابق عمل کرکے آیا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں درخت کی جڑوں کو مٹی سے نکالکر ہر ایک جڑ پر کلہاڑی مار تو اس نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ یا حضرت حکم کے مطابق تعمیل بجالایا ہوں۔ پھر حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ وہ درخت کلہاڑی مارنے سے گرا تھا یا نہیں تو اس نے کہا یا حضرت وہ درخت گر گیا تھا پھر حضرت خواجہ نے فرمایا اب جاؤ تمہارا دشمن ہلاک ہوگیا ہے۔ جیسا کہ واقعی وہ شخص دو تین یوم کے اندر ہی اندر ہلاک ہوگیا۔

اہل مجلس میں سے کسی نے عرض کیا یا حضرت آپ ایسے خوارق عادت سے نفرت کرتے تھے آج کے اس ماجرا میں کیا راز ہے تو حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ اس میں راز یہ ہے کہ ایک تو وہ شخص اہل بیعت سے تھا اگر میں اس وقت مدد نہ کرتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہوجاتی دوسرے

یہ کہ جو کوئی شخص اہل بیعت کی نسبت بداعتقادی سے کمی بیشی کرے تو اس کا انجام ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا تو اس وقت کسی دوسرے شخص نے اہل مجلس میں سے عرض کیا یا حضرت آپ یزید کی نسبت کیا فرماتے ہیں تو اس وقت حضرت پیر کیانیؒ نے فرمایا کہ اس معاملہ کے ذمہ وار خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر چاہیں گے تو معاف کر دیویں گے ورنہ مواخذہ کر لیں گے۔ دوسرے کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ مریدین کے حلقہ میں تشریف فرما تھے تو ایک شخص اچانک اس مجلس میں حضرت سے عرض پرواز ہوا کہ یا حضرت میرا ایک ہی بیٹا ہے جس کو حاکم وقت نے کسی جرم میں گرفتار کر کے سات سال کیلئے جیل میں ڈالدیا ہے۔ یہ ناتواں بوڑھا حضرت کے سامنے بہت ہی گریہ وزاری کرنے لگا کہ یا حضرت میں بیٹے کی جدائی سے بہت ہی تنگ آ گیا ہوں کچھ علاج فرمائیں تو اس کی گریہ وزاری دیکھ کر اسپر حضرت پیر کیانیؒ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ جب مجرم کو قید کرتے ہیں کیا کرتے ہیں تو اہل مجلس نے کہا یا حضرت ہاتھ اور پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں لگا کر جیل لے جاتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے ان بیڑیوں کا عکس بنا کر دکھاؤ۔ اہل مجلس میں سے کسی نے ہتھکڑیاں بیڑیاں کسی شاخ کی عکسی طور بنائیں اور حضرت کے سامنے پیش کیں۔ حضرت نے جلال سے ان ہتھکڑیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ان کو کلہاڑی سے کاٹ دو شخص وعدہ کے مطابق دوسرے دن صبح کو حاضر خدمت ہوا تو حضرتؒ نے فرمایا شخص میں نے خدا اور رسولؐ کی مدد سے تیرے بیٹے کی بیڑیوں ہتھکڑیوں کو کاٹ



دیا ہے مگر تمکو چاہیئے کہ تیراں[۱۳] روز تک اپنے بیٹے کی کوئی خبر گیری نہ کرے۔ آخر کار وہ قید سے چھوٹ کر خود اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ باپ نے پوچھا بیٹے تجھے رہائی کیسے ملی بیٹے نے کہا کہ آج سے تیراں[۱۳] روز قبل میرے ہاتھ پاؤں کی بیڑیاں خود بخود کٹ جاتی رہیں تو جیل کے حکام ناچار ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ آدمی کوئی مسمریزم کرتا ہے۔ آخر تیراں[۱۳] روز کے بعد ایکدن ناچار پہریدار غفلت کی نیند سو گئے تو رات کے وقت جیل سے نکل کر سامنے والے پہاڑ کا راستہ قطع کر کے یہاں آ گیا۔ پھر یہ شخص بیٹے کو لیکر حضرت پیر کیانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا تو حضرت نے دونوں باپ بیٹے کو رخصت گھر کو کیا اور فرمایا کہ اب اس بیٹے کا نام بدل کر رکھنا چاہیئے تو باپ نے حضرت کے حکم کے مطابق ویسا ہی کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باباجی لاروی رحمۃ اللہ حضرت پیر کیانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جونہی حضرت پیر کیانیؒ مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا برخوردار میاں عبداللہ جی یہ تین شخص بیعت لینے کیلئے میرے پاس آئے ہوئے ہیں ان کو آپ فوراً بیعت کریں۔ حضرت لاروی نے بیعت کرنے سے انکار کیا اور عرض کیا یا حضرت میں تو بیعت کرنیکی اہلیت نہیں رکھتا۔ خاص طور پر حضرت بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ میری کیا جرارت کہ میں حضرت کے سامنے بیعت کروں بے ادبی ہو جائیگی۔ یہ جملہ سنکر حضرت پیر کیانیؒ نے پھر فرمایا برخوردار جلدی سے ان کو بیعت کرو اور ذرا بھی دیر مت کرو۔ اسلئے کہ گذرا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ جلدی کرو۔ بہر حال حضرت باباجی لاروی نے مجبوراً حضرت کے حکم کی تعمیل کی اور تین[۳] شخصوں کو بیعت فرمایا۔ بیعت کرنے کے بعد حضرت خواجہ باباجی صاحب لاروی

عرض پرداز ہوئے کہ یا حضرت اس حکم میں کیا راز نہانی تھا۔ بہت جلدی بیعت کرنے
کا حکم ناطق فرمایا جب کہ مجھ میں ابھی بیعت کرنے کی قابلیت نہ تھی تو حضرت پیر کیانیؒ
نے فرمایا اس میں دو راز تھے۔ ظاہری راز تو یہ تھا کہ میں ضعیف علیل الطبع تھا اس
واسطے میں نے تمکو کہا تھا کہ جلدی بیعت کرو۔ اور دوسرا صل اور باطنی راز یہ تھا
کہ ہمارے پستانوں میں برخوردار تیری نسبت حقیقی فیض کا شیر جوش کر رہا تھا اس
واسطے ہم نے تمکو بیعت کرنیکا حکم دیا تھا۔ مبادا اس کے بعد برخوردار کا بخت بیدار
نے اصلی مطلب کو سرانجام کرنے میں معزول نہ ہو جائے۔ اور یہ فرماتے ہی حضرت
اجہ لاروی کو بغل گیر کر لیا اور علوم و عرفان کی تخم ریزی حضرت لاروی کے صدر
رک میں کر دی اور خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر گھر کو رخصت کر دیا یا اور
کہ اے برخوردار مجھے سلسلہ نقشبندیہ میں صرف آپ کے لیئے اجازت ملی اور
ت فرمائی کہ حلقہ مریدان میں بیٹھ کر اے برخوردار ان کے قلب پر باطنی توجہ
لیئے۔ اہل مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت میاں عبداللہ صاحب
ہی تین آدمیوں کو بیعت کرنیکی اجازت ہے یا تیں سے زیادہ بیعت کرنے
زت ہے۔ تو حضرت پیر کیانیؒ نے فرمایا کم از کم سات ہزار تک برخوردار کے
ک بیعت ہوں گے۔ اس سے زیادہ جو اللہ کو منظور ہو گا وہی ہو گا۔
رت باباجی لاروی فرماتے ہیں کہ اس وقت تک سات ہزار سے زیادہ
ے ہاتھ پر بیعت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر کیانیؒ کے طفیل ہر

ہزار خلائق پیش اساڈے آئی • سبھے اوگنہگار بچارے ربا بخش فطائی
شریعت قدم باہر نہ چاون • تائیں روز قیامت اندر مت خلاصی پاون



ایک رفیق کا خاتمہ بالایمان کرے آمین۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت باباجی لاروی حضرت پیر کیانی کی خدمت
اقدس میں بہت سارے مریدین کی معیت میں دربار کیانی میں حاضر ہوئے تو کیا
دیکھتے ہیں کہ وہاں مختلف جگہوں کے لوگ جمع ہیں اور ادھر اُدھر سے مزید لوگ
آرہے ہیں۔ جب حضرت پیر کیانیؒ سے ملاقات ہوئی تو پیر کیانیؒ نے فرمایا کہ
برخوردار عزیز من لخت جگر میاں عبداللہ جی یہ لوگ بیعت حاصل کرنے کیلئے
پانچ چھ روز سے یہاں جمع ہیں اور تمہارے انتظار میں تھا کہ شاید برخوردار
آجائے تو پھر ان لوگوں کو بیعت کرے اور خود ضعیف ہونے کی بنا پر بیعت
کرنے سے معذوری ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ میاں عبداللہ اب تم ان سب لوگوں
کو بیعت کرو تو حضرت باباجی لاروی نے آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت کے
روبرو اس وقت ستاسٹھ آدمیوں کو بیعت فرمایا تو حضرت پیر کیانیؒ کی باطنی توجہ
سے تمام اہل مجلس کو ایسی تاثیر و قرص ہوا کہ تمام مجلس ذکر نفی اثبات میں
مستغرق ہو کر بے خود ہو گئی اور اس وقت پھر اہل مجلس سے کسی نے پوچھا کہ
یا حضرت میاں عبداللہ صاحب نے آپ کی حاضری میں کثیر آدمیوں کو بیعت کیا کہیں
ان کا باطنی معاملہ بلغزش معزول نہ ہو جائے تو آپ جلالیت میں آکر فرمانے
لگے کہ ہم نے خدا کے فضل سے برخوردار کا اسم خاص دفتر میں درج کروا دیا ہے
اور اس دفتر بالا سے کسی کی طاقت نہیں کہ برخوردار کا اسم اس مجلس خاص سے
خارج کروائے۔

اس کے بعد حضرت پیر کیانیؒ حضرت باباجی لاروی سے خاص باطنی عنایتوں

اور لطافتوں سے بغلگیر ہو کر آپؒ کو باطنی خلعت سے نوازا اور رخصت فرمایا اس کے بعد کچھ ہی مدت بعد حضرت مولانا وہادی ناخواجہ بابا نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ دارالفنا سے دارالبقا کی جانب رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

خدایا تو دانی حساب کم و بیش را  بہ بخشا گناہِ ہمہ خویش را

— نظم :- یہ نظم اسرار کبیری شریف کے صفحہ نمبر ۲۱۴ پر درج ہے —

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب  حاجت فقط حضرت زہرا طلب
فائز کند بہ منزل مقصد تیرا طلب  باشد اگر بہ راہ خدا الہما طلب
فانی است عز و دولت دنیا مال و جاہ  ہرگز وفائے عہد نہ زیں بیوفا طلب
اے بندۂ بندگی کن کہ شاہنشاہے بخواہ  اے خاکسار خاک شو کیمیا طلب
مطلوب گرچہ دور بنا شد ز ما نگر!  بہر وصول شرط شود ہمت یا طلب

اس باب کو ختم کرتے ہوئے اسرار کبیری شریف کے صفحہ نمبر ۲۱۵ پر تحریر رہے ہو برکت و حصول مقصد کیلئے یہاں درج کی جاتی ہے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے حالات و خوارق عادات کرامات کا عام ختم کرنا محال و دشوار ہے مگر مشت نمونہ خروار کا پایا جاتا ہے اسی واسطے مختصر طور سے تحریر کئے جاتے ہیں۔ لیکن اب خواجہ صاحب کی وسالت حکمہ عالیشان بخارا شریف ملزم کو بری و رہائی سے ممتاز و سرفراز فرما کر حلاوت باطنی سے ملزم کو سرفراز فرمادیں گے۔ کیونکہ وہ نائب نبوی ؐ ل انصاف غریب النواز تکیہ گاہ بے کساں عقدہ مشکل کشائی کیلئے ہنشاہِ نقشبند کہلاتے ہیں۔ ؎



اے دیوار شریعت و طریقت بستون  اہل بیعت سید النت جگر جنت خاتون
خاندان پروراں یا فرزنداں شہید کربلائے نقشبند
یا شہنشاہ بخاری پشت و پناہے نقشبند
اے چارگان اسیراں یا سرفراز امیراں
روشنی چراغ فقیراں والیٔ ولایت توئی المدد جانقشبند
اے دادگاہے ناتواں یا اصل المشکلات جہاں
یا شہنشاہِ بخاری پشت پناہے نقشبند

# موضع ہڑی دھجی موجودہ نظام آباد بابا نگری

سینہ بسینہ زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ حضرت باباجیؒ نے مرشد کے حکم سے قیام فرمایا اور جہاں اس وقت حضرت کی زیارت مرجع خلائق ہے۔ اس کا نام موضع ہری دھجی ہے۔ اور حضرت کی آمد سے قبل تقریباً پانچ سو سال حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ اور بعد میں مجذوبہ رُوپا دانی نے دریا کے اس پار ایک بیٹھک سے جو قدرتی پتھر کے نیچے ہے بہت دیر اس جگہ پر نظر جما کر دیکھنے سے کہا کہ یہ ہری دھجی ہے۔ کشمیری زبان میں خدا کی زمین کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جہاں خدا کے نام کا ذکر واذکار ہو۔ اسی لئے کے ذرا بعد میں ریہو لار والے حضرت شاہ صادق قلندر رحمتہ اللہ علیہ ونی آرم میں واقع قدرتی پتھر کی بیٹھک میں تشریف فرما ہوئے اور موجودہ نظام آباد کا نظارہ یا اور اس جگہ کے تقدس کے بارے میں پیشن گوئی فرمائی۔

یہ ہری دھجی کی موجودہ جگہ بالکل ایک سنسان جنگل تھا جس میں آج ہر طرح سے منگل ہے۔ یہ پیشنگوئی حضرت جناب باباجی کیانیؒ نے اس وقت بھی فرمائی تھی کہ پہلے حضرت جی صاحب لاروی نے یہاں آنے کیلئے معذرت کی تھی کہ یا حضرت یہ



جنگل اور ویران جگہ ہے جہاں آپ مجھے مستقل سکونت کا حکم فرما رہے ہیں۔

حضرت باباکیانیؒ نے فرمایا کہ بیٹا وہاں ہر طرح جنگل میں منگل ہوگا۔ جیسا کہ حضرت کی مستقل سکونت کے بعد تا حال آپ کی پیشن گوئی کے مطابق بتدریج جنگل میں منگل بن رہا ہے۔ اس جگہ میں آج تمام شہری زندگی کے اسباب موجود ہیں بجلی سے لیکر سڑک وغیرہ تک سب کچھ موجود ہے۔ یہیں حضرت جناب باباجیؒ کی خانقاہ اور پھر حضرت حاجی بابا نظام الدین لاروی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت مرجع خلائق ہے

## مرشد گرامی کے حکم سے وانگت میں مستقل سکونت

غالباً ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۵ء کو کشمیر میں مستقل سکونت پزیر ہوئے۔ ابتدا میں موضع لامن میں جو حضرت کی زیارت کے مغربی جانب ہے عرصہ چار سال تک قیام فرمایا یہاں حضرت نے محمد امین وملاں غازی مرحوم کے پہلے قیام فرمایا جو حضرت باباجیؒ سے قبل کچھ ہی عرصہ یہاں سکونت رکھتے تھے۔ یہاں رہ کر پہلے محمد امین وجناب ملاں غازی مرحوم جو حضرت کے پیر بھائی تھے ان ھی کی مدد سے ایک رہائشی مکان ایک بڑی مسجد ایک چھوٹی مسجد یعنی اپنا عبادت خانہ تعمیر کروائے اور پھر وہاں منتقل ہو گئے۔ آپکی بڑی صاحبزادی زینب بی بی جنکا انتقال اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ہوا ان کی پیدائش موضع لامن میں محمد امین مرحوم کے کوٹھے میں ہوئی تھی۔

ھری دھجی موجودہ نظام آباد ایک ویران جنگل چراگاہ تھی یہ جگہ اس وقت موضع

کھٹی جو ساتھ ہی نظام آباد سے مشرق کی جانب واقع ہے محمد سلطان کھٹانہ کی بھگت یعنی چراگاہ تھی جو حضرت باباجیؒ کی سکونت کے واسطے مرحوم محمد سلطان کھٹانہ نے حضرت کو دیدی۔ یہ وہی جگہ ہے جسکے پٹواری نقوش حضرت کی چادر مبارک پر قدرتی طور پر ثبت ہوگئے تھے جنکا تفصیلی ذکر گذر چکا ہے۔ اس وقت جب حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ مرشد گرامی کے حکم سے باقاعدہ یہاں سکونت پزیر ہوئے تو اس سے قبل بھی ایک مرتبہ کشمیر میں تشریف لائے جب حضرت یہاں آئے تو آپ کے بڑے فرزند حضرت میاں محمد رکن عالم اور دو بیویاں ساتھ تھیں۔ اور برادری کے چند اور لوگ بھی حضرت کے ساتھ یہاں مستقل سکونت کرنے آئے۔ حضرت کی تمام اولاد کی پیدائش یہاں ہی ہے ماسوائے حضرت میاں محمد رکن عالم کے آپ کی پیدائش حضرت کے آبائی وطن نزدیک بالاکوٹ بمقام سنجوڑہ شریف میں ہوئی۔

حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی برادری کے کچھ لوگ اور آپ کے شتہ دار کنبہ جات موسم بہار میں اسی وانگت نالہ کے بالائی پہاڑوں پر مال چرانے کیلئے تے تھے بعض بھگوں کے نام آج بھی ان کے نام پر مشہور ہیں مثلاً جامانا ڑ وغیرہ

## حضرت باباجی کے جدِ اطہر میں نورانی مقناطیسی کشش

حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود بابرکت میں ایسی جمالی کیفیت نے بیگانے سب اس مقناطیسی و نورانی اثر سے متاثر تھے اگرچہ آپ کا چہرہ مبارک



گندمی رنگ کا تھا مگر ہر دیکھنے والے کی آنکھ آپ کی جمالیت کے گرد ہی گھومتی تھی۔ وہ ایک ایسا مجسمہ نور تھے کہ آپ کو دیکھ کر کوئی آدمی بھی ان سے گرویدہ ہونا نہیں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی برادری کے لوگوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا سب نے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر بے خانماں ہو کر آپ کے پیچھے ہو لیے اور یہیں پر بود و باش اختیار کر لی اور کسی نے یہ سوچا تک بھی نہیں کہ یہاں ہمارے مستقبل کا کیا ہوگا۔ یہاں کے رسم و رواج کلچر زبان تک الگ تھی مگر پھر بھی انہوں نے حضرت باباجی صاحب لاروی کے قرب و جوار میں رہنا پسند کیا اور آج تک بھی ان کی نسلیں یہاں آباد ہیں۔ اور یہاں حضرت ایک بہت ہی بڑے کنبہ کے سربراہ بھی رہے

حضرت بابا لاروی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ دنیا ترک فقیر تھے مگر پھر بھی برادری کے معاملات میں مطابق شریعت محمدیؐ کا کردار کما حقہٗ رہتا تھا اور ان کے باہمی فیصلہ جات بھی فرمایا کرتے تھے سینہ بہ سینہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حضرت کا لنگر خانہ جلائے رہائش خانقاہ شریف ہیں یہاں بالکل جنگل اور جھاڑیاں تھیں۔ لوگ دن رات ان جھاڑیوں کو صاف کرتے تھے اور آباد کرتے غالباً اس وقت جنگل کی آبادی پر کوئی پابندی نہیں ہوگی یہاں قریب ہی بڑی بڑی چراگاہیں تھیں ہر طرف موسم بہار میں سبزہ زار اور طرح طرح کے شکاری جانور جن میں باراں سنگا، ہرن وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور پرندوں مرغ سبز یعنی (لینٹھ) اور بالائی چکور یعنی (پھڑل) وغیرہ ہوتے تھے۔ حضرت باباجی صاحب کے چہیتے فرزند سجادہ نشین میاں نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حاجی بابا صاحب کے نام سے مشہور ہوئے ان جانوروں کا کبھی کبھی شکار بھی کیا کرتے تھے خدا تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کے اوصاف سے نوازا تھا وہ بہت بڑے عالم دین امیر شریعت تھے۔ بہت بڑے

ادیب و شاعر تھے سیاست دان مصلح تھے اور بہت شاہسوار ہونے کے علاوہ بڑے شکاری بھی تھے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سردیوں میں قریب ہی حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدینؒ نے باراں سنگا کا شکار کیا قریب کے لوگوں نے شکار کا تمام گوشت تقسیم کر لیا کچھ تھوڑا سا گوشت کلیجہ دل وغیرہ صاحبزادہ صاحب باباجی صاحبؒ کیلئے لائے۔ رات کو جب گوشت پکا کر حضرت کیلئے لے گئے۔ آپ نے تھوڑا سا تناول کر کے دریافت فرمایا کہ آج لنگر شریف میں مہمانوں کیلئے یہی گوشت ہے اور یہاں مجاوروں کیلئے بھی یہی ہے۔ تو کہا گیا کہ حضرت شکار کے تمام گوشت کو وہاں سے گاؤں کے لوگ تقسیم کر کے لے گئے تھے اسلئے گوشت لنگر میں بھی نہیں تو آپ نے دستِ مبارک گوشت تناول فرمانے سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ جب لنگر کیلئے اور مجاوروں کیلئے نہیں تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔

یہ بات حضرت صاحبزادہ قبلہ میاں نظام الدین لاروی کے جی میں ایسی سرایت کر گئی تو وہ رات بھر اپنی خواب گاہ میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتے رہے اور سوئے تک نہیں علی الصبح یہ برف کی حالت میں شکار کیلئے قریب ہی موجودہ باڑہ کے سامنے (ناگاں) نامی جگہ کے اوپر والی سمت میں گئے اور دو نیل گائیں شکار کیں ایک کا زیادہ تر حصہ لنگر شریف کیلئے لائے اور کچھ لوگوں میں تقسیم کیا اور دوسری نیل گائے ذبح کر کے وہاں ہی چھوڑی اور حضرت باباجی لاروی کے پاس گئے اور عرض کیا حضرت رات بھر بے کیفی کا عالم رہا صبح ہوتے ہی میں شکار کو گیا ایک نیل گائے میں سے گوشت لنگر شریف کیلئے لایا اور ایک دوسری نیل گائے کو ذبح کر کے وہاں ہی چھوڑ آیا آپ کے مجاوروں کیلئے ان کو وہاں ہی بھیجیے تاکہ وہ جتنا گوشت کھائیں یا لائیں اپنی مرضی سے سب کچھ



سب کچھ کریں۔ چنانچہ اس وقت کے مجاوروں سائیں ڈبہ بڑا سرکردہ آدمی ہوتا تھا تو حضرت باباجی صاحبؒ نے حکم دیا اے سائیں ڈبہ جاؤ اپنے ساتھیوں کو لیکر۔ میرے میاں صاحب نے نیل گائے (مونڈ) کو تمہارے لئے شکار کیا ہے اپنی مرضی سے گوشت کھاؤ یا اپنے لیئے مرضی سے لاؤ بھی۔ صاحبزادہ میاں نظام الدین قبلہ کو حضرت باباجی صاحبؒ میاں صاحب کہہ کر پکارتے تھے اور فرمایا میاں جی اب میں خوش ہو گیا ہوں لنگر میں بھی گوشت ہے اور میرے مجاور بھی گوشت سے شکم سیر ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔

## حضرت حاجی بابا نظام الدینؒ لاروی سجادہ نشین کی پیدائش

۱۹۰۰ء عیسوی کے شروع میں ماہ چیت کے اول عشرہ میں حضرت خواجہ حاجی بابا نظام الدین لاروی رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی۔ موجودہ نظام آباد ہری دھیجی میں مسجد شریف کے سامنے بڑے کوٹھے میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ تو کچھ وقت بعد حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ کیاں شریف (منگل دھار) اپنے مرشد گرامی حضرت قبلہ بابا میاں نظام الدین کیانی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو بعد ملاقات حضرت باباجی صاحبؒ عرض پرداز ہوئے حضرت دعا فرمائیے۔ میرے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے عمر کے ساتھ اللہ تعالیٰ صالح کردار بھی عطا فرمائے اور فرمایا کہ آج تک میرے خاندان میں یہ بات رہی ہے کہ کبھی باپ نے بیٹے کی خوشی نہیں دیکھی اور بیٹے نے باپ

کی شفقت نہیں دیکھی یعنی یا بیٹا بالکل چھوٹی عمر میں انتقال کر گیا یا باپ پیدائش کے بعد ہی انتقال کر جاتا رہا۔

تو حضرت باباکیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا میاں عبید اللہ جی گھبراؤ نہیں اب ایسی بات نہیں ہوگی اب میں پھلنے پھولنے والا درمیان میں آگیا ہوں یعنی آپ نے مجھ سے روحانی رشتہ جوڑا ہے اب باپ بیٹوں کی شادیاں کروائیں گے اور ایک دوسرے کو خوب ایک دوسرے کی خوشیاں دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔

چنانچہ حضرت کی پیشگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ حضرت باباکیانیؒ نے فرمایا میاں عبید اللہ جی اس بیٹے کا نام کیا رکھا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا نام عبد اللطیف رکھا ہے اس کہنے پر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں اس کا نام بھی میرا اور یہ بیٹا بھی میرا۔ اس کا نام میاں نظام الدین ہے حضرت پیر نظامی کیانی کا بھی اسم گرامی یہی ہے۔ اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو عمر بھی عطا فرمائیگا اور اپنے زمانے کے تمام آدمیوں سے اپنی نیک کرداری کی وجہ سے مشہور ہوگا۔ چنانچہ حضرت باباجی لاروی رحمۃ اللہ علیہ بخوشی گھر تشریف لے آئے۔ کافی وقت کے بعد پھر حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر روانہ ہو گئے کوئی ہفتہ بھر کے بعد جب کیاں شریف پہنچے تو پیر کیانیؒ نے خیریت دریافت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عزیز جان لخت جگر میاں عبد اللہ جی تو کیوں آج پریشان ہے تو آپ دست بدستہ عرض پرواز ہوئے جو ملفوظات نظامیہ کے صفحہ نمبر ۲۳ پر اس طرح تحریر ہے۔

"یا حضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم محبوب سبحانی میں اپنے لڑکے جو آپ کے اسم مبارک پر مشہور ہے وہ بہت بے تمیز ہے کیونکہ یہ لڑکپن کے زمانے میں بہت ہی دیوانہ پن تھا اور اب بھی در آں حالت مبتلا ہے۔ آنحضرت صاحب قبلۂ عالم محبوب سبحانی



نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ برخوردار عزیز من خاطر تسکین رہو کہ مجھے الہام کے ذریعہ معلوم ہوا ہے بفضلہ تعالیٰ امید کرتا ہوں کہ ضرور ہی انشاء اللہ تعالیٰ تیری اولاد پشت بہ پشت ہفت گذشتہ تک با ارشاد ہوگی۔ اما بعد مسکین عاجز روسیاہ کو بفضلہ تعالیٰ بحرمت آنحضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم محبوب سبحانی مولانا و ہادی نا و مرشدنا غوث زمان خواجہ صاحب دام اللہ اقبالکم کے حکم زبان مبارک کے فرمانے سے واثق یقین ہے کہ ضرور ہی بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ بفضل و کرم ایزدی بہت عمدہ پختہ سرانجام ہوگا ایک مرتبہ کا اور ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باباجی مولوی محمد طاسین صاحب رحمۃ اللہ یہاں تشریف لائے تو حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ اسی فکر سے ذرا متفکر تھے تو آپ نے فرمایا کہ فقیر صاحب آپ پریشان نظر آتے ہیں کیا بات ہے تو حضرت باباجی صاحب عرض پرواز ہوئے کہ یا حضرت نہیں معلوم میرا یہ بیٹا شریعت و طریقت پر ثابت قدم رہے یا نہ رہے تو اس وقت حضرت مولانا محمد طاسین صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر صاحب میاں صاحب کے بارے میں کبھی حضرت پیر کیانی نے زبان مبارک سے کچھ ارشاد فرمایا تھا یا نہیں آپ کو یاد ہے تو حضرت باباجی صاحب نے عرض کیا یا حضرت بالکل یاد ہے تو پھر گھبرانے کی کیا بات ہے خبردار اچھی طرح خاطر جمیعت رکھو۔ آپ کے فرمان کو کبھی اللہ تعالیٰ خطا نہیں کریگا۔ پھر حضرت باباجی صاحبؒ کو پختہ یقین ہو گیا کہ ضرور اللہ تعالیٰ میاں صاحب کے ہر طرح سے اقبال بلند فرمائیگا۔

"حضرت حاجی باباميان محمد نظام الدین لارویؒ کی تعلیم و تربیت"

## آپ کی تعلیم و تربیت

قبلۂ عالم حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کیلئے مختلف

اتالیق رکھے تھے جن میں ابتدائی مذہبی تعلیم مولانا احمد جی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی زیادہ تر حضرت میاں صاحب کو علم لدنی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ انسانی جبلت میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی ہوتی ہے جو شخص جتنا ذہین ہوتا ہے وہ اتنی ہی علم کے معاملے میں کم محنت کرتا ہے۔ حضرت خواجہ حاجی بابا ظاہری طور پر اپنے زمانہ کے سب سے بڑے ذہین تھے اسلئے اپنی ذہانت و فطانت کے بل بوتے پر علم کے معاملے میں کم محنت کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب خواجہ احمد جی صاحب اور حضرت میاں صاحب چھوٹی عمر میں ڈھوک شاڑی میں تھے اور یہاں ہی حضرت میاں صاحب قبلہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کہیں باقی بچوں کے ساتھ آپ موضع کایاں میں جنگلی میوے کھانے آئے بارش کے بعد دھند ہوتی ہے کسی بچے نے استاذ جی کو آتے دیکھا تو انہوں نے ہری دھجی) نظام آباد کیطرف بھاگنا شروع کیا پیچھے حضرت استاذ جی بھی دوڑتے دوڑتے آئے اس زمانے میں لبدنک بھی پھاٹ میں جنگلی خوبانیوں کے درخت ہوتے تھے تو حضرت میاں صاحب قبلہ استاذ جی کے خوف سے ان پر چڑھ گئے اور چونکہ استاذ جی درخت پر نہیں چڑھ سکتے تھے تو میاں صاحب کو نیچے اترنے کیلئے کہا۔ مگر اس کہنے سے نیچے نہیں اترے۔ بار بار اصرار کرنے پر بھی حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نہیں اترے۔ جب شام ہونے کو آئی انہوں نے کہا استاذ جی اگر آپ یہ کہیں گے کہ "یقین سے اگر آپ درخت کے نیچے اتریں گے تو میں کچھ نہیں کہوں گا" استاذ جی صاحب نے لیت و لعل کے بعد مندرجہ بالا جملہ کہا تو اسی وقت صاحبزادہ صاحب نیچے اترے تو آہستہ آہستہ دونوں حضرات ہری دھجی پہنچے۔



چونکہ خواجہ احمد جی صاحب کا یہ معمول ہوتا تھا کہ جدھر صاحبزادہ صاحب ہوتے تھے تو استاذ صاحب ان کی کتابیں ساتھ لیجا کر اسی مقام پر بیٹھ کر پڑھانا شروع کر دیتے تھے۔ تو چونکہ صاحبزادہ صاحب کو یہ علم تھا کہ استاذ صاحب نے کتابیں پڑھنے کیلئے ساتھ رکھی ہیں۔ یہاں حضرت قبلہ عالم باباجی صاحب فرمائیں گے کہ ڈھوک جانے کے بجائے یہاں ہی میاں صاحب کو پڑھائیں تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے بہانہ کے طور پر کہا کہ میرے پیٹ میں تکلیف ہے تو معمولی یہاں حکمت کرنے والا حکیم تھا۔ حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ میاں صاحب کے پیٹ میں تکلیف ہے حکیم کو کہو کہ دیکھے کیا بات ہے حکیم کو یہ علم تھا کہ جنگلی خوبانی پر چڑھے تو انہوں نے اس کے دانے کھائے ہوں اور یہ تکلیف ہوگی تو حکیم نے تجویز کیا تمبا کو پانی میں گھول کر پلایا جائے تاکہ قے ہو اور طبیعت ٹھیک ہو جائے۔ حضرت صاحبزادہ میاں صاحب چونکہ ٹھیک ہی تھے اور انہوں زوردار طریقہ سے کہا کہ میں تو کبھی تمبا کو دوائی کیلئے بھی نہیں پیوں گا۔ آپ لوگ مجھے یہ کیسی بات کہہ رہے ہیں۔ ادھر حضرت جناب باباجی صاحب صاحبزادہ میاں صاحب سے انتہائی پیار اور شفقت رکھتے تھے گھڑی گھڑی اپنی عبادت گاہ کی مسجد سے آدمی بھیجتے تھے کہ اب میاں صاحبؒ کی طبیعت کیسی ہے کیا انہوں نے دوائی پی یا نہیں۔ چنانچہ کہنے والے نے کہا حضرت میاں صاحبؒ کیلئے حکیم نے تمبا کو پانی میں کھولکر پینا تجویز کیا تھا کہ وہ تمبا کو اپنے سامنے بھی نہیں آنے دیتے وہ کہتے ہیں کہ ایسی دوائی مجھے ضرورت نہیں جو حرام ہو۔

یہ بات سن کر حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ خود ساتھ والے مکان میں تشریف لائے جہاں حضرت میاں صاحب تھے فرمایا بیٹا دوائی کیلئے اس کو

استعمال کرو اس طرح منع نہیں ہے اس جذبے اور جلال سے حضرت نے فرمایا کہ اب کی بار حضرت میاں صاحب نے پانی میں گھولا ہوا تمباکو پیا تمباکو پینے سے ہی حضرت میاں صاحب جو اچھے بھلے تھے کوتے آ گئی ساون کا مہینہ تھا صبح کو حضرت میاں صاحب کی آنکھ پر ورم تھا۔ جب حضرت میاں صاحب کی طبیعت کے بارے میں حضرت جی صاحبؒ نے پوچھا تو انہوں نے کہا اب میں بالکل ٹھیک صرف آنکھ پر جناب اُستاذ صاحب نے چھڑی ماری ہے جس سے ورم ہے۔ حضرت خواجہ احمد جی صاحب کی عادت تھی کہ وہ حضرت باباجی صاحب کے سامنے کبھی کسی الزام لگائے ہوئے کی تردید یا انکار نہیں کرتے تھے صرف اتنا فرمایا کرتے تھے کہ "سرکار کو روشن ہے"۔ اس پر حضرت باباجی صاحب نے فرمایا کہ خوانزادہ میاں صاحب کی آنکھ کے بغیر چھڑی مارنے کی اور کوئی جگہ نہ تھی اور حضرت خواجہ احمد جی کا جواب معمول کے مطابق وہی تھا کہ "سرکار کو روشن ہے"۔ دو چار یوم کے بعد جب صاحبزادہ میاں صاحب کی آنکھ ٹھیک ہو گئی تو وہ ناڑی کے پانی پر ادھر اُدھر دیکھ کر منہ دھو رہے اور آنکھ پر پانی ڈالتے ہوئے ساتھ میں اپنی آنکھ کیساتھ یہ بات کر رہے کہ اے آنکھ میں نے اُستاذ صاحب کے اوپر الزام لگایا دو چار دن سبق پڑھنے سے تو بہانہ کیا تھا اب کیا بہانہ ہو گا آج تو بھی ٹھیک ہو گئی۔ جب دیکھا تو حضرت خواجہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ یہ آنکھ کے ساتھ والی بات سُن رہے تھے۔ اور وہاں سے آواز دیکر فرمایا کہ اخوانزادہ (احمد جی) کہاں ہیں۔ میاں صاحب نے محض سبق پڑھنے سے بچنے کیلئے آنکھ پر چھڑی لگنے کا بہانہ کیا تھا۔ جب خواجہ احمد جی صاحب باباجی صاحبؒ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا حضرت میں نے زندگی بھر کبھی آپ کی کسی بات کی تردید نہیں کی۔ میرے اعتقاد کے مطابق حضرت کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے اور



اسی لیئے میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ سرکار کو روشن ہے۔ بہرحال حضرت باباجی صاحبؒ نے صاحبزادہ میاں صاحب کو رجز و توبیخ کی اور پڑھنے کیلئے ہدایت کی اور آپ نے مسلسل پڑھنا شروع کر دیا۔

## اسی زمانے کا ایک اور واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ احمد جی صاحب (استاذ جی) نے دوران تعلیم حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کے ہاتھوں پر چھڑی سے مارا اور آپ کے ہاتھ سوج گئے۔ اُستاذ جی نے مارتے ہوئے کہا پڑھتے تو ہیں لیکن لکھنے کی جانب کوئی توجہ نہیں دیتے۔ حضرت قبلۂ عالم باباجی صاحبؒ کی نظر صاحبزادہ میاں صاحب کے ہاتھوں پر پڑی آپ نے فرمایا میاں صاحب تمہارے ہاتھ کیوں سوجے ہوئے ہیں تو میاں صاحب عرض پرداز ہوئے کہ حضرت اُستاذ جی نے چھڑی سے ہاتھوں پر مارا ہے اور کہا کہ تم لکھنے کیطرف توجہ نہیں دیتے ہو صرف پڑھتے ہی ہو۔ اس زمانے میں پڑھائی سے زیادہ لکھائی کی ضرورت ہے تو حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ لکھائی کی طرف توجہ دینی چاہیے پٹی کے حروف تہجی میاں صاحب آپ کو لکھنا تو آتے ہیں تو میاں صاحب نے کہا جی ہاں تہجی حروف لکھنا آتے ہیں تو جناب باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ میرا ایک چہار کافیہ پنجابی شعر ان ہی پٹی حروف میں لکھو اور اسکو بار بار کاپی پر لکھو اور اچھی طرح کاپی پر لکھتے رہو۔ یہ "س" سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ حاجی بابا صاحب فرماتے تھے کہ اسوقت تو ہم نے شعر مذکور نہیں لکھا مگر جب رات کو معمول کے مطابق میں بستر پر سو گیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ شاید مجھے قے آ رہی ہے۔ اس زمانے میں بجلی نظام چونکہ نہیں تھا اس علاقے میں لالٹین وغیرہ کا انتظام ہوتا تھا۔ تو جوں ہی لالٹین جلائی تو قے نہیں . . . . . .

آئی اور معاً میرا دل وہ چہار کافیہ پنجابی شعر لکھنے کیجانب مبذول ہوا چنانچہ میں نے وہ "س"
سے شروع ہونیوالا بیت لکھنا شروع کیا تو جب ہی قلم صفحۂ قرطاس پر رقم کرنے لگا
تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہی شعر جوڑ کر جیسا کہ خوشخط لکھتے ہیں بجلی کی روشنی والے حروف سے
خود بخود کاغذ پر لکھا جانے لگا اور اسی پر میں نے قلم سے سیاہی کے ساتھ حروف جوڑ کر بنانا
شروع کیا اور صبح ہونے تک جوڑ کر انتہائی خوش خط طریقے سے بار بار یہی کاپی
لکھ کر بھر دی۔ صبح کو خلافِ معمول ذرا سویرے ہی حضرت باباجی صاحبؒ نے طلب فرمایا
کہ میں خوشی خوشی سے ساتھ یہ کاپی بھی لے گیا تو آپ نے آتے ہی فرمایا کہ میاں صاحب
وہ میرا شعر لکھا جس کیلئے میں نے کہا تھا۔ یہی بار بار لکھ کر دکھانا۔ اللہ کو منظور ہوا تو خود بخود
لکھنا آجائے گا۔ اور میں نے جلدی سے کاپی نکالی اور رات کی لکھی ہوئی کاپی دکھائی اور
فرمایا کہ ایسا خوش خط تو کوئی منشی بھی نہیں لکھ سکتا کہاں ہے خوانزادہ ان کو بلاؤ جب
آئے تو فرمایا خوانزادہ میاں صاحب کے ہاتھوں پر آپ نے نہ لکھنے کی وجہ سے چھڑی
سے مارا تھا اور میاں صاحب کے ہاتھ سوج گئے تھے۔ یہ دیکھو میاں صاحب تو منشیوں
سے بھی اچھا لکھتے ہیں تو حضرت خواجہ احمد جی یہ دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور فرمایا حضرت
یہ آپ کا فیضانِ نظر ہے اللہ تعالیٰ اس فیضِ بے کراں سے مجھے بھی مستفید کرے آمین۔

حضرت حاجی باباؒ فرمایا کرتے تھے کہ آخیر عمر میں استاذ جی لکھنا بھول گئے اور مجھے
کبھی کبھی جب لوگ آتے تھے تو تعویزوں کیلئے بتاتے تھے تو میں تعویز لکھ کر دیتا تھا۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی



# کشمیر میں حضرت باباجی کی پہلی سکونت

جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ قبلۂ عالم حضرت جناب باباجی صاحبؒ مرشد گرامی
کے حکم کی تعمیل میں بمع خانوادہ مستقل سکونت کیلئے تشریف لائے آپ کی آمد سے قبل ہزارہ
کے بجاڑ برادری کے ملاں غازی محمد امین محمد خزان وغیرہ یہاں لامن جو سرکاری کاغذات میں
بہک مرگونہ کے نام سے تحریر ہے مستقل بود و باش اختیار کئے ہوئے تھے۔ جناب ملاں غازی
مرحوم حضرت جناب باباجی صاحبؒ کے پیر بھائی بھی تھے اس روحانی یگانگت کی وجہ سے
ابتداء میں غالباً چار سال کے عرصہ تک حضرت جناب باباجی صاحبؒ نے بمع عیال محمد امین
بجاڑ اور ملاں غازی کے کوٹھے میں قیام فرمایا۔ حضرت کی بڑی صاحبزادی کی تولید بھی یہاں
محمد امین کے کوٹھے میں ہوئی اس چار سال کے عرصہ میں موجودہ نظام آباد پہری دھجی آپ نے
اپنی ضروری رہائش کیلئے ایک مکان ایک کوٹھا ایک مسجد عام لنگر خانہ اور اپنی خاص عبادت
کیلئے ایک چھوٹی سی مسجد شریف تعمیر کروائے یہ چھوٹی مسجد آج بھی اسی حالت میں ہے۔
چھت پر تختوں کے اوپر صرف مٹین بنا لگایا ہوا ہے۔ موضع لامن میں بھی اپنی نجی عبادت
گاہ تھی جس میں حضرت میاں محمد رکن عالم مدفون ہیں اور کچھ قبریں اور بھی اندر ہیں حضرت
کی زندگی میں علاقہ کے عوام کے اصرار پر ہی جناب میاں محمد رکن عالم کو وہاں دفن کیا گیا جبکہ
ان کا انتقال یہاں ہی ہوا تھا:۔

# حضرت باباجی صاحب کی کشمیر میں مستقل سکونت

جب حضرت باباجی صاحب یہاں مستقل سکونت پذیر ہو گئے تو کلیر کے تمام علاقہ جات میں آپ کی نیک نامی و عظمت کی شہرت ہو گئی تو مختلف اطراف سے لوگ فیضان حاصل کرنے کیلئے جوق در جوق آنا شروع ہو گئے کچھ لوگ تو دیکھتے ہی آپ کے دست حق پرست سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل کر کے فیوض و برکات حاصل کرنے لگ گئے اور کچھ دوسرے لوگ مختلف بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کیلئے آپ سے دم کروانے مختلف اشیاء لانے لگے۔ کچھ خدام کرام آپ کے ساتھ سلیورہ بالا کوٹ سے تشریف لائے جنہیں یہاں کا ہو کشادہ شیخوپورہ خادم تھے۔ اور جن کا انتقال بھی یہاں ہی ہوا۔ اور یہاں مدفون ہوئے۔ لنگر شریف کا انتظام ابتداء میں ملاں فقیر محمد المعروف ملاں لنگر کے سپرد تھا یہ ٹاٹ پر بچھ کے رہنے والے تھے جبکہ خلیفہ اعظم حضرت سید نور ان علیہ صاحب سجادہ اجوری نے بیعت حاصل کی اسوقت ہی ملاں فقیر محمد لنگری تھے حضرت سید حاجی نور ان شاہ صاحب خلیفہ اعظم کی بیعت و خلافت کا تذکرہ ہو گا۔

حضرت جناب باباجی صاحب کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر کوئی آنکھ ہٹ نہ سکتی یہاں پر بھی تھی وہ جو دیکھنے والے کے دل میں ایک ایسا جذبہ شوق پیدا ہو جاتا تھا جو اس کے دل کو موہ لیتا تھا یہ اس علاقہ کے رہنے والے بہت سارے لوگ حضرت جناب باباجی صاحب کے حلقہ ارادت میں آ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل کی



اور حضرت کا حلقہ ارادت بتدریج وسعت اختیار کرتا گیا۔ چنانچہ جہاں کے مشاہیر میں سے چوہدری محمد عبداللہ جاگل ، علامہ محمد شیخ چوہدری دین محمد کساڑ وغیرہ حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ ان میں چوہدری غلام محمد آف گوس کو حضرت نے خلافت بھی عطا کی اسی طرح چوہدری محمد عبداللہ جاگل سلطان خلفاء میں شمار ہوتے جو دنیاوی معاملوں میں آپ کے مشیر تصور کئے جانے لگے۔ چوہدری دین محمد آف گوس آپ کے دیوانہ وار عاشقوں میں شمار کئے جانے لگے۔ یہ چوہدری صاحبان اولاد سے حضرت کے خلیفہ ہو گئے اور انہوں نے سلسلہ راشدیہ ہدایت شروع کر دیا۔ اور کشمیری زبان بولنے والی برادری میں بڑی عزت مقام حاصل کر لیا اور خاص طور پر تمام معاملات کی مجالس ان کی سرکردگی میں علاقہ بھر میں ہونے لگیں۔

# حضرت باباجی لاروی کی بیعت و خلافت

یہ بھی مرتبہ حضرت خواجہ حاجی بابا سیاں نظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے کہ جس کے حلقہ پر حضرت جناب باباجی صاحب نے اپنے سجادہ نشین کو [illegible] میں ایک بڑی جماعت کی موجودگی میں بیعت فرمایا غالباً [illegible] تھا کہ اس مسجد شریف میں اس وقت اتنے اللہ والے تشریف فرما ہو گئے۔ اس وقت کی [illegible] کا سماں موجود ہو گا کہ کتنے اللہ والے تھے [illegible] سکتی مگر حضرت باباجی صاحب کی کرامت تھی کہ حضرت کی [illegible] سکیں مگر حضرت باباجی صاحب کی کرامت تھی کہ حضرت کی [illegible]

اسوقت کارفرما تھی یہی دن تھا کہ حضرت نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت سے نوازا اس بیعت و خلافت کے وقت حضرت حاجی بابا پر حال کی کیفیت طاری نہیں ہوئی تو ایکدن حضرت باباجی صاحب لاروی فرمانے لگے کہ میاں صاحب آپ بہت ہی سخت مزاج ہیں اگر میں اس طرح کی توجہ سامنے والے پہاڑ پر کرتا تو یہ بھی پگل جاتا مگر آپ سخت جان ہیں۔ اسپر حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین لاروی سجادہ نشین رطب اللسان ہوئے۔ حضرت جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی استدعا پر اپنا جلوہ دکھایا تو کوہ طور پہاڑ تو جلوہ برداشت نہ کر سکا مگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ صحیح وسالم رہے۔ حضرت سجادہ نشین صاحبؒ کے اس جواب پر باباجی صاحب لاروی مسکرا گئے اور فرمانے لگے تمہاری حاضر جوابیوں سے بھی ہماری پیش نہیں۔ جواب درست ہے۔

حضرت سجادہ نشین صاحب کو آپ نے ۱۹۸۳ء میں سلسلۂ قادریہ میں بھی خلافت عطا فرمائی کیونکہ حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے میں سلسلہ قادریہ کی خلافت کے بھی امین تھے اسلئے ضروری سمجھا کہ اپنے قابل فخر سجادہ نشین کے ذریعہ اس سلسلہ قادریہ کا بھی فیضان عام ہو۔ ۱۹۸۸ء میں حضرت خواجہ بابا طاہر حسین صاحب سجادہ نشین دربار کیاں شریف نے حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین سجادہ نشین دربار لاروی کی سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت کو تجدید فرمایا۔ غالباً ایسا کرنا آپ کو کوئی روحانی حکم ہوگا۔



# حضرت حاجی بابا لاروی کی شعر گوئی اور کچھ مزید تعلیم

۱۵-۱۶ سال کی عمر تھی کہ آپ شعر موزون کرنے لگے اور آپ تھوڑے عرصہ میں آسمان شاعری پر آفتاب ہو کر چمکنے لگے۔ آپ نے پنجابی شاعری کے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی اور اسوقت کے تمام شعراء اور آج تک کے شعراء سے آپ کا کلام داد سخن حاصل کر رہا ہے اور فن شعر کے لحاظ سے آپ اپنی مثال آپ ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مشہور زمانہ شاعر سائیں قادر بخش یہاں نظام آباد حضرت حاجی بابا صاحب کے اس چہار کافیہ شعر کو سنکر حال کی کیفیت سے دوچار رہے۔

؎ کی کی کراں بیان نظام جانی واقف حال ہیں توں جھگڑاں جھولیا ندا"

سائیں قادر بخش کی نظر حضرت حاجی بابا صاحب پر پڑتی تھی تو شعر کا یہ آخری مصرعہ پڑھتے تو کیفیت سے دوچار ہو جاتے۔ اور یہ کیفیت ہفتہ عشرہ ہر روز جوں کی توں رہتی رہی تو اس وقت کے بعد سائیں صاحب نے حضرت حاجی بابا صاحبؒ کو عرض کیا کہ حضرت قبلہ میاں صاحب آپ میری تمام شاعری لے لیں اور یہ ایک شعر مجھے دیدیں۔ اور حضرت حاجی بابا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سائیں قادر بخش زبدۃ السفرا تھے اور آپ کو مرحوم سائیں صاحب کے تمام شعر تقریباً یاد تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اصلاح شاعری اگر

کسی سے لی ہے تو وہ سائیں قادر بخش مرحوم کی ذات تھی۔

شروع میں حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین لاروی کیلئے مولانا قاضی حبیب اللہ کو آپ کا اتالیق مقرر فرمایا یہ قاضی صاحب چونٹ ولیواڑ میں رہائش رکھتے تھے۔ حضرت نے قاضی حبیب اللہ صاحب کو صاحبزادہ میاں صاحب کی اتالیق کیلئے موزون سمجھا تھا:۔

# کچھ قاضی حبیب اللہ کے بارے میں

جناب قاضی عبدالرحیم صاحب کوائی کاغان میں ابتداء میں رہائش رکھتے تھے یہ افغانستان کے شاہی خاندان سے ناراض ہوکر کوائی کاغان آبسے اور یہاں ہی وفات پائی۔ جامع مسجد کوائی کاغان کے پاس آپ کی تربت ہوئی۔ قاضی عبدالرحیم صاحب کے چار بیٹے تھے۔ قاضی عنایت اللہ، قاضی حبیب اللہ، قاضی محمد اسماعیل اور قاضی محمد اسحٰق قاضی محمد اسمٰعیل اور قاضی محمد اسحٰق دونوں قاضیانِ بالاکوٹ کے نام سے مشہور ہوئے اور موضع کوائی کاغان سے والد کی وفات کے بعد بالاکوٹ منتقل ہوگئے اور منصب قضیٰ پر فائز ہوئے ان بیٹوں میں قاضی محمد یونس صاحب اور قاضی محمد اسرائیل نے ایک دینی درسگاہ جامع محمدیہ کے نام سے بالاکوٹ میں قائم کی جو اب بھی پورے آب تاب کے ساتھ چل رہی ہے۔ اس وقت اس کی مجلس عمل میں سابقہ مغربی پاکستان کے جید علماء شامل ہوئے جن میں مشہور مصنف مرحوم مولانا غلام رسول مہر اور مشہور اخبار نویس و ادیب مرحوم مولانا عبدالمجید سالک قابل ذکر ہیں۔



اس طرح ان کے چچا مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب پہلے لولاب کشمیر آئے اور موضع چونٹ ولیواڑ سکونت پذیر ہوگئے جہاں سے حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں وانگت موجودہ نظام آباد حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدینؒ کا ابتدائی اتالیق مقرر کیا جبکہ مولانا حبیب اللہ صاحب کی مستقل سکونت چونٹ ولیواڑ میں ہی رہی ان کے فرزند جناب مولانا عبدالقدوس اپنے وقت کے متقی علماء میں شمار ہوئے اور بہت لوگوں نے ان سے علمی استفادہ حاصل کیا جنمیں آج بھی کچھ لوگ موجود ہیں۔

مولانا عبدالقدوس کے فرزند ارجمند مولانا عبدالعزیز صاحب جو اسوقت کشمیر کے جید علماء میں شامل ہیں۔ تیس برس تک عربی کے انجمن نصرۃ الاسلام کے عربی پروفیسر اتالیق رہے اور میر واعظ عمر فاروق کے اتالیق رہے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب نے غالباً ۱۹۷۰ء میں نظام آباد میں حضرت خواجہ نظام الدین لارویؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت حاصل کی اور حضرت باباصاحبؒ اپنے مریدین میں سے مولانا عبدالعزیز کی ذات گرامی پر فخر کیا کرتے تھے۔

جب حضرت خواجہ حاجی باباصاحب کا ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ء میں وصال ہوا تو آپ نے غالباً وصال سے قبل دو گھنٹے ان ہی اپنے پیارے مرید مولانا عبدالعزیز کو قرآن پاک سنانے کا حکم دیا جب یہ باآواز بلند تلاوت فرما رہے تو حضرت باباصاحب واذا السمعوا ذکرنا الخ کے مطابق رو رہے تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب سے حضرت بہت پیار فرماتے تھے اور یہ مولانا مرید صادق بھی اپنے مرشد گرامی سے پیار کرتے تھے۔ حضرت حاجی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو جمیعت علماء مقرر فرمائی تھی اس کے جنرل سکریٹری یہی مولانا عبدالعزیز تھے اور جمیعت العلما کشمیر کا صدر مولانا محمد یعقوب کو مقرر فرمایا تھا۔

# خلیفۃ اعظم حضرت سیّد نوران شاہ کی بیعت

سید حاجی نوران شاہ صاحب ساکنہ لاہ راجوری مدفون نور پور سیداں سوہاوا ضلع جہلم پاکستان کی زبانی واقعہ بیعت تحریر ہے۔ حاجی سیّد نوران شاہ نے فرمایا کہ ہم کسی باشریعت پیر کی تلاش میں تھے کہ بعض لوگوں سے معلوم ہوا علاقہ لار وانگت کنگن میں ایک شخص جن کا اسم گرامی عبداللہ ہے اپنے مُرشد گرامی کے حکم سے یہاں وانگت میں آکر بُود و باش اختیار کئے ہوئے ہیں لنگر فی سبیل اللہ جاری کیئے ہوئے ہیں۔ غالباً جون جولائی کا موسم ہوگا کہ میں اور میرے بڑے بھائی پیر مخدوم شاہ صاحب اور کچھ اور سیّد زادے راجوری سے اس طرف آئے۔ کیونکہ موسم بہار میں ہمارے جدی مُرید محمود سوا تھی صاحب محمد مصری سوا تھی صاحب یہاں مال لیکر آتے تھے۔ جب موضع کیجبارہ پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کنگن کے راستے نہیں جائیں گے بلکہ کچھ نمبل کے راستے جائیں گے۔ یہاں کوئی لنگر دینے والا بزرگ مشہور ہے اُن کو دیکھ جائیں تو میرے بڑے بھائی پیر مخدوم شاہ کہنے لگے سُنا ہے وہ لنگر فی سبیل اللہ میں صرف لسی اور مکی کی روٹی دیتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم اِدھر کنگن سے جائینگے کسی مُرید کے گھر دُودھ وغیرہ کے ساتھ روٹی کھائیں گے تاہم چلیں گے اسی راستے سے اس مشہور بزرگ ہستی کو دیکھیں گے ضرور۔ چنانچہ حاجی فرماتے ہیں میرے اس کہنے پر ہم اسی راستے آئے جب ہم موجودہ نظام آباد



پہنچے تو اس وقت کوئی گیارہ بجے دِن کا وقت ہوگا۔ تو لانگری مُلاں فقیر محمد صاحب بڑی مسجد سے مہمانوں کو روٹی کھلا کر برتن لنگر خانہ کی طرف لے جا رہا تھا تو حضرت نے خاص عبادت خانہ کی مسجد کا دروازہ کھولا جس کے کھلنے کی آواز ہم نے بھی سُنی اور ایک پُر جلال آواز آئی او لانگری! لانگری نے عرض کیا جی قربان فرمایا مسجد میں تمام آدمیوں نے روٹی کھائی مُلاں فقیر محمد صاحب لانگری عرض پرواز قربان سب نے روٹی کھائی۔ فرمایا یہ برتن اندر چھوڑ کر پھر دیکھو کوئی نیا مہمان تو نہیں آیا۔ جب لانگری صاحب مزید دیکھنے کیلئے حضرت کے حکم کی تعمیل میں بڑے برجی کے درخت کے نیچے آئے یہ درخت آج بھی موجود ہے۔ ہم پر نظر پڑی تو وہاں سے واپس ہو کر حضرت باباجی صاحب کو عرض کیا یا حضرت کچھ نئے مہمان آئے ہیں تب تک حضرت اپنے عبادت خانہ کے دروازے میں کھڑے تھے۔ لانگری کو فرمایا یہ جو مہمان اب آئے ہیں ان کو جلدی کھانا کھلاؤ مگر خبردار لسی اور روٹی ان کو نہ دینا۔ دیکھو اندر سے کوئی ساگ پات لاؤ اور دُودھ دہی کیساتھ روٹی دو۔ چنانچہ یہ فرما کر حضرت جناب باباجی صاحبؒ نے اپنی عبادت خانہ والی مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ اور اندر تشریف لیجا کر اپنے روزانہ وظائف میں مشغول ہو گئے۔

سیّد حاجی نوران شاہ اور ان کے دیگر ساتھیوں کیلئے دہی مکی کی روٹی اور دیسی کدو کے غنچوں (پُنجیوں) کا ساگ لایا اور انہوں نے یہ لذت بھری روٹی تناول فرمائی اور حضرت جناب باباجی صاحبؒ کی مُلاقات کے انتظار میں بڑی مسجد شریف میں بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آگیا۔ حضرت حاجی نوران شاہ صاحب

اوران کے ساتھیوں نے مسجد میں نماز ظہر ادا کی اور آپس میں یہ تبصرہ کرنے لگے کہ اسوقت تک باباجی صاحبؒ ہمارے پاس ملاقات دینے نہیں آئے یہ بڑی پہنچ والے فقیر نہیں ہیں۔ محض لنگر فی سبیل اللہ دینے کیوجہ سے مشہور ہیں۔ اگر یہ کسی بڑی منزل والے اولیا ہوتے تو کشف سے معلوم کر لیتے کہ آخر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں ہم سید بھی ہیں حاجی بھی اور عالم بھی پھر کیا وجہ ہے کہ اسوقت تک ہمیں شرف ملاقات نہیں ہوا۔ اپنی منزل کیجانب جانے کیلئے تیار ہوئے تھے تو حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے مدینے پاک کی خوشبو آئی۔ جونہی اسی بڑے برمجی کے درخت کے نیچے نظر پڑی تو آفتاب جیسے چمکتے چہرہ والی اور مدینے پاک کی خوشبو والی شخصیت تشریف لا رہی ہے۔ تمام حاضرین احترام میں کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہوگئے۔ یہ دل کو موہ لینے والی شخصیت میرے دل ناتواں میں جاگزیں ہوگئی۔ بہت سے لوگ آپ سے مختلف اشیاء کو دم کروانے لگے۔ جب سب حاضرین کی اشیاء کو دم فرمایا تو فرمایا اور کسی کی کوئی چیز دم کرنے کے لئے تو نہیں۔ اس درمیان میں حضرت ہم میں سے کسی کے ساتھ مخاطب نہیں ہوئے۔ جب سب حاضرین نے کہا کہ حضرت ہم نے سب کچھ دم کروالیا ہے تو حضرت باباجی صاحب نے تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ سب لوگ جاؤ مجھے ان سیدزادوں سے الگ بات کرنی ہے۔ چنانچہ ہم سب ساتھیوں کو فرمایا کہ آؤ مسجد شریف کے اندر چلیں وہیں بات کریں گے۔ اندر جاکر فرمایا کہ بالاکوٹ کے کن سیدوں میں سے ہیں تو حاجی نوران شاہ نے عرض کیا حضرت ہم شاہ نظام کی اولاد ہیں۔



سے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہم شاہ نظام کو جانتے ہیں۔ ہمارے جدی پیر بھی شاہ نظام تھے اور فرمایا کہ نہیں معلوم کہ آپنے روٹی کس طرح کھائی ہم لنگر میں لسی روٹی دیتے ہیں میں نے لانگری کو دودھ ساگ دینے کیلئے کہا تھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا حضرت ہم نے دہی اور ساگ سے روٹی کھائی ہے اور بہت پرلذت طریقے سے روٹی کھائی ہے اور پھر فرمایا کہ میں دیر سے آپ کے پاس آیا آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ ہم سیدزادے ہیں اور ہم عالم بھی ہیں اور ہم میں حاجی بھی ہے اور اولاد رسول ہیں اور اس شخص نے اسوقت تک ملاقات نہیں کی اور حضرت نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بھی قربان جاؤں۔ کسی تکبری اور بے ادبی کی وجہ سے یہاں آنے میں تاخیر نہیں ہوئی۔ بات دراصل یہ تھی آج جمعہ کا متبرک دن تھا اسلئے میں معمول سے زائد وظائف میں مصروف تھا۔ اگر اللہ اور رسولؐ کو میرے یہ وظائف منظور ہوں!

حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ سنا ہے آپ میں سے کسی نے پیدل حج بھی کیا ہے۔ سید حاجی نوران شاہ نے فرمایا پیدل حج میں نے کیا ہے۔ حضرت جی صاحبؒ نے فرمایا جس دن سے آپ حج کو تشریف لے گئے ہیں اس دن سے گھر واپس آنے تک تمام واقعہ بیان کرو۔ یہ ایک طویل واقعہ ہے کیونکہ سید حاجی نوران شاہ کو پیدل حج کرنے میں دو برس کا عرصہ لگا ہے اور راستے میں قزاق ان کو غلام بناتے رہے اور پھر فروخت کرتے رہے اور ہر جگہ سے حاجی صاحب اپنی نیک عملی اور صداقت کی وجہ سے رہائی پاتے رہے بالآخر دوسرے سال اپنی حج کی منزل مقصود پر پہنچکر حاجی صاحب اپنے گھر پہنچے۔ یہ تمام واقعہ طویل ہے جسکو مولانا ماہرالدین قمر نے

اپنی کتاب "سوانحیات حضرت سید حاجی نوران شاہ صاحب" میں تفصیلاً درج کیا ہے اور صدر شاہ غالب نے اپنی کتاب "زبیر طریقت" میں درج کیا ہے۔

جب حضرت حاجی صاحب نے اپنے حج کے طویل واقعہ کو حضرت بابا جی صاحب کے حکم کے مطابق سنایا۔ تو حضرت جی صاحب واقعہ سنتے رہے اور مراقبہ میں ہو گئے رہے۔ جب تمام واقعہ بیان ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا حج کرنے کی میری نیت بھی ہے سر سے ننگا پاؤں سے برہنہ ہوتا اور مدینہ پاک کی گلیوں کی خاک مزہ پڑتی تو اس زندگی کا سب سے بڑا لطف آتا۔ اور حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کہاں جانا ہے تو انہوں نے عرض کیا ہمکو جناب محمود ہوا تھی کے گھر جانا ہے کہ وہ ہمکو ہر سال بہت سے روپے شرفی دیتے آئے ہیں۔ تو بابا جی صاحب نے فرمایا وہ تو یہاں قریب ہی شاہ ڈھیری بھٹ میں جاتے ہیں۔ جاؤ واپسی پر اسی راستے سے آنا۔ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ شاہ ڈھیری بھٹ میں جاتے وقت محمد بوٹیا مرحوم گجراتی کا یہ شعر پڑھا۔

"عشق بوٹیا عشق دی دھر کولوں رانجھا ہیر وایا ر چھوڑ کے ہیں" الحاجی صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ لیکر فرمایا کہ تم سے مجھے اپنی ذات کی خوشبو آتی ہے اور نسبت کیا حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں اسوقت میں محمد بوٹیا کے پنجابی شعر کا مطلب بھی نہ سمجھ سکا۔ بہر حال ہم سب وہاں سے پیدل چلکر شاہ ڈھیری بھٹ میں جناب محمود ہوا تھی کے گھر پہنچے ایک یا دو دن وہاں قیام کیا۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اسوقت میں محمود ہوا تھی صاحب کے گھر سے پندرہ (۱۵) روپے شرفی دیکے جو مجھے اچھی طرح آج بھی یاد ہیں۔ جسکو بعد میں اپنے پیر و مرشدی وصالت سے لاکھوں روپے نچاور کی گنتی یاد نہیں۔



شاہ ڈھیری بھٹ سے جب ہم واپس آئے تو راستہ بہاں قیام کیا مگر میرے دل پر حضرت جناب بابا جی صاحب کی ذات گرامی کا ایسا اثر ہوا کہ دل میں یہ تہیہ کر لیا کہ مجھے بیعت ان ہی سے حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو جسمہ نور بنایا ہوا ہے۔ رات کو لالٹین نے مجھے وہ دی نیچے بچھانے کو دی جو حضرت نے اندر سے لالٹین کو یہ کہکر دی کہ میری فوری حاجی استعداد کے نیچے بچھا۔ چنانچہ رات کو ہم سو گئے یہ طے کر کے کہ کسی صحیح بیعت ان سے حاصل کرنی ہے حاجی صاحب نے فرمایا کہ رات کو مجھے خواب میں نظر آیا کہ میرے وجود کے ہر حصہ میں چراغ روشن ہیں اور اسوقت میں نے محسوس کیا کہ شاید فقیری یہ ہوتی ہے میں نے اپنے بچھونے بھائی ہے اوڑھی ہوئی اسلئے میرے جسم میں چراغ جل رہے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بات دراصل یہ اوڑھی والی نہیں تھی بلکہ اس وقت میں مرشد کریم کی ذات اقدس آ گئی تھی جو میرے وجود میں سما گیا اور وجود کے جوڑ جوڑ میں چراغ روشن ہو گئے۔ صبح کو حضرت سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا حضرت مجھے بیعت فرما لیجئے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کیا جائے۔ جو نہی حاجی صاحب نے بات کہی تو حضرت بابا جی صاحب وہیں قبلہ رخ سے پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا کہ میں الفقر فخری یعنی اللہ کے طور پر فقر کی روشنی دینے سے معذور ہو گیا ہوں آپ سید ہیں میں کیسے آپ کو بیعت کروں یہ اولاد رسول ہو جائیگی۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت نوری کوئی ذات نہیں ہوتی نور جہاں بھی ہو وہ نور ہوتا ہے۔ حضرت نے ہاتھ پکڑ کر آپ کو بیعت فرمایا اور ہم دل وجان سے آپکے مرید ہو گئے ہیں عملی طور پر آپ بیعت کرنا بھی ذکر اللہ اور اللہ کا رسول اور آپکے

ہم تو پکے مرید ہو چکے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کے اس کہنے پر حضرت باباجی صاحبؒ نے ان تمام سیّد زادوں کو بیعت فرما کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا اور گھر کو رخصت کیا۔ اس وقت بیعت میں حضرت حاجی صاحب کے بڑے بھائی پیر مخدوم شاہ صاحب۔ فقیر شاہ صاحب حضرت حاجی صاحب کے ماموں شامل تھے حضرت حاجی صاحب کو بیعت فرما کر تلقین فرمائی کہ پھر جلدی یہاں واپس آنا بیعت کر کے پیار و محبت سے ان سیّد زادوں کو رخصت کیا اور اسوقت یہ اپنے گھر تشریف لے گئے ان دنوں یہ بہک کا تر کھل میں مال مویشی لیکر رہتے تھے۔

## خلافت سیّد حاجی نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ

چہ خوش وقتے و خرم روزگارے کہ یارے برخوردار از وصل یارے

ترجمہ:۔ وہ کتنا اچھا وقت ہوتا ہے اور کیا ہی خوش آیند ساعتیں ہوتی ہیں جب ایک عاشق اپنے معشوق سے وصل کے سُرور حاصل کرتا ہے بیعت کے بعد جب حاجی صاحب کو مُرشد گرامی حضرت باباجی صاحبؒ نے رخصت فرمایا اور ساتھ تاکید فرمائی تھی کہ جلدی ہی پھر ملاقات کرنا۔ کاتر کھل کچکی میں تھے تو غالباً اسوج کا مہینہ تھا جب بکروال لوگ اپنا مال مویشی لیکر واپس راجوری جموں وغیرہ کیطرف جاتے ہیں تو ان بکریوں کے ریوڑوں میں سے کوئی زور سے آواز دیتا تھا "او حاجی صاحب تم نالار آلا جی صاحب بُلاویں" یہ آواز



حضرت کے مرشد گرامی کی زبان میں ہوا کرتی تھی حاجی نوران شاہ صاحب فرماتے ہیں حضرت مرشد گرامی کی وہ بیعت کے وقت کی جلدی آنے کی تاکید مجھے یاد آگئی اور پوری تڑپ کے ساتھ مرشد گرامی کی خدمت میں لاروانگت میں ملاقات کیلئے تیاری کر لی۔ اسی اثنا میں دو یوم گذر گئے غالباً اسوج کا مہینہ آخیر کو پہنچ چکا تھا کہ میں مغرب کی نماز کی تیاری کیلئے تازہ وضو کرنے مسجد کی اسطرف جا رہا تھا کہ آٹھ نو سال کا خوبصورت بچہ اِدھر مسجد کیطرف آرہا ہے یہ وُہ وقت تھا کہ جب بکروال اپنے ریوڑ لیکر اس راستے سے چلے گئے تھے۔ میں نے اس خوبصورت بچے کو پوچھا برخوردار تم بے وقت اکیلے اس وقت کہاں جا رہے ہو تو بچے نے السلام علیکم کے بعد جواب دیا کہ مجھے حضرت باباجی صاحب نے وانگت لار سے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ سیّد حاجی نوران شاہ صاحب کو کہو کہ آپ کو آپ کے مُرشد جی صاحب وانگت لار بُلاتے ہیں۔ میں نے اسکو اشارہ کیا کہ آپ جاؤ مسجد میں، میں تازہ وُضو کر کے جلدی آتا ہوں۔ چنانچہ یہ لڑکا مسجد کی جانب چلا گیا۔ جب میں وضو کر کے مسجد میں آیا وہاں دیکھا تو کوئی مسجد میں نہیں تھا تو میں گھبرا گیا کہ کہیں ہمارے کتے اس لڑکے کو چیر پھاڑ نہ دیں۔ کیونکہ رکھوالی کیلئے ہمارے کتے زبردست ہوتے تھے۔ ہمارے کوٹھوں اور مسجد کے درمیان نمدار جگہ تھی اگر وہاں کوٹھوں کیجانب کوئی جاتا تھا تو چھوٹے چھوٹے سیاہ پتھروں پر نمی کے نشانات ہوتے تھے۔ جب وہاں دیکھا تو وہاں بھی پاؤں کا کوئی نشان نہ پایا تو میں مغرب کی نماز سے پہلے ہی اندر گیا اس وقت میری والدہ ماجدہ حیات تھیں میں نے اُن سے پوچھا کہ یہاں ایک خوبصورت چھوٹا لڑکا تو نہیں آیا والدہ نے فرمایا نہیں تو! وہ کون لڑکا تھا کیوں آیا تھا میں نے والدہ ماجدہ سے

عرض کیا کہ وہ کہتا تھا کہ میں یہ پیغام لیکر آیا ہوں کہ حاجی صاحب آپ کو آپکے مُرشد گرامی
باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ بُلاتے ہیں تو والدہ ماجدہ جو فقیر کے رازوں سے
واقف تھیں نے سخت لہجے میں کہا کہ پھر آپ اس وقت تک حضرت جی صاحب
لاروی کے بُلاوے پر وہاں گئے نہیں۔ چھوڑو لڑکے کی تلاش کو وہ لڑکا کسی
پُراسرار طریقے سے حضرت نے بھیجا ہوگا۔ اسی وقت جاؤ۔ حاجی صاحب فرماتے
ہیں کہ والدہ ماجدہ کے یہ الفاظ سُنے تھے کہ میں اسی وقت شام کے اندھیرے میں کارکھل
(کچلی) سے وانگت لار کیلئے روانہ ہو آیا۔ چنانچہ رات بھر پیدل چلتا رہا۔ سورج
نکلنے پر لامن سے میں جب آرہا تھا حضرت مُرشد گرامی لوگوں کے ہجوم میں لامن
سے ہی مجھے نظر آگئے۔ موجودہ بنگلہ کے عقب میں دیوداروں کے نیچے تشریف فرما
تھے جب میں نے بے تابی کی حالت میں اس طرف دیکھا تو لوگوں کے ہجوم
کو ہاتھ کے اشارے سے اِدھر اُدھر کرکے مجھ سوختہ جان کو نظرِ عنایت سے
دیکھ رہے ہیں۔ یہ منظر میں وہاں سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت پہلے مکان کیطرف
تشریف لے گئے اور جناب ملاں فقیر محمد لانگری کو ہدایت کی کہ حاجی صاحب رات
بھر چلتے رہے ہیں تھکے ماندے ہیں۔ سماوار میں نفیس عُمدہ چائے بناکر لاؤ اور
چائے میں گھی کھنن ڈالکر لانا۔ اس طرح آپ نے بے تابی کا اظہار فرمایا اور لانگری
صاحب کو کہا کہ جب ہی حاجی صاحب یہاں پہنچیں تو ان کو اسی وقت اندر میرے
پاس لانا جہاں میں بیٹھا ہوں گا۔ چنانچہ حضرت بابا صاحبؒ وہ دستارِ خلافت
ساتھ لیکر اپنے مکان کے پیچھے والے ایک کمرہ میں تشریف لے گئے اور لانگری کو
کہا کہ اندر والے راستے سے نہیں کمرے کی پیچھے والی کھڑکی سے اندر لانا۔ جب



حاجی صاحب یہاں پہنچے تو ملاں فقیر محمد اس انتظار میں کھڑے تھے فوراً ہی اندر
حضرت باباجی صاحب کے پاس لے گئے۔ کمرے کے اندر جب حاجی صاحب گئے
تو باباجی صاحبؒ اس دستارِ خلافت کو سینہ پر رکھے ہوئے کمرہ کی دیوار کیساتھ
تکیہ لگاکر تشریف فرما ہیں اور ساتھ میں ایک پلنگ بھی ہے۔ جب حاجی صاحب نے
السلام علیکم کہا تو باباجی صاحب نے وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا کہ حاجی صاحب اتنی دیر
سے آئے ہیں کیونکہ بیعت کرنے کے بعد میں نے جلدی یہاں آنے کی تاکید کی تھی۔
آپ کو پتہ نہیں کہ جب دُودھ پینے والا بچہ ذرا دیر کرتا ہے تو اس کی ماں
کے پستانوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ کہکر فرمایا کہ جلدی پلنگ پر بیٹھ جاؤ
بے ادبی ہوجائے گی آپ سید ہیں حاجی صاحب نے فرمایا حضرت آج سے میں آپ کے
سامنے سید نہیں ہوں اس پر حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ آپ کون ہیں حاجی صاحب
نے کہا کہ "گوہر بحر ان" ہوں۔ خدا دُنیا میں بھی اسی گوہر بحران کے دامن میں رکھے
اور قیامت میں بھی اسی دامن سے اُٹھائے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یوم ندعوا
کل اناس بامامھم۔ ترجمہ:۔ یعنی وہ دن جب ہم ہر شخص کو اس کے پیشوا
کے ذریعے بلائیں گے۔ تو باباجی صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہ بات ہے تو میں نے عرض
کیا بالکل حضرت یہی بات ہے آپ نُور ہیں اور اس نُور میں مدغم ہونا پسند کرتا ہوں
اس کہنے پر حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اب خُدا کے حکم سے پلنگ پر بیٹھ جاؤ
اس وقت حضرت حاجی صاحب فوراً پلنگ پر بیٹھ گئے۔

؎ گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور وہ دستارِ خلافت حضرت حاجی صاحب کے سر پر رکھی جو حضرت باباجی صاحب

نے مرتے دم تک اپنے سر مبارک پر رکھا تھا۔ اس طرح حضرت حاجی نوران شاہ صاحب کی دعائیں بار آور ہوئیں جن کو حضرت حاجی صاحب اپنی شعوری زندگی میں اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔

## حضرت حاجی صاحب کی پونچھ گرداوری کا واقعہ

اس وقت ریاست پونچھ میں مہاراجہ پونچھ کی طرف سے دستور تھا کہ ہر صوبہ میں اصلاح تولی اور اس قسم کے مذہبی امور کو طے کرنے کیلئے کچھ مذہبی طور طریقے رکھنے والے دینی اثر حضرات کے انتخاب سے کچھ لوگ مقرر ہوتے تھے جنکو اس وقت گرداور کہا جاتا تھا چنانچہ ریاست پونچھ کے لیے جب گرداور کی ضرورت تھا تو مہاراجہ پونچھ نے کہا گرداور وہ ہوگا جس کو حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمائیں گے کیونکہ حضرت بابا جی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کا اثر ریاست پونچھ اور اہلیان پونچھ میں سب سے زیادہ تھا لہٰذا وہی انتخاب فرمائیں گے کہ گرداور کون ہوگا۔ اسوقت پونچھ میں قاضی جلال الدین صاحب نے اس مقصد کے لئے درخواست دی تھی حضرت سید نوران شاہ صاحب بھی اس وقت حضرت بابا جی صاحب لاروی کی موجودگی میں پونچھ میں موجود تھے۔ حضرت بابا جی صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب گرداور میرے انتخاب سے ہونگا بہتر ہے کہ آپ گرداور بنیں اسپر حاجی صاحب نے جواب دیا کہ حضرت قاضی جلال الدین کو کس طرح مطمئن کروں گا۔ میں آپ دونوں کو بلاؤنگا



اور حاجی صاحب کو فرمایا کہ آپ خاموش رہنا میں اس وقت کہوں گا کہ آپ دونوں میرے آدمی ہیں دونوں میں سے ایک میری دعا سے لو اور ایک گرداوری لے لو حاجی صاحب نے فرمایا کہ آپ کیلئے میں نے دعا کی ہوئی ہے۔ قاضی جلال الدین خود کہیگا میرے لئے آپ دعا کریں اور آپ گرداور ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا بابا جی صاحب نے فرمایا کہ آپ دونوں میرے عزیز ہیں ایک کیلئے میری دعا ہے اور دوسرے کے لئے میری رائے ہے اس بات کو سنکر قاضی جلال الدین نے عرض کی حضرت میرے لئے صرف دعا فرمائیں اور حضرت حاجی صاحب کے لئے گرداوری کی رائے دیں اور اس طرح جب حاجی صاحب گرداور مقرر ہوئے اس کے بعد کچھ دیر کے بعد حضرت بابا جی صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب ہم تو آپ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے مگر آپ نے صرف گرداوری قبول کی اس جملے سے حاجی صاحب حیران رہ گئے اور پریشان ہو کر اس وقت گرداوری ترک کر دی۔

سبحان اللہ اولیاء اللہ کے حال سے جناب حضرت حاجی نوران شاہ صاحب جیسے عین اللہ اولیاء اللہ بھی لاعلم تھے آخر اس سے حضرت کا کیا مطلب تھا۔

## حضرت بابا جی کے کچھ واقعات جنکے راوی حاجی نوران شاہؒ

حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں [illegible] لوگوں کو بیعت کیا تو بعد [illegible]

یہ آواز آئی "حاجی صاحب ہر کجیہا آدمی نامیرو ناں نہ دس"۔ اس کے بعد میں نے ایک سال تک بیعت کرنا ترک کر دیا اور دل میں یہ خیال گذرا کہ میرے پیر و مُرشد حضرت باباجی صاحب تو لامثال ولی ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں بیعت کا یہ سلسلہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادھر تک ٹوٹ تو نہیں گیا چنانچہ میرے پاس جو کوئی بھی بیعت کیلئے آتا تھا تو میں ٹال دیتا تھا اور کہتا تھا کہ پھر کبھی آنا پھر بیعت کرونگا اور دل میں یہ خیال رکھا کہ جب تک براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر میرے پیر و مرشد نہ بیعت دلوائیں اس وقت تک کسی کو بیعت نہیں کروں گا۔ اسلئے کہ میرے پیر کامل ولی اللہ تھے۔ اگرچہ وہ آج اس دُنیا میں بظاہر موجود نہیں ہیں مگر میری رہ نمائی تو وہ باطنی طور پر آج بھی کر سکتے ہیں۔ یہی خیال میرے دِل میں موجزن تھا تو سال گذرنے کے بعد ایک مرتبہ میں عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ پاک چلا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی قبر مُبارک سے اُٹھ رہے ہیں اور کفن کو ہاتھ سے جھاڑ رہے ہیں جیسے سوہاگہ نیچے گر رہا ہے میں السلام علیکم کے بعد حضرت کے داہنے پاؤں کے انگوٹھ کو چوم رہا ہوں تو اسی وقت میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں تو آپ نے فرمایا کہ باب مجیدی میں کچہری عام میں ہیں۔ جہاں تمام اولیا اللہ کی مجلس جمع تھی اور تمام اولیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین میرے پیر و مُرشد حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں نے ذرا فاصلہ سے عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے سر مُبارک کے اشارے سے میرے سلام کا جواب دیا پھر میں نے عرض



کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گنہگار ہوں میری شفاعت فرمانا۔ آپؐ نے حسبِ سابق سر مُبارک کے اشارے سے ہاں میں جواب دیا۔ تیسری مرتبہ میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ گنہگار ہیں ان کی شفاعت فرمانا اسی طرح اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔ اسی لمحہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسند خاص کے قریب پہنچ گیا جہاں میرا ہاتھ میرے مُرشد گرامی حضرت باباجی صاحبؒ نے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ ناز میں دیا اور آپؐ نے مجھے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے تادمِ ایں میں نے بیعت کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ میرے خفیف خیال کی بدولت اور میری قسمت کی یاوری نے مجھے اتنی بڑی سند عطا کی جسکی تمنا ہمیشہ سے دل دردمند میں جاگزیں تھی۔

## ایک اور واقعہ جس سے حضرت جی صاحب کا مرتبہ

حضرت حاجی نوران شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک مرتبہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے پیر و مُرشد حضرت باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ مجھے ایک دو گھوڑے والی بھگی میں سوار کر کے سیر کو لے جاتے ہیں۔ یہ بھگی ایک گھنے جنگل سے گذرتی ہے اور اسکی لگام مختلف قسم کے درختوں میں بندھتی جاتی ہے جگہ جگہ میرے مُرشد گرامی جلدی جلدی میں لگام کو کھولتے جاتے ہیں اور سفر طے ہوتا جاتا ہے

جب ایک عظیم الشان محل کے سامنے یہ دو گھوڑے والی بگھی رکی تو میں اور میرے پیرومرشد حضرت باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ محل کے اندر داخل ہوئے اس محل میں ایک مسند آراستہ ہے جس پر تین بزرگ تشریف فرما ہیں۔ حضرت حاجی صاحب ان بزرگوں کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھ گئے جبکہ حضرت باباجی صاحب ان بزرگوں کے مسند سے اوپر داہنی طرف ایک اور مسند آراستہ ہے وہاں جاکر تشریف فرما ہوگئے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں نیچے والے مسند پر بیٹھے ہوئے تین بزرگوں میں سے درمیان والے بزرگ جن کو میں نے حضرت جناب بابا نظام الدین کیمانی رح تصور کیا اور ان سے دریافت کیا کہ حضرت یہ آپ کی داہنی طرف کون تشریف فرما ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا مولوی محمد قاسم موہڑے (کوہری) والا ہے اور جو آپ کی بائیں طرف تشریف تھے ان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا ذل متوہے۔ اور تجاہل عارفانہ سے عرض کیا یا حضرت یہ اوپر والی مسند پر کون تشریف فرما ہیں تو فوراً آپ نے اوپر کی طرف دیکھ کر اپنی بازو کو ہلا کر ارشاد فرمایا یہ میرا بیٹا جی صاحب لاروالا ہے میں قربان جاؤں جہاں یہ رہتے ہیں وہاں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین وسیع پیمانہ پر جاری ہوگا۔

## باباجی کی حیات میں حاجی نوران شاہ و قاضی سلطان محمود

حاجی صاحب نے فرمایا ایک مرتبہ میں حضرت باباجی صاحب کی زندگی



میں سلطان قاضی محمود صاحب کی ملاقات کیلئے ایک اور سید زادے سید لطیف شاہ کو ساتھ لیکر راجوری لاہ سے جلالپور جٹاں کیلئے روانہ ہوا۔ میں چونکہ حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل کر چکا مگر جب جناب قاضی صاحب کی مشہوری سنی تو میں یہ تصور کر کے چلا کہ ہر کامل ولی سے کوئی نہ کوئی ورد وظیفہ سیکھنا چاہیے۔ سید لطیف شاہ اور میں قاضی صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا آپ کس طرح اور کیوں تشریف لائے میں نے کہا کہ آپ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ کوئی ورد وظیفہ آپ سے سیکھنے آئے ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا آپ کسی سے پہلے بیعت ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا میں تو بیعت ہوں۔ میرے مرشد گرامی لار کشمیر والے جی صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھے خلافت بھی عطا فرمائی ہے یہ میرے رشتہ دار سید زادے ابھی کسی سے بیعت نہیں ہوئے۔ اسی درمیان میں دوپہر کے کھانے کا وقت آگیا مہمانوں کو کھانے کے لئے لانگری نے بلایا تو سید لطیف شاہ کو قاضی صاحب نے کہا کہ جاؤ آپ وہاں کھانا کھاؤ بعد میں، میں لطیف شاہ کو بیعت کروں گا اور اپنے بھائی جو ہمیشہ قاضی صاحب کیلئے کھانا لایا کرتا تھا کو کہا ان حاجی کیلئے اور میرے لیئے کھانا یہاں ہی لاؤ اور اس بات کو کہنے پر ان کا بھائی متحیر ہوکر کھڑا رہا کیونکہ اس کے بھائی کے سوا قاضی صاحب نے اپنی زندگی میں کسی کے سامنے کھانا نہیں کھایا تھا تو ان کا بھائی ذرا حیران رہا کہ یہ کون حاجی صاحب جن کے ساتھ قاضی صاحب اکٹھا کھانا کھاتے ہیں۔ تو قاضی صاحب نے دوبارہ کہا کہ ہاں جلدی میرے لیئے اور حاجی صاحب کے لیئے کھانا

یجالاؤ میں یہی کہتا ہوں بہرحال کھانا آیا اور قاضی صاحب اور حاجی صاحب نے اکٹھا کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد سید لطیف شاہ کو بیعت کیا اور میں نے کہا کہ مجھے بھی کوئی کلام پڑھنے کی اجازت دیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ آپ چلے جاؤ "میں تساں نوں رستے وچ ملساں"۔ حاجی صاحب کہتے ہیں ہم بمبر گجرات کے پیچھے راجوری آنے کا کوئی راستہ جس کو آدھی کا ڈھک کہتے ہیں جب چڑھائی کا راستہ طے کیا تو مجھ پر کوئی غشی طاری ہوگئی۔ اس غشی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ کشمیر کی طرف سے گرج کی خوفناک آواز آئی تو تمام یہ کشمیر کے پہاڑ میدان بن جاتے ہیں اور حضرت جناب باباجی صاحب ہاتھ میں ایک لوہے کا بنا ہوا تھیلہ لیے تشریف لے آئے اور اسی بے ہوشی کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں مجھے اُٹھا کر جسطرح کسی چھوٹی چیز کو اٹھاتے ہیں اٹھا کر لوہے کے تھیلے میں بند کرلیا۔ جونہی تھیلے میں بند کیا تو میری بے ہوشی اور غنودگی جاتی رہی اور میں نے اسی وقت استغفار کرنا شروع کیا اور یہ خیال کیا کہ مجھ سے گستاخی ہوئی ہے کہ حضرت باباجی صاحب کے مُرید و خلیفہ کو قاضی صاحب کے پاس نہیں جانا چاہیئے تھا۔ سید لطیف شاہ میری غنودگی سے پریشان کھڑا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ میں نے کہا میری ایک غلطی ہوگئی تھی جس کا یہ خمیازہ تھا۔ بہرحال ہم دونوں لاہ راجوری آگئے اور مجھے بڑی ندامت رہی تو اسی حالت میں جب کچھ وقت کے بعد لار شریف حضرت باباجی صاحب کی ملاقات کیلئے گیا اپنے فعل سے نادم تو تھا ہی۔ جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو آپنے رجز و توبیخ فرمائی اور فرمایا۔ "اوحاجی صاحب تنہاں ستاں بیٹھا فقیری مل گئی منہاں پچھے فقیری کتنی زہدی نال تھاوے



میرا وطن کا گٹاں ناں اجاں بھی کوئے دیکھے تے میرا پیراں کو خون اجاں بھی ان گٹاں نال لگو وو ہوے گو"۔ اور مزید باباجی صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب آپکو یہ علم نہیں کہ ایک باغیرت خاوند کو اپنی بیوی کی یہ حرکت کتنی بُری لگتی ہے وُہ کسی غیر مرد کیساتھ گھل مل کے بات کرے دوبارہ ایسا نہیں کرنا اگر لاہور جانیکا اتفاق ہو تو میاں میر صاحب المعروف ایشان صاحب کے جایا کرو۔

پاکستان میں جاکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حاجی نامدار صاحب چورہ شریف کی درگاہ پر حاضری دینے کی خواہش ہوئی تو میں نے روحانی طور پر حضرت باباجی صاحب سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت فرمائی۔ میں چورہ شریف آپ کی زیارت پر گیا تو میری حضرت ہادی نامدار صاحب سے بالمشافہ ملاقات ہوگئی۔ آپنے اس وقت اون کا جبہ پہنا ہوا تھا۔ سُبحان اللہ اولیا اللہ کو بھی کیا غیرت ہوتی ہے دراصل جائز غیرت کرنا بھی ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے۔

## سیّد فقیر شاہ صاحب خلیفہ باباجی سے متعلق ایک اور واقعہ

سید فقیر شاہ صاحب حضرت حاجی نوران شاہ صاحب کے ماموں تھے اور حضرت جناب باباجی صاحب لاروی کے خلیفہ تھے۔ سید فقیر شاہ صاحب نے کسی بیوہ قسم کی عورت سے راہ و رسم پیدا کر کے نکاح کرلیا اور جناب حاجی صاحب کو یہ طریقہ سید فقیر شاہ کا ناگوار گذرا اور انہوں نے دل میں یہ ارادہ کرلیا کہ فقیر شاہ چونکہ میرے

ہاموں ہونے کے ناطے سے حقدار ہیں اسلئے ایسی عورت سے انہوں نے نکاح کیا جو ایک خلیفہ کے شان کے منافی تھا اور باطنی طریقہ سے میں ان کا یہ روحانی درجہ چھین لوں گا۔ سید فقیر شاہ سے کوئی زبانی کہے بغیر حاجی صاحب اس بات کے لیئے تیار ہوں گے۔ جس دن ان کو سید فقیر شاہ کا روحانی درجہ چھیننا تھا وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں میں عرش عظیم کے پاس ہوں اوپر کیطرف ایک بہت بڑی پتھر کی سل ہے جس پر لکھا ہوا ہے "فقیر شاہ خلیفہ" یہ لفظ بڑے ہی واضح طریقہ سے پتھر کی سل میں کنندہ کیا ہوا ہے جیسے کوئی شہادت کی انگلی سے دیوار کی گیلی مٹی کی لپائی میں کُنندہ کر کے لکھا ہوا ہو۔ آنکھ کھلتے ہیں اپنے اس ارادے سے باز آیا۔ بہت دفعہ کے معمول کیطرح میں نے اپنے ایک خادم مرزا شمشیر کو لار کشمیر حضرت باباجی صاحب کی خریت دریافت کرنے کے لیئے بھیجا۔ جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس کی دستی حضرت کا میرے نام ایک والا نامہ آیا جس پر آپ کی مہر ثبت تھی۔ خط میں اپنی خریت سے مطلع کر کے میری خریت دریافت فرمائی ہوئی تھی۔ معمول کے مطابق اور خط میں نیچے یہ چہار کافیہ اپنا شعر لکھا ہوا تھا جس کے دو مصرعے اس طرح ہیں۔

ل :۔ لکھدیاں لکھدیاں ہور ماہی اساں نقطے چار لکھا چھوڑے
کرنا شک نہ ہوبے شک رہنا اساں خلفاندے ناں چڑھا چھوڑے

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کو کتنی قوت عطا کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مُریدین و خلفاء کو کتنا مستحکم فرما دیتے ہیں کہ خُدا کے عرش گرامی پر بھی ان کے نام کُنندہ کروا دیتے ہیں۔ مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔



؎ اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ

# بائیں طرف والا ایک مختصر واقعہ

حضرت سید حاجی نوران شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے میں حضرت جناب باباجی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے طویل مراقبہ کیا اور جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو میں ساتھ میں بیٹھا تھا میری طرف نظر شفقت کر کے فرمایا کہ حاجی صاحب میں نے اللہ تعالےٰ سے آپ کے لیئے بائیں طرف والی کنج مانگی ہے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد جب میں پہلی مرتبہ علاقہ کشتواڑ بھلیسہ کے دورے پر گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ قُدرت کیطرف سے میری پزیرائی کر رہے ہیں۔ بہت لوگ میرے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور بری رسموں سے تائب ہوئے جو ان لوگوں میں جاری تھیں اور علاقہ بھر میں ذکر و اذکار نماز روزہ کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اس طرح مجھے بائیں طرف کے واقعہ کا صحیح اندازہ ہوا کہ حضرت نے مراقبہ میں اللہ تعالیٰ سے میرے لیئے اسی واسطے بائیں طرف مانگی جہاں خدا اور رسولؐ کے دین کا بڑا چرچا ہوا جو پہلے بری رسموں میں مبتلا تھے

جناب مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے اگرچہ بیعت پہلے کسی مجذوب فقیر سے لی تھی جو کریلہ کوٹلی کے باشندے تھے مگر بعد میں حضرت جناب مولوی صاحب کو عالم رویا میں حکم ہوا کہ وہ فوراً کشمیر میں برفانی پہاڑوں کے دامن میں پہری دھجی موجودہ نظام آباد بابا نگری جائیں اور حضرت جناب خواجہ باباجی صاحب لاروی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حاصل کریں جس کا اعتراف حضرت جناب مولوی صاحب اپنے کسی شعر میں اسطرح فرماتے ہیں

؎ خواجہ قطب دے وَل ہے پیر تیرا جسنوں حکم ہے جاگ لگا وینیدا۔

چنانچہ جناب مولوی صاحب حضرت جناب باباجی صاحبؒ کی مشہوری سُن چکے تھے اور وہ بغیر کسی تاخیر کے وانگت لار بابا نگری کیلئے انتہائی شوق و ذوق سے روانہ ہوئے اور خواب میں جن برفانی پہاڑوں کو دیکھا تھا وہی پہاڑ جب ظاہری طور دیکھے تو اطمینان خاطر اور حضرت قبلہ عالم جناب باباجی صاحبؒ کے پاس پہنچے تو حضرت باباجی صاحب انتظار ہی میں تھے اور تبرکات والی مسجد شریف کی اوپر والی منزل میں جناب مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کو لے گئے اور دستار خلافت عطا کی اس موقعہ پر حضرت خواجہ مرشدی حضرت حاجی بابا نظام الدین لاروی رحمتہ اللہ علیہ موجود تھے وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت باباجی صاحب سے بہت مرتبہ عرض کرتا تھا کہ حضرت جب آپ کسی کو خلافت دیں تو اس وقت مجھے وہاں رہنے کی اجازت دیں تاکہ میں اس وقت کی کیفیت کو دیکھ سکوں کیونکہ وہ جب کسی کو خلافت دیتے تھے اس وقت باقی کسی کو رہنے نہیں دیتے تھے کیونکہ اسوقت دوسرا شخص بھی اس منظر کو



دیکھ کر بیہوش ہو جاتا تھا اسلیئے وہ خلافت دیتے وقت باقی کسی کو پاس نہیں چھوڑتے تھے۔ جب جناب مولوی حبیب اللہ شاہ کو خلافت دینے کے لیے چھوٹی مسجد شریف کی اُوپر والی منزل میں لے گئے تو فرمایا کہ میاں جی آپ بھی ساتھ آجائیں کیونکہ آپ نے بار بار یہ کہا ہے کہ خلافت دیتے وقت مجھے پاس رہنے کی اجازت دی جائے آج ہم مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو خلافت دیں گے۔ چنانچہ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین فرماتے ہیں کہ مجھے خاص طور پر بلایا میں گیا اور فرمایا کہ میری چادر کا پلہ پکڑ لینا تاکہ آپ بیہوش نہ ہو جائیں۔ خیر جب دستار خلافت حضرت سید مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کو عطا کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا میاں جی آپ نے کیا دیکھا تو میں نے عرض کیا حضرت میں نے آپ کو مسجد کے چار کونوں میں چار دیکھا۔ ہر کونے میں آپ ایک وقت میں چار نظر آئے تو اس پر حضرت باباجی صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ نے ہم کو صرف چار دیکھا ہے ہم تو کئی ہزار ہیں آپ کو صرف چار نظر آئے اولیاء اللہ کے بیک وقت کئی وجود ہوتے ہیں جو ہر طرح کا تصرف کر لیتے ہیں اللہ تعالےٰ کی مدد سے۔ جناب مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب حضرت باباجی صاحب سے نہایت پیار کرتے تھے اور حضرت کی شان میں کئی فارسی اُردو اور پنجابی اشعار کہے ہیں اور اشعار میں شجرہ نقشبندیہ مجددیہ تحریر کیا جو طبع ہو گیا ہے ان کی پنجابی غزل شوق ہادی" جس کا پہلا شعر اس طرح ہے

؎ صبا کدے تے لار جاویں میرے رہبر دے در تے جا سناویں

اسی طرح ایک اور جگہ ہے کہ ؎

اے کامل ولی کر مہربانی ۔ حبیب اللہ دی مشکل ہو آسانی

ایک اُردو فراقیہ غزل میں ہے۔ ؎ اب آمیرے مُرشد میرے گھر جلوہ دے تمام
؎ جوجی صاحب کے عشق نے دل کو جلا دیا

جناب مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے فرزند جناب سیّد ہدایت اللہ شاہ بخاری بھی جناب حضرت باباجی صاحبؒ کے خلیفہ تھے کہتے ہیں کہ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ حضرت جناب باباجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہدائت شاہ پونچھ میں بلبل ہیں۔ مولوی ہدایت شاہ بہت بڑے عالم اور بڑے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے بھی حضرت باباجی صاحب کی شان میں مدحت کہی ہیں۔

## مہاراجہ پرتاب سنگھ کی حضرت باباجی صاحب سے ملاقات

حضرت جناب باباجی صاحب ہمیشہ امراء کی مجلس سے دور رہتے تھے ڈوگرہ خاندان کے جلیل القدر مہاراجہ پرتاپ سنگھ جو فقراء و صوفیاء سے بہت ہی انس رکھتے تھے کئی مرتبہ پیغامات کے ذریعہ حضرت سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی مگر ہر مرتبہ حضرت جی صاحب فرماتے کہ ہم اپنی کج تنہائی میں بیٹھ کر ہی لوگوں کو رشد و ہدائت کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ مہاراجوں اور بادشاہوں کی مجالس میں یہ بات مکمل نہیں جبکہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ صوفیائے کرام کے صحیح قدر دان تھے اور خود بھی اپنے طریقہ کے صوفی راجہ تھے۔ غالباً حضرت جی صاحب کی عمر اس وقت پچپن ۵۵ سال کے قریب ہوگی کہ حضرت ایک نجی کام کیلئے سرینگر تشریف



لے گئے تو رات سرینگر شہر میں قیام پزیر ہو گئے۔ آپ نے مکاشفہ سے معلوم کر لیا کہ خانیار شریف میں سیّد بہاؤ الدین نقشبند کی اولاد سے سید حبیب اللہ شاہ صاحب ہیں ان ہی کے گھر قیام فرمایا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت جی صاحبؒ اپنا ضروری کام کر کے غالباً جو زمینوں کے کاغذات کی درستگی کا کام تھا واپس گھر آنے کے لیے تیار ہوئے تو خواجہ سید حبیب اللہ شاہ نے کہا کہ حضرت آج واپس گھر نہیں جانا۔ آج کشتی کی سیر کرنی ہے اور میری یہ بڑی خواہش ہے آپ اس کو منظور فرمائیں۔ چونکہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب سیّد اور پھر حضرت مشکل کشا کی اولاد میں سے تھے۔ انکار نہ کر سکے اور کشتی کی سیر کیلئے آمادہ ہو کر تشریف لے گئے۔ موجودہ ڈلگیٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب نہرو پارک کے قریب آپ کی کشتی پہنچی تو اچانک شاہی حکم سے تمام کشتیوں کو روک لیا اور کہا گیا کہ شاہی کشتی آرہی ہے۔ اس وقت تک جب تک شاہی کشتی گذر نہیں گذر جاتی ہر ایک کشتی یہاں ہی رکی رہے پہلے سے طے شدہ معاملے کے مطابق یہ تمام بات ہو رہی تھی۔ جب بادشاہی کشتی حضرت جی صاحب والی کشتی کے قریب پہنچی تو کشتی رُک گئی اور مہاراجہ صاحب اسی کشتی میں تشریف لے آئے اور حضرت سے السلام علیکم عرض کیا اور دوزانوں ہو کر اسی کشتی میں مہاراجہ بیٹھ گئے۔ اور حضرت کے دیدار سے فیضیاب ہوئے۔ اسی ملاقات کے وقت سید حبیب اللہ شاہ کے بغیر جناب محمد عبداللہ جاگل، حاجی عبدالکریم مدفون مدینہ شریف یہاں ہی حضرتؒ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ چونکہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے اپنی ذاتی غرض کے لیے حضرت کی ملاقات کا معاملہ راجہ صاحب سے پہلے ہی طے کیا ہوا تھا۔ اسلئے مہاراجہ صاحب نے حضرت جی صاحب کے لیے کچھ سونے کے پونڈ ایک شاہی تھال میں رکھے ہوئے تھے

کچھ یہاں کے پرگنہ جات کے کاغذات اور کچھ سیب کے پھل حضرت کیلئے کچھ تحائف رکھے ہوئے تھے۔ بہرحال پہلے کچھ فقر و صوفیاء کے بارے میں سوال جواب ہوئے۔ حضرت جناب باباجی صاحب کا فرمان ہے بقول حضرت حاجی نوران شاہؒ کے کہ حضرت باباجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی سادہ طبیعت فقیر ہوتا تو فقر و صوفیاؒ کے بارے میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی فقر دانی سے شکست کھا جاتا لیکن خدا کے فضل سے میں نے مہاراجہ کے ان سوالوں کے خاطر خواہ جوابات دیئے جن سے مہاراجہ پرتاپ سنگھ مطمئن ہوئے۔

جب مہاراجہ صاحب نے سونے کے پونڈ تحفہ میں پیش کئے اور جاگیر کے کاغذات دیئے تو آپ نے لینے سے انکار فرمایا۔ مہاراجہ صاحب نے کہا ان تحائف سے میرے خزانے میں برکت ہوگی تو حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ مہاراجہ صاحب میں جو زمین کا مالیہ ادا کرتا ہوں وہ مالیہ کے روپ میں آپ کے خزانے میں جاتے ہیں ان سے ہی آپ کے خزانے میں برکت ہوگی۔ اس ملاقات کے بعد واپسی پر حضرت جی صاحبؒ نے سید حبیب اللہ شاہ صاحب سے فرمایا کہ آپ نے بہانہ سے کیوں میری ملاقات راجہ صاحب سے کروائی اسمیں آپ کا مطلب تھا۔ شاہ صاحب نے کہا حضرت مجھے بنگال بمع عیال جانا تھا کیونکہ وہاں ہمارے بہت مرید ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ریلوے کا تمام کرایہ آنے جانے کا اپنے ذمہ لیا تھا کہ شاہ صاحب اگر آپ کسی بہانہ سے میری ملاقات جی صاحب سے کروائیں تو آپ کا کام میں اسی وقت کروں گا۔ چنانچہ حضرت آپ دیکھ رہے تھے کہ ملاقات کے بعد میں نے اسی وقت مہاراجہ صاحب سے اپنی عرضی پر دستخط کروائے اور اسی طرح



آپ کی ذات بابرکات سے میرا کام ہوگیا۔ اس طرح مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی ملاقات کے بعد کچھ وقت یہاں قیام فرما کے حضرت پونچھ راجوری کے دورے پر تشریف لے گئے

## حضرت باباجی صاحبؒ کی شاہدرہ شریف میں حاضری

حضرت باباجی صاحبؒ جب پہلی مرتبہ علاقہ پونچھ میں تشریف لے گئے تو وجہ یہ تھی کہ وہاں کسی صاحب قدر کے پاس قرآن مجید کے قلمی نسخے تھے، وہ حاصل کرنے کے لئے گئے یہ قرآن مجید دو نسخے حضرت نے حاصل کئے ان میں ایک نسخہ بادشاہ اورنگ زیبؒ عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور دوسرا نسخہ مصر کے بادشاہ کا لکھا ہوا ہے جو اس وقت تک سجادہ لاروانگت کے تبرکات میں محفوظ علاقہ پونچھ کے لوگوں نے حضرت کی ذات سے روحانی فائدے حاصل کئے تو حضرت کو پونچھ کے لوگوں سے پیار ہوگیا جبکہ ادھر شاہدرہ شریف کے بزرگ پونچھ کے لوگوں سے ناراض ہو کر موجودہ شاہدرہ شریف آئے تھے اور یہاں آپ کا وصال ہوگیا اور یہ روحانی ناراضگی پونچھ پر بڑی مدت رہی۔ پہلی مرتبہ حضرت باباجی صاحب کا یہاں آنا اسلئے تھا کہ پونچھ کو معافی لیکر دیں تاکہ علاقہ سے اس روحانی ناراضگی کا اثر دور ہو کیونکہ اس وقت فصل تیار ہونے سے قبل ہی چیل کوّے کھا جاتے تھے آپ کی اس روحانی ناراضگی کے سبب۔ چنانچہ حضرت باباجی صاحبؒ شاہدرہ شریف زیارت پر حاضر ہوئے

اور رات پھر اندر خانقاہ کے قیام فرمایا اور حضرت نے اشراق کی نماز بھی خانقاہ کے اندر ادا کی مگر اس وقت تک کوئی روحانی اشارہ حضرت جی صاحب کو نہ ہوا تو آپ مایوس ہو گئے البتہ آپ کے اوپر جو چادر اس وقت اوڑھی ہوئی تھی اس پر تیل کے چکنے داغ لگے ہوئے تھے تو حضرت جی صاحب نے تصور کیا کہ شاید یہاں جو چراغ جلتے ہیں ان کے تیل سے یہ داغ لگے مگر معاً الہام سے یہ آواز آئی کہ اطمینان خاطر رہیئے آپ کے دل کی خواہش اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ اس سلسلے میں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی مصنفہ کتاب ملفوظات نظامیہ کا اقتباس من وعن درج کیا جائے جو کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۰ - ۱۱۱ پر اسطرح ہے۔

"پھر تھوڑا عرصہ گذشتہ کے بعد مسکین فدوی نیاز مند علاقہ پونچھ گھر سے روانہ ہو کے پہنچا پھر رام پور راجوری ریاست جموں و کشمیر علاقہ میں ایک گاؤں بنام شاہدرہ شریف واقع ہے وہاں ایک بزرگ کمال اہل اللہ صاحب ولایت نام نامی گرامی عظامی ان حضرت صاحب موصوف قبلہ عالم محبوب سبحانی مغرب حقانی غوث الاعظم صمدانی مولینا و ہادی نا و مرشدنا و مشائخنا پیشوائے طریقت وحقیقت و معرفت امیر المومنین خواجہ صاحب پیر غلام شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کے روضہ مبارک پر پہنچا اور خادمان آستانہ فیض کاشانہ کا دروازہ روضہ مبارک کی چابی قفل لیکر کھول کر خود اکیلا ہی اندر داخل ہو کر کواڑوں کو بند کر کے زنجیر لگادی اور تمام رات بطور روحانی مراقبہ باتصور مشغول ہو کر مسرور رہا مگر جب صبح نمودار ہوئی تو طبیعت اس وقت بہت پریشان ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ



عاجز فدوی نے ایک چادر اپنے اوپر اوڑھی ہوئی تھی جس کے اوپر تیل کے دھبے پڑے ہوئے بہت سے نظر آئے لیکن آخر کار الہام ہوا کہ تیری مشکلات درپیش ظہور آمدہ حل ہو جاوے گی پھر کچھ دیر کے بعد دوسری دفعہ الہام ہوا کہ اے بزرگ اہل اللہ دل میں کچھ فکر نہ کر ضرور ہی بفضل تعالیٰ دن روشن ہونے کے بعد تمکو خوشخبری مل جائیگی خاطر جمعیت رہو پھر فدوی نیاز مند روضہ مبارک سے باہر آیا تو اس وقت میں نے دوگانہ شکرانہ پاک پروردگار عالم جل جلالہٗ عم نوالہٗ کا ادا کر کے بجالایا اسی جگہ بیٹھ کر روزانہ وظائف شریف مقررہ شدہ کو ختم کر کے دست بستہ بدعائے خیر استدعا ہوا شکراً اللہ الحمد سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ علیٰ کل حال جو چاہے سو کرے کیونکہ تو مالک الملک وسیع اختیار جس طرح تو نے باخداوند تعالیٰ میری درپیش ظہور آمدہ کو بفضل وکرم آسان کیا ہے اسی طرح تمام مخلوق حاجتمندوں کی حاجتوں کو کو پوری کر کے امیدیں برآن جب دعائے خیر سے فارغ ہوا تو پھر دوسری جگہ بارآم بیٹھ گیا پھر رام راجپور راجوری کے علاقہ جات میں سیر و سیاحت کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بخیریت تمام بملک کشمیر پرگنہ لار موضع آب جوئے وانگت بخانہ خود پہنچا"

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت باباجی صاحبؒ کی روحانی منزل ابھی ادھوری تھی کہ آپ کے مرشد گرامی حضرت بابا نظام الدین کیانی رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ اپنی روحانی منزل کو پوری کرنے کے لیئے شاہدرہ شریف راجوری گئے۔ زبانی رویات سے جو بات پہنچی ہے وہ اس طرح ہے کہ حضرت باباجی صاحب شاہدرہ شریف پونچھ کے لوگوں پر جو ناراضگی تھی اس کو رفع کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔

چنانچہ راجوری کی سیر کے بعد جب حضرت بھنگائی کے نالہ میں تازہ وضو فرمانے اندر تک گئے تو کافی انتظار کے بعد جب حضرت واپس نہ آئے تو ساتھیوں میں کوئی دیکھنے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت باباجی صاحبؒ بالمشافہ ایک پتھر کی سِل پر بیٹھ کر پونچھ کے معافی نامہ پر دستخط کروا رہے ہیں جس کا تذکرہ حضرت نے زبانی کیا اور ساتھی کو جھڑک دی کہ وہ کیوں آپ کو دیکھنے آیا اور اس وقت حضرت نے فرمایا یہاں میرا آنا اسی لیئے ہوا تھا اور رات بھر زیارت کے اندر قیام کے بعد الہام کے ذریعہ جو یہ بتایا تھا کہ اطمینان خاطر رہیئے کہ آپ کی دلی مُراد پوری ہو جائیگی وہ مُراد علاقہ پونچھ کو روحانی ناراضگی سے معافی دلانا تھا۔ اور اس واقعہ کے بعد پونچھ ریاست کا مردم خیز خطہ ہو گیا جہاں بڑے بڑے عالم، ادیب، شاعر، صوفی، سیاست دان، مصلح (ریفارمر) پیدا ہوئے جن کو تاریخوں نے مشاہیر پونچھ لکھا:۔

## حضرت باباجی صاحبؒ ایک اور مرتبہ شاہدرہ شریف میں

حضرت جناب جی صاحب ایک اور مرتبہ جب شاہدرہ شریف گئے تو وہاں راجوری کے آپ کے مرید کافی تعداد میں حضرت کے ساتھ تھے یہ بات وہاں کے کچھ بداعتقاد لوگوں کو حضرت کی اس قدر مقبولیت پسند نہ آئی تو انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مادرزاد گونگے جسکی عمر اس وقت بائیس ۲۲ برس تھی کندوں پر اُٹھا کر حضرت کی خدمت میں یہاں شاہدرہ شریف لائے یہ گونگا



مادرزاد چلنے پھرنے سے بھی معذور تھا ان بداعتقاد لوگوں کا سرخیل اس شخص کا ماموں تھا۔ اس گونگے کو دن کو نہیں مگر رات کو ہر دن مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ ان بداعتقاد لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھا تھا کہ چونکہ جب یہ گونگا بات تو نہیں کریگا اور سُنے گا بھی نہیں کیونکہ بہرا ہے تو جب سُنیگا بھی نہیں تو پھر ہم اس کو جلوس کی صورت میں لوگوں کو دکھائیں گے کہ اولیاء اللہ کو خدا نے کوئی روحانی طاقت نہیں دی کیوں نکہ اسکو صرف رات کے وقت مرگی کا دورہ پڑتا تھا اب یہ بولتا بھی نہیں اور سُنتا بھی نہیں۔ جب یہ مادرزاد گونگا ایک بڑی مجلس میں حضرت جی صاحب کے حضور پیش کیا اور ان بداعتقاد لوگوں نے کہا فقیر صاحب دُعا کرو اسکو رات کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے یہ دورہ نہ آئے اور شفا ہو جائے چنانچہ باباجی صاحبؒ نے اس گونگے پر دم کیا اور فرمایا کہ لیجاؤ اللہ اسکو ٹھیک کرے جونہی اس کو مجلس سے تھوڑی دُور لے گئے تو اس کو مرگی کا دورہ پڑ گیا۔ ان لوگوں نے جن نے یہ منصوبہ بنایا تھا تالیاں اور سیٹیاں بجانا شروع کر دیں اور وہ جنہوں نے گونگے کو لایا تھا کہنے لگے یہ کیسی اولیائی ہے کہ پہلے تو مرگی کا دورہ رات کو پڑتا تھا آج ان فقیر صاحب کے دم سے دن کو دورہ ہوا ساتھ میں گونگا بہرا بھی ہو گیا۔ خدا ایسی بزرگی سے بچائے یہ سب کچھ حضرت جی صاحبؒ دیکھ رہے تھے اور جلالیت میں آ گئے اور لوگوں کو فرمانے لگے دُور ہٹ جاؤ۔ جب لوگ دور ہو گئے تو یہ گونگا پسینہ پسینہ ہو گیا اور دیکھنے والے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس کا وجود تو پانی کی مانند نرم ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ بائیس ۲۲ سالہ مادرزاد گونگا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا السلام علیکم یا باباجی صاحب اور حاضر مجلس کو بھی کہا اے اہل مجلس السلام علیکم

یہ گونگا ہاتھ جوڑ کر یہ کہہ رہا تھا اس پر اس کو حضرت جی صاحبؒ نے زجر و توبیخ کی اور فرمایا کہ بندے کے سامنے اس طرح ہاتھ نہیں جوڑنا چاہیئے۔ یہ طریقہ صرف لازمہ خدا تعالیٰ ہے یہ گونگا اس کے بعد اچھی طرح اللہ اللہ کرتا گھر کے لیئے روانہ ہوا اس طرح ان بداعتقاد لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی اور اس طرح ان میں کچھ لوگ اپنے اس فعل سے نادم ہوئے تائب ہو کر حضرت باباجی صاحبؒ کے دست شفقت پر بیعت ہوئے۔ پھر نہیں معلوم یہ مادر زاد بہرہ گونگا اچھی طرح کتنے سال زندہ رہا ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ  تیر جستہ باز گرداند ز

# سینہ بہ سینہ روایات باباغلام شاہ بادشاہ کے بارے میں

حضرت سید غلام شاہ بادشاہ کے بارے میں آج تک کسی نے کوئی مستند کتاب نہیں لکھی البتہ کچھ زبانی سینہ بسینہ روایات سے جو کچھ معلوم ہے وہ سپرد قلم کیا جاتا ہے۔ حضرت کی زیارت کی دیواروں پر پرانے زمانے کی عبارت لکھی ہوئی ہے وہ اس طرح ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ "بفرمودۂ خود اسم گرامی شمس العارفین حضرت سید غلام شاہ بادشاہ تاریخ آمد ۱۱۸۰ھ۔ تیاری مقبرہ بفرمودہ خود از دست معمار ملتانی بار اول ۱۲۲۴ھ۔ تاریخ وفات ۱۰ محرم ۱۲۲۶ھ رنگ سازی بار دوم باہتمام خلیفہ شاہنواز بتاریخ ۸ رجب ۱۲۸۸ھ" اسی طرح



حضرت کے چلہ کی جگہ پر تعارف کے طور پر ایک تحریر لکھی ہوئی ہے وہ اس طرح ہے۔

"حضرت باباغلام شاہ بادشاہ کا آبائی وطن موضع سیداں کسراں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی ہے اور ۴۶ سال تک یہاں ریاضت کی"۔

اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کوشش کی گئی کہ یہاں سے کوئی تحریری مواد حضرت کے بارے میں ملے مگر کہیں سے دستیاب نہ ہوا البتہ زبانی روایات حضرت سید غلام شاہ بادشاہ کے بارے میں اس طرح ہیں کہ آپ چھوٹی عمر میں اپنے گاؤں موضع سیداں کسراں میں کہیں بکریاں چرا رہے تھے تو بکریوں نے گندم کی فصل کو کھیت سے کھا لیا۔ ان کے باپ یا چچا کے پاس وہ لوگ گئے جنکی گندم بکریوں نے کھائی تھی حضرت اس خوف سے یہاں سے موضع راولپنڈی نور پور شاہاں سید بری لطیف کے پاس چلے گئے۔ جب ان کے والد کو کھیت والے نقصان دکھانے کے لیئے کھیت میں لے گئے تو وہاں جب دیکھا تو گندم کی فصل ایک ہی رات میں ویسی ہو گئی جیسی پہلے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گئی یہ آپ کی پہلی کرامت تھی جس کو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ ادھر حضرت سید غلام شاہ بادشاہ نور پور سیداں امام بری لطیف کے پاس چلے گئے جہاں آپ نے حضرت کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر کے خلیفہ بنا لیا اور ریاست جموں و کشمیر میں علاقہ پونچھ شیندرہ بھیجدیا کچھ وقت آپ نے یہاں قیام کیا پھر قریب ہی موضع منئی آئے کچھ عرصہ یہاں قیام کرنے کے بعد موضع سانگلا گئے جو جو لوگ آپکے مرید ہوئے ان کو لوگوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا جس سے حضرت دل برداشتہ ہوتے گئے اور ایک مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ جاتے رہے۔ سانگلا سے پھر موضع درابہ آئے یہاں حضرت

کو ایک بھینس پالنے والا گوجر انتہائی پیار و محبت سے دودھ بھیجا کرتا تھا۔
اس کی نوعمر لڑکی یہ دودھ روزانہ حضرت کی خدمت میں لیجاتی تھی۔ شاید کچھ
بے سمجھ لوگوں نے ایسی ویسی باتیں کہنی شروع کی ہونگی تو ایک مرتبہ جب
یہ لڑکی دودھ لیکر حسبِ معمول گئی تو حضرت سامنے ایک ٹیلے پر کھڑے فرمانے
لگے دودھ یہاں لے آؤ۔ جب لڑکی دودھ لیکر آگے بڑھی تو کیا دیکھتی ہے
کہ حضرت پار دوسرے ٹیلے پر کھڑے نظر آئے اسی طرح جاتے جاتے حضرت
دھیرا گلی کے اوپر تھے۔ یہ لڑکی بھی نہیں سمجھی کہ میں یہاں کس طرح پہنچ آئی
ہوں۔ بہرحال کچھ برہم ہوکر راجوری کیطرف چلے گئے تو لڑکی دیر سے آئی تو گھر
والوں نے پوچھا کہ اتنی دیر کیوں لگائی کیا درویش وہاں نہیں تھے۔ اس پر لڑکی
نے تمام واقعہ بیان کیا تو اس لڑکی کے گھر والے حیران ہو گئے اور کہا کہ یہ فقیر
کہیں ناراض ہوکر تو نہیں چلے گئے؟ اس طرح حضرت بابا غلام شاہ بادشاہ
موجودہ شاہدرہ شریف میں مقیم ہو گئے۔ اندازہ ہے کہ یہ جگہ کبھی پہلے بیابان
ہوگی شیند سی اس کا نام بھی ہوگا۔ اس کا مطلب گوجری یا پہاڑی زبان میں
شیروں کے رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ جس طرح شاہدرہ بادشاہوں کی جگہ کو کہتے
ہیں۔ اس طرح حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں آپکا مقبرہ
ہے چھیالیس ۴۶ سال تک یہاں ریاضت فرمائی اور یہاں ہی وفات پائی یہاں
آپ کی آگ جلائی آج بھی جاری ہے ۳۰۰، ۳۵۰ برس قبل یہ آگ کا جلایا ہوا
پرچ آپ کی چلہ کوٹھڑی کے قریب تھا مگر یہ لنگر خانہ میں شب و روز جاری ہے
حضرت کی حیات طیبہ سے لیکر آج تک غالباً یہ آگ کبھی نہیں بجھی اور آج تک



اس کو جلے ہوئے دو سو پچاس برس گذر چکے ہیں۔
خدا کے فضل اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالےٰ
ہر آدمی کی دینی دنیاوی حاجت منظور فرماتا ہے اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔
حضرت شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی جب یہاں خانقاہ ہوئی تو اسی زمانہ میں
مہاراجہ گلاب سنگھ جو اس وقت مہاراجہ رنجیب سنگھ والیٔ لاہور کی فوج میں جرنیل
تھے۔ کسی شاہی عتاب کی وجہ سے موجودہ شاہدرہ شریف کے جنگل میں کہیں پر
چھپے ہوئے تھے اس وقت حضرت غلام شاہ بادشاہؒ کی معتوب جرنیل گلاب سنگھ
پر مہربانی ہوگئی جب جرنیل گلاب سنگھ نے اپنی بحالی کیلئے دعا کی ادھر سے جواب
آیا کہ ہم تمہیں راج دینا چاہتے ہیں ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چنانچہ گلاب سنگھ جرنیل نے جب یہ بات سنی تو انہیں یقین ہوگیا کہ جو
کچھ حضرت نے فرمایا وہ ضرور اللہ تعالیٰ پورا کریگا اور یہ بھی فرمایا ابھی کچھ وقت
اسی طرح چھپے رہو۔ تمہارے حق میں راج کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس درمیان
میں جرنیل گلاب سنگھ شوپیان کشمیر ریاسی اور ادھمپور کے جنگلوں میں
چھپے رہے۔
جرنیل گلاب سنگھ کو وہاں کے خادم کے ذریعہ عالم رویا میں راج دیا کیونکہ
آپ کا بہت پہلے انتقال ہو چکا تھا یہ وہ وقت تھا جب انگریز نے ایسٹ انڈیا
کمپنی کے تجارتی مرکز کے ذریعہ ہندوستان کے معتدبہ حصہ پر قبضہ جما لیا تھا اور
نوبت یہاں تک آپہنچی کہ والیٔ لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بھی معزول کرکے

کرکے اپنا باج گذار بنالیا اور اس سارے علاقے پر اپنا تسلّط جمالیا۔ اَب وہ وقت آگیا کہ حضرت شمس العارفین کے فرمان کے مُطابق جموں کشمیر کا راج مِلے ہندوستان کے وسیع علاقہ پر جب سلطنت برطانیہ قابض ہوگئی تو انگریزوں نے جرنیل گلاب سنگھ کے مشورہ بعنامہ امرتسر ریاست جموں وکشمیر مع گلگت بلتستان لاکھ نانک شاہی ٹبکہ کے عوض فروخت کردیا اور اس طرح حضرت غلام شاہ بادشاہ کا فرمان حق ثابت ہوا اور جرنیل گلاب سنگھ اَب مہاراجہ کشمیر بن گئے اور مہاراجہ گلاب سنگھ نے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے لنگر کیلئے پرگنہ یعنی جاگیر دی جو آج بھی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ڈوگرہ مہاراجوں نے اپنے وقت میں صوفیائے کرام کی انتہا عزت وتکریم کی اور خاص طور پر مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے۔ جیسا کہ حضرت باباجی صاحب لاروی رح کی ملاقات کے عنوان کے واقعہ میں گذر چکا ہے۔

# حضرت باباجی لاروی مجدّد الف ثانی کے دربار میں

حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں سرہند شریف تشریف لے گئے سرہند شریف کے سفر کا آغاز چنی ہٹ راجوری مرحوم ملاں میر احمد صاحب بجران کے گھر سے ہوا اس سفر میں آپکے ہمراہ بھائی عبدالکریم مرحوم حبیب بجران آف چنہ راجوری اور پیر عمران شاہ صاحب تھے



وہ اکھنور جموں سیالکوٹ اور پھر لاہور کے راستے سرہند شریف گئے۔ جب سیالکوٹ سے آگے بطرف لاہور ریل کے ذریعہ لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت کورات پیر عبدالغفار شاہ کے قیام کرتا تھا۔ ریلوے اسٹیشن سے آگے راستہ معلوم نہ تھا تو حضرت نے ساتھیوں کو فرمایا ٹھہرو مجھے راستہ معلوم ہے میں آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے چلو چنانچہ مختلف بازار کی گلیوں سے گذر کر پیر عبدالغفار شاہ کے گھر پہنچے یہ گلیوں کا راستہ اس طرح طے کیا جیسے کوئی عمر بھر ان گلیوں کے راستے سے چلتا رہا ہو جبکہ حضرت باباجی صاحب بظاہر پہلی مرتبہ لاہور آئے تھے۔ ساتھی یہ کہہ رہے تھے سُبحان اللہ حضرت باباجی صاحب لاہور شہر کے کتنے واقف حال ہیں۔ اور لاہور کے اخبار پیسہ نے لکھا کہ آج کی تاریخ خواجہ خضر لاہور ریلوے اسٹیشن سے لاہور شہر میں داخل ہوئے۔ حضرت باباجی صاحب رح جب براستہ سیالکوٹ لاہور جارہے تھے تو ریل گاڑی کے برتھ پر بالکل حضرت کی سیدھ کے اُوپر ایک نامعلوم ہندو لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور ایک کیفیت کی حالت میں گا رہا تھا۔ اپنی ٹانگیں حضرت باباجی صاحب کے سر مُبارک کے اوپر لٹکا کر گا رہا تھا۔ حضرت کے ساتھی جونہی اس ارادے سے لڑکے کیطرف لپکتے تاکہ حضرت کی بے ادبی کی وجہ سے لڑکے کو اُوپر سے اُتاریں اور حضرت اسی وقت اشارے سے ساتھیوں کو منع فرمادیتے کہ ایسا مت کرو۔ اور حضرت خود مراقبہ میں ہوکر ایک خاص کیفیت سے رو رہے تھے۔ چونکہ یہ رات کا وقت تھا لڑکے نے گانا بند کیا پوچھا کہ ابھی سیالکوٹ شہر کتنا دُور ہے تو ریل میں کسی اور سوار نے کہا کہ سیالکوٹ سے ڈوتین اسٹیشن آگے آگئے ہیں تم کیسی بات کرتے ہو چنانچہ لڑکا ایک اسٹیشن پر اترا

اور اس طرح حضرت باباجی صاحب کی وہ کیفیت ختم ہو گئی آپ نے اپنے ایک چہار کافیہ شعر میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ؎

ظ :۔ ظلم جھلے وِچ منزلاں دے نالے ہور مُصیبتاں دے انبار ڈِٹھے
قدم سر چکے جدوں ہندواں دے تائیں قلب دے وِچ اسرار ڈِٹھے
ادھی منزلاں وِچ وِصال ہوئے یُوسف پک دُوتن تے چار ڈِٹھے
عبد سنے رسول مقبول سوہنے نالے ہور اصحاب کُبار ڈِٹھے

حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ بمع اپنے ساتھیوں کے جب لاہور پیر عبدالغفار شاہ کے گھر پہنچے تو یہ پیر صاحب کہنے لگے کافی مدت سے ایک بڑھیا اس انتظار میں ہے کہ کوئی آپ جیسا بزرگ آئے اور وہ اس کا ختم پڑھے۔ چنانچہ حضرت باباجی صاحبؒ نے اس بڑھیا کا ختم پڑھنے کے لئے آمادگی ظاہر فرمائی اور بمع اپنے ساتھیوں کے ختم پڑھنے چلے گئے خود پیر عبدالغفار شاہ صاحب نہیں گئے جب ختم پڑھ کر فارغ ہوئے تو بڑھیا نے کھانے پینے کا انتظام کیا ہوا تھا جس کی مثال نہیں ملتی اتنے پاکیزہ طیّب کھانے تھے پھر بھی بڑھیا نے معذرت چاہی کہ میں کما حقہٗ کھانے پینے میں آپ کی اتنی خدمت نہیں کر سکی جیسا کہ کرنا چاہیے تھا اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی روحانی مجلس ہوگی۔ کیونکہ پیر عبدالغفار شاہ صاحب نے لاہور میں کوئی اسلامی درس رکھا ہوا تھا جس میں اکثر نقشبندی قادری سلسلہ کے لوگ اسلامی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی یہ کتاب الحقیقت والمجاز کے مصنف ہیں۔ حضرت باباجی صاحبؒ



بمع ساتھیوں کے رات لاہور میں ختم کے بعد پیر عبدالغفار شاہ صاحب کے ہاں مقیم تھے تو صبح کو اپنے ساتھیوں کو فرمانے لگے سامان وغیرہ ٹھیک کر لو بس سرہند شریف نہیں جائینگے کیونکہ روحانی طور پر وہاں سے رخصت لے لی ہے سامان ٹھیک کیا تو بھائیا عبدالکریم صاحب نے بڑی جراءت سے عرض کیا یا حضرت ظاہری طور اگر سرہند شریف جاتے تو ہم ساتھیوں کو بھی آپ کی وجہ سے سرہند شریف کا دیدار ہو جاتا۔ باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جہاں سے کوئی رخصت ہو جائے وہاں بار بار نہیں جایا کرتے اس پر بھائیا عبدالکریم صاحب نے پھر عرض کیا یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر ساتھیوں کا ہمیشہ خیال رکھا آپؐ اگر سفر میں جاتے نصف راستے سواری اپنے سفر ساتھی کو دیتے اور خود پیدل چلتے یا اونٹ کی اسی سواری پر ساتھی کو بھی اٹھا لیتے ہم تین آپ کے سفر کے ساتھی ہیں یا ہمیں بھی اس روحانی منظر کا نظارہ کروائیں یا ظاہری طور سرہند شریف جائیں تاکہ ہم بھی آپ کی وجہ سے دربار مجدد الف ثانی کو دیکھ سکیں تو آپ نے فرمایا اچھا سرہند شریف چلتے ہیں روحانی نظارہ کرانا شریعت محمدیؐ کے خلاف ہے ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اس واقعہ کو بھی حضرت جناب باباجی صاحب نے اپنے ایک چہار کافیہ شعر میں اس طرح بیان فرمایا ہے ؎

ع :۔ عرض کیتی اساں لاہور اکولوں منزل پہنچ کے خود بیان کیتے
ڈٹھا حال احوال نظارہ زمیں تک کے دید اسمان کیتے
فی امان اللہ جاؤ نال خوشیاں مخفی سوہنیاں آپ فرمان کیتے
رخصت ویلڑے عبد حیران ہویاں جند جان ایمان قربان کیتے

اور اس طرح لاہور سے سرہند شریف روانہ ہوئے۔ دوپہر کا وقت تھا کہ آپ سرہند شریف بمع اپنے ساتھیوں کے پہنچے جونہی حضرت باباجی صاحب دروازے کے تالے کی چابی کے انتظار میں دروازے کے سامنے بیٹھنے لگے تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور حضرت اندر تشریف لے گئے اور ساتھی باہر رہے اندر کا دروازہ بند بھی خود بخود ہوگیا۔ اسی اثنا میں اس وقت کے خلیفہ سرہند شریف دوڑے دوڑے چابی لیکر آئے اور پوچھا کہ کہاں ہیں کشمیر کے فقیر صاحب اور خلیفہ تو ساتھیوں نے کہا اندر تشریف لے گئے ہیں کیونکہ تالا اور دروازہ خود بخود کھل گئے تھے۔

چونکہ خلیفہ صاحب دوپہر کو قیلولہ فرما رہے تھے تو خلیفہ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی عالم رویا میں جلوہ گر ہو کر فرمانے لگے کہ ہمارے کشمیر کے خلیفہ صاحب تشریف لائے ہیں فوراً تالے کی چابی لیکر جاؤ اور اسی حالت میں خلیفہ صاحب آئے دروازے کے سامنے کچھ وقت انتظار کرنے کے بعد حضرت باباجی صاحبؒ اندر سے جب آئے تو خلیفہ صاحب نے حضرت سے ملاقات کی اور فرمایا حضرت جی صاحب نے کہا اب دروازہ بند کر کے تالا لگا دو۔ حکم کے مطابق خلیفہ صاحب نے دروازہ بند کیا وہاں دربار مجدد کے اس طرف ایک پانی ہے جس کو آب زمزم کہتے ہیں اس وقت یہ پانی ایک مرتبہ سال میں نکلتا تھا اور کچھ وقت جاری رہ کر پھر بند ہو جاتا تھا اسکو نکلے ہوئے کچھ عرصہ ہوا تھا اور اب خشک ہونے کے قریب تھا تو حضرت باباجی صاحبؒ نے اس وقت وہاں کے سجادہ نشین خلیفہ کو کہا کہ وہ پانی دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔ سُنا ہے کہ اب وہ خشک ہونے کو ہے۔ سجادہ نشین نے عرض کیا حضرت یہی بات ہے۔ جب حضرت باباجی صاحبؒ



پانی کے کنویں پر پہنچے تو یہ پانی چشمہ کی صورت میں نکلنے لگ گیا اور تمام سرہند شریف میں ایک غلغلہ ہوگیا کہ کوئی ہستی سرہند شریف میں آئی ہے کہ آب زمزم شفا زور و شور سے جاری ہوگیا ہے اور لوگ جوق در جوق پانی کیطرف دوڑنے لگے کیونکہ اس پانی میں اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف کے آب زمزم کی طرح شفا رکھی ہے لوگ ہر بیماری کی شفا کیلئے اس پانی کو استعمال کرتے ہیں۔ جب لوگوں کا ایک ہجوم اُمنڈتا دیکھا تو حضرت باباجی صاحب اسی وقت وہاں سے واپس رخصت ہو گئے اور سرہند منڈی میں ریلوے اسٹیشن کے پاس نماز ظہر ادا کی جب جلدی میں رخصت ہوئے تو سفر کے ساتھی بھائیا عبدالکریم صاحب نے عرض کی یا حضرت اتنی جلدی کیوں سے رخصت لے لی ہم نے تو ابھی اس متبرک جگہ کو پوری طرح دیکھا بھی نہیں ہے باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ پھر کشمیر کس کو لیکر جاؤ گے۔ اگر مزید یہاں ٹھہرا تو حضرت مجدد الف ثانی کی قبر مبارک قرب محبت سے شق ہو جائے گی اور پھر مجھے ان کے ساتھ اسی قبر میں رہنا ہے جو بات شریعت محمدیؐ کے خلاف ہے۔

باباجی صاحب نے ان ہی بھائیا عبدالکریم کو دوگنی چادر (لوئی) دی اور مبلغ پانچ سو روپے بطور نیاز دیکر فرمایا کہ ہم سرہند منڈی میں تمہارا انتظار کریں گے۔ یہ نیاز دیکر جلدی واپس آؤ۔ ابھی ریل گاڑی آنے میں کافی وقت ہے۔ غالباً یہ سفید دوگنی چادر ملاں میر احمد کے گھر کی تھی وہ اس قسم کی چادریں حضرت باباجیؒ کو بڑے پیار سے دیا کرتے تھے۔ مرحوم بھائیا عبدالکریم صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے مبلغ پانچ سو روپے نیاز پیش کر دی مگر یہ چادر اس خیال سے نہ دی کہ یہاں چونکہ گرمی ہوتی ہے اور یہ اس کی قدر نہیں جانتے چنانچہ جب بھائیا عبدالکریم سرہند منڈی

میں پہنچے تو حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا نیاز پیش کر دی انہوں نے کہا حضرت نیاز پیش کر دی ہے مگر وہ چادر نہیں دی اسلئے کہ یہاں گرمی ہوتی ہے اور گرم چادر کو یہ کیا کریں گے اس خیال سے واپس لے آیا۔ آپ نے فرمایا جو امانت دیجاتی ہے وہ کسی نوعیت کی کیوں نہ ہو ضرور دینی چاہیے۔ جلدی جاؤ ابھی ریل کے آنے میں وقت ہے یہ چادر وہاں پیش کر کے آجاؤ۔ چنانچہ یہ واپس گئے اور چادر دیکر آئے اور پھر وطن کیلئے واپس روانہ ہوئے اور پھر بخریت تمام گھر آگئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں آج تک بہت کچھ لکھا گیا ہے یہاں حضرت علامہ اقبال کی وہ نظم تحریر کیجاتی ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شان میں لکھی نظم کا عنوان ہے "پنجاب کے پیرزادوں سے"۔

حاضر ہوا شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے ہر وقت کیا جس کو خبردار

عرض کی یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھکو
آنکھیں میری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جہیں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمت سرکار!



# حضرت باباجی صاحبؒ اجمیر شریف میں

حضرت جناب باباجی صاحبؒ کو چونکہ طے مقام حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت و خلافت کے وقت سے ہی حاصل تھا اور اسی طے مقام کی وجہ سے حضرت جناب میاں نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ میں اجمیر شریف حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں دو چار درویش ایسے تھے جو بہت ہی منزل رسیدہ تھے ان میں سے ایک کی حضرت باباجی صاحب سے بے تکلفی ہو گئی تھی چنانچہ باباجی صاحب نے اس درویش کو کہا کہ میں نے عالم خلق کی سیر تو کر لی ہے مجھے عالم امر کی سیر آپ کرائیں۔ ان درویش صاحب نے فرمایا کہ اچھا دو تین دن یہاں ہی رہیے۔ اور ان دنوں میں روزہ رکھنا۔ تین دن بعد جب حضرت باباجی صاحبؒ درویش کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کر کے اُن کے پاس گئے اور کہا کہ اب عالم امر کی سیر کروائیے تو درویش نے آپ پر توجہ دینی شروع کی تو بہت دیر متوجہ ہونے کے بعد کہا آپ اس سے پہلے بھی کبھی نیک سے ملے ہو؟ باباجی صاحب نے فرمایا کہ میں ہر ایک کو نیک ہی سمجھتا ہوں اس بات سے آپ کا کیا مطلب ہے مجھے عالم امر کی آپ سیر کروائیے۔ درویش نے کہا میرے اور آپ کے دل کے درمیان کئی ہزار پردے تھے جن کو میں توڑ کر آپ کے دل تک پہنچا تو وہاں آپ کے دل پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے مجھے اس رعب سے

مخلوق میں ہر قوم کے افراد ہیں مگر ہم بجز ان آپ کے اس طرح کے فیض سے
محروم ہیں جس طرح کے فیض سے باقی لوگ فیضیاب ہوئے اس کہنے پر آپ نے
تبسم فرما کر کہا کہ چونکہ آپ ہر وقت حاضر نہیں ہوتے اور جب ایسا کوئی وقت
ہوتا ہے۔ برادری کے لوگوں میں کوئی نہیں ہوتا اور وقت گذرنے کے بعد اسطرح
کے فیض سے دُور رہ جاتے ہیں اب کی بار اس سفر میں پونچھ تک میرے ساتھ
رہتا تو ضرور کوئی ایسا وقت آئیگا جس میں آپ بھی فیضیاب ہو جائیں گے۔
چنانچہ یہ دونوں حضرات راجوری سے آپ کے ساتھ ہمسفر ہو گئے اور دن رات
اسی انتظار میں رہے کہ کوئی خاص وقت آئے تو ہم بھی حضرت سے فیض حاصل
کرلیں گے۔ چنانچہ حضرت باباجی صاحبؒ پونچھ شہر خواجہ عبداللہ جو کے گھر گئے اور
فرمایا کہ اب کی بار میرے پاس بہت کم لوگ آئیں گے کیونکہ اس مرتبہ ہم اپنی پنجابی
سی حرفی کی کتابت کی تصحیح قاضی عزیز الدین کاتب سے کرائیں گے۔ جب
بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو کاتب کو کتابت تصحیح کرنیکا وقت نہیں ملتا لیکن
جب پونچھ کے شہر وغیرہ کے لوگوں نے حضرت باباجی صاحبؒ کی شہر میں آمد کی
خبر سنی تو کئی ہزار لوگ خواجہ صاحب کے گھر حضرت جی صاحبؒ کے دیدار کیلئے
جمع ہو گئے۔ خواجہ عبداللہ جو صاحب نے سب کو رات کا کھانا کھلایا تو سب
لوگ کھانا کھانے کے بعد سو گئے اور آج کے دن بھائیا عبدالکریم اور ملاں میر احمد صاحب
کہیں آرام کی نیند سو گئے۔ آدھی رات کو حضرت باباجی صاحب نے اپنی خواب گاہ
سے خواجہ عبداللہ جو صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ جلدی سے میرے دو ساتھیوں بھائیا
عبدالکریم اور ملاں میر احمد کو بلاؤ اور حضرت پر ایک خاص کیفیت طاری تھی اپنا سینہ



تھامے ہوئے تھے خواجہ عبداللہ جو صاحب نے دریافت کیا کیوں حضرت آپ کو کوئی
تکلیف ہو گئی ہے اتنا جلدی اپنے ساتھیوں کو کیوں بلایا بہر حال خواجہ صاحب
جلدی جلدی گئے اور ہر جگہ تلاش کیا آوازیں دیں لیکن ملاں میر احمد اور بھائیا عبدالکریم
صاحب اس وقت لوگوں کے ہجوم میں نہ ملے۔ جب دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا
تو کہیں نہ ملے۔ خواجہ عبداللہ جب تیسری مرتبہ تلاش کر کے آئے تو نہ ملے تو حضرت
باباجی صاحب نے فرمایا کہ کہاں ہے وہ آپ کا بیٹا جس کے بارے میں تم نے بارہا مجھ سے
دُعا کرنے کیلئے کہا کہ وہ ہر طرح کی بُرائیوں میں سرگرداں ہے۔ نماز بھی نہیں پڑھتا
اور بھی کوئی نیک عمل نہیں کرتا۔ میں نے کہا تھا اور کوئی خاص وقت آئیگا اس کے
لیئے دُعا کروں گا۔ بھائیا عبدالکریم اور ملاں میر احمد مجھے نہیں ملے۔ اسلیئے وہ وقت
آگیا ہے جلدی سے جاؤ اپنے بیٹے کو میرے پاس لاؤ وہ جس حالت میں ہے اسکو
لے آؤ کوئی وضو وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح لے آؤ چنانچہ خواجہ عبداللہ
جلدی ہی گئے اور اپنے اس بیٹے کو لے آئے جو ہر طرح کی بُرائیوں میں ملوث تھا۔
تو جس کمرے میں حضرت باباجی صاحب تھے اسمیں جونہی آیا تو حضرت باباجی صاحب
نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا تو یہ پسینہ پسینہ ہو گیا تو اسی ایک نظر میں اس کا
قلب جاری ہو گیا اور دو رتک ہر آدمی کو اس کے سینے سے اللہ اللہ کی آواز آنے
لگی اور خواجہ عبداللہ جو صاحب کا یہ بیٹا کہیں سے کہیں پہنچ گیا صرف اللہ اللہ والا
بن گیا۔ قلب سے ذکر جاری ہو گیا اور حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اب اس کی قبر بھی
اللہ اللہ کریگی۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد کئی لوگوں نے بلند آواز سے اسکی قبر
سے اللہ اللہ کی آواز سنی۔ صبح کو بھائیا عبدالکریم اور ملاں میر احمد جب آئے تو

دیکھا کہ مجھ پر اس شخص کی ہیبت طاری ہوگئی اور درویش نے اس شخص کی شکل شباہت وہ دکھائی جو حضرت پیر کیانی بابا میاں نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اور کہا کہ اس شخص کا آپ پر ایسا تسلط ہے کہ رگ رگ مسام مسام میں یہی شخص رواں دواں ہے۔ جب وہ مناسب سمجھیں گے وہی آپ کو عالم امر کی سیر کروائیں گے۔ یہ میرے بس کا روگ نہیں۔ اس بات سے حضرت باباجی صاحب مطمئن ہوئے۔ کہ وہ اپنے پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر اس طرح مستغرق ہیں کہ توجہ دینے والے درویش کو بھی میرے دل میں پیر کیانی نظر آئے۔ چنانچہ وہاں سے واپس آکر وہ حضرت بابا میاں نظام الدین کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام ماجرا حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا جس سے حضرت پیر کیانیؒ بھی مطمئن ہوئے کہ برخوردار نے کماحقہٗ تصورِ شیخ کے طریقہ کا حق ادا کر دیا۔

❊ ❊ ❊

## کچھ متفرق واقعات جنکا تعلق مختلف روایات سے ہے

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت باباجی صاحبؒ سے برادری کے بھائی عبدالکریم اور ملاں میر احمد بحران نے عرض کیا کہ یا حضرت آپنے خدا کی مخلوق کو فیض عطا کیا جس آ گے

صفحہ 188



صفحہ 189

آپ نے فرمایا کہ اب کی بار بھی تم نے اپنا وقت گنوا دیا۔ کیونکہ اس وقت میں نے آپکی بہت تلاش کروائی مگر تم لوگوں کے ہجوم میں کہیں نہ تھے اسی لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم وقت پر نہیں ہوتے ہو اور اسطرح وقت گنوا دیتے ہو۔

## واقعہ ۲

ایک مرتبہ کا ذکر ہے حضرت جناب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پونچھ مہڑا، بچھائی میں تھے کہ کریلہ مجھان سے سردار فیروز خان اور سردار تواس علی خان دونوں بھائی آئے ہوئے تھے۔ یہ دونوں اور وہاں کے کچھ اور لوگ حضرت باباجی صاحب سے بہت پہلے بیعت ہو چکے تھے۔ مہڑا کی مسجد میں آج بھی وہ پلنگ موجود ہے جو سردار فیروز خان اور سردار تواس علی خان نے از روئے عقیدت خود کریلہ سے اپنے سر پر اٹھا کر لایا تھا۔

کریلہ کے ان لوگوں نے حضرت باباجی صاحب کو کریلہ کوٹلی آنے کی دعوت دی تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ میرے بت کو وہاں لے جاؤ گے یا روح کو تو انہوں نے کہا یا حضرت اصل چیز روح ہے تو آپ نے فرمایا کہ پھر (صاحبزادہ) میاں جی میرا روح ہیں حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین صاحبؒ کے متعلق فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور یہ سمجھنا کہ اب کی بار کریلہ یہ میرا ہی جانا ہوا ہے اور حضرت صاحبزادہ کو بھی فرمایا کہ اٹھو میاں جی ان کے ساتھ چلو اب کی بار گویا میں خود جا رہا ہوں اور حضرت باباحاجی صاحب فرمایا کرتے تھے جب میں وہاں گیا تو واقعی وہاں کے لوگوں پر وجد و حال کی وہ کیفیت طاری ہوگئی کہ گویا حضرت باباجی صاحبؒ خود تھیں۔

یاد رہے کہ سردار فیروز خان سکندر حیات خان کے دادا ہیں اور سردار فتح محمد کریلوی کے والد یہ فتح محمد کریلوی حضرت حاجی بابا میاں نظام الدینؒ سے بعیت ہیں۔ یہ خاندان کچھ عرصہ سے کشمیر کے ایک حصّہ پر حکومت کر رہے ہیں۔ بہت ہی کم لوگوں کو سلسلۂ پیری مریدی یاد رہتا ہے اور یہ ان کی محرومی ہوتی ہے۔

# واقعہ ۳

ایک دفعہ کا ذکر ہے پونچھ کے خواجہ جلال الدین بنجارہ نے حضرت جناب باباجی صاحب کو عرض کیا یا حضرت میں آپ کا مرید صادق تو ہو گیا ہوں مگر میری کوئی اولاد بیٹا نہیں ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے۔ حضرت نے دُعا فرمائی اور جلالیت میں آ گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بیٹا عطا کرے گا اور اس کا نام مہتاب الدین رکھنا۔ چنانچہ حضرت کی دُعا بارگاہِ خداوندی میں منظور ہوئی۔ مہتاب الدین پیدا ہو گیا۔ چونکہ حضرت کی دُعا کے ساتھ پہلے ہی خواجہ جلال الدین دولت کے لحاظ سے امیر ترین بن گیا تھا غالباً اس دولت کی فراوانی کی وجہ سے کسی اور پیر کی تلاش کر لی اور ریپور لار میں کسی اور حالی متو کا عقیدتمند ہو گیا تو ایک مرتبہ جب حضرت باباجی صاحبؒ پونچھ تشریف لے گئے تو خواجہ جلال الدین کے ہاں ٹھہرے اور پوچھا کہ آج مجھے یہاں مہتاب الدین نظر نہیں آیا وہ کہاں ہے؟ تو خواجہ جلال الدین نے کہا حضرت وُہ کہیں دُور چلا گیا ہے۔ کسی ضروری کام سے وہ شاید کشمیر چلا گیا ہے دراصل



مہتاب الدین اسی نئے پیر کے پاس ریپور لار کشمیر آیا ہوا تھا تو حضرت باباجی صاحبؒ مسکرا کر خاموش ہو گئے اور وہاں سے جب واپس یہاں کشمیر اپنے گھر آئے تو خواجہ جلال الدین صاحب نے تار دیا کہ مہتاب الدین شدید بیمار ہو گیا ہے مسلسل اس کو بخار ہے آپ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو شفا بخشے دو چار یوم میں اس کے بعد دوسرا تار آیا کہ مہتاب الدین انتقال کر گیا ہے میں غم سے بالکل نڈھال ہو گیا ہوں اسلیئے آپ سے گذارش ہے اللہ تعالیٰ مجھے صبر اور نعم البدل عطا فرمائے تو حضرت باباجی صاحبؒ نے خواجہ جلال الدین صاحب کو خط لکھوایا اور ساتھ میں اپنا ایک چہار کافیہ شعر لکھوایا ؎

س :۔ سچ دی بات ہے بھائی دسو جھوٹ تھیں نفع کی کھٹنا سی
کھوٹے درہم ہزار دینار بھانویں پہلا یار رفیق نہ ٹٹنا سی
نویں چمن لائے شریں دار بھانویں کھٹا ویکھ انار نہ کٹنا سی
عبدؔ نویں لکھ مالی ہوندے کدوں والی ساہڈے ہتھ دا باغ نہ ٹپنا سی

# واقعہ ۴

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ برادری کے عبداللہ بجران اور صاحبزادہ میاں نظام الدینؒ گواس ناڑ میں شکار کے لئے گئے اس وقت ان کے پاس ٹوپی دار بندوق ہوا کرتی تھی چنانچہ بندوق مقدار سے زیادہ بارود دسکہ سے بھری ہوئی تھی تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نے بندوق سے جب فائر کیا تو صاحبزادہ صاحب اور عبداللہ بجران بارود کے دھوئیں سے بھر گئے مگر جونہی حضرت صاحبزادہ صاحب نے بندوق کو ہاتھ

سے نیچے چھوڑا تو بندوق ریزہ ریزہ ہوگئی مگر خُدا نے اِن دونوں کو بچا لیا
اِدھر حضرت باباجی صاحبؒ قبلہ میاں صاحب کی والدہ کو شام کی نماز سے قبل فرمانے
لگے کہ میاں جی جب شکار کو جاتے ہیں تو بتا کر نہیں جاتے ایں۔ اپنی نماز پڑھو یا
میاں جی کی راکھی کروں کہیں بندوق میاں جی کے ہاتھ میں پھٹ جائے۔ اے
اللہ تو ہی اُسکی حفاظت کرنا۔ اور ان کی والدہ کو فرمایا کہ میاں جی کو کہنا کہ میری لاعلمی
کی صورت میں نہ جائے۔ حضرت باباامیّاں نظام الدین فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بابا
جی صاحبؒ مجھے فرماتے تھے میاں جی تم جنگل میں شکار کو جاتے ہو وہاں شیر بھی
ہوتے ہیں اور عام شکاریوں سے سُنا ہے کہ شیر کو جنگل میں بندوق اُٹھانے والے
سے چڑ ہوتی ہے اور وہ دیکھ کر فوراً حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اچھا میں اللہ تعالیٰ سے
دُعا کرتا ہوں کہ خُدا تمہارے سامنے شیر کو نہ لائے اور حاجی باباامیاں نظام الدین
لاروی فرمایا کرتے تھے میں نے ہر قسم کا شکار جنگل میں کیا ہے لیکن آجتک اللہ تعالیٰ نے
زندگی میں شیر کو کبھی میرے سامنے نہیں لایا کیونکہ حضرت جناب باباجی صاحبؒ
کا فرمان تھا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدینؒ
اسی علاقہ کے بالائی حصہ مچھوئی میں شکار کو گئے۔ غالباً ماہ چیت کے دن تھے مچھوئی
نالے پر برفانی طوفان جمے ہوئے تھے اور ایک دو جگہ میں نالے پر برف پگھلکر
سوراخ تھے تو انہوں نے فرمایا جب ہی میں نے بندوق کا فائر کیا کسی نیل گائے
کو گولی لگی اور اس کو ذبح کر رہا تھا اور خود بھی اور نیل گائے بھی ہاتھ میں چھری لئے
کوئی تیس چالیس فٹ پگھلی ہوئی برف کے سوراخ کے نیچے دریا میں گر گئے اور اسی



طریقہ سے جو نزدیک دوسرا سوراخ تھا سے بمع نیل گائے اور چھری کے کسی غیبی قوت
نے اوپر پھینک دیا اور میں اسی جمی ہوئی برف پر نیل گائے کو ذبح کر کے خوشی خوشی
گوشت لیکر گھر آیا اور حضرت باباجی صاحبؒ نے آتے ہی رجز و تو بیخ کی کہ میاں
جی میں اپنی نماز پڑھوں یا تمہاری رکھوالی کروں اور یہ نیل گائے کا برفانی طوفان
کے سوراخ سے گرنے کا اور واپس اوپر آنے کا واقعہ سُنایا۔

# واقعہ ۵

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت جناب باباجی صاحبؒ نے کسی اخبار پڑھنے
والے سے خبر سنی کہ جنگ خلافت عثمانیہ میں ترکوں کو شکست ہوگئی ہے یہ اخبار کی
خبر کوئی یہاں پڑھ رہا تھا تو حضرت جی صاحبؒ نے فرمایا کون کہتا ہے کہ ترک قوم
کو شکست ہوگئی ہے۔ میرے مرشد گرامی ترک النسل ہیں۔ میں تو ترکوں کو
شکست نہیں ہونے دوں گا غیر دن کو بات آئی گئی ہوگئی اور حضرت کی بات کو
سننے والوں نے سوچا کہ شاید حضرت یہ کسی حالی کیفیت سے فرما رہے ہیں۔
شام کی نماز کے بعد چھوٹی مسجد حسب معمول میاں کالو کھٹانہ خادم خاص اور گل
محمد بحران حضرت کے عبادت خانہ میں چائے لیکر گئے تو دروازہ کھولا تو حضرت
جی صاحب اندر نہ تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید حضرت تازہ وضو کرنے باہر تشریف
لے گئے ہوں گے۔ یہ دونوں جب اندر سے باہر آرہے تھے تو ایک سفید قسم
کا پرندہ اندر چلا گیا جب انہوں نے دوبارہ پرندہ دیکھنے کے لیئے اندر جھانکا تو

حضرت بابا جی صاحبؒ اندر تشریف فرما تھے اور کہا کہ جائے یہاں چھوڑ دو اندر سے پانی اور ہاتھ دھونے کے لیے کوئی برتن لاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی جب پانی لائے تو حضرت بابا جی صاحبؒ فرمانے لگے کہ آج میں بہت تھک گیا کیونکہ ترکوں کو شکست ہو رہی تھی اور میں جہاد میں شریک ہو گیا کیونکہ میرے مرشد گرامی ترکی انس ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے میں نے ترکوں کے دشمن کو شکست دیدی ہے اور گل محمد بحران اور کالو میاں کھٹانہ جب ہاتھ دھلوا رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت بابا جی صاحب کی آستینوں کے ساتھ تازہ خون لگا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے بعد دوسرے تیسرے روز پھر خبر آئی کہ ترکوں نے دشمن کو شکست دیدی اور وہ جیت گئے ہیں۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کو کیا طاقت عطا کی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب کہا ہے ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گردانند ز راہ

# واقعہ ۶

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جناب بابا جی صاحبؒ اپنی عبادت گاہ واقع چھوٹی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد تشریف فرما تھے تو باہر سے حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم نظام الدین صاحبؒ اور سید عمران شاہ صاحب گذر رہے تھے تو انہوں نے اندر حضرت بابا جی صاحبؒ کی مسجد کے دروازے کے سوراخ سے اندر ایک ایسی روشنی



دیکھی جو کسی تیز روشنی سے بھی زیادہ تیز نورانی شعاعیں تھیں تو یہ دونوں حضرات دروازے کے قریب گئے اس سوراخ سے جب اندر نظر ڈال کر دیکھا تو حضرت بابا جی صاحبؒ دوزانوں بیٹھے ہیں اور ایک شخصیت ان کے سامنے تشریف فرما ہے اور حضرت بابا جی صاحب اس نورانی روشنی میں جو حضرت کے سر مبارک سے ایک اٹھ رہی تھی کیطرح چمک رہی تھی اور وہ حضرت جو ان کے سامنے اپنی پشت کی طرف کیے ہوئے تھے کوئی ایک علم کی کتاب میں پڑھ رہے تھے ؎

یا رسول اللہ یا رسول اللہ کرماں ندایاں — میرے بابل تیرے لڑ لائیاں

یہ بیت کافی اشاعت پذیر کتاب میں تحریر ہے۔ جب حضرت صاحبزادہ سید نظام الدین اور سید عمران شاہ صاحب یہ نظارہ رات کے وقت دیکھ رہے تھے تو ان کی آہٹ سے سب نظارہ غائب ہو گیا اور یہ دونوں حضرات عالم حیرانگی میں ایک دوسرے سے بات کرنے لگے کہ یہ کیا معاملہ تھا اس آہٹ سے یہ نظارہ کیوں ختم ہو گیا۔ صبح جب حضرت بابا جی صاحبؒ نے وضو فرما کر دروازے کے پاس دروازے کو کسی نے کھٹکھٹایا تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ میں اور سید عمران شاہ دروازے کے آگے سے گذرے تھے تو حضرت بابا جی صاحبؒ نے زبردست رعب و توجہ سے ان کو کہا کہ میرے پاس کوئی حاضر تو نہیں تھا میں کہا رات کے وقت آپ تو سو رہے تھے۔ میں ہر روز کے وقت پہلے بھی حاضر ہو کر دیکھتا ہوں کہ آپ سو رہے ہیں جب تک آپ نہ جاگیں نماز نہیں پڑھتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ بابا جی نظام الدین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت جب آپ کو سوتے ہوئے دیکھا تھا تو آپ کے

پر کیفیت نظارے کو دیکھ رہے تھے تو حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اس سے بڑی لوٹ اور کیا ہو سکتی ہے کہ کسی سے برسوں کی محنت کے بعد حاجت روائی کرے وقت کو محل ہو جائے چونکہ حضرت جناب باباجی صاحبؒ شریعت محمدیؐ کے زبردست پیرو تھے تو صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ میری زندگی میں اس راز کو افشاء نہ کرنا بس اس دفعہ کی تمکو معافی ہے۔ تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نے عرض کیا حضرت وہ بقعہ نور شخصیت کون تھی جس کے سامنے آپ اپنی فراقیہ کافی پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اور کسی کے سامنے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو نہیں گا سکتا سبحان اللہ کیا ہی خوش وقت ہو گا وہ جب یہ نظارہ تھا۔

چہ خوش وقتِ وخرم روزگارے  کہ یارے برخوردار از وصل یارے

# واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حاجی عبدالکریم ولد حبیب بجران کی حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین صاحب لاروی نے کسی رنجش کی وجہ سے ٹانگ توڑ دی تو مقدمہ بازی کی صورت پیدا ہو گئی تو حضرت باباجی صاحبؒ سنجوڑہ بالاکوٹ تشریف لے گئے اور جاتے وقت یہ فرما گئے کہ میرا پتہ بھی نہیں لگے گا کہ میں کہاں گیا۔ چنانچہ جس کو پوچھا باباجی کہاں گئے ہیں تو ہر کسی نے لاعلمی کا اظہار کیا کہ کہاں گئے۔ حضرت صاحبزادہ بابا میاں نظام الدین لاروی فرماتے تھے میں نے عبداللہ جاگل صاحب کو بلایا اور کہا کہ باباجی صاحبؒ کہیں چلے گئے ہیں شاید سنجوڑہ بالاکوٹ چلے گئے۔ چلو وہاں ہی چلتے



ہیں اور راستے میں معلوم بھی ہو جائیگا کہ وہ کس سمت گئے۔ چنانچہ حضرت صاحب بالاکوٹ جبڑی پہنچ گئے وہاں تک کسی نے حضرت باباجی صاحب کا پتہ نہ بتایا کہ حضرت سنجوڑہ پہنچے ہیں یا نہیں چونکہ حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین صاحب لاروی اپنے باباجی صاحب کے سچے مرید کیطرح حقیقی عاشق بھی تھے تو جبڑی کلیش میں جو سنجوڑہ کے قریب ہے کسی سے دریافت کیا تو اس نے کہا باباجی سنجوڑہ میں ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں وہاں لوگ جمع ہیں ہری پور ہزارہ سے بھی وہاں حضرت کی ملاقات کیلئے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین صاحب بے ساختہ ہو کر اس شخص سے پوچھا جس نے حضرت باباجی صاحبؒ کا پتہ دیا کہ وہ واقعی سنجوڑہ میں ہیں تم سچ کہتے ہو اس شخص نے جواب دیا کہ آپ کیسے آدمی ہیں! بھائی صاحبؒ جس راستے سے حضرت جی صاحب لاروی گذرتے ہیں اس راستے کے پتھر بھی گواہی دیتے ہیں کہ یہاں سے حضرت جی صاحب گذر گئے ہیں۔ آپ یقین سے اعتبار کریں کہ حضرت باباجی صاحب سنجوڑہ میں ہیں اور خدا کی مخلوق وہاں موجود ہے میں ابھی وہاں سے آرہا ہوں اطمینان سے جایئے

حضرت صاحبزادہ میاں صاحب اور ان کے ساتھی عبداللہ جاگل صاحب بخوشی جلدی جلدی جبڑی سے سنجوڑہ کیلئے روانہ ہو گئے رمضان شریف کا مہینہ تھا جب جھاؤ والے نکے سے یہ دونوں جا رہے تھے تو سامنے سے اس ہجوم میں سے کسی نے ان دونوں کو بہت جلدی آتے دیکھا تو کہا وہ سامنے سے دو آدمی دوڑے دوڑے آرہے ہیں تو حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ میرا میاں جی میرے فراق میں اور ساتھ میں عبداللہ جاگل ہو گا آتے ہوں گے اور فرمایا کہ

ان کو بہت تکلیف ہوگئی ہوگی کیونکہ میں آتی مرتبہ کہہ آیا تھا کہ میرا پتہ بھی نہیں چلے گا کہ میں کہاں گیا ہوں اور ان کو میرا پتہ بھی یہاں تک کسی نے نہیں بتایا ہوگا اس سے یہ زیادہ پریشان ہوں گے اور فرمایا کہ گرمی کا موسم ہے اگر بھوگیہ سے کوئی برف لے آتا تو میاں جی کو دھی میں برف ڈالکر دیتے تاکہ ان پر گرمی کا اثر نہ ہوتا۔ وہاں سے دو آدمی بھوگیہ جو سنجوڑہ سے کافی دور جگہ ہے چلے گئے

حضرت بابا میاں نظام الدین لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں حضرت کے پاس پہنچا تو میں نے دور سے دھیمی آواز میں السلام علیکم کہا تو حضرت باباجی صاحب نے دور سے ہاتھ آگے بڑھا کر فرمایا کہ آؤ میرے میاں جی وعلیکم السلام میں بھی تمہارے لئے اتنا ہی بے تاب تھا جتنا کہ تم میرے لیے بے کیف و بیتاب تھے اور حضرت بابا میاں نظام الدین فرمایا کرتے تھے میں حالت معمول کے مطابق حضرت بابا جی صاحب کو السلام علیکم کہتا تھا تو وہ سر مبارک کے اشارے سے سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ خلاف معمول ایسا اسلئے کیا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ ٹانگ توڑنے والے واقعہ سے مجھ سے خفا نہیں ہیں بلکہ وہ اسلئے تھا کہ ؎

کہ میری آتش کو بھڑکاتی تیری دیر پیوندی

افطار سے قبل یہ دو شخص جب برف بھوگیہ نامی جگہ سے لے آئے تو بابا جی صاحبؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو حج کا ثواب عطا فرمائے تو کئی برس بعد ان دونوں نے حج کیا اور یہ دونوں حاجی دُلّہ صاحب اور حاجی بھائی جی کے نام مشہور ہوئے۔

اسی دفعہ حضرت باباجی صاحبؒ اس جھاؤ والے نکہ پر صاحبزادہ میاں صاحب



کو لے گئے اور فرمایا کہ میاں جی آؤ میں تم کو اپنے علاقہ کی سیر کراؤں یہاں سے یہ تمام علاقہ نظر آتا ہے جہاں میری پیدائش ہوئی اور بچپن سے لیکر جوانی تک بود و باش ہوئی اور فرمایا کہ یہ جو اوپر بہت بڑا درخت صنوبر کا نظر آتا ہے اس جگہ کا نام نمائیاں ہے میں خود بھی نمانا ں ہوں اور اس جگہ کا نام بھی نمایاں ہے اور اسی صنوبر کے درخت کے نیچے ایک معمولی جھونپڑی میں میری پیدائش ہوئی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ حق و صداقت کی بات کبھی محلوں کی چار دیواریوں سے بہت کم اٹھتی ہے یہ شرف صرف جھونپڑیوں کو حاصل ہے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ نمائیاں کو نعمانیہ کہا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت باباجی صاحبؒ جیسی خدا کی مخلوق کیلئے نعمت غیر مترقبہ کی پیدائش فرمائی :۔

اسی جھاؤ والے نکہ سے سنجوڑہ شریف نظر آتا ہے اور فرمایا کہ یہ جو میرے والدین کی قبروں کے سرہانے کی طرف جو بڑا اخروٹ کا درخت ہے جب میں نے طویل چلہ کیا اس وقت میں اس اخروٹ کے دانے کو زمین میں گاڑ کر چلہ میں گیا تھا۔ جب طویل چلہ سے فارغ ہو کر نکلا تو اس دانے سے اخروٹ کا درخت پھلا پھولا ہوا تھا اور میں بھی اپنی روحانی اور عشق حقیقی کی منزلوں کو طے کر کے پھلا پھولا ہوا تھا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کناں تھا اے اللہ تعالےٰ تو نے مجھے اس اخروٹ کے درخت کی طرح روحانی فیض سے بار آور کیا اور کچھ اپنی دنیاوی تنگی اور مشکلوں کا تذکرہ کیا۔ جو باتیں دل کو موہ لینے والی ہیں۔

# واقعہ ۸

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت باباميان طاسین صاحب سجادہ نشین دربار کیاں شریف فرزند اکبر حضرت خواجہ باباميان نظام الدین کیانی رحمتہ اللہ علیہ سملڑ بانڈی پورہ کسی باہمی تنازعہ کو حل کرنے کے لیئے تشریف لائے اور وہاں سے یہاں حضرت باباجی صاحب لاروی کے پاس نظام آباد رونق افروز ہوئے اور حضرت جیضا سے کچھ تانبے کی دیگیں بھی وہاں کے لنگر کے لیئے بھی لیں اور حضرت باباجی صاحبؒ کو اس باہمی تنازعہ کو حل کرنے کیلئے اپنے ساتھ سملڑ بانڈی پورہ تک ساتھ لے گئے اور حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین بھی اس سفر میں ساتھ تھے چنانچہ جب تنازعہ ختم کرنے کے لیئے ایک گروہ نے کچھ بات ماننے سے تامل کیا تو حضرت باباطاسین صاحب کچھ ناراض ہوگئے اور جلالیت میں آکر حکم دیا سملڑ کو ڈارہ کا کوئی آدمی ہماری پالکی کے نزدیک نہ آئے اور فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ میری اور فقیر صاحب کی پالکی اٹھانے والے اور لوگ آجائیں گے۔ حضرت باباطاسین صاحب حضرت باباجی صاحب کو فقیر صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے تو کوڈارہ کے لوگ اس رجز و توبیخ سے جب واپس جارہے تھے کو صاحبزادہ میاں صاحب نے جو اس سفر میں ساتھ تھے عرض کیا حضرت آپنے انکو اپنے حضور سے راندہ تو کیا بیچارے کہیں کے نہیں رہیں گے۔ میں یہ سفارش کرتا ہوں اللہ کے لیئے ان کو معاف فرمایئے۔ چنانچہ اسی وقت حضرت باباطاسین صاحب نے کوڈارہ کے لوگوں کو معاف فرمایا اور کہا میں نے اپنے



میاں جی کی سفارش منظور کردی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا فقیر صاحب میں ساری عمر برج کی کلیوں پر تعویز لکھتا رہا اور آپ تمام عمر دھاگوں کو حاجت روائی کیلئے دم کرکے دیتے رہے۔ میرا میاں جی اگر کوئی بات اچانک اپنی زبان سے کہیگا اللہ تعالیٰ وہ وہ منظور فرمائے گا اس کہنے پر حضرت باباجی صاحبؒ ذرا مسکرا گئے تو باباطاسین نے جلالیت میں آکر فرمایا کیوں فقیر صاحب میں نے کوئی جھوٹ تو نہیں کہا تو حضرت باباجی صاحبؒ نے کہا حضرت بالکل سچ فرماتے ہیں اور حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کے لیئے دعا فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو اپنے وقت کے اولیاء کا سردار بنائے گا۔ اور پھر جب حضرت خواجہ باباطاسین صاحب کیاں شریف کے لیئے رخصت ہوئے تو فرمایا فقیر صاحب شاید میری اور آپ کی ملاقات یہ آخری ملاقات ہوگی میں اور میاں جی شاید ایک مرتبہ اور ملیں گے۔

حضرت جناب باباجی صاحب نے اسی سفر کے واقعہ کے متعلق یہ چار کافیہ پنجابی شعر کہا تھا۔ (سی حرفی اول)

۱۔ الفت کرن جدوں مہر آوے سجن اٹھ کے ساڈے دیس آئے
چمکاں نور مارے روشن ہون تارے ویکھن پیئے سارے جو جلیس آئے
جامے لاہ کے شان امیر یاندے پہن گودڑی فقیر دا بھیس آئے
عبد میں قربان انہاں قدماں توں جہڑے گلیوں لنگھ پردیس آئے

# واقعہ ۹

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت جناب باباجی صاحب سجادہ نشین دربار کیانی کی یاد میں بے تاب ہوئے تو آپ نے یہ منت مانی اگر بابا طاسین صاحب یہاں تشریف لائے تو میں گیاراں روپے کا حلوا پکا کر لوگوں میں تقسیم کروں گا اور اسی اثنا میں حضرت بابا طاسین سجادہ نشین دربار کیانی یہاں نظام آباد تشریف لائے تو آپ نے فوراً منت ادا کر دی مگر اس بات کا کسی سے تذکرہ نہیں فرمایا کہ یہ کیسی منت تھی۔

تو پھر عرصہ گذرنے کے بعد حضرت جناب باباجی صاحب کیاں شریف تشریف لے گئے تو حضرت سجادہ نشین دربار کیانی نے اپنے فرزند ارجمند حضرت بابا غلام یٰسین صاحب المعروف میاں طوطا صاحب موجودہ سجادہ یٰسین دربار کیانی کو فرمایا کہ میاں طوطا جی فقیر صاحب نے گیارہ روپے کے حلوے کی منت مانی تھی میرے وہاں جانے کیلئے اور میں نے فقیر صاحب کے یہاں آنے کے لئے بائیس ۲۲ روپے کے حلوے اور ایک فلاں بیل کی منت مانی تھی اور میاں طوطا صاحب کو حکم دیا کہ آج فقیر صاحب یہاں آگئے ہیں اس بگڑو بیل کو ذبح کر کے فی سبیل اللہ تقسیم کیا جائے اور بائیس ۲۲ روپے کا حلوا بنا کر تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور یہ منت ادا کی اور اسی وقت ایک دوسرے کی آمد کیلئے منت ماننے کے راز کا افشاء ہوا۔

# واقعہ ۱۲

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سجادہ نشین دربار کیاں شریف علاج کے لیئے سرینگر تشریف لائے تو نوپورہ سرینگر کے قصائی حضرت کے مرید تھے وہاں ٹھہرے



اور فرمایا کہ میں دراصل علاج کے بہانے یہاں سرینگر میں حضرت سلطان العارفین رح سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ کیونکہ حضرت سلطان العارفین ہم پہاڑی لوگوں کی بہ نسبت کشمیر کے تمام اولیاء کرام سے زیادہ مدد کرتے ہیں۔ جب نظام آباد یہ خبر آئی کہ حضرت بابا طاسین صاحب سجادہ نشین کچھ علیل ہیں اور سرینگر نوپورہ آئے ہوئے ہیں تو حضرت باباجی صاحب فوراً ہی سرینگر جانے کے لیئے تیار ہو کر نکلنے لگے تو آپ کی کمر میں لچکار ہو گئی تو نہ چل سکے تو حضرت باباجی صاحب نے صاحبزادہ میاں نظام الدین کو فرمایا کہ اب میں تو نہیں جا سکتا۔ آپ فوراً جاؤ اور ساتھ میں شیر محمد بجران جو بکرے یہاں نیاز لائے تھے وہ لے جاؤ کیونکہ وہاں کافی لوگ ہوں گے۔ اور گوشت کی ضرورت ہو گی اور یہ بھی فرمایا کہ میرا دست بستہ السلام علیکم عرض کرنا اور میری معذوری کا کہنا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ میاں صاحب گیاراں بکرے لیکر وہاں گئے اور حضرت سے ملاقات کی اور حضرت بابا طاسین صاحب رح نے فرمایا کہ مجھے علم تھا کہ میری اور فقیر صاحب کی آخری ملاقات ہے۔ اچھا ہوا میاں جی آپ سے ملاقات ہو گئی۔ کیا معلوم آئندہ زندگی وفا کرے یا نہ کرے اور میرا فقیر صاحب کو السلام علیکم کہنا اور ساتھ میں یہ بھی کہنا کہ شاید اب قیامت کو ملاقات ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت بابا طاسین صاحب یہاں سے جا کر جلدی واصل بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت باباجی صاحب نے آپ کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر ایک چار کافیہ بیت بھی کہی ہے۔ ۔۔۔

# واقعہ ۱۱

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قاضی محمد عبداللہ یہاں آئے اور اپنے فرزند مولانا احمد جی کو اپنے وطن لے جانے کے لیے آئے اور باباجی صاحب سے عرض پرواز ہوئے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں احمد جی میرا جنازہ کریگا تو آپنے فرمایا کہ ان کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی واقعہ پیش ہوگیا تو میں ضرور شامل ہوں گا۔ چنانچہ یہاں حضرت آئے اور قیام پزیر ہوگئے تو عرصہ بیت گیا تو ایک دن نماز ظہر کے بعد باباجی صاحب کے صاحبزادہ میاں صاحب قبلہ اور برادری کے گل محمد بجران کو بلایا اور فرمایا کہ آج قاضی محمد عبداللہ صاحب کا سنجوڑہ بالاکوٹ میں انتقال ہوگیا اور میں نے قاضی صاحب سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر کوئی واقعہ پیش آگیا تو میں ضرور آجاؤں گا۔ آج وہ انتقال کرگئے ہیں۔ جنازہ میں شامل ہونے کیلئے جاؤں گا۔ صاحبزادہ میاں صاحب قبلہ اور گل محمد کو فرمایا اخوانزادہ مولانا احمد جی کو بتانا نہیں آپ دونوں انکے ایصال ثواب کیلئے حلوا بنا کر دعا کرنا کیونکہ یہ عالم دنیا کا آخری دن ہے اور عالم برزخ کا پہلا دن ہے۔ اسلئے جس قدر ممکن ہوسکے مُردہ کے ایصال ثواب کے لیے خیرات کرنی چاہیئے۔ معتزلہ حضرات اپنے مردہ کو اس ایصال ثواب سے محروم رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ ہدایات دیکر باباجی صاحبؒ موجودہ نیچے والی چلہ کوٹھری کی طرف چلے گئے۔ قبلہ صاحبزادہ میاں صاحبؒ نے فرمایا میں نے اور گل محمد نے آپ کے حکم کی تعمیل کی



جب ہم نے حلوا پر دعا کی تو مولانا احمد جی نے دریافت کیا آپ کیونکر آج یہ خصوصی دُعا کر رہے ہیں تو میں نے مولانا احمد جی کو داستاذ صاحب، کو کہا کہ باباجی صاحب نے اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا یہ ان ہی کے حکم کی تعمیل ہے۔ بات آئی گئی ہوگئی ابھی اس بات کو ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا تو دن میں نماز ظہر کے بعد حضرت باباجی صاحبؒ نے مولانا احمد جی کو فرمایا اخوانزادہ جی قرآن مجید کی تفسیر لے آؤ۔ جب زیارت شریف کے صحن کے پاس آئے تو باباجی صاحب نے فرمایا بیٹھو اور مجھے سورۂ یوسف کی تفسیر سناؤ چنانچہ مولانا احمد جی تفسیر سناتے گئے تو جب فصبرٌ جمیلٌ تک پہنچے تو ایک ڈاکیہ تار لیکر آیا ان دنوں تار کا ترجمہ اردو تار گھر والے ہی کرکے دیتے تھے۔ یہ تار ڈاکیہ نے دیا تو اسمیں قاضی محمد عبداللہ صاحب والد مولانا احمد جی کے انتقال کی خبر تھی تو یہ تار دیکھتے ہی احمد جی صاحب بے اختیار رونے لگے تو باباجی صاحب نے فرمایا اخوانزادہ کیوں روتے ہو۔ قرآن مجید میں ابھی تم نے حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کی جُدائی کا واقعہ پڑھا اور صبر جمیل اختیار کرو اسی لیے میں نے تم سے یہ جدائی کا قصہ سنانے کو کہا تھا اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کو کتنی بڑی قوت عطا کی ہوتی ہے کہ حضرت جی صاحبؒ کو پہلے معلوم تھا کہ جب اخوانزادہ جی فصبرٌ جمیلٌ کی تفسیر پڑھتے ہوں گے تو ان کو اپنے والد کے انتقال کی خبر ملیگی اور واقعی مولانا احمد جی صاحب نے صبر جمیل اختیار کیا حضرت کا ایک شعر ہے ؎

؎ جائے کے سائے عرش عظیم اُتے انکھیاں ویکھ کے خبر آ ندے ہاں

# واقعہ ۱۲

ایک دفعہ کی بات ہے کہ میاں بشیر احمد لاروی موجودہ سجادہ نشین مدظلہٗ بیمار ہوگئے۔ غالباً ان کی عمر اس وقت دو تین سال کی ہوگی ایسے بیمار ہوئے کہ زندگی تقریباً ختم ہوگئی۔ گھر کے سب لوگ رو دھو کر ان کی آخری تیاری کرنے لگے۔ تو باباجی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو پہلے میری چھوٹی عبادت والی مسجد میں لے چلو پھر کفن پہنانا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں ایسا ہی کیا اور کچھ وقت دروازہ بند کر لیا پھر خود ہی دروازہ کھول کے فرمایا بشیر جی زندہ ہوگئے ہیں۔ میں نے سرکار بغداد کی وساطت سے اللہ تعالیٰ سے اپیل کی تھی جو منظور ہوگئی ہے۔ آؤ عزیزی بشیر جی کو اندر اٹھا کر لیجاؤ۔ اور اس پس منظر کا اظہار باباجی صاحبؒ اپنے پنجابی اشعار میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

لکھ کرامتاں ہور پچھے پہلے دیویں اساڈڑی وار پیرا
ڈُبے لکھ بیڑے بارانؒ برس جہڑے لائے گھمنوں کڈھ کے پار پیرا
ڈُبی جدوں ڈولی دتی تُدھ بولی خاطر ربدی ہُن چپہ مار پیرا
عبدصدقہ حسین داجی ساہڈے سراں توں غم اتار پیرا

دوسرا اچہار کافیہ شعر یہ ہے جو اس موقعہ پر ہے :۔

مہ۔ موڑ مہار ہُن طرف میری تیرے اوپر کریم دے کرم میراں
جایا حسن حسین دا خاص توہیں جگر بنی کریم دا گرم میراں



ے تیرے نال وسیلے رب کولوں منگن لوک ایمان تے دھرم میراں
کرنی ہک نگاہ ضرور میں تے چھیکڑ وار اساڈڑے بھرم میراں

# واقعہ ۱۳

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی وطن سنجوڑہ بالاکوٹ کے لیے جا رہے تھے تو موضع اوڑی میں ایک موٹر کار پرانے زمانہ کی ساخت تھی جو غالباً ایک سال کے عرصہ سے زیادہ مدت سے بیکار پڑی ہوئی تھی تو باباجی صاحبؒ عالم کیفیت میں اسی کار میں بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اس کا چلانیوالا کون ہے مجھے اور میرے ساتھیوں کو گڑھی دوپٹہ تک چھوڑ دے جو بالاکوٹ کے قریب ہے۔ تو راستے میں کوئی راہ گیر تھے جو یہ دیکھ رہے تھے ان میں سے ایک شخص نے باباجی صاحبؒ کو از روئے مزاح کہا باباجی یہ گاڑی بہت جلدی وہاں پہنچا دیگی اتنی دیر میں اس گاڑی کا چلانے والا مالک آگیا جو حضرت جی صاحب کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ اس نے کہا حضرت یہ گاڑی تو خراب ہے ایک سال کا عرصہ ہوا ہے یہ بالکل بیکار ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھو گاڑی میں اور چلاؤ۔ اللہ تعالیٰ اسکو خود کار آمد بنا دیگا اور جب گاڑی چلانیوالا اس کو چلانے کے لیے بیٹھا تو گاڑی بغیر کسی پٹرول تیل کے فراٹے بھر کر چلنے لگی تو باباجی صاحبؒ مع اپنے سفر ساتھیوں کے گڑھی دوپٹہ پہنچ گئے سنہ ۱۹۶۲ء بلکہ سنہ ۱۹۷۹ء تک یہاں ایک پرانے طرز کی موٹر کار رہی اور

کوئی کار ہے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو کتنی بڑی طاقت سے نوازا ہوا ہوتا ہے کہ ایک غیر ممکن کار میں اوڑی سے گڑھی دوپٹہ تک بیکار گاڑی فرلانگ بھر کرا تنا طویل سفر طے کرا دیتی ہے یہ تمام باتیں اولیاء اللہ کی کرامت میں شامل ہیں :۔

# واقعہ ۱۴

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت باباجیصاحبؒ چونٹ ولیوار تشریف لے گئے یہاں درویش محمد ابراہیم صاحب حضرت کو وہاں ایک قبرستان پر لے گئے اور درویش محمد ابراہیم نے کہا کہ یہاں کا ایک آدمی کبھی کبھی کہتا ہے اس قبرستان سے رات کے وقت سخت ہیبتناک آوازیں آتی ہیں حضرت کو کہا کہ دعا کیجئے تاکہ اس قبرستان کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے باباجی صاحبؒ نے معمول کے مطابق قبرستان پر دعا کی اور جلالیت میں آکر فرمانے لگے خدا اور رسولؐ کی وسالت سے میں ان مُردوں کو حکم دیتا تو یہ اپنی اپنی حالت خود بیان کرتے مگر چونکہ یہ بات خلاف شریعت محمدیؐ ہے اسلیئے ایسا کرنا ممکن نہیں اور درویش محمد ابراہیم کو فرمانے لگے اے برخوردار تجھے یہ باور نہیں کہ تمہارا مرشد اگر اللہ تعالیٰ اور بحرمت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبرستان پر بوسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعائے خیر مانگے تو وہاں اللہ تعالیٰ عذاب چھوڑ دیگا ؟ ہرگز نہیں



# واقعہ ۱۵

لسانہ پونچھ میں جب باباجی صاحب پہلی مرتبہ تشریف لے گئے تو خدا کی مخلوق جمع ہوگئی چوہدری غلام حسین صاحب وہاں سودا خریدنے گئے تو یہاں لوگوں کی جمعیت دیکھی تو چوہدری صاحب باباجی صاحب کی مجلس میں گئے اور انہوں نے عرض کی یا حضرت میرا گھر یہ پار سامنے ہے میں دعوت دیتا ہوں وہاں میرے گھر تشریف لے چلیں کچھ توقف کے بعد حضرت باباجی صاحبؒ نے چوہدری غلام حسین صاحب کی دعوت کو منظور کر لیا ادھر لسانہ میں باڑی سے پونچھ کے رئیس اعظم میر چوہدری بلند خان آئے ہوئے تھے چوہدری بلند خان صاحب کو میر وغیرہ کا خطاب مہاراجہ پونچھ نے دیا تھا جب چودھری غلام حسین صاحب وہاں گھر گئے تو میر چوہدری بلند خان صاحب دوپہر کے وقت قیلولہ پر تھے اور کسی آدمی کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ چوہدری بلند خان کو جگائے۔ ادھر چوہدری غلام حسین صاحب باباجیصاحبؒ کا جلوہ دیکھ آئے تھے یہ فوراً اندر گئے اور بلا تامل کہنے لگے ماموں جی ماموں جی اٹھو اٹھو باجی صاحب آئے ہوئے ہیں تو جلدی اٹھے اور کہا کہ کہاں ہیں تو جلدی اٹھے اور کہا کہ کہاں ہیں حضرت جی صاحب انہوں نے کہا پار ہی ہیں۔ تو چوہدری بلند خان دوڑے دوڑے دریا کے پار پہنچ گئے اور باباجی صاحب سے والہانہ ملاقات کی اور آپ کی اردلی میں لسانہ (لپاڑہ) آئے اور یہاں بھی بہت لوگ

جمع ہو گئے یہاں ہی حضرت نے رات کو قیام فرمایا اسی مرتبہ چوہدری غلام حسین صاحب چوہدری بلند خان صاحب، چوہدری فیروز الدین صاحب اور اُن کی برادری کے چند حضرات بھی باباجی صاحب کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس آمد کے بہت عرصہ بعد باباجی صاحب جب لسانہ آئے تو بی بی غلام مریم صاحبہ زوجۂ میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار باباجی صاحبؒ کے ان کو پیش کیا کہ یہ بچی ٹھیک نہیں رہتی اس کو دم فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے دم کیا اور فرمایا کہ یہ بچی ہماری ہے اور اس طرح کئی برس کے بعد حضرت کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی اور قبلہ میاں بشیر صاحب کے عقد میں بی بی غلام مریم صاحبہ اور اسوقت لنگر باباجی صاحبؒ کا اندرونی نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔

# واقعہ ۱۶

## لسانہ پونچھ پتھر کے موم ہونے کا واقعہ

غالباً ۱۹۷۹ء بکرمی کا واقعہ ہے کہ باباجی صاحبؒ پونچھ تشریف لے گئے تو بہت لوگوں کی جمعیت کے ساتھ لسانہ دریا کے پاس کسی بڑے پتھر پر تشریف فرما تھے اس مجلس میں پونچھ کے تمام بڑے لوگ موجود تھے۔ جن میں مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب آف بمروٹ خلیفہ باباجی صاحبؒ ان کے فرزند ارجمند مولوی ہدایت اللہ شاہ صاحب موجود تھے ان ہی مولوی ہدایت اللہ شاہ صاحب



کو باباجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہدایت اللہ شاہ میری بُکل ہے کیونکہ یہ بہت خوبصورت وخوب سیرت تھے۔

اسی مجلس میں باباجی صاحبؒ خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں کر رہے تھے۔ پہلے یہ بات شروع ہوئی کہ ایک فقیر پانی میں ہاتھ ڈالتا ہے تو پانی اس کے ہاتھ سے میٹھا ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی اس آیت ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً الخ کی تفسیر بیان فرما رہے تھے اسی درمیان نماز کا وقت آگیا تو آپ نماز کی تیاری کے لیے جب برخاست ہوئے تو جس پتھر پر باباجی صاحب تشریف فرما تھے موم کی طرح نرم ہو گیا اور آپ کے قدم اس پتھر میں دھنس گئے تو اس رونق افروز مجلس میں سے ایک صاحب نے کہا کہ یہ پتھر موم ہو گیا ہے۔ حضرت کے قدم اس میں دھنس رہے ہیں تو حضرت باباجی صاحبؒ فوراً ہی نیچے بیٹھ گئے اور اپنی پگڑ چادر ان قدموں کے نشانات پر پھیلا دی اور فرمایا کہ یہ شریعت کے خلاف بات ہے اور یہ کیفیت ختم ہو گئی آپ نے اور باقی مجلس نے نماز ادا کی اور کچھ اہل مجلس کو رخصت کیا ان اہل مجلس میں مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب، مولوی ہدایت اللہ شاہ صاحب دونوں باپ بیٹے بھی تھے اور یہ لسانہ سے بمروٹ کے لیے رخصت ہوئے تو باباجی صاحب ان کو رخصت کرتے وقت نہایت ہی دلگیر ہوئے اور افسوس کیا کہ ہائے میرے پیارے مولوی جا رہے ہیں بعد میں جب اہل مجلس نے دیکھا تو واقعی پتھر پر گہرے نشانات بھی تھے۔

یہی وہ سال ہے جب مولوی حبیب اللہ شاہ تیراں ماہ پوہ ۱۹۷۹ء بکرمی

انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون گویا یہ ان کی حضرت باباجی صاحبؒ کی آخری ملاقات تھی اسی سال مولوی ہدایت اللہ شاہ صاحب بھی انتقال فرما گئے تب سے اس پتھر کو اہلیان پونچھ الوداع کا پتھر کہا کرتے تھے۔ جب اس پتھر کے پاس لوگ بہت زیادہ آنے لگے تو اچانک ایک مرتبہ سیلاب کی وجہ سے از خود ہو گئے اور حضرت جی صاحب سے بیعت و خلافت حاصل کرلی اور یہاں کی خاک (خورد) کو حصول برکت کے لیئے حکومتِ افغانستان کے خزانہ آمرہ کے واسطے ساتھ لے گئے اس طرح حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پیشنگوئی صحیح ثابت ہوئی کہ بیٹا میاں عبداللہ جی وہاں کی مٹی کو لوگ حصول برکت کابل کے خزانہ میں بھی لے جائیں خواجہ عبدالرحیم نے قلمدانِ وزارت کو چھوڑ کر حضرت جی صاحب سے بیعت و خلافت کے حاصل کرنے کے بعد یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے اور یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی وفات بھی پائی۔ غالباً ۱۹۵۴-۵۵ء میں صفا کدل اس پار ایک مکان میں احقر کی ملاقات خواجہ عبدالرحیم کے بھائی سے ہوئی ہے۔

## واقعہ ۱۷

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ باباجی صاحب پونچھ کے تبلیغی دورے پر تھے اور مہوڑہ بچھائی میں مقیم تھے تو مولانا محمد یعقوب دیوبندیؒ طالب علمی کے زمانے میں آئے مولانا اس وقت انتہائی نبض تھے۔ حضرت باباجی صاحبؒ کی قبولیت



دعا و دم کا ان کو پتہ تھا اور پنجاب کے کسی دینی مدرسہ سے حضرت کو ملنے آئے تاکہ حضرت سے اپنے نبض کے لیئے دعا و دم کروائیں مرحوم مولانا نے کہا کہ ظہر کا وقت تھا کہ میں مہوڑہ پہنچا جب کچھ دور سے آرہا تھا تو لوگوں کے ہجوم میں سے کسی نے کہا وہ دور سے کوئی آدمی آرہا ہے تو حضرت نے ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کے ہجوم کو ادھر ادھر کیا تو جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو لوگوں کو فرمایا کہ یہ ہمارے لار میں عبدالکریم کسانہ کا لڑکا ہے یہ پنجاب میں کسی دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ میرا سنا ہوگا اسلیئے یہ مجھے پوچھنے آیا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ میں بہت دور سے پیدل چلکر آیا تھا۔ سفر کی مسافت سے پاؤں میں آبلے پڑ گئے۔ حضرت کو میں نے السلام علیکم کہا تو آپنے فرمایا کہ بیٹا تمہارے والد عبدالکریم اور گھر کے سب لوگ ٹھیک ہیں وہاں بالکل خیریت ہے تمہیں سفر میں بہت تکلیف ہوئی ہے پاؤں میں شاید آبلے پڑ گئے ہیں یہ نیچے ہمارا پانی کا ایک چشمہ ہے اسمیں اپنے پاؤں دھو ڈالو، تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ حکم کے مطابق مولانا نے جب پاؤں پانی کے چشمے میں دھوئے تو تھکاوٹ بھی بالکل دور ہو گئی اور پاؤں کے آبلے بھی ٹھیک ہو گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد حضرت نے مجھے اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ میرے ساتھ کشمیر جاؤ گے یا یہاں سے واپس جاؤ گے میں نے عرض کیا حضرت میں بہت کند ذہن ہوں۔ . . . . . مجھے کوئی چیز دم کر کے دیں۔ اللہ تعالیٰ میرے ذہن کو ٹھیک کرے۔ پیر عمران شاہ صاحب جو آپ کے درباری خلیفہ تھے کو فرمایا کہ عمران شاہ کوئی چیز دم کرنے

کے لیے دو محمد یعقوب بہت دُور سے آیا ہے اس کو دم کر کے دوں تاکہ اللہ تعالےٰ اس کے ذہن کو ٹھیک کرے چنانچہ پیر عمران شاہ نے حضرت کو ایک کلُچہ اور کچھ شاہ نابد دی جو حضرت نے دم کر کے دی اور مجھے وہاں سے رخصت کیا مولینا نے فرمایا کہ جب میں یہاں سے گیا تو مدرسہ میں پہنچا اور ان دم کی ہوئی چیزوں کو استعمال کیا تو میرے ذہن کے دریچے ایسے کھلے کہ تمام مدرسہ کے لوگ حیران ہوگئے کہ ایکدن میں اس شخص میں ایسی ذہانت وفطانت کہاں سے آگئی اور مدرسے کے کئی کُند ذہن طالب علم مولینا سے یہ راز پوچھنے لگے کہ کشمیر سے آتے ہی آپ کا ذہن ہفتہ عشرہ میں کیونکر ایک ذہین فطین کا ذہن بن گیا تو مولانا نے ان طالب علموں سے کہا کہ ہمارے علاقہ میں ایک اولیاً اللہ رہتے ہیں جو جی صاحب کے لقب سے مشہور ہیں وہ علاقہ پونچھ میں تشریف لائے ہوئے تھے میں ان کے پاس یہاں سے گیا اور کچھ کھانے کی چیزیں آپ نے دم کر کے دیں تو ان کے استعمال سے ہی میرا ذہنی بحر کھل گیا اور پھر ایک نظر پڑھتے سے ہر ایک کتاب کا سبق میں مجھے حفظ ہونے لگ گیا۔ یہ وُہ راز تھا جس سے مجھے علم کی دولت ملنا شروع ہوگئی۔ چنانچہ کچھ چار پانچ طالب علموں نے مولانا سے ان دم کی ہوئی چیزوں سے تھوڑی مقدار میں حاصل کر کے استعمال کرنا شروع کیں تو یہ غبی طالب علم بھی ذہین ہوگئے تو جب مولانا محمد یعقوب نے محسوس کیا کہ میرے پاس تو ایک ایسی دولت ہے جو غیر مترقبہ ہے۔ اب میں کسی کو یہ نہیں دونگا اور جن اپنے ساتھی طالبعلموں کو یہ کلچہ اور نابد دی تھی وہ غبی طالب علم بھی حضرت مولانا کی شان کے بن گئے اور مولانا نے فرمایا کہ میں نے جن اپنے ساتھیوں کو یہ دم کی چیزیں دی تھیں۔



تو ہم اکٹھے فارغ التحصیل ہوئے تو ہماری علمی قابلیت کو دیکھ کر اس وقت جو تعلیمی سندیں مدرسہ کیجانب سے ملیں ان پر امتیازی حیثیت سے یہ تحریر تھا کہ یہ لوگ علمی قابلیت کی بنا پر قابل درس و تدریس ہیں۔ اس طرح مولانا محمد یعقوب دیوبندیؒ کے پاس ان کی دم کی ہوئی چیزوں کا ایک حصہ بچا ہوا تھا۔ سنبھال کے اپنے پاس رکھ لیا اس خیال سے کہ میرا کوئی بچہ ہوا تو میں اسکو دوں گا تاکہ وہ بھی عالم دین بن جائے اس اثنار میں ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا۔ ایک بڑی عمر کا بھانجہ جو تیس ۳۰ سال کی عمر تک نماز پڑھنا بھی نہیں آتی تھی تو یہ جو حضرت جی صاحب کے دم کئے ہوئے بچے ہوئے کلچہ کے ریزے مولانا نے سنبھال کے رکھے ہوئے تھے اپنے اسی بھانجہ کو دیئے اس کا ذہن بھی ویسا ہی تیز ہوگیا اور ہر ایک پڑھائی ہوئی بات یاد رہنے لگی۔ اور چار ۴ سال کے قلیل عرصہ میں مولانا کا یہ بھانجہ عالم و فاضل ہوگیا اور مولانا نے ان کو تیار کر لیا کہ امتحان کے وقت دیوبند یوپی جا کر احادیث نبوی کا دورہ کر کے امتحان دیکر دیوبند سے سند لے آئے مگر اسی برس اُن کے اس بھانجے کا انتقال ہوگیا انا للہ انا الیہ راجعون۔

# واقعہ ۱۸

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جی صاحبؒ یہ خیال کر رہے تھے کہ اگر کوئی عالم دین آجاتا تو میں اس سے علمی بحث کرتا۔ ان ایام میں پونچھ کے جناب

مولانا سعید کو بیان آف پونچھ کچھ مذہبی کتابیں ساتھ لئے ہوئے اور کچھ طالبعلم ساتھ لیے ہوئے جی صاحبؒ سے علمی بحث کرنے یہاں موجودہ نظام آباد بابانگری ۔ ۔ ۔ ۔ اور آپ سے بحث کرنے کے لیئے وارد ہوئے ۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ہوا کہ آپ یہاں آگئے مجھے کچھ دنوں سے یہ خیال تھا کہ کسی عالم دین سے علمی بحث کیجائے تو بحث کا آغاز اس بات سے ہوا کہ سامنے لامن میں آپ نے اپنے بیٹے میاں محمد رکن عالم کی قبر کیوں بنائی جبکہ یہ مسجد تھی ؟ دوسرا سوال مولانا سعید نے یہ کیا کہ آپ اپنی نجی عبادت خانہ کی مسجد میں اکیلے نماز پڑھتے ہیں بڑی مسجد میں باجماعت نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ ۔ پہلے سوال کا حضرت نے یہ جواب دیا کہ جس نجی عبادت خانہ کی جگہ میں میں نے اپنے معصوم بیٹے میاں محمد رکن عالم کو دفن کیا وہ عام لوگوں کی مسجد نہ تھی گاؤں کی مسجد دوسری جگہ تعمیر ہے ۔ جہاں پر پانچ وقتی جماعت ہوتی ہے ۔ یہ میری نجی عبادت گاہ تھی اب چونکہ رہائش کے لئے یہاں منتقل ہوگیا ہوں ۔ یہ جگہ جہاں میں نے چار سال تک ذکر الٰہی کیا وہ غیر آباد رہ کر مرور عوام الناس اور حیوانات کے بیٹھنے کی جگہ بن جاتی اور یہ طریقہ خلاف ادب ہوجاتا وہاں کے لوگوں نے بھی میاں محمد رکن عالم کو اسی جگہ دفن کرنے کا اصرار کیا دوسرے میرا بیٹا نابالغ تھا نابالغ کا درجہ معصوم ہے جبکہ باقی انسانوں میں نبی کے بغیر کوئی معصوم نہیں ہوتا اسلیئے اس امر میں کوئی قباحت نہیں جس پر مولینا سعید سے کوئی جواب نہ بن پڑا ۔

دوسرے سوال کا جواب آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا امام نہیں ملا ۔ جسکی اقتدا میں میری نماز ہو اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ آپ خود امام بن جائیں



تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسے کوئی مقتدی بھی نہیں ملے جنکا میں امام بن سکوں تو اسی بحث کے دوران عصر کی نماز کا وقت ہوگیا آپ نے فرمایا کہ عصر تو میں اکیلا پڑھوں گا ۔ آج مغرب کی نماز اوپر والی مسجد میں پڑھوں گا اور مولوی صاحب نے کہا کہ آج میں آپ کی امامت کروں گا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک کرنا ۔ مغرب کو میں بھی مسجد میں آجاؤں گا ۔ چنانچہ مولوی صاحب کی امامت میں نماز شروع ہوگئی ۔ نماز آخری قعدہ میں تھی ایکطرف جب مولوی صاحب نے السلام علیکم کہا تو مولوی صاحب کو وجد ہوگیا اور وہ اچھل کر ایک طرف مسجد کے تالو سے اور پھر نیچے ۔ اس طرح مولوی صاحب لہولہان ہوگئے ان کے تہہ بند تھی وہ بھی کھل گئی دوران وجد اور مولوی برہنہ ہوگئے ۔ باباجی صاحب نے سنت اور نوافل اپنی نجی عبادت والی مسجد میں ادا کیئے باقی نمازیوں نے اسی بڑی مسجد میں سنت و نوافل ادا کیئے مگر مولوی صاحب کا وجد نہیں ٹھہرا ۔ نمازیوں میں حضرت خواجہ احمد جی المعروف اخوانزادہ صاحبؒ بھی تھے پوری نماز کی ادائیگی کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت مولوی احمد صاحب باباجی صاحب کے پاس آئے اور کہا حضرت مولوی صاحبؒ کی حالت بگڑ گئی ۔ مولوی صاحب برہنہ بھی ہوگئے ہیں اور خون میں لت پت ہیں ۔ چنانچہ باباجی صاحب نے مولانا احمد جی صاحب کو فرمایا کہ جاؤ مسجد میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کے کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے ہاتھ سے تھاپہ دو اب امامت کا مزہ چکھ لیا ہوگا ۔ حکم کے مطابق مولانا احمد جی صاحب نے عمل کیا تو مولوی صاحب کی حال کی کیفیت دور ہوگئی اور مولوی صاحب حضرت جی صاحبؒ کے ساتھ بحث و تکرار پر سخت نادم ہوئے ۔ بہرحال رات کو ہی دل

میں یہ تہیہ کرلیا کہ اگر بیعت حاصل کرنی ہے تو وہ ان ہی جی صاحب سے کرنی ہے۔ اور دوسرے دن مولانا سعید احمد نے باباصاحب سے بیعت وخلافت حاصل کی پھر مولانا اپنے گھر کو رخصت ہوئے۔

## مولانا نور احمد المعروف کٹھاڑی مُلاں

نور احمد صاحب المعروف کٹھاڑی مُلاں حضرت جناب باباجی لاروی رح کے ان خلفاء میں شامل ہیں جن کو رجال الغیب کہا جاتا ہے حضرت جی صاحب کی زندگی میں ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ پہلنارٹنکہ ڈھوک کے مقام پر جب کٹھاڑی مُلاں تلاوت کررہے تھے تو اسی درمیان تلاوت کرتے ہوئے مُلاں نور احمد نے اللہ اکبر کہہ کر ایک ایسی چھلانگ لگائی اور کہا کہ پانپور کے مقام پر حضرت جی صاحب کی ٹانگ سے گر کر ہنس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے تو اسی لمحہ مُلاں نور احمد ایک جست میں پانپور جائے واردات پر پہنچ گئے اور حضرت کی پٹی بندتبج میں شامل ہوگیا۔ پہلنارٹنکہ سے پانپور کوئی ستھر اسی کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے یہ واقعہ ۱۹۷۹ء بکرمی کا ہے مُلاں نور احمد نے یہ تمام فاصلہ کوئی دو تین منٹ کے اندر طے کیا یہ خلیفہ اس واقعہ کے بعد غائب ہوگیا تھا کئی سال بعد مُلاں نور احمد کی کیاں شریف کے ایک صاحبزادہ میاں نبی اللہ صاحب کی شکار کے وقت کسی دراوا کے جنگل میں ہوئی اس وقت انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو کہا جس راستہ پر آپ کے جانے کا ارادہ ہے وہ راستہ پُرخطر ہے وہاں راستے پر بہت بڑا اژدھا



ہے۔ مجھے حضرت جی صاحب نے آپ کی حفاظت کے لیئے بھیجا ہے رات کو صاحبزادہ صاحب کو مُلاں نور احمد نے کہیں سے تازہ دُودھ لاکر دیا صبح سویرے مُلاں نور احمد نے کہا میں نے اپنے مرشد جی صاحب لاروی کے حکم کے مُطابق اپنا کام کردیا ہے۔ مگر پھر دوبارہ کہتا ہوں فلانے راستے سے نہ جانا وہاں اژدھا ہے اور غائب ہوگیا۔ غالباً ۱۹۴۶-۴۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ جناب میاں نبی اللہ صاحب مُلاں نور احمد کو تلاش کرتے کرتے یہاں آئے اور واقعہ بیان کیا اس کے کچھ عرصہ بعد مُلاں نور احمد کی ملاقات رات کے وقت کسی اُجاڑ کوٹھے میں مرگنڈ کے ایک شخص سے ہوئی اس کو کہا کہ میں یہاں اسلیئے آیا تھا کہ میرے پیر بھائی حاجی میر زمان مرگنڈ بیمار ہیں ان کی تیمارداری کے لیئے آیا تھا اب جاتا ہوں مجھے کٹھاری مُلاں کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر غائب ہوگیا۔ غالباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے کہ کوہمری پاکستان میں احقر کی ملاقات اسی طرح کے ایک غائب ہونیوالے شخص سے ہوئی تو احقر نے بات حضرت حاجی نوران شاہ صاحب خلیفہ اعظم حضرت جی صاحب رح سے کہی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرے مُرشد گرامی حضرت جی صاحب رح کا ایک ایسا خلیفہ ہے جو رجال الغیب شامل ہے وہ کبھی کبھی خبر گیری کے لیئے یہاں آیا کرتا ہے اور غائب ہوجاتا ہے اس کٹھاڑی کو مُلاں کہتے ہیں۔ یہ حضرت باباجی صاحب کی زندگی میں غائب ہوا تھا۔ تب سے یہ کبھی کبھی کسی کو ملتا ہے اور اپنا پتہ بتادیتا ہے۔

# مولانا نذیر احمد کے مناقب

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت جی صاحبؒ پہلناڑ . . . والگت والی زمین میں پہلی مرتبہ کوٹھا بنوانے تشریف لائے یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جن دنوں مولانا نذیر احمد سے کتاب ملفوظات نظامیہ تحریر کروا رہے تھے۔ چنانچہ حضرت دن کو یہاں آئے لوگوں کا ہجوم تھا اور ایک ہی دن میں لوگوں نے کوٹھہ بنا دیا۔ یہ تمام واقعہ نظام آباد میں ہی مولانا نذیر احمدؒ نے حضرت کے مناقب کی صورت میں دن بھر تحریر کیا۔ جب حضرت شام کو واپس نظام آباد آئے اور مولوی صاحب سے دریافت فرمایا کہ مولوی آج دن تو نے کیا کام کیا پہلناڑ میں بھی نہیں آئے کیا بات تھی۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا حضرت میں آج تمام دن حضرت کے پہلناڑ کے سفر کو مناقب کی صورت میں لکھتا رہا چنانچہ مولوی صاحب نے دن کی اپنی کاروائی حضرت کو دکھائی تو حضرت نے مولوی کو جھڑک دی اور فرمایا کہ مولوی ان کو فوراً پھاڑ ڈالو۔ اور مولوی صاحب نے حکم کے مطابق فوراً ہی پھاڑ ڈالا۔ معلوم نہیں آسمیں کیا راز نہانی تھا۔ ان ہی دنوں حضرت خواجہ میاں محمد نظام الدین لاروی نے ایک پنجابی نظم بطور مناجات و مناقب تحریر فرمائی جسکو ملفوظات نظامیہ میں درج کیا ہوا ہے۔ اس کتاب کے فیضان جی صاحبؒ والے حصے میں اس پوری نظم کو درج کیا ہوا ہے یہ ایک شعر شاید اسی اشارے سے متعلق ہے۔ ؎

غلطی ہوے اندر اسدے کرو معاف پیارے جیکر نا منظور ہوے پل وچہ عاجز پھاڑے



# میاں نظام الدینؒ کی ٹانگ ٹوٹنے کا واقعہ

اسی پہلناڑ بن والی زمین میں حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدینؒ کی بائیں ٹانگ گھوڑے سواری کے وقت ٹوٹ گئی تو اس فن کے ماہرین نے حضرت صاحبزادہ کی ٹانگ ٹھیک کر کے باندھ دی اور جلدی ہی حضرت جناب باباجی صاحبؒ کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت حضرت کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ میں شدید قسم کا درد تھا تو جونہی حضرت جی صاحب نے دیکھا اور فرمایا کہ بہت تکلیف ہے میاں جی تو انہوں نے کہا حضرت بہت تکلیف ہے تو آپ نے جلدی سے اوپر کیطرف الٹی پھونک سے درد کو فوراً چوس لیا اور اسی وقت حضرت صاحبزادہ صاحب کی ٹانگ کا درد جاتا رہا۔ صاحبزادہ نے کہا کہ اب بالکل درد ختم ہوگیا ہے۔ حضرت جی صاحبؒ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں میاں جی جسطرح جلدی درد جاتا رہا اسی طرح ٹانگ جلدی ٹھیک ہو جائیگی۔ تو اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ حضرت ٹانگ تو آج ہی ٹھیک ہو جائیگی مگر چلتے وقت صاحبزادہ صاحب کو لنگس رہے گی تو اس وقت حضرت جلالیت میں آگئے اور فرمایا کہ اگر میرے بیٹے کی یہ ٹانگ دوسری ٹانگ سے ایک گرہ بھی چھوٹی ہوئی تو انشاء اللہ میرا بیٹا لنگڑا نہیں چلے گا۔ چنانچہ ٹانگ تو

دنیوم کے اندر اندر ٹھیک ہو گئی اور ساتھ میں ایک گردہ یعنی چار انچ دوسری ٹانگ سے یہ بائیں ٹانگ چھوٹی تھی اور چلتے وقت ذرا بھر بھی لنگڑاتی نہ تھی۔ واہ سبحان اللہ تیرے نیک بندوں کی زبان میں کیا تاثیر ہے اللہ تعالیٰ تو نے رکھی ہوئی ہوتی ہے کہ جو زبان سے کہہ دیا وہ تو کر کے دکھاتا ہے۔

❊ ❊ ❊

## پہلناڑ میں موجودہ سجادہ میاں بشیر احمد کی پیدائش اور زبان چوسنے کا واقعہ

۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے کہ موجودہ سجادہ نشین صاحب دربار عالیہ بابا جی صاحب کی پیدائش پہلناڑ کی بن والی زمین کے متعلق جھگڑا ہوا جب حضرت بابا جی صاحبؒ کو اس خوشخبری کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسی وقت خادم خاص میاں کانو کٹھانہ اور ایک نوکر عبداللہ نامی کو بھیج کر جلدی جلدی اور نوزائدہ بچہ کو ان کی والدہ کو یہاں میرے پاس لاؤ۔ میاں جی خود یہاں لانے کا انتظام کریں گے اور ساتھ میں اپنی ایک پگڑے کی چادر دی اور فرمایا کہ بچے کو اس چادر میں لپیٹ کر لانا چنانچہ شام کی نماز کے بعد حکم کے مطابق نوزائدہ بچہ ان کی والدہ مکرمہ دام سرہا نوزائدہ بچے کی بڑی پھوپھی سب یہاں نظام آباد آئے نوزائدہ بچے کو ماں حبیب اللہ مرحوم نے ارسال کردہ چادر میں اٹھا کر یہاں تک لایا۔ تو اسی وقت حضرت بابا جی صاحبؒ نے نوزائدہ کو اپنی گود



میں اٹھایا اور اپنی زبان مبارک بچے کے منہ میں رکھی تو یہ نوزائدہ بچہ زبان کو خوب چوسنے لگا۔ اسی وقت حضرت بابا جی صاحبؒ نے میاں بشیر احمد نام بھی رکھا۔ پہلے تو حضرت اپنی زبان چوسانے سے متفکر ہوئے کیا معلوم کہ زبان چوسنے کا اثر بچہ برداشت کر سکے یا نہ کر سکے مگر فوراً ہی بعد میں دعا فرمائی کہ اے اللہ تو لمبی عمر والا فرما۔ دعا کے بعد حضرت اطمینان خاطر ہو گئے۔ مگر پھر بھی ایک چھوٹی عمر میں شدید بیمار ہوئے جس کا واقعہ گذر چکا ہے۔

## بابا جی صاحبؒ سے کچھ مجاوروں کی باطنی توجہ کی التجا

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ماہ اسوج میں رکھ بابا جی صاحبؒ میں لوگوں نے کہا اس کا ٹاٹ اس کو باندھنے کے لیے حضرت نے یہاں رہنے والے کچھ مجاوروں کو بھیجا اور فرمایا کہ گھاس باندھ کر لاؤ۔ ٹاٹ سے خشک گھاس بھیجا گیا۔ جو جانے والے کوئی دس آدمی یا اس بھی زیادہ گھاس باندھنے نکل چلے گئے اور بڑی جانفشانی سے گھاس باندھ کے سنبھال دیا اور انہوں نے یہ سوچا کہ آج رات کھانا نہیں کھائیں گے جب تک حضرت بابا جی صاحب ہم پر باطنی توجہ نہ کریں۔ چنانچہ یہ لوگ یہاں آنے جانے کے ساتھ روٹی کھاتے اور رات کو کھانے کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ہم پر حضرت بابا جی صاحبؒ باطنی توجہ نہ کریں۔ رات کی نماز عشاء

حضرت نے دریافت فرمایا کہ گھاس باندھنے والے آدمی واپس آگئے ہیں انہوں اچھی طرح کھانا کھایا کسی نے کہا حضرت انہوں نے چلئے کے ساتھ روٹی تو کھالی ہے مگر اور کھانا نہیں کھاتے۔ وہ حضرت سے استدعا کرتے ہیں کہ ہم پر باطنی توجہ کی جائے اندر سے حضرت نے کسی آدمی کے ذریعہ کہلا بھیجا کھانا کھاؤ صبح دیکھیں گے۔ خدا کیا کرتا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت کو کہو ہم ہرگز کھانا اسوقت تک نہیں کھائیں جب تک ہمارا مطالبہ پورا نہ ہو ان کی یہ بات سن کر حضرت خود مجاور خانہ میں آئے اور ان کو کہا کہ کھاؤ آئندہ کسی وقت میں توجہ کروں گا مگر یہ لوگ بضد ہو گئے کہ نہیں حضرت اسی وقت توجہ فرمائیں۔ ان مجاوروں میں فقیر سائیں۔ عظیماں سائیں ڈبہ وغیرہ شامل ہیں۔ جب یہ اپنی ضد پر قائم رہے تو اس درمیان میں حضرت زیر لب مسکرا رہے تھے اور کسی اور آدمی کو کہا کہ میاں جی کو کہو یہاں آئے اور حضرت صاحبزادہ میاں صاحب آئے تو آپ نے فرمایا کہ میاں جی یہ توجہ کرنے کے لیئے بضد ہیں۔ میرا یہ چہار کافیہ شعر بلند آواز سے پڑھو:۔

ط:۔ طرف کیاں آواز ہویا ڈٹھا جاکے شاہ جہان والا
انہاں تیلیاں تے جیہاں لیاں نی پایا مزایں دان ایمان والا
لنگھ بغداد تے بلخ بخارا کولوں ڈٹھا جاکے شہر خرقان والا
عبد کیاں وچوں لبھے راز مینوں ملیا پیر بسطام عالیشان والا

جب حضرت صاحبزادہ صاحب یہ شعر پڑھ رہے تھے تو اسی وقت اسی آواز سے یہ لوگ بیہوش ہو کر حال کی کیفیت میں ہو گئے۔ جب اس حالت



سے واپس آئے تو حضرت باباجی نے فرمایا کہ پھر کسی وقت تم پر باطنی توجہ کروں گا جاؤ اب کھانا کھاؤ۔ حضرت مولانا روم نے کسی ایسے واقعہ سے متعلق فرمایا ہے:۔

؎ پیر چنگی کے بود مرد خدا جندا لے سر پنہاں جندا

ترجمہ:۔ یعنی پیر چنگی کیونکہ مرد خدا ہوتا۔ مرحبا مرحبا ہو اے اللہ تیرے پوشیدہ رازوں کو۔

# باباجی کی باجی الف دین کوٹلوی سے ملاقات

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت باباجی صاحبؒ پونچھ سے کشمیر کے سفر کے لیئے روانہ ہوئے تو باقی تمام آدمیوں کو واپس رخصت کر دیا اور کچھ، مخصوص ساتھی سفر میں ساتھ تھے اور آپنے فرمایا کہ میرا یہ پتہ کسی راہ گیر کو نہیں دینا کہ یہ باباجی صاحبؒ لاروالے جا رہے ہیں ان ساتھیوں میں سائیں عظیما بھی شامل تھا اور اپنی قسم کا متلون مزاج آدمی تھا۔ آپنے اسی لیئے فرمایا تھا کہ میرا پتہ کسی کو نہ دینا تاکہ یہ سائیں عظیماں لوگوں کو نہ کہے مگر رستے میں اپنی عادت کے مطابق ہر راہ گیر کو کہنا شروع کر دیا کہ یہ حضرت جی صاحبؒ لاروی جا رہے ہیں تو حضرت نے اس سائیں عظیماں کو جبر و توبیخ کی تو یہ روٹھ کر راستے میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ آگے کہیں اسی راستہ کے کنارے کوٹلی والے باجی الف الدین صاحبؒ اپنی بکریوں کو

دیکھ رہے تھے جو کسی چراگاہ میں چر رہی تھیں۔ باجی صاحب کی نظر جونکہ اپنی بکریوں پر تھی تو ہر آدمی راستے جانے والا باجی صاحبؒ السلام علیکم کہتا تو وہ سلام کا جواب دینے کے بعد دُعا کرتے کہتے کہ بس چلے جاؤ میں نے دُعا کر دی ہے اور پھر اپنی بکریوں پر نظر جما لیتے۔ اپنے پاس بیٹھنے کسی کو نہیں دیتے تھے جب حضرت بابا جی صاحبؒ اس جگہ سے گذرنے لگے تو آپ نے اپنے جوتے اتار کر باجی صاحب کے پاس بیٹھ گئے مگر انہوں نے پہلے آنے والے راہ گیروں کی طرح حضرت کو کہا کہ بھائی صاحب میں نے دُعا کر دی ہے آپ یہاں سے چلے جائیں میری بکریوں کیطرف مت دیکھیں تو باجی صاحبؒ اپنی بکریوں کی طرف پھر دیکھنے لگ گئے۔ جب پہلو کے پاس پھر دیکھا تو باجی صاحبؒ نے کہا بھائی آپ کون ہیں میں نے جو دُعا کر دی چلے جاؤ۔ اسوقت حضرت بابا جی صاحبؒ نے ذرا بلند آواز سے فرمایا۔ میاں الف الدین مجھے لوگ جی صاحب الدین کے نام سے پکارتے ہیں کیا ہو گیا ہے آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں افسوس ہے اس کہنے پر حضرت باجی صاحبؒ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا حضرت آپ کی بڑی مہربانی ہو گی ہے۔ مجھے معاف فرمایئے پھر کچھ باتیں ہوئیں اور اپنا نئے زین والا گھوڑا حضرت بابا جی صاحبؒ کی سواری میں دیا اور اپنے سب سے چھوٹے فرزند میاں شال صاحبؒ کو گھوڑے کے ساتھ کچھ مسافت تک بھیجا اور اس فرزند کو کہا کہ تک کا یہ ٹکڑا ساتھ رکھو تاکہ اس مسافت تک حضرت جی صاحب کی نظر اس تک پر ٹکی رہے اور پھر تم تک بکریوں کو دوں تاکہ میری یہ بکریاں حضرت جی صاحب کے بھیجے منظر پر اور ہر طرح کی رنج و بیماری سے



اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے چنانچہ حکم کے مطابق حضرت کے فرزند نے عمل کیا۔ مسافت طے کرنے کے بعد گھوڑا اور تک واپس لے گئے۔ اولیاء اللہ کو خدا نے کتنی طاقت دی ہوتی ہے کہ جب سائیں عظیماں کو کہا کہ میرا بیٹا کسی کو نہ دینا تو حضرت باجی الف الدین جیسی جلیل القدر ہستی بھی حضرت باجی صاحبؒ کو سامنے ہو کر بھی نہ پہچان سکی۔

# پندرہ برس قبل وفات کی پیشین گوئی

حضرت جناب باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض اُن کرامات کا ذکر جو آپ کے وصال کے بعد ظاہر ہوئیں۔ حضرت جی صاحب لاروی اولیا اللہ کی جماعت میں شریعت محمدی کی پیروی میں عظیم المرتب سالک ولی اللہ تھے اس لئے کشف کرامات کو پوشیدہ رکھتے تھے اور آپ نے اشعار میں بعض کرامات کو بتایا تاکہ آپ کی زندگی میں عام لوگ اس طرف کم دھیان دیں آپ کی ایک چار قافیہ بیت ہے۔ جس میں آپ نے اپنے حقامات کا تذکرہ کیا ہے جو یہاں درج ہے جس کی ترجمہ کے بعد کچھ تشریح بھی ہے۔ تاکہ عنوان بالا زیادہ دل کش طریقے سے سمجھ میں آسکے۔

مم۔ مرن دی موت ہے ہتھ ساہڈے کدے مردے نے کدے جیوندے ہاں
شمشیر زخماں دی ہے ہتھ ساہڈے کدے پھٹدے نے کدے سیوندے ہاں
گذرنا وچ ویرانیاں نت ساہنوں کدے لا آبادیاں وسیوندے ہاں
عبد آب حیات دا ہتھ ساہڈے کدے پیا سڑے نے کدے پیوندے ہاں

ترجمہ مارنے والی موت ہمارے ہاتھ میں ہے یعنی موت تابع ہے۔



کبھی تو ہم مر جاتے ہیں اور جی لیتے ہیں۔ زخموں کی تلوار بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ کبھی تو زخم لگ جاتے ہیں اور کبھی ہم اُن زخموں کو سی لیتے ہیں ہمیں تو ہر گھڑی ویرانیوں سے گذرنا ہے کبھی تو ہم کسی بھی آبادی میں نہیں رہتے۔

شاعر فرماتے ہیں کہ آبِ حیات ہمارے ہاتھ میں ہے کبھی تو ہم اُس کو پی لیتے ہیں اور کبھی بالکل ہی پیاسے ہیں۔

مختصر تشریح۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ہی تم مر جاؤ۔ ایک دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" ترجمہ۔ اپنے رب کو اُس وقت یاد کر جب تو سب کچھ بھول جائے۔ یہی ہے فنا فی اللہ کا مقام اور یادِ الٰہی کا یہ سب سے اونچا مقام ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک یہ مقام لطائف قلبی سے حاصل ہوتا ہے جو مراقبہ میں رہ کر صوفیائے کرام حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت جسم میں زندگی کے آثار صرف کسی صاحبِ نظر کو ہی مل سکتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تاریخی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اس آئی کیفیت میں آپ کی زبان سے غیر مناسب الفاظ نکلتے تھے۔ چنانچہ مریدوں نے عرض کیا حضرت آپ زبان سے اس کیفیت میں ایسے کلمات نکلتے ہیں جو خلافِ شریعت محمدیؐ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ پھر تو میں واجب قتل ہوں مریدین کو کہا "تلوار ہاتھ میں رکھو میری زبان سے جب یہ کلمات ادا ہوں مجھے قتل کر دو۔" چنانچہ مریدین

ہاتھ میں تلواریں لیکر بیٹھ گئے جب زبان سے کیفیت میں "سُبْحَانِیْ مَا أَعْظَمَ شَأْنِیْ" کے الفاظ نکلے تو مریدین نے اُن کے جسم پر تلواریں چلانا شروع کردیں تو آپ کے جسم سے تلوار بغیر کسی رکاوٹ کے پار ہوتی جاتی رہی تو آپ نے کیفیت کے بعد مریدوں کو کہا "کہ آپ نے میرے جسم پر تلواریں کیوں نہ چلائیں۔" انہوں نے کہا "حضرت ہم نے کیفیت کے وقت تلواریں چلائیں مگر یہ تلوار آپ کے جسم کو پار کرتی رہیں جیسے پانی سے پار ہوں اور جسم پر کوئی اثر نہ ہوا۔" موت کوئی مشخص چیز نہیں ہے بلکہ یہ ایک کیفیت ہے جس کے طاری ہونے سے روح جسم سے الگ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" ترجمہ ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا۔ یہ موت جس میں ذائقہ کا لفظ فرمایا گیا ہے۔ یہی عالم دُنیا سے عالم برزخ میں لے جانے والی موت ہے اس موت کا اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو علم عطا کیا ہے۔ جیسا کہ روح کی حقیقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" ترجمہ یعنی نہیں دیا اس کی حقیقت کا علم مگر بہت کم لوگوں کو دیا ہے۔ یہ جو حقیقی موت کی زندگی ہے یہ میدان حشر تک بھی قائم ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ" ترجمہ پھر موت دیگا پھر خدا تمہیں زندہ کریگا پھر اسی کی طرف لے جائیے جاؤ گے۔

اولیا اللہ کو جب اپنے مقامات میں بلندی پرواز حاصل ہو جاتی ہے زخموں کی تلوار بھی ان کے تابع ہوتی ہے اسی لئے مولنا رومؒ نے کہا ہے

؎ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ بازگردانت ز راہ



ترجمہ۔ یعنی اولیا اللہ کو خدا تعالیٰ نے یہ طاقت عطا کی ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو راستے سے واپس کر دیتے ہیں مقامات کو طے کرنے کیلئے ویرانیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی بالکل ویران بیابان جگہ میں رہنا ہے۔ اپنے حقیقی مرشد کی رہنمائی میں کوہ قاف وادی میں بھی رہنا پڑتا ہے۔ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدینؒ نے ایک چار کافیہ بیت میں اس حقیقت کو اس طرح واضح کیا ہے۔ ؎

م۔ منزلاں سخت اوجاڑ بروریتے پہاڑ کوہ قاف چوفیر پیرا
بھکھ ننگ دی کوئی پرواہ ناہیں تیری آس تے میں دلیر پیرا
تیرا نام لے لے ایہہ میدان جتساں جاساں گذر غبار اندھیر پیرا
دیویں کنڈھ نظام نہ عاجزاں نوں واگاں کتیاں تھیں لاروں پھیر پیرا

ترجمہ۔ میرے سفر کی منزلیں بہت سخت اور کھٹن ہیں اور یہ کہ چاروں طرف اے میرے حقیقی مرشد گرامی کوہ قاف کے پہاڑ علاقہ چچنیا روس میں جو ایک ویران جگہ کا نام ہے۔ اپنے مرشد سے اپیل ہے اے میرے مرشد گرامی مجھے بھوکا اور برہنہ رہنے کی کوئی پرواہ نہیں اسلئے میں اپنے مرشد کی مدد کی توقعہ رکھ کے امید رکھتا ہوں۔ میرے مرشد آپ کا اسم گرامی محبت سے پکار کر اس میدان کو جیت کر میں عبور کر لوں گا۔ شاعر فرماتے ہیں کہ ہم عاجزوں سے پیٹھ نہ موڑنا۔ کتیاں منگل دھار حضرت عبید اللہ لاروی ؒ کے مرشد گرامی کی جگہ کا نام ہے اس طرف سے لار شریف کی طرف متوجہ ہو جائے۔ جب مرشد گرامی کی توجہ ہو تو کوہ قاف جیسے لاآباد میدان جہاں کوئی بنی نوع نہیں ہے وہاں بھی کسی قسم

کا ڈر یا خوف نہیں ہے۔

شعر کا آخری مصرعہ ہے کہ آبِ حیات زندگی بخش پانی ہمارے ہاتھ میں ہے کبھی ہم اس کو پی لیتے ہیں اور کبھی پیاسے رہتے ہیں جب ایک مرتبہ آبِ حیات پی لیا تو حضرت خضرؑ کی طرح زندگی مل جاتی ہے۔

آخر میں حضرت امام غزالی کا واقعہ مختصر لکھ کر تشریح کو ختم کیا جاتا ہے۔

حضرت امام غزالی جلیل القدر صاحب تصنیف اور علمائے اُمت اور صوفیائے کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ عرصہ بارہ برس تک عشق رسولؐ اور خدائے برتر کی یاد میں جنگلوں بیابانوں میں پھرتے رہے۔ چنانچہ اس سفر میں امام غزالی نے شیطان کو خدائے تعالیٰ کی وحدانیت میں ایک سو ایک دلیل دے کر شکست دی تھی حضرت باباجی صاحبؒ کے شعر کے اس مصرعہ میں یہی اشارہ ہے

ع۔ بغیر دلیل دے عبد ارب سچا صدق رکھے اس ایمان اُتے

آپ کی عمر کل باون ۵۲ برس ہوئی اس میں بھی بارہ برس تک صرف یادِ الٰہی میں رہے۔ کوئی تصنیف و تالیف کا کام نہیں کیا پھر بھی ایک سو سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں۔ جن میں کیمیائے سعادت جیسی اور احیاء العلوم جیسی بڑی اور علوم سے بھری ہوئی کتابیں شامل ہیں۔ امام احمد غزالیؒ کی موت کا واقعہ اس طرح ہے ایک دن صبح کے وقت اپنے چند شاگردوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک فرمانے لگے "آج کون سا دن ہے" اہلِ مجلس نے کہا "آج بدھوار کا دن ہے۔" آپ نے اپنی عمر کا حساب لگایا آج کے دن ہی عمر باون ۵۲ برس ہوتی تھی تو آپ نے کہا "آج ہی مجھے مرنا ہے" ساتھ میں بیٹھے عقیدتمندوں سے کہا "جلدی پانی غسلِ میت کیلئے گرم کرو



کفن منگوایا خود ہی کفن تیار کیا اور پہلے دن کی خیرات کیلئے جو کچھ تھا وہ بھی سامنے رکھ کے پانی گرم ہونے تک طویل دُعا فرمائی اور داہنے پہلو سے قبلہ رُخ ہو گئے اور کلمہ شہادت بھی پڑھا اور روح قبض عنصری سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ خُدا تعالیٰ آپ کی تُربت پر بھی اپنی رحمت برسائے۔

حضرت جی صاحبؒ نے بھی اسی لئے فرمایا۔

ع۔ م۔ مرن دی موت ہے ہتھ ساہڈے کدے مردے تے کدے جیوندے ہاں

جیسا کہ تذکرہ جی صاحبؒ میں پہلے تحریر ہو گیا ہے۔ وفات کے دن اپنے فرزند حاجی بابا میاں نظام الدین سے وعدہ کیا تھا کہ خواب میں ملاقات ہو گی اور یہ ملاقاتیں ہوتیں رہیں۔ حضرت حاجی بابا ایک مرتبہ تقسیم برصغیر سے قبل علاقہ تلیل میں بندش دیوا سئی جو دنیا کی مشہور ترین چراگاہ بھی ہے اور خوبصورت جگہ بھی ہے۔ وہاں گئے اور اس درمیان عرصہ چار سال سے زائد وقت گذر گیا لیکن خواب میں کبھی حضرت جی صاحب سے ملاقات نہ ہوئی دن میں جب حضرت میاں نظام الدینؒ لاروی دیوا سئی کی سیر کر کے بندش اپنی بہن بی بی پاجرہ کے گھر آئے۔ تو دوسرے دن دل میں یہ تہیہ کر لیا کہ ایک عرصہ بہت ہو گیا ہے۔ باباجی صاحبؒ سے خواب کے ذریعہ بھی ملاقات نہیں ہوئی آج شام کو نماز مغرب کے بعد خواجگانِ نقشبند کے ایصالِ ثواب کیلئے ختم شریف پڑھیں گے۔ اسی دن نماز ظہر کیلئے حضرت حاجی بابا پانی کی طرف گئے تو ایک انجان بڑھیا نے رسی سے ایک مینڈھا باندھے ہوئے لیکر آ رہی تھی۔ اور حضرت سے ہی دریافت کیا

حضرت باباجی صاحب، کے فرزند بھائیا عبدالکریم کے گھر ہیں وہ کہاں ہیں۔" حاجی بابا نے فرمایا" مائی جی وہ میں ہی ہوں۔" بڑھیا نے مینڈھا حضرت کے حوالے کیا۔ اور واپس چلی گئی۔ نہیں معلوم یہ کون تھی۔ حضرت بابا صاحب مینڈھے کو لیکر جب گھر کو آئے تو بھائیا عبدالکریم نے دریافت کیا" حضرت یہ کہاں سے لائے" تو اُنہوں نے فرمایا" کہ میرا آج نماز مغرب کے بعد ختم خواجگان پڑھانے کا ارادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نامعلوم بڑھیا کی وساطت سے عطا کیا۔ لہذا یہی ذبح کر کے ختم پڑھائیں گے۔" چنانچہ یہ مینڈھا ذبح کیا ختم خواجگا پڑھا اور نماز عشا کے بعد کھانا کھا کر سو گئے تو حاجی بابا صاحب فرماتے ہیں" کہ میں خواب میں حضرت باباجی صاحب کو دیکھتا ہوں" وہ فرماتے ہیں "میں اور بابا جی صاحب ایک راستے میں چل رہے ہیں تو آگے سے راستہ نہیں تھا ایک سخت ڈھلوان جگہ تھی جس جگہ کے بہت آگے کی طرف ایک بہت بڑا دریا بہہ رہا تھا۔ دریا کے اُس پار اعلیٰ قسم کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ جن مکانوں کے سامنے طرح طرح کے سرسبز و شاداب درخت ہیں۔ جن پر طرح طرح کے پھل ہیں اور پھل ہر قسم کی روشنیاں دے رہے ہیں۔ بابا جی صاحب نے اس سخت مشکل جگہ میں اپنے جوتے اُتار کر مجھے دیے۔ اور فرمایا" کہ میاں جی یہاں ہی یہ میری جوتیاں لیکر بیٹھو میں آگے جانے کا راستہ دیکھوں گا" چنانچہ حضرت جی صاحب نے راستہ دیکھنے کے لئے ایک چھوٹی سی جھاڑی کو پکڑا اور راستہ دیکھنے لگے تو جھاڑی جڑ سے اُکھڑ گئی اور حضرت بابا جی صاحبؒ اس سخت ڈھلوان میں بہہ گئے اور حضرت جی صاحبؒ کے جسم کے ریزا ریزا ہو کر دریا میں بہنے لگے حاجی بابا



فرماتے ہیں" کہ اُسی وقت میں پیچھے سے چھلانگ لگانے لگا لیکن خیال آیا پہلے دیکھوں یہ جسم کے ٹکڑے کہاں لگیں گے پھر چھلانگ لگاؤں گا۔ مگر یہ جسم کے ٹکڑے جونہی بڑے دریا میں لگے تو کیا دیکھتا ہوں حضرت بابا جی صاحب ان بڑے محلات اور باغات کی طرف جا رہے ہیں جہاں روشنیوں کے مینار روشنی دے رہے ہیں۔ اور مجھے دور سے آواز دے رہے ہیں" اے میاں جی ادھر نہ آئیں۔" میں اسی طرح آواز سُن کر عرض کرتا ہوں" اے حضرت میں آپ کی جوتیاں لاؤں۔ آپ نے فرمایا" میاں جی جوتیوں سے مراد دُنیا ہے یہ تجھے مبارک یہ فناہ اور بقا کی منزل آپ کو دیکھانی تھی جو آپ کو دیکھا دی اس کا نام فناہ اور بقا کی منزل ہے۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کو کیا قوت عطا کی ہوئی ہے۔ کہ وہ اپنے پیارے سچے عاشق کو مر کر بھی خوابوں کے ذریعے راہِ نشان منزل دیکھا دیتا ہے۔

ایک اور واقعہ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدینؒ کی زبانی۔ حضرت حاجی بابا نے اپنی زندگی میں ہمیشہ مظلوم کی حمائت میں جہاد کیا اور اس طرح اپنی زندگی میں مظلوم کی طرفداری کیلئے بہت سی تکلفیں برداشت کیں۔ وہ فرماتے ہیں" کہ مشہور زمانہ اپنی لکھی گھوڑی پر سوار ہو کر کسی مظلوم کی تاریخ گذار کر ماہ چیت میں شدید بارش کے وقت، رات کے اندھیرے میں موضع کچھ نمل گاؤں کے آگے سے آرہا تھا سخت اندھیرا تھا راستے میں کوئی لکڑی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ جس کا تیز رُخ میرے سر کے سیدھ میں تھا۔ ایک غیبی آواز آئی اس آواز کے ساتھ ایسی تیز روشنی آئی اور میں نے اس روشنی کی وجہ سے تیز رفتار سواری سے اپنے سر کو لکڑی

سے ادھر کو گھوما لیا۔ یہ آواز حضرت باباجی صاحبؒ کی آواز تھی سنتے
ہی مجھے شدید دُکھ ہوا کہ میں حضرت جی صاحبؒ کو دیکھ نہ سکا جب
کچھ نمل گاؤں سے اوپر چڑھائی سے میری سواری آرہی تھی اور میں رو رہا
تھا کہ میں نے کیوں نہ اُن کو دیکھا جب راستے میں سواری پر جارہا تھا
کہ پیچھے سے پھر وہ تیز روشنی کی شعائیں مجھ پر پڑی میں نے جب بے تابی
میں پیچھے کی طرف دیکھا تو حضرت جی صاحبؒ اسی راستے پر آرہے ہیں
اور مسکرا رہے ہیں مگر اُنکا وجود سینے سے اوپر نظر آتا تھا اور یہی وجود
ایک ... نور تھا میری آنکھوں سے عشق و محبت کی وجہ سے آنسوں کی جھڑی
جاری تھی اور نگاہیں محبوب کے اس چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں یہ
منظر عبدالکریم ہجران و محمد اسمٰعیل کے کوٹھے تک جاری رہا۔ واہ سبحان اللہ
تو نے اولیا اللہ کو یہی طاقت عطا کی ہوئی ہے۔ اس دُنیا سے مر کر بھی اپنے
نورانی چہرے سے اپنے عاشق کو تسکین دے دیتے ہیں۔ علامہ اقبال
عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ یہ نکتہ سیکھا ہیں نے بوالحسن سے
کہ جان مرتی نہیں مرگ بدن سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی یہی ہے۔ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ یعنی پھر تم
موت کے بعد زندہ کئے جاؤ گے پھر اسی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے
ایک اور واقعہ حضرت کی زبانی جیسا کہ پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے کہ حضرت
حاجی بابا نے ہمیشہ اپنی زندگی میں مظلوم کی حمائت کو اپنا شعار بنا رکھا
تھا کسی مظلوم کی حمائت تاریخ کے تجھ سے آتا تھا راستے میں بہت



ہی سفر کی تکلیفیں برداشت کیں اپنے عظیم المرتب والد اور روحانی مرشد
کی اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالی میں وسالت طلب کی اور گلے شکوے کئے
چھتہ بل دانا مزار اپنے مکان کے محافظ کو حضرت جی صاحبؒ خواب میں ہدایت
فرماتے ہیں۔ "آج رات کو میاں جی سفر سے یہاں آئینگے وہ بہت تھکے
ماندے ہونگے پہلے زعفرانی کشمیری قہوہ بنا کے رکھو اس کے بعد کھانا تیار
کر کے رکھو اور میاں جی کا انتظار کرو"

کچھ دیر کے بعد جب حضرت حاجی بابا تشریف لائے تو یہ مکان کا
محافظ کھڑا انتظار کر رہا تھا اندر آئے ہدایت کے مطابق زعفرانی
قہوہ ساتھ میں باکر خانی اور مزید کھانے کی چیزیں جو پہلے ہی تیار تھیں
حاضر کیں۔ حاجی بابا فرماتے ہیں "کہ میں نے اس مکان کے محافظ کو
کہا آپ کو ہمارے یہاں آج آنے کی کس نے اطلاع دی کہ سب کچھ
پہلے ہی سے تیار ہے۔" تو اس نے جواباً عرض کیا "حضرت باباجی صاحبؒ
نے خواب میں اطلاع دی اور جو کھانے کیلئے تیار کیا اس کا سلیقہ بتایا تھا
آپ کی بار میاں جی تھکے ماندے ہیں اس لئے سب کچھ اس طریقہ
اسے تیار رکھنا"

اس پس منظر کے کچھ شعر بھی ہیں۔ جو حضرت حاجی بابا نے ارشاد فرمائے ہیں جو
حضرت کے مطبوعہ کلام میں ہیں۔ سبحان اللہ اولیا کی وسالت بھی کیا
کام کر دیتی ہے۔ جیسا کہ اس دُنیا میں ظاہری طور سلیقہ جات کئے جاتے
ہیں خوابوں میں بھی ان طریقوں کی ہدایت کر دیتے ہیں اور بظاہر اس
دُنیا میں عمل بھی کروا لیتے ہیں۔

ایک اور واقعہ حضرت حاجی بابا کی زبانی آپ نے فرمایا "کہ حضرت بی صاحبؒ کے وصال کے تقریباً بیس برس بعد میں حضرت کی نجی عبادت والی چھوٹی مسجد میں ایک ہفتہ کے چلہ میں تھا۔ چلہ کے آخری دن دورانِ مراقبہ میرے سامنے دامن کے آگے سے اچانک ایک سانپ زمین سے اوپر کی طرف نیچے سے نمودار ہوا تو ساتھ ہی چھوٹا کین رکھا ہوا تھا اُٹھایا تو حضرت باباجی صاحبؒ کی آواز میں دو مرتبہ ادب کرو ادب کرو آواز آئی تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سید بہاؤالدین نقشبند مشکلشاؒ با الخیر تشریف فرما ہیں۔ آپکا میانہ قد انہالی سفید چہرہ تھا۔ سبحان اللہ اپنے پیارے کو اپنے وصال کے بعد بھی روحانی سلیقے سکھائے۔ پوری طرح دیدار حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا کروایا



# فہرست خلفاء باباجی لاروی

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے بارے میں بہت کم لوگوں کو معلومات باقی رہ گئیں تھیں لیکن ۱۹۶۴ء میں میری استدعا پر الحاج قبلہ حضرت بابا میاں نظام الدین لاروی رحمۃ اللہ نے خلفاء کے نام اور مقام بتائے میں ایک کاغذ پر تحریر کرنے لگا تو حضرت نے وہی کاغذ لیکر اپنے دستِ شفقت سے خود خلفاء باباجی صاحبؒ کے نام اور سکونت تحریر فرمائے جو آپ کی اور تحریرات کے علاوہ آج بھی موجود ہیں اس کی نقل یہاں تحریر ہے۔ اسی ترتیب کے ساتھ جو حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے ترتیب دی ہے۔

| نمبر شمار | نامِ خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۱ | حاجی سید نور احمد شاہ (حاجی نوران شاہ صاحب | لاہ شریف تحصیل راجوری |
| ۲ | مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب | پمروٹ پونچھ تحصیل ہنڈواڑہ علاقہ سورن کوٹ |
| ۳ | مولوی ہدایت اللہ شاہ صاحب فرزند اکبر | ایضاً |
| — | مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب | 〃 〃 〃 |

| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۴ | سیّد پیر مخدوم شاہ صاحب برادر اکبر حضرت حاجی صاحب | |
| ۵ | پیر سید فقیر شاہ صاحب | ساکن دودا سن تحصیل راجوری |
| ۶ | مولانا محمّد سعید صاحب | ساکن کوئیاں پونچھ |
| ۷ | مولانا علاؤالدین صاحب | ساکن کھینبر پونچھ |
| ۸ | مولانا سیّد محمّد صاحب | ساکن لاہوتی پونچھ |
| ۹ | قاضی محمّد عالم صاحب | ساکن نبوت پونچھ |
| ۱۰ | قاضی عزیز الدین صاحب | ساکن سمہوٹ پونچھ |
| ۱۱ | پیر مستان علی شاہ صاحب | ضلع کانگڑہ تحصیل نور پور موضع دھونے |
| ۱۲ | مولوی مہتاب صاحب | ساکن باغ پونچھ |
| ۱۳ | پیر عمران شاہ صاحب مرحوم | مدفون علاقہ تھکیالہ |
| ۱۴ | مولوی محمّد عثمان صاحب مرحوم | علاقہ راجوری ترالہ |
| ۱۵ | میاں حبیب صاحب پنہد | راجوری |
| ۱۶ | میاں فتح محمّد صاحب عرف سائیں گنجی | قلندر راجوری |
| ۱۷ | پیر بہاؤالدین صاحب نقشبندی لروی لاروی | ساکن لری کنگن |
| ۱۸ | صاحبزادہ پیر سرور شاہ صاحب | چورا شریف ضلع جہلم دھنگوال |
| ۱۹ | پیر نور شاہ صاحب | جہلم |
| ۲۰ | مولوی محمّد حسین صاحب | بناہ ضلع میر پور |
| ۲۱ | میاں محمّد شفیع صاحب | |



| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۲۲ | سیّد عبد الرحیم | کابل مہاجر مدنی |
| ۲۳ | مولوی عبد السبحان صاحب | گلگت چلاس |
| ۲۴ | مولوی عبد الرحمان صاحب | شنکیاری ضلع ہزارہ |
| ۲۵ | حاجی میر زمان صاحب | مرگنڈ لار کشمیر |
| ۲ | میاں احمد اللہ صاحب | دچھن پارہ تحصیل اسلام آباد کشمیر |
| ۲۷ | سائیں رسول بخش صاحب | ٹھٹھہ مولہ تحصیل بارہمولہ |
| ۲۸ | سائیں الف الدین صاحب | گوہلا تحصیل مہنڈر پونچھ |
| ۲۹ | حافظ نور الدین صاحب | ٹھٹھہ مولہ تحصیل بارہمولہ |
| ۳۰ | مولوی معرفت اللہ صاحب | تلگراں علاقہ کوٹلہ تحصیل مظفر آباد |
| ۳۱ | جناب صاحبزادہ میاں گل صاحب | بفہ ضلع ہزارہ |
| ۳۲ | مولوی فقیر محمّد صاحب | ٹاٹ پونچھ عرف لانگری ملاں ۔ |
| ۳۳ | مولوی محمّد حسین صاحب | اوڑی بانڈی خواجہ |
| ۳۴ | جناب مولوی احمد جی صاحب المعروف | ساکن لار دربار مدفون متصل زیارت |
| — | اخوانزادہ صاحب | باباجی صاحبؒ ۔ |
| ۳۵ | جناب حضرت خواجہ میاں محمّد | |
| — | نظام الدین صاحب لاروی ؒ | |
| — | امیر شریعت وطریقت ۔ | |
| ۳۶ | مولوی عبد اللہ شاہ صاحب | وانہ پونچھ ۔ مدفون علاقہ لار سمبل بالا |

| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۴ | سید پیر مخدوم شاہ صاحب برادر اکبر حضرت حاجی صاحب | |
| ۵ | پیر سید فقیر شاہ صاحب | ساکن دودا سن تحصیل راجوری |
| ۶ | مولانا محمد سعید صاحب | ساکن کوئیاں پونچھ |
| ۷ | مولانا علاؤالدین صاحب | ساکن کھینبر پونچھ |
| ۸ | مولانا سید محمد صاحب | ساکن لاہوتی پونچھ |
| ۹ | قاضی محمد عالم صاحب | ساکن نبوت پونچھ |
| ۱۰ | قاضی عزیز الدین صاحب | ساکن سمہوٹ پونچھ |
| ۱۱ | پیر مستان علی شاہ صاحب | ضلع کانگڑہ تحصیل نور پور موضع دھونے |
| ۱۲ | مولوی مہتاب صاحب | ساکن باغ پونچھ |
| ۱۳ | پیر عمران شاہ صاحب مرحوم | مدفون علاقہ تھکیالہ |
| ۱۴ | مولوی محمد عثمان صاحب مرحوم | علاقہ راجوری ترالہ |
| ۱۵ | میاں حبیب صاحب پنہد | راجوری |
| ۱۶ | میاں فتح محمد صاحب عرف سائیں گنجی | قلندر راجوری |
| ۱۷ | پیر بہاؤالدین صاحب نقشبندی لروی لاروی | ساکن لری کنگن |
| ۱۸ | صاحبزادہ پیر سرور شاہ صاحب | چورا شریف |
| ۱۹ | پیر نور شاہ صاحب | ضلع جہلم دھنگوال |
| ۲۰ | مولوی محمد حسین صاحب | جہلم |
| ۲۱ | میاں محمد شفیع صاحب | بناہ ضلع میرپور |



| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۲۲ | سید عبدالرحیم | کابل مہاجر مدنی |
| ۲۳ | مولوی عبدالسبحان صاحب | گلگت چلاس |
| ۲۴ | مولوی عبدالرحمان صاحب | شنکیاری ضلع ہزارہ |
| ۲۵ | حاجی میر زمان صاحب | مرگنڈ لار کشمیر |
| ۲ | میاں احمد اللہ صاحب | دچھن پارہ تحصیل اسلام آباد کشمیر |
| ۲۷ | سائیں رسول بخش صاحب | ٹھٹھہ مولہ تحصیل بارہمولہ |
| ۲۸ | سائیں الف الدین صاحب | گوہلا تحصیل مہنڈر پونچھ |
| ۲۹ | حافظ نورالدین صاحب | ٹھٹھہ مولہ تحصیل بارہمولہ |
| ۳۰ | مولوی معرفت اللہ صاحب | تلگراں علاقہ کوٹلہ تحصیل مظفر آباد |
| ۳۱ | جناب صاحبزادہ میاں گل صاحب | لفہ ضلع ہزارہ |
| ۳۲ | مولوی فقیر محمد صاحب | ٹاٹ پونچھ عرف لانگری ملاں ۔ |
| ۳۳ | مولوی محمد حسین صاحب | اوڑی بانڈی خواجگہ |
| ۳۴ | جناب مولوی احمد جی صاحب المعروف | ساکن لار در بار مدفون متصل زیارت |
| — | اخوانزادہ صاحب | باباجی صاحبؒ ۔ |
| ۳۵ | جناب حضرت خواجہ میاں محمد | |
| — | نظام الدین صاحب لاروی رح | |
| — | امیر شریعت وطریقت ۔ | |
| ۳۶ | مولوی عبداللہ شاہ صاحب | وانہ پونچھ ۔ مدفون علاقہ لار سمبل بالا |

| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۳۷ | میاں محمد یعقوب | ہاڑی گیئون کنگن لار کشمیر |
| ۳۸ | مولوی نورالدین صاحب | بارہمولہ نادی ہل |
| ۳۹ | درویش حسن خان صاحب | سرینگر مدفون محلہ دانا مرزا |
| ۴۰ | شیخ نورالدین صاحب | پوشکر ضلع بارہمولہ |
| ۴۱ | جناب درویش سلیمان بیگ | چندوسہ متصل بارہمولہ |
| ۴۲ | میاں عبداللہ صاحب | کھوڑی والی درہال راجوری |
| ۴۳ | سائیں دُاللہ صاحب بجران مرحوم | مدفون بندش |
| ۴۴ | شیخ غلام محمد صاحب | گواس وانگت کنگن |
| ۴۵ | پیر سید ولائت شاہ صاحب | لسہاہاں پونچھ |
| ۴۶ | خواجہ عبدالکریم نقشبندی | کشمیری |
| ۴۷ | حاجی محمد راتھر صاحب | علاقہ بیروہ بانگل علاقہ بڈگام |
| ۴۸ | مولوی الٰہی بخش صاحب | پونچھ |

فہرست میں کچھ ایسے خلفاء کے نام حضرت قبلہ حاجی باباصاحب لاروی نے درج کرکے ان کی فہرست میں خود امتیازی لائن دی ہے اس وقت اس کی وضاحت یہ فرمائی تھی کہ یہ خلفاء ایسے تھے جو حضرت کے تمام دُنیاوی معاملہ میں مشیر تھے ان میں شیخ غلام محمد صاحب گواس وانگت شامل ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| ۲ | درویش محمد ابراہیم صاحب | چونٹ ولیواڑ |
| ۳ | جناب محمد ناظر صاحب کائیاں | اوڑی |



| نمبر شمار | نام خلفاء | سکونت |
|---|---|---|
| ۴ | میاں محمود صاحب سواتھی | مدفون دھنور راجوری |
| ۵ | میاں امیر محمد صاحب | دارا ہارون نیوتھید |
| ۶ | میاں عبداللہ صاحب جاگل | مدفون متصل زیارت باباجی صاحبؒ |
| ۷ | میاں عبدالکریم بجران | مدفون نمہڑی درکو تحصیل نوشہرہ |
| ۴۹ | حضرت سید جمال شاہ صاحب | گھوڑی مظفر آباد |
| ۵۰ | حضرت سید عمر شاہ صاحب | بیلہ کاغان ضلع ہزارہ بالاکوٹ |

حضرت قبلہ حاجی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو خلفاء حضرت باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خود اپنے ہاتھ مبارک سے مرتب کی ہے وہ حتمی ہے اور آخری ہے۔ لہٰذا ناسخ منسوخ کے عمل کے تحت بھی یہی درست فہرست ہے البتہ یہ بات ہے کہ قاضی عزیزالدین صاحب سمہوٹ پونچھ کو حضرت حاجی باباصاحبؒ نے بھی دوبارہ خلافت عطا کی ہے جس کی سند ملتی ہے

خلفاء میں ذرا تفصیل سے میاں محمد عبداللہ صاحب کھوڑی والی درہال کے بارے میں ان کے سجادہ نشین پوتے حضرت قبلہ میاں بشیر احمد لاروی مدظلہ العالی نے ایک تحریر قلمی تعاون کے طور پر بھیجی ہے جس کو یہاں درج کیا

جاتا ہے لفظی ترمیم کے ساتھ "جناب میاں عبداللہ صاحب درہالوی" خلیفہ حضرت قطب الاقطاب باباجی لاروی"

بعض اولیأ اللہ کا زانوں حصولِ علم کیلئے کسی کے سامنے طے نہیں ہوتا۔ مگر وہ معلم حقیقی کی درسگاہ سے علم حضوری کی سند سے آراستہ علم و فضل کی سند پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ان کے علم و عرفان سے بیشمار تشنہ لب سیراب ہوتے رہتے ہیں ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ہستی میاں عبداللہ صاحب کھوڑی والی ہیں۔ میاں صاحب کا نام عبداللہ رکھا گیا بعد میں میاں بابا کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد کا نام میاں نور ہے۔ آپ بھٹیاں گوجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت کھوڑی والی درہال ہوئی آپ کا بچپن مصیبتوں اور مشکلوں میں گذرا۔ حضرت کا ابھی بچپن ہی تھا کہ والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ تین چار برس کی عمر میں والدہ کے ذمہ پرورش گئی اس طرح دس بارہ سال کی عمر میں والد کا بھی انتقال ہوگیا والدہ کی وفات کے بعد آپ کی دیکھ بھال بڑے بھائی میاں جان محمد کے ذمہ ہوگئی یتیمی اور تنگدستی کا دور دورہ تھا لیکن آپ بچپن سے ہی کم کھاتے کم سوتے اور کم بولتے تھے۔ آپ کی طبیعت ساتھیوں سے دور گوشہ نشینی اور جنگل کی طرف مائل تھی اس طرح آپ کسی بھی دُنیاوی غرض سے پاک رہتے تھے اور صرف یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے چنانچہ گھر والے آپ کو مال مویشی چرانے کے لئے بھیجدیتے تھے اسی حالت میں آپ کئی روز تک بھوکا رہ کر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ ایک دفعہ انکے بڑے بھائی میاں جان محمد صاحب ان کا پتہ کرنے ڈھوک گئے۔ بائیس ۲۲ یوم



کے بعد ان تمام دنوں میں کھانے وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ جب بھائی وہاں پہنچے تو آپ سے معلوم کیا کہ آج مال کو یہاں آئے ہوئے کتنے دِن ہوگئے ہیں چنانچہ میاں صاحب نے اوپر سے روٹیاں لائیں ان کو شمار کیا تو یہ بائیس ۲۲ روٹیاں تھیں تو یہ دیکھ کر بڑے بھائی صاحب حیران ہوگئے۔

آپ کو ہر طریقت کی تلاش تھی اور کئی دنوں تک گھر سے غائب رہتے تھے اور جب کسی بزرگ کا پتہ چلتا تھا تو ملاقات کیلئے چلے جاتے تھے۔ اس علاقہ میں ایک پیر سُبحان شاہ صاحب جو تین سال کے بعد علاقہ درہال میں آئے میاں صاحب نے ان سے ملاقات کی سُبحان شاہ صاحب نے سورہ مزمل کا چلہ بتایا کہ سورہ شریف کو پانچوں مرتبہ پانی میں کھڑے ہوکر پڑھنا جب چلہ کیا تو میاں صاحب نے فرمایا مجھے اس سے کوئی تسلی و تشفی نہ ہوئی

## مُرشد گرامی سے ملاقات

بہت ایسے لوگ بھی ہیں جن کو منزل کی تلاش کے باوجود بھی منزل کے راستے نہیں ملتے مگر بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کو منزل فرش راہ بن جاتی ہیں یہ سب طلب و جستجو کے پیمانے پر منحصر ہے اور یہ اس مرید کی طلب و تشنگی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جس کو آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ جرعہ نور سے آشنا فرما دیتا ہے۔ بالآخر حضرت میاں عبداللہ صاحب کو اشارہ ملا کہ آپ حضرت خواجہ میاں عبداللہ صاحب لاروی کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ اسی وقت لار شریف کیلئے

چل پڑے آپ کے ہمراہ میاں مستانہ اور سائیں دھجی والے دو اور ساتھی بھی چل پڑے۔ یہ تینوں براستہ پیر پنجال ہوتے ہوئے جب شوپیان پہنچے تو وہاں مجذوب جن کا نام بابا رسل جو تھا ملے ان کے پاس لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا یہ میاں صاحب کی طرف نظر جما کر دیکھنے لگ گئے اور کہنے لگے اس ٹوپی والے پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ کامیاب ہے۔ اور کشمیری زبان میں کہنے لگا "جل جل گژھ جی صاحبس نش" یعنی جلدی جلدی جی صاحب کے پاس جاؤ" رات ان تین آدمیوں نے چرار شریف سے آگے چاڈورہ میں گذاری دوسرے دو ساتھی میاں صاحب کو ایک مسجد میں چھوڑ کر کھانے کی تلاش میں چلے گئے آپ نے مسجد میں نماز عشاء ادا کی مگر ساتھی رات کو نہ آئے اور آپ فکرمند ہوئے عشاء کی نماز کے بعد ایک لڑکا مسجد میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں برتن تھے ان میں چاول سبزی اور دھی وغیرہ کھانے کے لیئے چیزیں تھیں اور لڑکے نے آپ کو کہا یہ کھاؤ، جو بچ جائے صبح کھانا۔ آپ کھا کر سو گئے صبح دوسرے ساتھی بھی آ پہنچے مگر وہ بھوکے تھے آپ نے بچا ہوا کھانا ساتھیوں کو دیا اور تینوں ساتھی چلتے، چلتے سرینگر پہنچے یہاں بھی ایک مسجد میں قیام کیا ساتھی حسبِ سابق کہیں چلے گئے جب میاں صاحب نماز، اور وظائف سے فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں وہی لڑکا ہاتھ میں اسی طرح برتن لئے ہوئے جن میں کھانا تھا آگیا آپ اس کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور لڑکے نے کہا جو کھانا بچ جائے وہ صبح سفر کیلئے رکھ لینا اور خود غائب ہو گیا۔ دوسرے ساتھی صبح آ گئے سب پیدل چل کر وانگت لار شریف کیلئے روانہ ہوئے اور اس طرح منزلِ مقصود پر پہنچ گئے اور حضرت باباجی صاحبؒ سے ملاقات کا شرف



حاصل کیا اور میاں صاحب کو پوچھا کیوں آئے ہو بیٹا۔ میاں صاحب نے جواباً عرض کیا حضرت آپ کو ملنے آیا ہوں۔ اچھا ملکر چلے جا۔ میاں صاحب نے تمام کیفیت بیان کی دوسرے دن میاں صاحب کو چلے کی کوٹھڑی میں لے گئے اور فرمانے لگے اس کوٹھڑی کی کیا قیمت ہے؟ میاں صاحب نے کہا حضرت میرے نزدیک زمین و آسمان سے بھی زیادہ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو وہ جگہ سب سے اعلیٰ ارفع ہے۔ حضرت جی صاحب فرمانے لگے میرا دل بھی یہی چاہتا ہے اس کے بعد میاں صاحب کو وہاں ہی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرمایا اور اس طرح سے نصیحتیں فرمائیں کہ بیٹا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنا صرف گلے میں تسبیح نہ ڈالنا۔ سباداتِ کرام کا ادب کرنا اور میاں صاحب کو حضرت اویس قرنیؒ کا قصہ سنایا اور فرمایا بیٹے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو دنیاوی مخلوق سے چھپا رکھا تھا اسلئے کہ سلامتی تنہائی میں ہے کیونکہ گوشۂ تنہائی میں رہنے والے کا دل غیر سے خالی ہوتا ہے اور اس کو دنیا سے کوئی توقع نہیں رہتی اور وہ ہمیشہ آفاتِ زندگی سے محفوظ رہتا ہے اور خلوت بندۂ صاف کی صفت ہے۔ ایک درویش پنجاب کا رہنے والا دوسری کوٹھڑی میں چلہ میں مصروف تھا اس نے دل میں حسد سے یہ سوچا کہ مجھے اتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ میں یہاں ہوں اور کوئی عنائت نہیں ہوئی۔ لیکن اس ادنیٰ کو پہلے دن ہی اندر لے گئے اور مہربانی فرمائی۔ اسی درمیان باباجی صاحبؒ اندر سے باہر تشریف لائے اور اس درویش کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے سوچا تھا تو خدا کی رضا کے لئے یہاں بیٹھا ہے مگر معلوم ہوا

کہ تو لالچی اور حسد کرنیوالا ہے آج ہی یہاں سے چلا جا میں خدا کے فضل سے
جس کو چاہوں اس پر شفقت کرتا ہوں یہ شخص زار و قطار رونے لگا اور حضرت
باباجی صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

گناہوں توبہ ہر کوئی کرداعشقوں توبہ نائیں
عشقوں توبہ سوئی کردا ایمان جناں دا نائیں

بہر حال میاں عبداللہ صاحب لار شریف سے پیدل چلکر بخریت تمام
اپنے گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تین چوکیدار ان کی زمین میں تالی گوڈی کر رہے
ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو مجھے بیگار لے جاتے
تھے۔ دراصل اگر کوئی مرشد کامل مل جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے

؎ اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی ہے دو قدم

جب دوسرے سال پھر میاں عبداللہ صاحب لار شریف گئے تو حضرت
جناب باباجی صاحب نے آپ کو ایک بھری محفل میں خلافت عطا کی۔
اور حکم دیا کہ خدا کے نام پر لنگر دیا کرو جیسی روکھی سوکھی روٹی میسر ہو دیا کرو اور
لوگوں کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھاؤ۔ وہاں ایک آدمی بنام نظام دربال کا تھا اس
نے عرض کی حضرت مجھے بھی لنگر دینے کی اجازت فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
کیطرف سے جس کے لئے منظوری ہوتی ہے وہی اس کا اہل ہوتا ہے اور فرمایا
کہ میرے کھیت میں خرواروں کے حساب سے مکی بوئی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے
مہمانوں کا فکر رہتا ہے۔ اور فرمایا جاؤ بھائی حلال روزی کی تلاش کرو اگر
میسر آئے۔



# عبادت و ریاضت

حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کا حضرت میاں صاحب
پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ اپنی عبادت و ریاضت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے جب لوگ
سو جاتے تو آپ عبادت میں اور یادِ الٰہی میں رات بھر مصروف ہو جاتے اکثر چلہ
میں رہتے ایک مرتبہ سردیوں کے مہینے میں گھر سے غائب ہو گئے تو ڈھائی ماہ
تک کوئی پتہ نہ چلا کہ آپ کہاں گئے ہیں۔ سب فکرمند ہو گئے تو ایک آدمی سائیاں
نامی نے رات بھر کورین والی کے دریا کے آبشار سے ایک روشنی دیکھی جس کی
شعاعیں اندھیرے میں دور تک جاتی تھیں اسی شخص نے یہ اندازہ قائم کیا کہ شاید
یہاں میاں صاحب ہی ہوں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر چند آدمی وہاں تلاش کیلئے
گئے راستہ نہایت دشوار تھا وہاں جب پہنچے تو آبشار کے نیچے ایک غار میں
میاں صاحب نظر آئے۔ چنانچہ سب نے کہا حضرت گھر آئیں تو میاں صاحب نے
جواب میں کہا آپ لوگ مجھے کیوں ستاتے ہو آخر میں بڑی مشکل اور منت سماجت
سے گھر لایا۔ آپ کے بال بال سے اسم ذات کی آواز آتی تھی۔ پھر بھی آپ کبھی
کبھی اچانک غائب ہو جاتے تھے یہ آپ کا ایک طرح کا معمول تھا پھر نزدیک
ہی ایک چلہ کی کوٹھڑی بنالی جہاں آپ ہمہ تن زہد و عبادت میں مشغول رہتے
خلعتِ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق زہد و

تقویٰ میں مشغول ہو گئے آہستہ آہستہ لوگوں کی بھیڑ آپ کے پاس جمع ہونے لگی اور آپ کو میاں بابا کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ حاجتمندوں کو وہ کسی تفریق کے بغیر ہر ایک کے دکھ درد کا مداوا کرتے۔ وہ نہایت سادہ لباس پہنتے تھے آپ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ تن کے کپڑے بھی غریبوں کو دے دیتے تھے۔ صبر شکر تواضع ایثار آپ کی عادتیں تھیں۔ حضرت میاں صاحب کو لدنی علم تھا۔ بڑے بڑے عالم آپ سے مسائل کے بارے میں شکست کھا جاتے تھے حتیٰ کہ مولانا غلام رسول شاہ صاحب جیسے عالم کو بھی آپ کی مسائل دانی کا اعتراف تھا۔ آپ سے کئی کرامتیں منسوب ہیں جن کو طوالت کی وجہ سے یہاں درج نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے انہوں نے میاں لعل الدین صاحب سوڑہ پانی کو کرامت کے اظہار کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیأ علیہ السلام پر معجزہ فرض کیا تھا یعنی معجزے کا اظہار اسی طرح اور اولیا پر کرامت کا چھپانا فرض ہے اگر کوئی اپنی کرامت ظاہر کر لیگا تو تارکِ فرض ہو جائے گا۔ اس کے بعد میاں لعل الدین صاحب سے تفصیلاً علم تصوف کے بارے میں گفتگو کی۔

حضرت باباجی صاحب لاروی رح کے وصال کے بعد ایک مرتبہ الحاج حضرت بابا میاں محمد نظام الدین لاروی رح کو خواب میں حکم ہوا کہ فلاں قسم کا رومال میاں عبداللہ کو دیدینا چنانچہ وہ رومال آپ نے کشمیر سے کسی آدمی کی دستی بھیجدیا مگر وہ رومال اس آدمی نے غلطی سے پونچھ کے ایک شخص عبداللہ نامی کو دیدیا رات کو خواب میں اس شخص کو حضرت باباجی صاحب لاروی جلوہ گر ہو فرماتے ہیں کہ یہ رومال میاں عبداللہ کھوڑی والی درہال راجوری کی امانت ہے چنانچہ



صبح بساناہ پونچھ چوہدری غلام حسین لسانوی کے گھر حضرت الحاج بابا میاں نظام الدین لاروی رح قیام پذیر تھے ان کے سپرد یہ رومال کر دیا "حضرت حاجی بابا صاحب کیطرف سے خلافت"۔ حضرت حاجی بابا لاروی جب پہلی مرتبہ باباجی صاحب کے وصال کے بعد کھوڑی والی درہال گئے تو ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں آپ نے میاں عبداللہ صاحب کو حضرت جی صاحب رح کی خلافت کے بعد دوبارہ خلافت عطا فرمائی اور آپ کی دستار بندی فرمائی اور فرمایا کہ یہ مجھے حضرت باباجی صاحب کا روحانی حکم تھا اور فرمایا کہ اے لوگو میاں عبداللہ صاحب سے فیض حاصل کرو۔ یہ دستار بندی اخروٹ کے درخت کے سائے میں ہوئی اس وقت حاضرین کو ذکر جہر کا حکم دیا۔

حضرت میاں صاحب آخری مرتبہ ۱۹۶۴ء ماہ اگست میں دوبارہ لار شریف حاضر ہوئے اور کافی دن یہاں قیام کیا۔ گھر رخصت ہوتے وقت حضرت قبلہ حاجی بابا نے آپ کو ایک ٹوپی۔ رومال۔ تسبیح اور نماز پڑھنے کیلئے ایک بڑا مصلہ عطا فرمائے۔ آپ آتش محبت میں مستغرق رہتے تھے تن کو ہمیشہ مجاہدہ اور دل کو مشاہدہ میں مشغول رکھتے آپ صاحب لفظ فقیر تھے اور پابند شریعت تھے آپ کا وصال کھوڑی والی درہال میں ۱۸ ماہ چیت بمطابق بکرمی ۲۰۲۴ سنہ ۔ ۳۱ مارچ ۱۹۶۸ء بمطابق ۱۳۸۸ھ ہوا۔ آپ کا مزار وہاں تعمیر ہوا جہاں حضرت اکثر عبادت کرتے تھے۔ ماہ اپریل ۱۹۶۸ء کو قطب زمان الحاج بابا میاں نظام الدین لاروی رح نے آپ کے مزار کا بنیادی پتھر رکھا۔ اس طرح آپ کا عرس ہر سال یکم ماہ محرم اور ۱۸ چیت کو منایا جاتا ہے۔

# باباجی کی دعا سے سید محمد حسین پٹواری کے اختیار سے مہاراجہ

حضرت پیر کیانی نے جب حضرت جی صاحب لاروی کو انفاق فی سبیل اللہ کے لئے لنگر جاری کرنے کا حکم دیا تھا تو حضرت جی صاحب نے پیر کیانی کو عرض کیا حضرت مجھے اس کام کو چلانے کیلئے کیا ہمیشہ اختیار کرنا ہے تو آپ نے فرمایا اس کے لئے ہمیشہ زمینداری اختیار کرو۔ چنانچہ حضرت جی صاحب نے پہلے اپنی زمینوں کے کاغذات درست کرنے کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ ان دنوں سید نثار حسین شاہ صاحب علاقہ وانگت لار کے پٹواری ہوا کرتے تھے اور انہوں نے سب سے پہلے حضرت جی صاحب کے رقبہ جات کے کاغذات درست کئے۔ جب شاہ نے اپنا کام مکمل کیا تو حضرت جی صاحب کو کہا کہ اب میری حد تک کے کاغذات درست ہو گئے ہیں اب گرداور کو کاغذات کرنے ہیں تو حضرت نے فرمایا دیکھو اللہ گرداور کا انتظام بھی کریگا اور کچھ وقت کے بعد ہی شاہ صاحب گرداور ہو گئے تو سب سے پہلے شاہ صاحب نے حضرت جی صاحب کی زمینوں کے کاغذات مکمل کیے اس طرح اب شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت اب نائب تحصیلدار کے حد اختیار کا کام باقی رہ گیا ہے۔ تو آپ نے حسب سابق فرمایا کہ دیکھو اللہ کیا کرتا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تو سید



اس وقت شاہ صاحب پر استقبال کی وجہ سے ایوان مہاراجہ سے عتاب آیا اور اس عتاب کا اثر شاہ صاحب تک پہنچنے ہی والا تھا کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کا انتقال ہو گیا اور مہاراجہ ہری سنگھ ریاست جموں و کشمیر کے مہاراجہ بن گئے اس وقت برصغیر میں برطانوی سلطنت کا اقتدار تھا اور ریاستوں کے مہاراجہ اسی سلطنت کے باج گذار تھے اور ان مہاراجاؤں کو برطانیہ میں کسی مجلس مشاورت کیلئے انگلینڈ جانا تھا اور اس مشاورت کیلئے مہاراجہ ہری سنگھ بھی مدعو تھے۔ کچھ ماہ کیلئے ریاست جموں و کشمیر کے انتظام کو چلانے کے لئے کسی قابل اعتبار اور دیانتدار شخص کی ضرورت تھی۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے شاہ صاحب کی اسلام آباد میں لامثال استقبال کی وفاداری کی بات اپنے ذہن میں رکھی ہوئی تھی تو جب مہاراجہ ہری سنگھ ولائت گئے تو اپنے اختیارات آغا سید حسین شاہ صاحب کو سونپ دیئے اور خود مہاراجہ ولائت چلے گئے۔

جونہی شاہ صاحب مہاراجہ کے با اختیار ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے حضرت باباجی صاحبؒ لاروی کی زمین کے کاغذات کی مہاراجہ کی حیثیت سے توثیق کی۔ سبحان اللہ کہ حضرت جی صاحب کی دعائے خیر کے اثر سے پٹواری مہاراجہ کے اختیار تک پہنچ گیا۔

# میاں محمدؐ راج ولی اور باباجی لاروی

میاں محمد راجولی صاحب حضرت باباجی کیانیؒ کے بہت بڑے جلالی خلیفہ تھے چنانچہ مشہور ہے کہ وہ ماں کے جس کوٹھے پر سے گذرتے تو اندر تمام مال وجدان کی کیفیت میں ہو جاتا تھا اسی طرح وہ اپنے وقت میں مشہور کشف کہنے والے تھے۔ ایک مرتبہ دربار کیانی پر لنگر کا آٹا بمع بستہ کسی نے چرا لیا تو باباجی صاحب نے فرمایا کہ آٹا کس نے چرایا ہے میاں راجولی بتا دیگا کہ آٹا کس نے لیا ہے میاں راجولی صاحب وہاں ہی تھے تو کسی نے مجلس میں سے میاں صاحب کو بلایا وہ آگئے تو پیر کیانی نے فرمایا اپنی زبان میں میاں راج ولی "آپ آگاہ کہتے ہیں آٹا کس نے لیا ہے تو میاں صاحب نے فوراً بتایا کہ آٹا لنگر شریف کا فلاں شخص نے چرایا ہے اور کچھ تھوڑا استعمال کر دیا ہے باقی بمع بستہ کے اس شخص کے گھر میں فلاں کونے میں رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وقت کسی کو اسی مجلس میں سے اس کے گھر بھیجا تو بات درست تھی۔ مگر فوراً ہی حضرت پیر کیانی نے فرمایا کہ میاں راجولی اب سے کشف نہ کہنا یہ بات شریعت محمدیؐ کے خلاف ہے تو میاں صاحب نے حجت کی اور کہا کہ جو چیز آنکھوں سے میں دیکھتا ہوں تو اسکا اظہار میں بہر صورت کروں گا۔ چنانچہ مجلس برخاست ہو گئی تو میاں صاحب اپنے گاؤں زرہامہ



بارہمولہ چلے گئے کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضرت جناب پیر کیانیؒ کا انتقال ہو گیا تو میاں محمد راجولی کو شدید صدمہ ہوا کہ میں نے کیوں حضرت کے سامنے کشف کے بارے میں حجت کی تھی چنانچہ وہ یہاں واپس آئے اور حضرت باباجی صاحبؒ کے سامنے اپنے اس صدمہ کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ دربار کیانی پر جائیں اور باباجی صاحب میاں محمد راجولی صاحب کو لیکر دربار کیانی پر پہنچے تو حضرت پیر کیانی کی خانقاہ کا تالا و دروازہ خود کھل گئے۔ اور حضرت باباجی صاحبؒ نے فرمایا میاں راجولی صاحب آپ کی منزل کا تجدیدی مقام قبر میں ملیگا۔ چنانچہ جب حضرت میاں محمدؐ راجولی صاحب کا انتقال زرہامہ میں ہوا تو اس رات نماز مغرب کے بعد علاقہ درا وہ شریف کی طرف سے ایک نور کا شعلہ آکر میاں محمد راجولی کی تربت میں داخل ہو گیا جس کو اس وقت کے بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

# مولانا عبدالرشید خانن کا واقعہ

مولانا عبدالرشید خانن والوں نے بتایا کہ میں بہت چھوٹی عمر میں جب حضرت جی صاحب کے پاس علم دین حاصل کرنے کے واسطے نمک دم کروانے اور دعا کیلئے گیا تو سورج طلوع ہو رہا تھا میری آنکھوں میں سورج کی شعاعیں پڑ رہی تھی حضرت جی صاحب چلہ والی کوٹھڑی کے اوپر والی کوٹھڑی میں تشریف فرما تھے میں نے جب دروازہ کھولا تو حضرت جی صاحب کے چہرے کی روشنی آفتاب کی شعاعوں سے زیادہ تھی تو میری آنکھیں چوند یا گئیں میں نے فوراً ہی دروازہ بند کر دیا حضرت کے ساتھ ایک دو آدمی اور تھے جو آگ کی انگیٹھی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے حضرت نے آواز دی بیٹا اندر آؤ ان آدمیوں کو پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا حضرت یہ اس حبیب کا چھوٹا بھائی ہے جس کی ماں نہیں ہے۔ "گوجری زبان ماں میٹر و حبیب کو بھائی" تو آپ نے پیار سے فرمایا کہ بیٹے اندر آؤ کیا بات ہے۔ تو میں نے ہاتھ میں نمک لیا ہوا تھا دم کروانے کیلئے اندر آیا حضرت کے آفتاب جیسے چہرے کی طرف نظر نہ کر سکتا تھا۔ میں نے نمک ہاتھ مبارک میں رکھ کر کھڑا ہو گیا نمک



مجھے دم کر کے دیا اور فرمایا جاؤ یہ دم کیا ہوا نمک استعمال کرو انہیں اللہ تعالیٰ علم قرآن عطا فرمائیگا پھر میں چلا گیا اور قاعدہ قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر کچھ وقت کے بعد "مرگنڈ" تعلیم قرآن حاصل کرنے کے لئے مولانا محمد اسماعیل کے پاس گیا۔ وہاں تعلیم پڑھتا تھا تو ایک دن حاجی میر زمان مرگنڈ خلیفہ حضرت جی صاحب مجھے کہنے لگے کہ میں پار واگت حضرت جی صاحب کے پاس جا رہا ہوں آپ کو بھی اگر جانا ہے۔ چلو چلئے چنانچہ میں حاجی صاحب کے ساتھ یہاں آیا ماہ اسوج کے آخری دن تھے۔ اس وقت بھی مجھے حضرت جی صاحب کے چہرے کی آفتاب جیسی روشنی لگی پھر مجھے خود دم کیا بھائی عبدالکریم کو رخصت کرنے پار سامنے والے ٹیلے تک تشریف لائے ان کو رخصت کیا یہ بکر والوں کا راجوری جانے کا وقت تھا مجھے فرمایا جاؤ ان بکر والوں کے ساتھ پڑھنے کہیں پنجاب میں نکل جاؤ ان کا فرمانا تھا کہ میں اُن کے ڈیروں کے ساتھ راجوری چلا گیا جہاں سے پہلے ضلع ہزارہ میں چلا گیا مولانا عبدالغفور ہزاروی کے مدرسے میں پھر وہاں سے لاہور کے جامع نعمیہ سے دینی تعلیم کی تکمیل کی اور اس طرح حضرت قبلہ جی صاحب لاروی کے دعا دم باور ہوئے۔ ۱۹۲۵ء سے لیکر علاقہ بھر کے لوگوں کو تعلیم قرآن مجید دی اور خاص طور پر تعلیم قرآن عام کر دی۔

مولانا عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میری عمر ایک سو سال کے قریب ہے۔ آنکھوں کی روشنائی میں کوئی فرق

نہیں آیا حتیٰ کہ آج بھی باریک سے باریک حاشیہ کتاب بغیر عینک کے پڑھ سکتا ہوں اور نہ ہی عینک استعمال کرتا ہوں اس بینائی کا پس منظر لڑکپن میں نمک دم کروا تے وقت جی صاحب کے چہرہ کی نورانی شعاع کا عکس میری آنکھوں میں پڑنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے سبحان اللہ ایک اللہ کے بندے کے چہرے کی اس وقت کی روشنی نے علم کی دولت کے ساتھ ساتھ عمر بھر کیلئے آنکھوں کی روشنی کو منور رکھا ہوا ہے



# ملاں فقیر اللہ ساکنہ سملڑ کوڈارا

ملاں فقیر اللہ ساکنہ سملڑ کوڈارا علاقہ پانڈی پورہ۔ یہ حضرت صاحبزادہ میاں صاحب لاروی کے نکاح خوان بھی تھے۔ نیز یہ کہ دربار کیلیاں شریف کے کچھ نسبتی رشتہ دار بھی تھے۔ اور یہ کہ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدینؒ کے دوست بھی تھے۔ جب ملاں فقیر اللہ پہلی مرتبہ نظام آباد بابا نگری آئے تو صاحبزادہ میاں صاحب ساتھ تھے۔ جب بابا نگری کے قریب پہنچے ملاں فقیر اللہ نے کہا میاں صاحب میں مہمان خانے میں جاؤں گا اور آپ کھانا کھانے اندر جائیں گے مجھے صرف لسی اور روٹی مہمانوں میں کھانی ہے اس پر میاں صاحب نے فرمایا جو بھی روٹی ہوگی میں اور آپ ساتھ کھائیں گے اس دن اتفاقاً لنگر شریف میں گوشت پکا ہوا تھا حضرت باباجی صاحب مہمانوں میں کھانا کھاتے وقت تشریف فرما تھے لانگری کو حکم دیا دو آدمیوں کیلئے گوشت اور روٹی الگ طاقچے میں رکھ دو ہو سکتا ہے۔ دو مسافر تھکے ماندے اور بھوکے آئیں، جب تمام لوگ کھانا کھا چکے تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب اور ملاں فقیر اللہ آ گئے حضرت جی صاحب سے ملاقات کی آپ نے لانگری کو فرمایا میاں

جی صاحب اور ملاں فقیر اللہ بھوکے ہیں میاں جی بھی اندر نہ جائیں یہاں ہی کھالیں ان کیلئے بھی اندر ہی روٹی ہے۔ سبحان اللہ تیرے پیارے بندوں کی نظر ہر وقت ہر ماحلے پر رہتی ہے۔

# مولانا امام الدین کے بارے میں

پہلے مولانا امام الدین کے بارے میں مختصر تعارف مولانا امام الدین سابقہ ضلع ہزارہ علاقہ یکھلی کے عالم گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ اور آپ کا بھائی بمع عیال علاقہ لار ہاڑی گنون میں مستقل سکونت رکھنے آگئے چنانچہ ان کے گھرانے نے یہاں مستقل سکونت رکھ لی اِدھر حضرت جی صاحب لاروی کی عظمت کی شہرت تمام ریاست اور بیرونی ریاست میں تھی یہ مولوی لوگ ابھی تک جی صاحب کو نہیں دیکھ پائے تھے۔ لوگوں سے سنا تھا کہ آپ کی ہر دعا مستجاب ہے۔ اور جلدی اثر کرلیتی ہے۔ اس دن مولویوں نے کہا کہ جی صاحب کو فی کمر یزم کرتے ہونگے یہی وجہ ہے ان کی ہر بات زود اثر ہے ایک مرتبہ حضرت جی صاحب تبلیغی دورہ پر ہاڑی گنون تشریف لے گئے لوگوں نے عوام کی عادت کے مطابق اس مولوی صاحب نے خاندان کے بارے میں حضرت کو طرح طرح سے کہا تھا۔ اور کہا کہ حضرت یہ بدعقیدہ لوگ ہیں یہ فلانے کوٹھے میں رہتے ہیں۔ حضرت نے جب کوٹھے میں آگ جلتی دیکھی تو فرمایا کہ یہ وہ وہابی مولوی تو نہیں ہیں لوگوں نے کہا جی ہاں حضرت یہی مولوی ہیں جو حضرت کے بارے میں بھی



بد اعتقاد ہیں۔ حضرت کے ارد گرد لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مولوی اِدھر آئے کچھ دیر ہیں حضرت جی صاحب اسی کوٹھے میں تشریف لے گئے جہاں یہ مولوی تھے جب ان کی نظر حضرت پر پڑی تو مولوی ایک نظر سے ہی حضرت کے متبع ہو گئے تو اسی وقت سے بیعت حاصل کرلی کیونکہ حضرت کی مقناطیسی نظر نے ہی ان مولویوں کے دل لوہ لئے تھے۔ پھر انہوں نے اس علاقہ میں کچھ رشتہ داریاں کیں مگر خود باغڈی پورہ دردپورہ مستقل سکونت اختیار کرلی۔

مولانا امام الدین صاحب کے بڑے فرزند مشہور سماجی اور مذہبی کارکن انتقال فرما گئے ہیں۔ چھوٹے فرزند نورانی نوار کاتب بقید حیات ہیں۔

مولانا امام الدین نے جب مستقل سکونت دردپورہ میں اختیار کی ان ہی دنوں یہاں ہاڑی گنون کا ایک شخص مولانا کے پاس آیا اس نے مولانا کو کہا میں نے کچھ گھوڑے خچر خریدے ہیں ان کے خلاص واڑو تحریر کریں، انہوں نے خلاص واڑو تحریر کردیے جب کہ یہ گھوڑے خچر چوری کے تھے اس زمانے میں قانون کی عمل داری ہوتی تھی جب حکومت کو پتہ چلا کہ یہ چوری کے گھوڑے ہیں مولانا کو گرفتار کرنے پولیس والے آئے۔ پولیس والوں نے ہتھکڑیاں پہنا ہیں اور مولانا نے اسی وقت حضرت جی صاحب کے پاس ایک آدمی بھیجا واقعات لار حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ مولانا کو نہ ہی ہتھکڑیاں لگیں گی نہ وہ جیل میں بند ہونگے جب پولیس والے ہتھکڑیاں لگانے لگے تو ہتھکڑی خود بخود کھل جاتی رہی اور پولیس والوں نے کہا یہ شاید کوئی مسمریزم کرتا ہے۔ پھر جیل جب لے گئے تو رات کے وقت جیل کا دروازہ خود بخود کھل جاتا رہا۔ چنانچہ

تب ہی قیدیوں میں کچھ بھگدڑ ہوئی تو مولنا گھر چلے آئے اس طرح حضرت کے فرمان کے مطابق سب کام ہوا اور مولنا بغیر کسی مقدمہ کے گھر آئے اور یہاں جی صاحب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سُنی اور آپ ہر طرح سے محفوظ آگئے تب سے آج تک یہ عقیدتمان کے پورے خاندان میں موجود ہے۔ یہ مولنا مرحوم اپنے زمانے میں کسی شرعی غلطی کی بنا پر مجرموں کو شرعی سزا دیتے تھے۔



# حضرت میاں محمود صاحب چھریاں والوں کے بارے میں

حضرت میاں محمود سواتی حضرت باباجی صاحب لاروی کے شاگردوں میں سے تھے۔ چنانچہ انکی ابتدائی پُر اثر شاعری کا تمام تر حصہ حضرت ہی کی ذات سے متعلق ہے۔ انہوں نے بھی اُس وقت کے ضلع ہزارہ کے بالائی علاقہ جات کے لوگوں کی طرح ذریعہ معاش رشیائی رکھا ہوا تھا مال چرانے کی غرض سے علاقہ کوٹلی میر پور کے علاقہ بھمبر جھنگ گجہائیں کھوڑ وغیرہ غیر دوش طرف سے رہتے تھے۔ اس زمانے میں روحانی رہنما کی ہر آدمی تلاش میں رہتا تھا اور اکثر لوگ اپنے پیر کی تلاش میں بڑی بڑی مسافت طے کر کے جاتے اور بیعت حاصل کرتے لیکن ہر تلاش کنندہ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ روحانی رہنما وہ ہو جو اپنے ظاہری کردار کی وجہ سے مطابق شریعت محمدی ہو۔ میاں محمود بھی اس تلاش اور خیال میں رہتے تھے۔ تو ان کو خواب کے ذریعہ کسی نے بتایا کہ تمہارا پیر پڑھتے مشرق کی طرف ہے اور یہ علاقہ کوٹلی وغیرہ سے جموں باباجون صاحب کے پاس آئے یہ باباجون صاحب کچھ مجذوب تھے اور کوڑیوں کو اپنے ہاتھ اِدھر اُدھر پھینکتے رہتے تھے اور پھر کوئی بات کسی کو کہہ دیتے تھے ان کے کہنے کے مطابق اللہ تعالیٰ بہتر کر دیتا تھا جب میاں محمود کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ میں پیر کی تم تلاش میں ہو وہ کشمیر میں غائب ہیں

تب ہی قیدیوں میں کچھ بھگدڑ ہوئی تو مولنا گھر چلے آئے اس طرح حضرت کے فرمان کے مطابق سب کام ہوا اور مولنا بغیر کسی مقدمہ کے گھر آئے اور یہاں جی صاحب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سُنی اور آپ ہر طرح سے محفوظ آ گئے تب سے آج تک یہ عقیدت سلان کے پورے خاندان میں موجود ہے۔ یہ مولنا مرحوم اپنے زمانے میں کسی شرعی غلطی کی بنا پر مجرموں کو شرعی سزا دروں سے دیتے تھے۔



# حضرت میاں محمود صاحب چھپریاں والوں کے بارے میں

حضرت میاں محمود سوا تھی حضرت باباجی صاحب لاروی کے مشاق میں سے تھے۔ چنانچہ انکی انتہائی پُر اثر شاعری کا تمام تر حصہ حضرت جی صاحب کے پیار سے متعلق ہے۔ انہوں نے بھی اُس وقت کے ضلع ہزارہ کے بالائی علاقہ جات کے لوگوں کی طرح ذریعہ معاش شبانی رکھا ہوا تھا مال چرانے کی غرض سے یہ علاقہ کوٹلی میرپور کے علاقہ "سبھ مہوچ گہائیں کھوئیں" وغیرہ غانہ بدوش طریقہ سے رہتے تھے۔ اس زمانے میں روحانی رہنما کی ہر آدمی تلاش میں رہتا تھا اور اکثر لوگ اپنے پیر کی تلاش میں بڑی بڑی مسافت طے کر کے جاتے اور بیعت حاصل کرتے لیکن ہر تلاش کندہ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ روحانی رہنما وہ ہو جو اپنے ظاہری کردار کی وجہ سے مطابق شریعت محمدی ہو۔ میاں محمود بھی اس تلاش اور خیال میں رہتے تھے۔ تو ان کو خواب کے ذریعہ کسی نے بتایا کہ تمہارا پیر چھپر ستے مشرق کی طرف ہے اور یہ علاقہ کوٹلی وغیرہ سے جموں باباجیون صاحب کے پاس آئے یہ باباجیون صاحب کچھ مجذوب تھے اور کوڈیوں کو اپنے ہاتھ اِدھر اُدھر ہلاتے رہتے تھے اور پھر کوئی بات کسی کو کہہ دیتے تھے ان کے کہنے کے مطابق اللہ تعالیٰ بہتر کر دیتا تھا جب میاں محمود کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ جس پیر کی تم تلاش میں ہو وہ کشمیر میں برفانی پہاڑوں

میں مشرق کی طرف ہے۔ جاؤ وہاں ان سے بیعت ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اپنے اس شعر میں یہی اشارہ کیا ہے۔ ع

الف! آکھیا ایک فقیر نا لگے جے لوں ڈٹھا ہیں یار خواب اندر ۔۔۔

قلم دو نموں کشمیر دی ہتھ اس دے حکمران اوہ اس جہاں اندر

ظاہرے سالکاں تھیں رکھ اسنت خوئیاں اندر نا یگساں مکھ جاآں اندر

تیرا پیر محمود مشہور ایسا جیونکہ پیراں وچ پیر بغداد اندر

میاں محمود صاحب بہت بڑے شاعر تھے اور وہ حضرت جی صاحب کے مشیران خاص میں سے تھے اُن کی تمام شاعری میں حضرت جی صاحب کی عقیدت اور پیار جھلکتا ہے ذیل کے کچھ شعر ملاحظہ ہوں۔ ع

الف! اول تھیں عشق بے ہوندا نہ لوح قلم فلک اوسار دا کیوں

آدم حوا دا جوڑ نہ جوڑدا سی کشتی نوح طوفاں دی تار دا کیوں

کتھیں سال یعقوب جے رہیا روندا یوسف عاشقی دا دم مار دا کیوں

ابتدا تھیں عشق نہ مول ہوندا جی جی محمود پکار دا کیوں

ع! عشق دا خونی دریا چڑھیا روڑھ کھڑیا جھل تے باڑ سجنا

کئیں ویران میدان تے کھیت ہوئے مثل ریت دے ہوئے پہاڑ سجنا

دفتر پٹ کے چوڑ چوپٹ کیتے لکھی جنگل مانند اُجاڑ سجنا

محمود کشمیر توں لور عرضی ڈبن لگیاں آن کے جھاڑ سجنا



ی! یار باہجوں تڑپے جان الویں جیویں بلبل بھل گلاب پچھے

اگے شمع پتنگ کے رنگ کردے شور چکور مہتاب پچھے

عاشق ویکھ معشوقاں نوں بھل گئے نہیں بھلے بادشاہ تجت تے تاج پچھے

میرا دل محمود نہ بھلدا سی ایہہ بھل گیا جی جناب پچھے

و! وانگت اگے اس تے کنگن، خانن، سبر ہن جگ، الامن، چھنر گل تیرے

اندرون، آڑی، دلیواڑ، توڑی گھر گھر پلوں شالا غل تیرے

ٹھینی، گنڈ، ریول، ریزن سنبل، ہونمرگ تاہیں بنا مل تیرے

ساری لار محمود جاگیر آئی کھڑا ہور نواب ہے تل تیرے

ض! ضرر وجود وچ ہور کوئے نہیں صرف تیری جدائی تھیں تنگ ہاں میں

دنے رات اڈیکدی یار مل جاؤ چھڑی ڈاڑ تھیں ہار کلنگ ہاں میں

اگے دو تیاں دے کاہنوں سٹ گیوں ٹھوکر کھاندیاں کچ دی بنگ ہاں میں

شمع دان محمود دے مکھ دلبر سڑن والڑی مثل پتنگ ہاں میں

# بھیا عبدالکریم مدفون لمیڑی راجوری

بھائیا عبدالکریم مرحوم مدفون "لمیڑی" راجوری تحصیل نوشہرہ حضرت باباجی صاحب کے عاشقوں میں سے شیر خاص تھے۔ لاہور سے آکے انہی کی استدعا پر باباجی صاحب روضہ شریف سرہند پر گئے جیسا کہ تفصیل سرہند شریف کے سفر کے واقعہ میں درج ہے۔ یہ بھائیا عبدالکریم ایسے خوبصورت تھے کہ اپنے زمانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم شریعت میں لدنی علم عطا کیا ہوا تھا۔ اور مسائل کی جزئیات تک جانتے تھے۔ بڑے بڑے عالم بھی کتاب دیکھ کر کسی شرعی بات کا جواب دیتے، عمر بھر تہجد کی نماز ان زندگی میں نہیں ضائع ہوئی جب اچانک انتقال ہوا عشا کی نماز کے فوراً بعد ہوا۔

بھائیا عبدالکریم مرحوم بیسویں صدی کے بکروال برادری کے مصلح ریفلو میاں محمد اکبر مرحوم کے والد اور گوجری زبان کے شعری لحاظ سے بابائے گوجری جناب چوہدری محمد اسرائیل اشرفنقشبندی کے تایا اور چودھری اقبال عظیم کے دادا تھے۔ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ اور حضرت جناب باباجیو صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقد، شیر اور کاردار تھے حتیٰ کہ برادری یا علاقے کا کوئی تصفیہ طلب معاملہ ہوتا تو حضرت موصوف کے آنے تک اسے علتوی



میں رکھتے کہ بھائیا عبدالکریم اس کا فیصلہ کریں گے، وقت کے کامل اولیا عاشق ہونیکی حد تک اُن پہ مہربان تھے۔ جناب باجی الف دین صاحب کوٹلی مالوں نے انہیں ایک لاٹھی (سوٹھی) عطا کی تھی مقصد یہ تھا جاہ جلال سے ہی کامیابی ہوگی، انہوں نے ہی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ جس روز بھائیا عبدالکریم اس دُنیا فانی سے رحلت فرمائیں گے۔ ہماری قوم رنڈی (بیوہ) ہو جائیگی اُن کے عمومی اوصاف کیلئے یہ ایک شعر ہی کافی ہے۔

ستاری و غفاری و قہاری و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اقتباسات ملفوظات نظامیہ (نور محمد عنوان سے)

ایک دور ابتداء میں جنات کی آبادی کے بعد دُنیا میں گھوڑوں کی بادشاہی کا آیا۔ چنانچہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کا بُت اللہ تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے بنادیا تھا۔ شیطان ان گھوڑوں کو اکساتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا زمین میں ایک خلیفہ بنانیوالا ہے جو تم گھوڑوں پر سواری کریگا اور تمکو کوڑوں سے ماریگا۔ گھوڑے پچاس برس تک حضرت آدمؑ کے بُت کو جو طائف میں تھا پاؤں سے روندتے رہے۔ حضرت آدمؑ کے بُت میں بائیں پسلی کے نیچے ایک شمعدان تھی جو تیز روشنی دیتی تھی اور کسی طرح گھوڑوں کے پاؤں سے نہ ٹوٹتی تھی اور نہ ہی روشنی میں کوئی فرق آتا تھا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب انسان کوئی چیز نہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ھل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً۔ حضرت کی بائیں پسلی کے نیچے جس کوٹھری میں شمعدان تھی یہی شمعدان نورِ محمدیؐ تھی جس سے قیامت تک عارفوں کے دل روشن ہوتے رہیں گے۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اول ما خلق نوری اور قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج وغیرہ سے تشبیہ نہیں دی کہ جس سے اور روشنی آسانی سے نہیں جل سکتی لیکن ایک چراغ



سے بآسانی دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ معرفت حمد و ثنا وحدانیت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولاً و فعلاً تابعداری کرے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُمت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے۔ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہیکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تو ہم نے خود اپنے ہاتھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو قبر میں رکھ کر قبر کو دیکھنے کیلئے جب کفن مبارک رُخِ نازنین سے اٹھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لبِ نازنین حرکت کر رہے تھے تو جب نزدیک کان لگا کر بات سنی تو تین مرتبہ اُمتی، اُمتی اُمتی آواز آرہی تھی تو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کیلئے رحمت اللعلمین شفیع المذنبین قوی تر ہیں کہ ایسے وقت میں بھی اپنی اُمت کو فراموش نہیں فرمایا اس لیے اُمت محمدیؐ کو چاہیئے کہ اپنے عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری قولاً فعلاً و اصلاً کریں اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ پارہ ۱۱ میں ارشاد فرماتے ہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ:۔ اے مسلمانوں تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا جو تم ہی میں سے ہے اور جس رسول پر شاق گذرتا ہے جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے اور یہ کہ تمہارے فائدے بہبود بہتری اور ایمان کا از حد حریص ہے اور مسلمانوں پر رؤف و رحیم ہے۔

یعنی از حد مہربان اس آیت میں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر وری کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے کھینچا وہ نہایت ہی قابل غور ہے یعنی وہ رسول اسقدر خیال رکھنے والا ہے کہ تمہارے دُکھ درد کی گھڑیاں کسی صورت میں بھی اس رسول کو بے فکر

نہیں رہنے دیتیں وہ بھی اُمت کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے ہیں قربان جاؤں ایسے نبیؐ کے نام پر پنجابی قصیدے کا یہ شعر یہاں لکھنا موزون ہوگا۔ ؎

طٰہٰ تے یٰسین مزمل کی کجھ صفت سُناواں
عزیز رؤف الرحیم کہاوے میں بلہاری جاواں

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی پیغمبر کو دو ناموں سے یاد نہیں فرمایا مگر حضور اکرمؐ کو اس جگہ دو ناموں سے یاد فرمایا ہے۔ ہر قرآن مجید جو مطبوعہ ہیں جہاں دیکھا عزیزٌ پر وقف لکھا ہوا ہوگا۔ اس سے ایک اور لطف پیدا ہو گیا۔ ورنہ عزیزٌ صفت رسول کی ہوئی الگ یعنی وہ رسول رؤف ہے رحیم ہے اور اب علیہ ما عنتم الگ معنیٰ ہوئے یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذمہ ہے کہ جو تمہاری لغزشیں اور گناہ ہیں قیامت کے دن ان کو بخشوانا حضور علیہ السلام ہی کا کام ہوگا ؎

نماند بعصیاں کسے در گرو
کہ دارد چنیں سید پیشرو

اگر دفترت از گناہ پاک نیست
چو عذر خواہت بود پاک نیست

ہاں اس عذر خواہت کے لفظ سے مجھے ایک روایت یاد آ گئی۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ

سورہ آل عمران رکوع ۱۵۔ ترجمہ:۔ بہ سبب اس رحمت کے جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی آپ نرم خو ہوئے۔ ان کے لیے اے نبیؐ اگر آپ سخت خو سخت دل ہوتے البتہ وہ یعنی صحابہ کرام تیرے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم درگذر کر ان سے اور ان کی چاہ مجھ



سے اور ان سے کسی معاملے میں پہلے مشورہ کر لیا کرو۔

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ان کے گناہ بخشوا مجھ سے اللہ تعالیٰ ایک خاص بات کیلئے حکم بھی دیں اور وعدہ بھی فرماویں تو قیامت کے دن جب حضور علیہ السلام گنہگاروں کو بخشوانے کیلئے کھڑے ہوں گے تو کیا آپ کا یہ سوال رد ہو جائیگا یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ مندرجہ بالا آیت میں حضورؐ کیساتھ اللہ کا وعدہ بھی ہے اور حکم بھی۔

## اقتباسات قرآن شریف کے حروف مقطعات سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل قرآن شریف کے حروف مقطعات بھی ہیں جو قرآن مجید کی سورتوں کے شروع میں ہیں مثلاً جیسے ص والقرآن المجید کھیعص الم ذالک الکتاب حدیث شریف میں ہے عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال فی کل کتاب سر وسر اللہ فی القرآن اوائل السور ترجمہ:۔ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر کتاب میں بھید ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھید قرآن مجید کی سورتوں کے پہلے حروف ہیں یعنی حروف مقطعات ہیں ایک دوسری حدیث شریف میں ہے۔ عن عمر و عثمان و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم قالوا الحروف المقطعۃ من المکتوم الذی لا یفسر ترجمہ:۔ حضرت عمر و عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حروف مقطعات ایسے پوشیدہ راز ہیں جو بیان نہیں کیے جا سکتے۔

کتاب التشریح المزمل المعلقات مدارک التنزیل میں مقطعات کے بارے میں تحریر ہے اِنَّهٗ سِرٌّ بَيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَمْزٌ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَقْصِدْ بِهٖ اَفْهَامَ الْغَيْرِ وَلَا لَمْ يُفِدِ الْكَلَامُ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنَ الْكَلَامِ فَهْمُ الْمُخَاطَبِ۔

ترجمہ:۔ حروف مقطعات ایک راز مخفی ہے خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کچھ خاص اشارہ ہے دونوں میں اور اس سے غیر کو سمجھانے کا ارادہ نہیں کیا گیا ہے جو غیر کو پتہ لگے ورنہ ایسے حروف سے فائدہ کلام میں نہیں صرف مخاطب کی سمجھ سے ان کا تعلق ہے ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

بعض علمائے کرام نے حروفِ مقطعات کے بیان میں لکھا ہے کہ اسمیں ایک ایسا لطف ہے جس طرح بے معنیٰ آواز کلام میں متنبہ کرنے کیلئے ہوتا ہے یعنی جس طرح متکلم مخاطب کو متوجہ کرنے کیلئے سیٹی بجا کر اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ وہ دیکھ لے اور پھر مطلب کہا جاوے دوسرے یہ کہ کسی کو خبر نہ ہو کہ ہم میں اور ہمارے دوست میں کیا روشن کلام ہے۔

دلیل ۳ کے ذیل میں صاحب تفسیر کبیر نے سورۂ عنکبوت میں بہت سی قوی دلیلوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ایسی خوش اسلوبی سے ثابت کیا ہے جو ان ہی کا حق ہے اور ان میں سے بعض کا نقل کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا وھُوھٰذا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات بلکہ تمام انبیاء سے افضل ہیں بدلیل ہائے ذیل۔



## دلیل ۱

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی افضل ہیں تمام جہانوں سے یہ کہ نہیں بھیجا ہم نے تم کو یا محمدؐ مگر رحمت تمام جہانوں کیلئے۔ ذرا رحمت کے لفظ اور تمام جہانوں کے لفظ پر غور کیا جائے تو رحمت کا ایک ایسا وسیع لفظ ہے جو ہر چیز کیلئے بولا جا سکتا ہے۔ ماں باپ کی رحمت میں استعمال ہوتا ہے۔ بارش کی بھی ایک رحمت ہے۔ پس خدا کا رحم، حاکم کا رحم، بادشاہ کا رحم، اُستاد کا رحم۔ اے درویش اس نقطۂ باریک کو سوچ اور خوب سمجھ لے کہ صرف بارش کی رحمت کو مدِ نظر رکھ کر ان عجائبات کو ملاحظہ کر کہ کیا، کیا عمدہ سبزیاں پھل پھول اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ پیارے نبی صلعم پاک کو تو جب اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے قربان جاؤں وہ اسی کیلئے موزون ہے۔ واقعی اس کا ہونا تمام عالم کیلئے اس طرح رحمت ہے زیادہ کیا لکھوں۔

## دلیل ۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ کہ اے رسول صلعم بلند کیا ہم نے تمہارا ذکر یعنی تمہارا نام روشن و بلند کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بلند ہونے کی ادنیٰ اور ایک مختصر دلیل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ملاحظہ ہو کلمہ شریف میں اپنے نبی عربی صلعم کا نام نامی بھی ملا دیا اس لیے کہ جب دُنیا میں کلمہ توحید کو یاد کیا جائے تو رسولؐ کے نام گرامی کو بھی ساتھ یاد کیا جائے قربان جاؤں اے عشق تو نے دو کو ایک کیا اور ایک کو دو۔ اے جذب محبت توحید میں شرک اور شرک میں توحید کر دکھلانا میرا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔

اے برادر یہ نکتہ باریک ہے سمجھنے والا سمجھ لے اور صاحب قلب سلیم پالے۔

## دلیل ۳

(الف) قرآن شریف میں اپنی اطاعت کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مقرون کیا اور کہا مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ ترجمہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ پاک کی اطاعت کی۔

نکتہ باریک یہ ہے کہ اطاعت کے معنیٰ بندگی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا بندگی کسی کی نہیں کرنی چاہیئے یہ کہ ایک ہی لفظ اپنے لیئے بھی اور رسول کیلئے بھی استعمال فرمایا بس اسی سے جوشِ محبت کا اندازہ ہو جائیگا فَفَھِمْ وَتَدَبَّرْ۔

(ب) خُدا پاک نے اپنی بیعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دیا۔ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ ترجمہ:۔ وُہ لوگ جو آپؐ کی بیعت اے حبیب کرتے ہیں گویا وُہ میری بیعت کرتے ہیں۔

(ج) خُدا پاک نے اپنی عزت اور اپنے حبیب کی عزت کو ایک ہی خیال فرمایا اور فرمایا فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ: پس اللہ اور اس کے رسول کی عزت ہے۔

(د) اللہ تعالےٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ ملایا اور حکم فرمایا وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

خُدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ
رضائے محمدؐ خُدا کی رضا ہے

(ہ) یہ کہ اپنی اجابت کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت کے ساتھ ملایا۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ ترجمہ:۔ مانو حکم اللہ اور اُس کے رسول کا۔

## دلیل ۴

تمام انبیائے کرام صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم کے معجزے مانے تھے اور گذر چکے یہ کہ ہمارے نبی امی فداہٗ روحی



اُمّی وابی کا معجزہ جو قرآن شریف ہے ہمیشہ رہنے والا ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا اور قیامت تک اس کی نظیر لانے سے مخالف قاصر رہیں گے جیسا کہ حضرت کے زمانہ میں قاصر رہے اور لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ کے مصداق بنے۔

## دلیل ۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف نو نشانیاں دی گئیں تھیں۔ ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معجزات ظاہرہ و باہرہ کے قرآن شریف بجائے خود دو ہزار معجزات کے برابر ہے اور وہ اسطرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ کہدیجئے ان انکار کرنے والوں سے کہ اس قرآن جیسی ایک سورۃ لاؤ جیسا کہ ارشاد ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ قرآن کریم کی تمام سورتوں میں سب سے کم سورۃ سورۂ کوثر ہے جس میں تین آیتیں ہیں پس ہر آیت کو ہم ایک سورہ مقرر کر کے ایک معجزہ خیال کرتے ہیں لہٰذا قرآن شریف میں چھ ہزار آیات ہیں اور اس لحاظ سے دو ہزار سورتیں ہوئیں اور دو ہزار معجزے بھی ہوئے۔

## دلیل ۶

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ۔ ترجمہ:۔ وُہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے سیدھی راہ پر چلایا پس ان کی ہدایت کی پیروی کر اس اقتدا سے اگر یہ مُراد لیا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصولِ دین میں اقتدار کا حکم ہوا تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ تقلید ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود صاحب شریعت تھے یا اگر اس طرح کہا جائے کہ اقتدار سے مُراد فی الفروع ہے تو بھی یہ بات ناجائز ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔ بس ظاہر ہوا کہ یہ تقلید یا اقتدار فی المحاسن الاخلاق ہے یعنی انبیائے سلف کے اچھے اخلاق کی

تقلید کا حکم ہوا لہٰذا اس آیت کریمہ کا یہ مطلب ہوا کہ اے محمد پاک صلعم ہم نے آپ کو مطلع کیا انبیاءِ سلف کے حالات اور سیرتوں پر اور آپ انتخاب کیجئے اور پسند فرمایئے ان کے اچھے اخلاق و خصائل اور اس کا مقتدی بن اب یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں وہ تمام خصائل و محاسن موجود تھے جو تمام انبیائے سلف میں متفرق طور پر تھے کیونکہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل تھے اور اسلیئے ہی آپؐ مجموعہ فضائل تمام انبیائے سلف تھے [1]

ع۔ حُسنِ یُوسف دمِ عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

## دلیل ۷

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی جانب مبعوث ہوئے اسلیئے یہ بھی ضروری ہوا کہ برائے حق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف بھی تمام انبیائے سلف سے زیادہ ہوں اور مشقت بھی زیادہ ہو مثلاً جب فرمایا یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ الخ یعنی اے جہاں کے کافرو۔ تو یہ سب کافر حضور صلعم کے دشمن ہو گئے اور سب سے خوف کا مقام پیدا ہو گیا۔ اس وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بھی سب سے زیادہ ہو گئی۔ دیکھ اے صاحبِ ذوق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کیطرف مبعوث ہوئے تو آپؑ فرعون اور اس کی قوم سے خوف کھاتے تھے۔ حالانکہ جہاں موسیٰؑ کے مقابلے میں فرعون اور اس کی قوم کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی۔ ع

بیں تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا

---

[1] یہ شعر کتاب میں درج نہیں ہے مگر حسبِ حال ہے اسلیئے درج کر دیا۔



## دلیل ۸

جب حضرت خاتم الرسل ہوئے تو یہ بھی لازم ہوا افضل بھی ہوں کیونکہ فاضل کا منسوخ ہونا مفضول سے عقلاً قبیح ہے۔ جیسے جب کوئی اچھی چیز آتی ہے تو پرانی چیز غیر مروج ہو جاتی ہے اسلیئے کہ وہ پرانی سے اچھی ہوتی ہے۔

## دلیل ۹

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں نبی کو پکارا تو اُن کا نام لیکر پکارا جیسے یَا آدَمُ اسْکُنْ وَزَادِیْنَاہُ اِنَّ یَا اِبْرَاھِیْمُ وَیَا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ وغیرہ وغیرہ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی پکارا گیا تو فرمایا گیا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ وَیَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ وغیرہ وغیرہ۔

## دلیل ۱۰

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب دینوں سے افضل ہے۔ اسلیئے کہ محمدؐ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں نیز یہ کہ اسلام تمام دینوں کا ناسخ ہے اور ناسخ ہمیشہ منسوخ سے افضل ہوتا ہے

## دلیل ۱۱

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تمام اُمتوں سے اے محمدؐ آپ کی اُمت بھی افضل ہے۔

## دلیل ۱۲

ہر حاکم کی تکلیف و تکلف و اہتمام بقدر اُس کی رعیت کے ہوتا ہے یعنی اگر کوئی ایسا حاکم ہے جس کا حکم ایک گاؤں پر ہے اس کی مشقت و اہتمام اس گاؤں تک ہی محدود ہوتا ہے آگے نہیں۔ جس حاکم کا حکم شرق سے مغرب تک تمام دنیا میں ہو تو اس کی حاجت و ضرورت دنیا کے تمام ذخائر و خزانہ جات ہیں اسی طرح اس کو خزانہ ہائے توحید و معرفت و اعلیٰ قدر

مطابق شرق و مغرب کی ضرورت کے ملیں گے پس وہ پیغمبر فداہ روحی جو مشرق و مغرب جن و انس کیطرف مامور ہوا اس کیلئے ضروری ہے اسکو معرفت و حکمت کے خزائن سے اسی قدر حصہ ملے جو مشرق و مغرب تمام دنیا میں تقسیم کیے جائیں۔ بس اگر یہاں یہ بات سمجھ لی گئی تو معاملہ بھی صاف ہوگیا۔ پیارے نبیؐ کو کنوزِ حکمت و علم سے وہ کچھ عطا ہوا جو پہلے کسی نبی کو نصیب نہ ہوسکا یہ سچ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ان علوم تک پہنچی جہاں تک کوئی بشر نہیں پہنچ سکا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوصافِ حمیدہ چونکہ لامتناہی ہیں۔ اسلیئے اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب اصحابِ کبار رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اوصاف حمیدہ تحریر کرنے کی ضرورت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ :۔ یعنی میرے اصحاب مثل تاروں کے ہیں اگر تم ان میں سے ہر ایک کی پیروی کروگے تو ھدایت اور فلاح پاؤگے۔

# فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نقل ہیکہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نمازِ فجر میں قرآنِ مجید کی سورہ الحاقۃ ما الحاقۃ پڑھ رہے تھے تو جب یہاں پہنچے خُذُوْہُ فَغُلُّوْہُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ تو چالیس روز تک آپؓ بے ہوش رہے جو ہوش آیا تو کسی نے آپؓ



سے دریافت کیا کہ حضرت بیہوش ہوکر گر پڑنے کی کیا وجہ تھی تو آپؓ نے فرمایا کہ قرآن مجید کا یہ خطاب کہ خُذُوْہُ پکڑو اس کو فَغُلُّوْہُ آگ کی رسیوں سے جکڑو اس کو ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ پھر جہنم کی طرف چلو تو اس واسطے میں زمین پر بے ہوش ہوکر گر پڑا کہ شاید حکم کہیں میرے لیئے تو نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۂ اعظم رسولی حضرت صدیق اکبرؓ نے منزل فنا فی الرسول طے کرکے سرِ منزل فنا فی اللہ میں داخل ہوکر داعی اجل کو لبیک کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

# فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک آجڑی پریشان حالت میں شہر میں داخل ہوا لوگوں نے پوچھا اے آجڑی تو کیوں پریشان ہے اور جلدی میں چل رہا ہے تو اس نے کہا کہ خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم انتقال فرماگئے ہیں میں اسلیئے پریشان ہوں اور رو رہا ہوں۔ شہر کے لوگوں نے کہا کہ تو دیوانہ ہوگیا ہے ہم یہاں شہر میں رہتے ہیں ہمیں صحیح پتہ ہے یا تو جو جنگلوں میں رہتا ہے تجھے صحیح پتہ ہے۔ اس آجڑی نے کہا آپ معلوم کرو خلیفۂ رسولؐ زندہ نہیں ہیں اگر میں غلط کہتا ہوں تو جو مرضی مجھے سزا دینا۔ چنانچہ جلد ہی جب پتہ کیا تو واقعی حضرتِ عمر فاروقؓ وفات پاچکے تھے تو لوگوں نے آجڑی سے کہا تجھے حضرت کی وفات کا کیسے پتہ چلا اس نے کہا کہ بھیڑیا نے میری بکری بھیڑوں کو پھاڑ کھایا تو میں سمجھا کہ آج نشان

عدلِ فاروقی کا علم سرنگوں ہوگیا ہے اسلیئے میری بھیڑوں وغیرہ کو بھیڑیا نے کھایا ہے ورنہ آج تک میری بھیڑ بکریاں تو بھیڑیئے کیساتھ ایک ہی جگہ پانی پیتے تھے اسلیئے کہ نشانِ عدلِ فاروقی باقی تھا۔

تو پھر باشندگانِ شہر نے کہا مرحبًا مرحبًا تو کیسا صادق الیقین ہے تو معلوم ہوا کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسا میزانِ عدل کو نصب فرمایا تھا کہ آپؓ کے عدل کی زنجیروں میں بھیڑیئے بھی جکڑے ہوئے تھے واہ سبحان اللہ۔

## فضیلت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں زبردست قحط پڑ گیا تو کئی ہزار اونٹ غلہ کیلئے ملکِ شام میں بھیجے تاکہ غلہ لائیں لیکن قحط کے باعث کوئی غلہ نہیں ملا۔ اور یہ اونٹوں کے کاروان والے خالی واپس آئے تو حضرت عثمانؓ کے قریب رہنے والے غریب مسکین جو کہ غلہ کیلئے ترس رہے تھے کہ کس وقت غلہ آئیگا اور ہمیں کھانا ملیگا چنانچہ خبر آئی کہ ملک سے غلہ لانے جو کاروان گیا تھا وہ غلہ لیکر واپس لوٹ آیا ہے حقیقت میں یہ غلہ والا قافلہ بالکل خالی تھا۔ تو حضرت عثمان نے راستے میں قاصد بھیجوا کر قافلہ والوں کو کہلا بھیجا کہ ان کی ریت کی بوریاں بھر لاؤ اور راستے میں قافلہ والوں نے یہی بات کی ریت کی بوریاں بھر کر



اونٹوں پر لاد دیں جب شہر کے پاس قافلہ پہنچا تو لوگ بھوک کے مارے بلک رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لائے تو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر بوریاں کھولنی شروع کیں تو ہر بوری میں ریت کے بجائے ہر قسم کے غلہ کی اجناس تھیں اور سب غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کیا واہ سبحان اللہ کیا شانِ عثمانی تھی۔

## فضیلت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نقل ہیکہ قیامت کے دن پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا اور اس دن زمین و آسمان کے درمیان ایک نشان کھڑا ہوگا جو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ اور اس نشان کی لمبائی کا راستہ تیراں ہزار سال کا ہوگا اور اس نشان کیساتھ ستر ہزار شاخیں چھوٹی چھوٹی ہونگی اور ہر ایک چھوٹی شاخ کیساتھ ایک حور ہوگی اور ہر حور کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہوگا جسپر یہ لکھا ہوگا کہ ہر ایک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کریگا تو وہ اس روز آپ کے ہمراہ بیٹھیگا۔ خداوند قدوس اسدن تمام فرشتوں کو حکم فرمائیگا کہ اس نشان یعنی ستون کو پل صراط سے پار اتارو تو تمام فرشتے حکم کے مطابق اس نشان یعنی ستون کو زور لگائیں گے تو یہ ستون ذرا بھر بھی نہ ہلیگا۔ اسوقت تمام فرشتے عاجز ہوں گے تو پھر خداوند کریم امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیں گے کہ آپ اس نشان ستون کو پلصراط سے پار اتاریں تو پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حکم خداوند کے مطابق تعمیل کرتے ہوئے مثل برقِ گلاب

سے اس نشان ستون کو اپنے سر پر رکھ کر پلصراط سے اُتار دیں گے تو پھر اس ستون کو خداوند کریم امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کے سر مبارک پر مثل تاج بنا دیگا اور اس نشان کے پاس مخلوق ہوگی اور یہ مخلوقات مثل موتیوں کے روشن و درخشاں ہوگی اور حضرت علی اس تاج مبارک کو اپنے سر پر رکھکر پلصراط پر کھڑے ہو جائیں گے پھر تمام اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پلصراط سے پار ہو جائیگی الحمد للہ الذی علی کل حال خداوند کریم ہم سب کو سایۂ شاہِ مردان حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نصیب کرے آمین ثم آمین۔

## کچھ باتیں جو صوفی کے لئے لازمی ہیں

بعض لوگ ایسے بھی نظر آئے جو نائب رسولی ہونے کا دعویٰ کر کے مشائخ بن بیٹھتے ہیں اگر غور کی نظر سے ان کے افعال و اقوال کو دیکھا جائے تو وہ فاعلہ مسلمانی اور کفر و شرک بدعت حق و باطل امر و نہی مشروعات غیر مشروعات وغیرہ میں ذرا بھی فرق نہیں کرتے پھر وہ کسطرح نائب رسولی اور مشائخ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے قول و فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث شریف کے مصداق الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے مثل کتوں کے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ گداگروں کی طرح رات دن خانہ بدوشی کرتے ہیں اور دنیا کے سامان مکر و حیلہ سے جمع کرتے ہیں اور دامنی یعنی دجی



سر پر رکھ کر اعلیٰ و ادنیٰ خلیفہ کے نام سے مقلب ہو جاتے ہیں تو فقیر احقر العباد کے نزدیک جب تک کوئی طالب اللہ کسی کمال شیخ سے منزل بمنزل عرفان و سلوک طے نہ کرے تو دامنی دجی سر پر رکھنے سے خلیفہ یا شیخ نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات مکتوب ۱۹ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ دامنی یعنی دجی سر پر رکھنے اور پہنانے سے خلیفہ اور مشائخ نہیں ہو سکتا جب تک کسی کمال سے سلوک طے نہ کرے۔ فقیروں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو محتاج و عاجز روتے ہوئے التجا کریں اور بندگی کے وظائف کو بجا لائیں اور شرعی حدود کی محافظت کریں اور سنت نبی علیہ السلام کی متابعت کریں اور نیکیوں کو حاصل کرنے میں نیتوں کو درست رکھیں اور اپنے باطنوں کو خالص اور اپنے ظاہروں کو درست رکھیں نیز یہ کہ اپنے عیبوں کو دیکھتے رہیں اور اپنے گناہوں کے غلبہ کو مشاہدہ کرتے رہیں اور علام الغیوب کے انتقام سے ڈرتے رہیں اپنی نیکیوں کو تھوڑا سمجھیں اگرچہ بہت نیکیاں ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مرد فاجر سے مدد دیگا اس اجمال کی تفصیل صوفیائے کے نزدیک یہ ہے کہ جو مرید طلب کیلئے آئے اور شغولی کا ارادہ ظاہر کرے تو اسکو شیر مادر کی طرح جاننا چاہیئے۔

## اقتباس کچھ ذکر کے بارے میں

ذکر دو طرح کا ہے ذکر قلبی اور ذکر لسانی ذکر قلبی کا اثر قوی اور بزرگ تر ہوتا ہے

اسی ذکر کو ذکرِ خفی بھی کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ذکرِ خفی ذکرِ لسانی سے ستر درجہ افضل ہے یہ وہ ذکر ہے جو اعمال لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سُن پاتے چنانچہ اسی ذکر کی شان میں ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ۔ ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہیکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر ہر وقت کیا کرتے تھے۔

یہ سب کچھ اس واسطے ہے کہ جس کے دل میں ذوق ہے نہ اس کیلئے جو ظاہر کیطرف جھکا ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر وہ آدمی جسکو اللہ تعالیٰ نے قلبِ سلیم عطا فرمایا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا ذکر خفی ہے اور اچھا رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔ نبی پاکؐ نے فرمایا ہے افضل ذکر خفی ہے جب قیامت کا دن ہوگا اور خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کو جمع فرمائیں گے۔ اور اس وقت فرشتے اعمال جمع کرنیوالے جو کچھ انہوں نے اعمال لکھے ہیں وہ پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو کوئی چیز ان کے اعمال میں لکھنے سے باقی تو نہیں رہی۔ فرشتے عرض کریں گے کہ خدایا جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا وہ سب کچھ جمع ہے کچھ باقی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کرکے فرماویں گے تیرے لیئے میرے پاس ایک ایسی نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور ہم کو اس کا بدلہ دونگا وہ ذکرِ خفی ہے۔ اسکو علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب بدور النافرہ میں بروایت ابی یعلی موصلی۔ ایسا ہی ذکر ملا علی قاری نے بھی کیا اور یہی بڑی حجت ہے ہمارے سادات نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم نے کہا اسی واسطے اس ذکر کی تعلیم کیلئے اللہ تعالیٰ



نے فرمایا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ یعنی یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو اپنے جی میں یعنی اپنے دل میں۔

# فصل دوم حالاتِ قلب

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد قطب الاقطاب حضرت جناب بابا نظام الدین اولیا کیانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دستہ بدستہ آداب فدویانہ بجالایا آپؒ نے جملہ ماضی کے حالات دریافت فرمائے فدوی نے عرض کی یا حضرت اجکل فدوی غلام مسکین کے پاس لوگوں کا ہجوم جمع رہتا ہے اس بات سے میرا دل بہت گھبراتا ہے۔ تو اس وقت آپؒ نے فوراً زبانِ مبارک سے حکم صادر فرمایا کہ بعد ازاں اپنے روزانہ مقررشدہ وظائفوں کو حجرہ میں سابقہ طریقہ سے پورا کرکے باقی وقت کو غنیمت جان کر عام لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرو تاکہ ان لوگوں کی حاجتیں تیری زبان سے پوری ہوجایا کریں۔ شاید وہ اپنی بدکرداریوں سے منہ موڑ کر نیک کاموں میں مشغول و مصروف ہوجائیں اور دینی و دنیاوی فیض حاصل کرکے نجاتِ عقبیٰ کے امیدوار ہوجائیں اور اس طرح اپنی والدہ کی زیارت کے پاس ایک حجرہ میں آٹھ برس تک قیام پزیر ہوکر آنحضرت صاحب موصوف قبلۂ عالم کعبۂ من کے حکم کی تکمیل کرتا رہا۔

اس تکمیل حکم کے بعد پھر فدوی نیازمند آنحضرت کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا خیر و عافیت جملہ حالات آپؒ نے دریافت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ برخوردار عزیزِ من

بہت جلدی کچھ لیکر کھالے تاکہ اس وقت آپکو جلدی سے رخصت دیکر گھر کو روانہ کیا جائے جب میں روٹی کھا چکا تو فوراً آنحضرت صاحب نے رخصت کا حکم صادر فرمایا پھر میں جلدی روانہ ہو کر بخیریت تمام گھر پہنچکر قیام پذیر ہو گیا تو ایک روز رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ چاند آسمان سے اتر کر مسکین عاجز کی گود میں آرام کر رہا ہے۔

## میاں رکن عالم سے متعلق ایک واقعہ

نویسندہ کتاب ہذا نذیر احمد متوطن گجرات پنجاب موضع قصبہ کڑیالی متصل دریائے جہلم نزد سرائے اورنگ آباد کسی شخص نے بیان کیا کہ حضرت میاں محمد رکن عالم کو دو تین شخص اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے سیر کیلئے لے جا رہے تھے تو کچیارہ پل پر پہنچے یہاں آئے تو وہ اسوقت بھائیا جی کے لقب سے مشہور تھے۔ یہاں کوئی انگریز دو چار یوم سے ریچھ کے شکار کیلئے پریشان تھا۔ اس نے دیکھکر ان آدمیوں سے پوچھا کہ یہ کس بزرگ کا لڑکا ہے ان آدمیوں نے کہا کہ ایک فقیر جو باباجی صاحب لاروی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا صاحبزادہ ہے پھر انگریز نے حضرت بھائیا جیؒ سے عرض کیا کہ یا حضرت دعا فرماویں میں دو چار یوم سے یہاں شکار کیلئے بیٹھا ہوں تو شکار نہیں ملتا تو اس وقت حضرت میاں محمد رکن عالم دعائے خیر کے بعد انگریز کو حکم دیا کہ میدان میں گھات لگا کر بیٹھو تو جنگل سے ریچھ نکل آئیگا اور خدا کا نام لیکر ریچھ پر بندوق سے گولی چلا دینا تیرا شکار ضرور ہو جائیگا۔ جب انگریز نے حکم کے مطابق تعمیل کی تو جلدی ہی



ایک ریچھ شکار کر لیا حضرت صاحبزادہ میاں محمد رکن عالم سیر و سیاحت کے بعد واپس پل پر آئے تو انگریز نہ خوشی سے دوڑتا ہوا حضرت بھائیا جی کے پاس آیا اور ان کیلئے روپے دیئے تو انہوں نے روپیوں کو دور پھینک کر فرمایا کہ چلے جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے مجھے روپے کی لالچ دیتا ہے انگریز پیچھے ہٹ کر عرض کرنے لگا روپے کے بغیر میرے لیے اور دعا کیجئے۔ چنانچہ اسنے اسی وقت ایک اور ریچھ شکار کر لیا اور خوشی اپنے قیام کی جگہ میں چلا گیا یہ بات گھر آکر تمام قبلۂ عالم حضرت جناب باباجی صاحبؒ کو ساتھ والے آدمیوں نے بتا دی۔ ایک اور جگہ اسطرح تحریر ہے۔

بعض لوگوں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا تھا کہ مجھ سے زیادہ عزیز کی تواضع اور فرمانبرداری کرنی شروع کر دی جب کئی مرتبہ عام لوگوں نے عزیز کی پاک و شیریں سخن زبان کا تجربہ کرتے ہوئے دم بر بیماراں و دعائے حاجتمنداں کا ایسا حسن ظن ہو گیا اور ان لوگوں واثق یقین ہو گیا لہذا جو کوئی شخص دینی دنیاوی حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ سے عزیز کی وسالت طلب کرتا تو برخوردار سے مطمئن ہو کر خوش و خرم ہو کر گھر کو واپس جاتا۔ اسطرح مجھے بھی برخوردار کی شہرت کا یقین ہو گیا۔

اسی طرح مولوی نذیر احمد کی زبانی کتاب ملفوظات نظامیہ میں حضرت میاں محمد رکن عالم کے بارے میں تحریر ہے کہ ایک شخص کی ٹانگ میں کانٹا لگ جانے سے ناسور ہو گیا تو حضرت بھائیا جی اور حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین لاروی چھوٹی عمر میں موجودہ نظام آباد میں یہاں کا پہلا نیا مکان تعمیر کرنے کے دنوں میں اسطرف جا رہے تھے تو یہ ناسور والا شخص میاں محمد رکن عالم سے عرض کرنے لگا کہ حضرت آپ کہاں جا رہے ہیں اور یہ چھوٹا بچہ جو آپ کے آگے

چل رہا ہے کون ہے۔ تو حضرت بھائیا جی نے کہا کہ ہم دونوں بھائی ہیں یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اس کو لوگ میاں صاحب کہتے ہیں۔ ہم جہاں ہمارا مکان تعمیر ہو رہا ہے وہاں جا رہے ہیں۔ ناسور والے شخص نے آپ کی دم کی شہرت کا سنا ہوا تھا تو ناسور والی ٹانگ پر دم کرنے کیلئے کہا تو اسی وقت اس کی ناسور والی ٹانگ ٹھیک ہو گئی۔

## حضرت حاجی نظام الدین لاروی کے بارے میں

ایک مرتبہ میں حضرت پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں انتہائی غم و پریشانی کی حالت میں حاضر تھا تو پیر کیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا میاں عبداللہ تو آج کیوں غمگین ہے تو میں نے عرض کیا یا حضرت میرا بیٹا جو آپ کے اسم گرامی کے نام سے مشہور ہے وہ کچھ غیر یقینی طریقہ سے ہے اسی وجہ سے پریشان ہوں تاکہ وہ باتمیز ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ عزیز من میاں عبداللہ جی خاطر تسکین رہو مجھے الہام سے معلوم ہوا ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ تیری اولاد سات پشت تک باارشاد ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو پیر کیانیؒ کے اس ارشاد کے بعد میری یہ پریشانی فوراً دور ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ ضروری ہے حضرت مرشد گرامی کی وساطت سے ایسا ہی ہوگا۔



## اسی ذیل میں کچھ نصیحتیں

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید  کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ارشادِ باری تعالیٰ ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

ترجمہ "اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو"۔

بس یاد الٰہی عبادت اور مجاہدہ کے بغیر فقیری و بزرگی کی مسند پر بیٹھنا اور قوت معنی کے ادراک کے بغیر طریقت کے بہادروں کے میدان میں کمربستہ ہو جانا بہت بیجا بات ہے اور بعض بدبخت جاہل لوگ داڑھی مونچھ منڈوا کر زنار کی طرح کالا دھاگا یا سفید دھاگا گردن میں ڈال کر نورِ شریعت سے بے خبر ہو کر بھنگ وغیرہ نشہ جات میں مقید ہو کر اپنا لقب بے قید ٹھہرا لیتے ہیں جبکہ وہ قیدِ شیطان میں مقید و گرفتار ہوتے ہیں مگر بازی اور بے نمازی کو ملامتیہ طریقت قرار دیکر اسی طریقہ کو خدا پرستی جان بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں کسی قسم کا علم عقل اور تمیز نہیں ہوتی جس سے کہ وہ اپنے اوصاف حمیدہ کی اصلاح کریں اور اپنی دلی بیماریوں کو رفع دفع کریں اور اس قسم کے لوگوں کو نہ ہی ذوق و شوق ہے کہ ان بداخلاق کی مستی و ہوا پرستی سے بچ سکیں وہ لوگ دراصل حقیقت میں بدنہاد اور خود پرست ہوتے ہیں اور دین مبین شریعت محمدی کی رسی کو

چھوڑ کر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں بدبختی اور ادبار نے اِن کو نیچے دبا کر ایسا دبوچ لیا ہے کہ یہ اپنے عیوب کی جانب ذرا بھر بھی نگاہ نہیں کرتے غرض کہ خدا جوئی کے طریقہ میں کئی گروہ ہیں جو طرح طرح سے اپنی ذات کو پیش کرتے ہیں اور پھر اپنی تمام عمر اسی میں صرف کر ڈالتے ہیں جبکہ اِن کے نفس اور شیطان حق کو باطل کے ساتھ ملا رکھا ہے تو اسطرح یہ لوگ سب کے سب غلطی میں ڈوب گئے ہیں اس واسطے کہ انہوں نے شریعت محمدی کے برخلاف رستہ تلاش کیا ہے۔

ایسے آدمیوں پر لاکھ کروڑ ہا آفریں ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر عشق مجازی کریں اور صحابہ کرام تابعین خلفائے راشدین سب پر اللہ تعالیٰ رضامند ہو۔

ایک بال بھر بھی شریعت محمدی کیخلاف نہ کرے جبکہ شریعت محمدی ہی خدا تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ ہے تو جو شخص وسیلہ ترک کر کے دین کے کاموں میں مستقیم نہ رہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے دین سے منہ پھیر لیا اور دائرہ اسلام سے اپنے پاؤں باہر کھینچ لیے ہیں جسطرح بعض جاہل لوگ۔ اور بدعتی ایسے لوگوں کو کہتے ہیں کہ اب یہ شریعت سے گذر کر طریقت اور حقیقت پر پہنچ گئے ہیں اسی واسطے اب ان کو نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ احکام شریعہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا بچائے ایسے لوگوں سے جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔



# ولی کی صفت اور ولایت کے بیان میں

واضح ہو کہ ولایت سے مراد وہ نور ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا یعنی زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہوئی اور اس کے حکم و عنایت سے نور مشرق کی جانب سے بندے کے دل پر چمکتا ہے اور پھر بندے کے سینے کا انشراح اور دل کا انفتاح کھلنا حاصل ہو جاتا ہے اور حقیقی اسلام یعنی نور کی حقیقت ظاہری لباس اپنا جمال اور نور ظاہر کرتا ہے۔ فَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اللہ تعالیٰ کرامت محبت اور قرابت سے مخصوص ہوتا ہے۔ اور اس طرح جو کچھ اس سے کسی مجلس میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ اس نور کا پرتو ہوتا اگر اس شخص سے قرابت محبت اور کرامت کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور اگر وہ درویشوں کے لباس میں ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ صاحب کشف و کرامات کی علامتیں بہت ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کہ اولیاء اللہ کون ہیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کو دیکھ کر تجھے اللہ تعالیٰ کا نام یاد آجائے محمد علی حکیم ترمذی اس حدیث شریف کو اپنی کتاب نوادر الاصول فی الاحادیث الرسول میں فرماتے ہیں کہ ولی کا دل انوار جلال الٰہی کی کان ہے اور ہیبت کبریا اس کی قربت اور ولی کے چہرے کی تازگی اور نور اس کے سبب سے ہوتا ہے پس جب مومن بندے کا دل

اس نور کی پاکیزگی سے زندہ ہو جاتا تو اس نور کا عکس اس کی پیشانی پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے چہرے پر نور چمکتا ہے جو کوئی شخص اس ولی اللہ کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو خدا پاک یاد آجاتا ہے۔ میرے مرشد گرامی یہ رُباعی پڑھا کرتے تھے۔ ؎

باہر کہ نشینی و نشد جمع دلت ! وز تو نہ رہید زحمت آب گلت
زنہار ازاں قوم گریزاں مباش ورنہ نکند روح عزیزاں بجلت

ولائت کی علامت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ بندہ مجالست کُبریٰ کی برکت سے حقیقت میں پانی اور مٹی کی زحمت سے جان و دِل کی صحبت میں پہنچتا ہے اور قالب تفرقہ سے دِل کی جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ میرے ہادی نا و مُرشد نا اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ؎

سہ نشان بُود ولی را ز نخست آں معنیٰ
کہ چو روی او بہ بینی دل تو باد گر آید!
دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند ز معنیٰ
ہمہ راز ہستی خود بحدیث میر باید!
سوم آں بہ معنیٰ ولے اخص عالم!
کہ ہیچ او را حرکات بدنیا ید!

ایک حدیث قدسی میں آیا ہے۔ قَالَ النبی صلعم اَنَا وَجَدْتُ قَلْبَ عَبْدِیْ خَالِیًا مِنَ الدُّنیا والآخرۃ مَلَأْتُہٗ حَتّٰی اِذَا قَبَضْتُ عَلَیْہِ وَکَانَ فِیْ قَبْضَتِیْ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَ بَصَرَہٗ وَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یُمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ۔

ترجمہ۔ جب میں دِل کو دُنیا و آخرت سے خالی پاتا ہوں تو اس میں اپنی محبت بھرتا ہوں اور پھر



جب میں اِس پر قبضہ کر لیتا ہوں تو میں اس کا ہاتھ پاؤں منہ اور آنکھ بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا سنتا اور چلتا بولتا سوچتا ہے۔

اور ان علامات کی جانب ایک گہری اشارت اس واسطے ہے کہ جب بندہ اسی سے دیکھتا اور سنتا وغیرہ وغیرہ ہے تو اس کی تمام حرکات و سکنات نیک ہوتی ہیں اور خدائے لایزل کو قبول ہوتی ہیں جو اس کو دیکھتا ہے اور اس کی باتیں سنتا ہے وُہ اس کے جمال پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کمال کا گرویدہ بن جاتا ہے۔

ایک شخص نے میرے مُرشد گرامی کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا تو آپ نے اس شخص کو فرمایا کہ تو میری طرف اس طرح نہ دیکھ تو اپنے دل کو کھو بیٹھے گا۔ ؎

دیوانہ کسے کے بیند رُخ ما کم گرد بگرد چوں دیوانہ ہنہ

اہل حق کا یہی مذہب ہے کہ جو ولی کی کرامت ہے وہ اس کے نبی کا معجزہ ہے۔ اور ولائت کا ثبوت کرامات کے ظہور سے ہے اور جو افعال اقوال میں پیغمبر خُدا کی تابعداری سے حاصل ہوتا ہے۔ میرے مُرشد گرامی حضرت مولانا و ہادی نا فرمایا کرتے تھے کہ خوارق عادت اور کرامات پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ کام کی بات تو یہ ہے۔ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا چاہیے اور اسی پر مستقل رہنا چاہیے۔ ولی کی کرامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ولی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ دیانت کیساتھ حق پر قائم رہے یعنی محمدیؐ طریقے پر اپنے آپ کو قائم رکھے اور اسی کی تبلیغ کرے۔

اہل سُنت کی جماعت اور اہل معرفت اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں مثلاً پانی پر چلنا۔ چوپایوں سے باتیں کرنا۔ زمین کا کم وقت

میں طے کرنا کسی چیز کو بے موسم اور بے محل پیدا کرنا وغیرہ سب ولی کی کرامات میں شامل ہیں۔
تنزیل اخبار اس بات کی گواہ ہیں کہ ولی کی کرامات حضور اکرمؐ کے زمانہ میں آپ کی تصدیق کرتی تھیں اور قیامت تک یہ کرامتیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی رہیں گی منکر ان کرامت کے حال سے تعجب نہیں ہے بلکہ تعجب تو اس بات سے ہے کہ جو اہل سُنّت والجماعت اولیا اللہ کی کرامات کو قطعی دلیلوں سے ثابت تو کرتے ہیں مگر جب کسی ولی کی کرامات یا خوارق عادت کو دیکھتے ہیں تو اس کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ خُدا پاک ہمیں اور آپ کو ایسی بُری عادتوں سے بچائے کہ کسی پاک اعتقاد مومن کو اولیا کے حق میں ایسا بُرا اور بدظن ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو ظن سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

- اے اولیا اللہ حق را جدا شمردہ  گر ظن نیک داری بر اولیا چہ باشد

اگر اس قسم کی باتیں اولیا اللہ کے حق میں بطور حُرم کہے تو بھی پہلے ان کے حال سے واقف ہونا چاہیے۔ اس واسطے کہ ارشاد ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ مَالَمْ تَعْلَمْهُ يَقِينًا عِلْمًا۔ یعنی کوئی ایسی بات مت کہو جس کا تمہیں علم اور یقین نہ ہو۔ خاص طور پر کرامات اولیا سے انکار مت کرو کیونکہ کرامات سے انکار معجزہ سے بھی انکار ہو سکتا ہے اور اگر ولایت کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو اگر کوئی اس کی نفی کرے تو گویا وہ جسد اور سچ کو چھپاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ جَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۝



ظاہر دار لوگ صرف یہ جانتے ہیں کہ ولی گذشتہ اور آئندہ کی خبر دیتا ہے۔ لیکن وُہ یہ نہیں جانتے جو اولیا اللہ کی صورت حاصل کر لیتا ہے اور ان کی مقبول نظروں سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کے انسانی اوصاف فرشتوں سے آگے ہو جاتے ہیں نوادر الاسلام کتاب میں لکھا ہے کہ علمائے باطن ہی باطل اور حق میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ یقین کا نور ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں زیادہ کی ہیں یہاں تک کہ علمائے ظاہر ان باتوں سے منکر ہو جاتے ہیں کہ نماز میں وسوسہ بالکل دُور ہو جاتا ہے۔ وُہ پانی پر چل سکتا ہے اور زمین کو طے کر سکتا ہے۔ یا بے وقت اس کو کھانا مل جاتا ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو علمائے ظاہر وہی کہتے جو مطرب بن عبداللہ نے ہمراہی کو کہا تھا مطرب بن عبداللہ اولیا کی جماعت میں شمار ہیں یعنی اولیا اللہ کی تکذیب وہی کرتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی پاک نعمتوں کی تکذیب کرتا ہے۔

منکر چہ شوی بحالت زندہ دلاں  چوں ہر چہ تُرا نیست کسے را نبود

## بزرگوں کے اعتقاد سے فائدہ حاصل کرنا

میرے زمانہ میں یعنی میرے ہم عصر میرے گاؤں کے نزدیک بودباش رکھنے والے میاں محمد اسحٰق صاحب بہت مشہور صوفی و بزرگ تھے میں نے اور حضرت میاں صاحب نے اکتالیس یوم تک ایک جگہ چلہ کشی میں گذارا۔ جب چلہ سے فارغ ہوئے تو میں نے اُن سے عرض کیا یا حضرت یہ جو مٹی

کا کوزہ آپکی طہارت میں استعمال ہوا اسمیں جو پانی ہے وُہ بمع کوزہ کے مجھے عنایت فرماویں۔ آپ نے کہا آپ اِس کوزہ کو لیکر کیا کریں گے۔ اس پانی کو زمین پر پھینک دو اس سے بہتر کوزہ نیا کمہار سے لے آنا۔ کیونکہ یہ بہت دنوں سے کسی نے دھویا نہیں ہے۔ لیکن میں نے جب اِس کوزہ کیلئے اِصرار کیا تو آپ نے مجھے بمع پانی دیدیا چنانچہ عرصہ بارہ ۱۲ برس وہاں بالاکوٹ میں یہ کوزہ بمع پانی کے میرے پاس رہا اور عرصہ بارہ ۱۲ سال یہاں کشمیر میں رہا۔ پھر اچانک ایکدن اس کو بلی نے اُونچی جگہ سے نیچے گرادیا جس سے کوزہ ٹوٹ گیا اور یہ طہارت کا بچا ہوا پانی بھی نیچے گر گیا اسطرح مجھے شدید صدمہ ہوا اور تین یوم تک کچھ نہیں کھایا جب جب کوئی پریشانی ہوتی تھی تو اس کوزہ کے پانی کو استعمال کرتا تھا تو پریشانی دُور ہو جاتی تھی۔

اے عزیز و طالبان حقیقت و طریقت اُمید واثق ہے۔

اگر آپ فدوی نیازمند کی سوانعمری کو مطالعہ سے توجہ کریں گے تو ضرور بہ ضرور فیض اشرف ظاہری و باطنی حاصل کر کے فلاحِ دو جہانی کے مقاصد میں کامیابی حاصل کریں گے۔

# چند پنجابی اشعار

عشق بازاروں میں بھی جا کر بِک ۔ ماسہ منگ لیتا



اوہو دراوہ حوض کئیاں دا جو آوے ملک ایرانوں
جاری خاص بُخارا وچوں لنگدا قصر عرفانوں
عبدی وانگوں مرض گناہ دی جس بندے نوں ہوئے
کرے نظارہ یار پیارا مرض باطن دی ہوئے
تعبیر زہد ریاضت پیر اساڈے کئی دربار لگائے
یتیم غریب نمانے جھڑے تختاں چا ہڑے بہائے
ہک نگاہوں صیقل کر کے ہوئے قلب نورانی
ہکی نظروں عارف بناون واہ واہ چشم نظامی
اوہو پھل مجدد والا تے جانی یار یگانہ
واہ واہ قسمت عبدی تیری ڈٹھا دربار شہانہ

ایک مرتبہ میرے مرشد گرامی نے ایک بڑی مجلس میں مجھ پر ایسی توجہ فرمائی کہ تمام اہل مجلس پر حال کی کیفیت طاری ہو گئی اور مجھے فرمایا کہ میاں عبداللہ جی اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نصیب کرے تو حقیقی دولت بہت اچھی ہوتی ہے اور وُہ دولت یہ ہیکہ آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا پیار کیا جائے جو سب سے زیادہ ہو۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے زیادہ اپنے والدین بزرگوں یا کسی اور سے پیار رکھتا ہے وُہ میری اُمت میں شمار نہ ہوگا اور نہ وُہ کسی طرح کا پیشوا اور امام بننے کے لائق ہوگا۔

# نصیحت آمیز واقعہ

یہ نصیحت آمیز واقعہ مولانا نذیر احمد صاحبؒ کے ساتھ ہوا ہے۔ ملفوظات نظامیہ کے نویسندہ یہی مولوی صاحب تھے وُہ کتاب ہذا کے صفحہ نمبر ۲۷ پر اس واقعہ کو لکھتے ہیں کہ مجھے باباجی صاحب لاروی کی خدمت میں جب ایک سال بیت گیا تو میں نے حضرت کے کئی ظاہری اور باطنی کمالات دیکھے اور میں اُن کا گرویدہ ہوگیا۔ ایک مرتبہ حضرت جی صاحبؒ کیساتھ تھا تو میں مکانات کی جانب اپنی عادت کیمطابق کبھی نیچے اور کبھی اُوپر دیکھنے لگ گیا تو حضرت نے مجھے ایک کتاب علمِ تصوف کی اپنی کتابوں سے نکالکر دی اور فرمایا کہ اسکو لے جاؤ اور تنہائی میں بیٹھکر مطالعہ شروع کرو اور پھر دیکھو کہ فقیر کے کیا آداب ہوتے ہیں۔ توجب میں نے کتاب مذکورہ کو اچھی طرح مُطالعہ کیا تو مجھے اِدھر اُدھر دیکھنے کی عادت سے نجات مِل گئی اور اپنے پہلے طریقہ سے ندامت ہوئی۔

اس کے بعد جب میں حضرت کی خدمتِ بابرکت میں گیا تو مجھے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ کا واقعہ سُنایا کہ جو درج ذیل ہے

حضرت بایزید بُسطامیؒ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پچاس۵۰ چالیس۴۰ سال تک رہے۔ ایک مرتبہ دونوں حضرات مسجد شریف میں تشریف فرما تھے تو اچانک امام جعفر صادقؒ نے بایزید بُسطامی کو کہا مسجد کے طاقچے سے فلاں کتاب لاؤ اسپر



بایزید بُسطامی نے فرمایا کہ حضرت مسجد کے کس طاقچے سے میں کتاب لاؤں اس جواب پر امام جعفر صادقؒ نے دہشت ناک طریقہ سے فرمایا کہ آپ کو یہاں رہتے ہوئے کتنے برس گذر گئے ہیں ابھی تک آپ کو مسجد کے طاقچے معلوم نہیں۔

اسپر بایزید بسطامی نے عرض کیا یا حضرت مجھے اتنی فرصت کہاں ملی کہ میں آپکی ذاتِ گرامی کے بغیر اِدھر اُدھر دیکھتا میں تو آج تک صرف حضرت کے رُخِ زیبا کو دیکھتا رہا۔ اس سے مجھے فرصت ہی نہیں ملی کہ میں اور کہیں دیکھتا۔

اسپر امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اے بایزید اگر تجھے یہ معاملہ پیش ہے تو پھر تو مجھ سے رُخصت ہو بُسطام چلا جا کیونکہ اب تو میرے لائق نہیں رہا۔

# پیر کیانی کا دروازہ باباجی کا مراقبہ

ایک مرتبہ کافی مُدت کے بعد میں حضرت پیر کیانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے گھر بار کی خیریت دریافت کی۔ نیاز آگین نے کہا۔ حضرت بالکل خیریت اور ٹھیک ہے۔ ساتھ ہی میں نے کہا حضرت گُستاخی نہ ہو تو عرض کروں۔ تو آپ نے فرمایا برخوردار بیان کرو تو میں مؤدبانہ عرض پرواز ہوا کہ یا حضرت آپ کے شاہی مکانات کے باہر جو چار دیواری ہے اس دروازے سے مجھے اندر داخل ہونیکی اجازت دی جائے تاکہ میں اپنے مرشد گرامی کی ڈیوڑی کا تصور کرسکوں اور ہمیشہ تصور دروازہ ڈیوڑی رہوں تو حضرتِ مُرشد گرامی نے فرمایا

اجازت ہے آپ اندر جا سکتے ہیں چنانچہ جب اندر گھوم کر دیکھا تو پوری طرح وہاں کے مکانات وغیرہ کا تصور پختہ کر لیا تو پھر مرشد گرامی نے فرمایا برخوردار میاں عبداللہ جی تصور دروازہ ڈیوڑھی کر لیا اور آؤ اب تنور کو بھی دیکھو جہاں تنگر کی روٹی پکتی ہے چنانچہ وہاں گیا اور کچھ دیر بطور مراقبہ وہاں بیٹھا رہا تو اچھی طرح تصور پکا کر لیا۔

میرا تصور ایسا پکا کہ ادائے فرض پنجگانہ بھی گویا وہاں ادا کر رہا ہوں اسی لیے الگ نماز پڑھنے کا طریقہ اختیار کر لیا۔ اور مرشد گرامی نے فرمایا عزیز برخوردار الوقت جبر مبارک عبداللہ جی جب تو اپنے کاروبار خانگی اور یادِ الٰہی عبادت اوراد و وظائف سے فراغت پائیگا تو مندرجہ بالا طریقہ سے زائد وقت اگر ملے تو تفسیر حسینی صحیح بخاری شریف کا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان کی تشریح حکم احکام امر نہی کے اوپر عمل کر کے جو فتنہ انگیز لوگ تیرے پاس آتے ہیں ان کے فیصلے قرآن شریف اور حدیث پاک کے مطابق کرنا چاہیے۔ نیز یہ کہ اس مخلوق کو جو آپ کے پاس آتی ہے نصیحت اور وعظ کرنا چاہیے تاکہ مخلوقِ خدا نامشروعات افعال سے باز آ کر صلاحیت حاصل کرے۔ اور میاں عبداللہ جی یہ دنیا فانی ہے اور لاحاصل ہے۔ مجھے تیرے ساتھ زندگی میں یہ آخری ملاقات معلوم ہوتی ہے۔ بعد ازاں آپ کو یہ وصیت کیجاتی ہے کہ ہر خورد و کلان سے شریعت محمدی کے مطابق نرم زبان خوش اخلاقی اور حلیمی سے پیش آنا۔

اے عزیز طالب اللہ کوئی دینی دنیاوی کام مطابق شریعت محمدی اسوقت تک سرانجام نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل میں اس کے واسطے دلی محبت و لگاوٹ نہ ہو اور محبت و عشق کے بغیر بحر عرفان سے بھی کوئی حصہ نہیں ملتا۔



## اسی ذیل میں

مولوی نذیر احمد نویسندہ کتاب ہذا میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت باباجی لاروی کی خدمت میں بیٹھا تھا اور کتاب تحریر کر رہا تھا تو حضرت نے فرمایا مولوی جی تو تحریر و تقریر سے قدرے ماہر معلوم ہوتا ہے۔ ایسے حالات تو بھی جانتا ہے کہ نہیں پھر کچھ توقف کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر تو تمام عمر میرے پاس بیٹھے ہوئے تحریر کرتا رہے تو بھی یہ حالات ختم نہ ہوں گے پھر مجھے فرمایا کہ برخوردار تو یہ خیال کرتا ہوگا کہ شاید رات کو باباجی کتابیں مطالعہ کرتے ہوں گے ایسی بات ہرگز نہیں اگر آزمائش کرنی ہے تو اپنے ملک پنجاب ہندوستان دہلی لکھنؤ علیگڑھ اور دیوبند سے بڑے بڑے علماء کو لاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ بحث و مباحثہ کریں اور ان علماء سے تم یہ بھی نہ کہنا کہ اس فقیر کے پاس بہت عالم فقیر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں دو عالم اور تین چار طالب علم کسی بات پر باہمی نزاع کی وجہ سے حضرت کے پاس آ گئے اور بحث شروع کر دی تو حضرت نے مسائل کے بارے میں صحیح جوابات دیئے تو یہ لوگ مطمئن ہو گئے اور حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

## اسی ذیل میں

طالب اللہ کو چاہیے بیعت اختیار کر کے کمربستہ ہمت ہو جائے اور طویل روحانی منزل کو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا طے کرے اور جب تک یہ تمام نہ ہو جائے راستے میں نہ چھوڑے جب تک اس کی زندگی ہے۔ بندے کے دل پر کئی ہزار پردے ہیں جب تک یہ کئی ہزار پردے دل سے

دُور نہ ہوں اسوقت تک قُربِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔

اے عزیز طالب اللہ جو طریقہ سُنّت نبویہ کا ہے تمام علوم و معارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طریقہ میں ہیں جن سے شریعت کی صُورت ظاہر ہے اور شریعت کی حقیقت نبوّت کے کمالات میں سے ہے اور یہ علوم و معارف جو اولیأ کے کلام سے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً سماع نغمہ اور کلمات وحدت الوجود سے بولنا یہ انبیأ علیہ السلام کے علوم و معارف کے کمالات میں سے نہیں ہیں بلکہ مقام ولائت میں ہیں اور اس کی تاویل اسطرح پر کرتے ہیں کہ نبی کی ولائت اسکی نبوت سے بہتر ہے اور اس بنا پر سمجھتے ہیں ولائت نبوّت سے افضل ہے۔ کیونکہ ولائت کا رُخ حق کی طرف ہے اور نبوّت کا رُخ خلق کی طرف ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو رُخ حق کیطرف ہوگا وہی افضل ہوگا یہ نہیں کہ اس طرح کے استدلال میں خود ہی تردید موجود ہے اور اگر سوچا جائے تو ولائت کا رُخ بحق ہوتا ہے اور اس کے نقصان کی یہ دلیل ہے کیونکہ عروج ولائت اس ذات تک نہیں پہنچا بلکہ صفات تک ہے اور صفات سے نزول کرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ کی نگرانی نے اس کا دامن پکڑا ہوا ہے کہ وہ من کل وجوہ نہیں کر سکتے اور جب نزول پر قادر نہ ہوئے تو ھدایت و ارشاد بھی ممکن نہ ہوا۔

یہ جو صوفیہ متقدمین کہتے ہیں کہ یہ علوم و معارف مثلاً وحدت الوجود وغیرہ جو اُن پر منکشف ہوتے ہیں یہ علوم و معارف انبیار کے ہیں۔ معاذ اللہ انبیار کی شان بہت ہی عالی ہے اور یہ نہیں مناسب کہ ہم ان علوم معارف کو انبیار کی پاک و مقدس ذات کی طرف منسوب کریں اگر یہ انبیار علیہم السلام مسائل کو



کو شرح و بسط کیساتھ بیان فرماتے اور سماع و نغمہ سُنتے۔ کیونکہ انبائے فرائض مخصوصہ میں ہے کہ وہ حق و صداقت کا اظہار کریں خواہ حق و صداقت کے اظہار میں انبیأ کو کتنی ہی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں مگر انہوں نے حق کے اظہار میں کسی وقت اور کبھی تامل نہیں کیا اور جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے انبیأ کی تعریف کی وہ یہی ہے کہ انہوں نے حق و راستی کا ہمیشہ اظہار کیا ہے نیز یہ کہ جہاں کہیں انبیار کا ذکر فرمایا غیر اور غیریت اور عبودیت کا اظہار ہوا ہے اور اتحاد سماع و نغمہ کی حرمت وارد ہوئی ہے نہ کہ حلّت یہ جذبات ہے ان کا پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ کیطرف کی ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ علوم و معارف جن کا تعلق توحید وجودی اور سماع و نغمہ سے ہے یہ انبیار علیہم السلام کے علوم و معارف نہیں ہیں بلکہ یہ امور انبیار کی ولائت میں بھی داخل نہیں ہیں اگر مانا جائے تو صرف اس قدر کہ یہ چیزیں ولائت اولیار سے تعلق رکھتی ہیں اور ولائت اولیار ولائت انبیار کا ظلّ ظلال ہے اور نبوت کے کمالات کو ولائت کے کمالات پر کئی درجہ فوقیت حاصل ہے۔

## مقولہ مصنّف علیہ الرّحمہ

مُدعی ہوں تمھیں خوف بہتر اشاہد ہو کر رہنا
بچیں مت جنجالاں کولوں فارغ ہو کر رہنا

لیکے خلعت غماں والی عاشق ناں رکھاون
تائیں اسماعیل بنی نوں آپے کر دچلاون

صوفیہ کے سلوک سے یہ مُراد ہے کہ شریعت کے اعتقادات پر مضبوطی سے قائم رہے کیونکہ یہی اعتقادات ایمان کی حقیقت ہیں اگر اسمیں یقین زیادہ ہو تو احکام شرعیہ کے ادا کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ رویت کا وعدہ یعنی دیدار الٰہی کا وعدہ آخرت میں ہے دُنیا میں نہیں وُہ مُشاہدے اور تجلیات جنپر صوفیا خوش ہیں وُہ ظلال سے آرام اور شبہ و مثال کیساتھ تسلی کیئے بیٹھے ہیں حقیقت باری تعالیٰ وراءُ الوراء ہے۔ میں ڈرتا ہُوں اگر ان مُشاہدوں اور تجلیّوں کی پُوری پُوری حقیقت بیان کروں تو اس راستے کے مُبتدیوں میں فتور پڑ جائیگا اور پھر ان کے شوق میں قصور واقعہ ہوجائیگا اور پھر اس بات سے بھی خوفزدہ ہُوں۔ کہ علم کے باوجود کچھ نہ کہُوں تو حق باطل سے جُڑا رہیگا۔ البتہ اسقدر ضرور ظاہر کرتا ہُوں کہ اس راستہ کے مُشاہدات و تجلیات کو حضرت موسیٰؑ کے پہاڑ کی تجلّی کے شہُود کی کسوٹی پر رکھنا چاہیئے اور یہ تجلیات و مُشاہدات اگر دُرست نہوں تو ان کو ظلال و شبہ اور مثال پر معمُول کرنا چاہیئے تو پھر مُشاہدات دُرست ہُوں۔ کیونکہ تجلی سے مقصُود دک و فک یعنی پارہ پارہ ہونا اور دُنیا میں اس بات کے سوا چارہ نہیں خواہ ظاہر پر تجلی ہو خواہ باطن پر پارہ پارہ ہونا لازم ہے مگر حضور اکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس داغ سے پاک ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت اس دُنیا میں بھی میسّر ہوئی ہے اور وُہ ایک بال برابر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے اور آپکے کامل تابعداروں کو جو اس مقام سے نصیب رکھتے ہیں وُہ رویت



ظلال ہیں سے کسی ظل کے پردہ کے بغیر نہ ہوگی صاحب تجلّی سمجھے یا نہ سمجھے جب جب موسیٰ کلیم اللہ اس حال کے مُشاہدے کے بغیر اس بات کے کہ تجلی ہو بیہوش ہوگئے تھے تو پھر اوروں کا کیا حال ہے۔

یہ جاننا چاہیئے کہ بعض مخلصوں کو کسی چیز کی اجازت سے مقصود صرف یہ تھا کہ اس وجہ سے لوگوں کو گمراہی کے بھنور سے حق تعالیٰ کے راستہ کی طرف رہنمائی کروں اور ایسے طالب علموں کے ساتھ خود مل کر مشغول ہوجاؤں اور وہ مخلص طالب اس راستے میں ترقی کریں۔ اور اس رُوحانی رشتہ پر نگاہ رکھ کر کوشش کریں کہ ان کی بقیہ بُری خصلتیں دُور ہوجائیں اور مُرید و مُرشد بھی اس رُوحانی دولت سے مشرف ہُوں نہ یہ کہ اجازت کمال و تکمیل کے وہم میں ڈال دے اور مقصود سے ہٹا رکھے وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ قاصد کا کام صرف حکم پہنچانا ہے۔

## دُعاء کی شکل میں کچھ پنجابی اشعار

یارب خاتمہ اوپر کتاب دے مینوں دیہہ جزائیں
میری آل اولاد نوں منزل ٹیک پہچائیں
وقت سفر دا نیڑے آیا اوڑک اُٹھکر جاساں
تیرے باہجوں یارب میرے کسدی جھولی پاساں
ہک پردیس تے دیس بیگانہ خستہ حال غریباں
تیرے باہجوں سر جن ہار رکھے کون تیماں

کار آزمودہ یتیماں والے تائیں عاصی ڈردا !!
دھکے دیون خویش قبیلہ جو آوے سو جردا
سمیت عیال تے فرزند پیارے نالے یار نرالے
چھیکڑ واری یارب سائیاں کیتے تُدھ حوالے

# قیامت کے بیان میں

محبانِ طریقت و شریعت آپکو واضح ہو کہ یہ دُنیا چند روز اور عارضی ہے۔ قیامت کے دِن اللہ تعالےٰ فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ؕ یعنی آج کے دِن کس کی بادشاھی ہے تو تمام مجازی بادشاہ خاموش ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ خود جواب دیگا کہ آج خالص اللہ تعالےٰ کی بادشاہی ہے جو ظالموں پر قہر کرنے والا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عربی شعر کا کسی فارسی شاعر نے کیا ہی اچھا ترجمہ کیا ہے ؎

اے زِ خاکت آفریدہ خاکپا بیدار باش
خاک بودی خاک کردی درمیاں ہوشیار باش

اِسدن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسالت ھی کام آئیگی۔



# مقولہ مصنّف

دہشت دیکھ الٰہی والی نفسی نفسی پکارن
حیرت اندر سب مقرب ڈر کے دم نہ مارن
ویکھ زلزلہ قیامت والا اوہ ہونا اُمید کھلوسن
اَج ہے رب عدل کُنندہ بخواں ہار پروسن
فیر کہن پیغمبر سارے کون سکارے جاسی
باہجہ وسیلے سرور عالم کیونکر ہوگی خلاصی
دُوزخ جگہ اساڈی ربّا باہجہ محمدؐ کھسن!
خاتم نبیاں پیش الٰہی سجدے اندر پیسن
عبدی قدر محمدؐ والا اس دھیاڑے پاسی
نفسو نفسی پکارن اس دھاڑے کسدے درتے جاسی
رب فرماسی اُٹھ حبیب سجدیوں سر چائیں
دیساں اَج اجازت تینوں اُمتاں نوں بخشائیں
سُن آواز رحمت والا سرور اُٹھ کھلوسن
عاجز خلقت محشر اندر وانگ یتیماں روسن
آس عبدی ہک نبی دی تینوں درتے ہو سوالی
باہجہ محمدؐ اس دھیاڑے کھڑا ہوسی والی

# فضیلتِ درود شریف

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو فرمایا کہ اے موسیٰ کلیم اللہ جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کریگا اور محمدؐ پر درود شریف پڑھ کر نہ بھیجیگا تو پھر میں تجھکو دوزخ کی آگ میں جلا دونگا اگرچہ تو حضرت ابراہیم کیوں نہ بن جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا باری تعالیٰ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اور تمام انبیاء علیہم السلام پر برتر ہونیکی گواہی بھی دیتا ہوں اور آپ کی ذاتِ گرامی پر بہت بہت درود و سلام پڑھکر بھیجتا ہوں مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اے اللہ تو مجھے زیادہ دوست رکھتا ہے یا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تو میرا کلیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا حبیب ہے۔ اور کلیم سے زیادہ عزیز حبیب ہوتا ہے

— ہر ایک آدمی کو لازم ہے کہ ادب کیساتھ درود شریف پڑھے اور پاک وصاف ہوکر خشبو لگا کر دوزانو ہوکر حضور کے تصور کو لیکر ذوق و شوق میں درود شریف پڑھتے ہوئے ڈوب جائے اور دل میں ایسا خیال باندھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود ہیں اور وہ درود شریف سن رہے ہیں اور اس بات کا منتظر رہے کہ اب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے فیضِ حقیقی ملیگا اور جب درود شریف سے فارغ ہو تو عاجزی اور



نیازمندی کے ساتھ یہ دعائے خیر پڑھے۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْتَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ وَاَنْتَ هَادِیُ الْمُضَلِّیْنَ وَاَنَا عَاجِزٌ مِسْکِیْنٌ لَا مَعَاذِیْ وَلَا مَلَاذِیْ سِوٰلَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ اِلٰی اَحْوَالِ بِعَیْنِ الْمَکْرَمَتِ وَاَعْطِنِیْ مَائِدَۃً مِنْ لَوَالِیْ بِحَضُوْرِ لَکَ ۔ ترجمہ یعنی اے اللہ پاک کے رسول تو تمام رسولوں کا سردار ہے اور تمام گنہگاروں کا شفاعت کرنے والا ہے اور گمراہوں کو صراطِ مستقیم دکھانے والا ہے اور میں عاجز مسکین ہوں اور کوئی بازگشت اور پناہ کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں یارسول اللہ میرے احوال کی جانب نظر فرمائیں بزرگی کی آنکھ سے اور اپنے حضور کے دسترخوانوں سے مجھے نعمت عطا فرما۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔ فارسی اشعار ؎

کجائی اے رسول اللہ کجائی! — چرا در دیدۂ تا دم نیائی

منم مشتاق بصد آرزوہائے — چہ خوش باشد کہ دیدارم نمائی

بہ بویت زندہ ام ہر جا کہ ہستم — برویت آرزومندم کجائی

— اسی ذیل میں ہے کہ ایکدن اللہ تعالےٰ سے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ..... پوچھا اے اللہ تیرے نزدیک کون سا عمل بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عمل میرے نزدیک عمدہ ہے جس میں اس عمل کرنیوالے کی بھلائی کا دخل نہو کیونکہ عبادت بہشت کی تمنا اور دوزخ کے ڈر سے ہوتی ہے تو اس لیئے ایسی عبادت میں غیر خدا پاک مقصود ہوتا ہے اسلیئے لازم ہے کہ بندہ کو چاہیئے کہ خدا پاک سے دیدار فیضِ قیامت کے سوا کچھ نہ طلب کرے۔ جس عمل میں اخلاص نہو وہ عمل عارف باللہ کے نزدیک

گناہ کے برابر ہے عاشقوں اور زاہدوں کے عمل میں یہی فرق ہے کہ عاشقِ خدا تعالےٰ کو اس کی رضا کیلئے یاد کرتے ہیں اور زاہد لوگ خدا تعالیٰ کو دنیاوی طمع ولالچ کے واسطے پوجتے ہیں مگر جس کے عمل میں زیادہ اخلاص ومحبت ہے اسی قدر اس کے عمل کی زیادہ مقبولیت ہے اور پھر اس کیلئے روحانی خوشیاں غیبی فتحمندیاں ہیں اسی ذیل میں ہیکہ ایکدن حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے حضرت خضر سے پوچھا کہ کون سے تیرے عملی فعل اور قول کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ پسند فرمایا اور تجھے کس نے غیبی علم سے واقف کیا۔ حضرت خواجہ خضر نے فرمایا کہ میں نے جو عمل کیا اس کے اجر کا طمع ولالچ نہیں رکھا جب ہی تو مجھے اس بے مثال عطا کنندہ نے اتنی نعمتیں عطا کیں کہ جو گنتی اور شمار میں نہیں آسکتیں۔ بس سالک کو لازم ہے کہ مزدوری کے طور پر بندگی نہ کرے بلکہ مزدوری کے اجر کو خدا تعالےٰ کی مرضی پر چھوڑ دے وہ جسطرح مناسب سمجھتا ہے بندے کو اجر دے دیتا ہے۔ اگر بندگی محض حق تعالیٰ کیلئے ہو ماسوائے کسی کے نہ ہو تو اللہ تعالیٰ انسان کو وہ نعمتیں عطا فرماتا ہے جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ گذری ہوں ؎

عاشقان جان ودل نثار کنند بر کلمہ لا الہ الا اللہ
افضل وبہترین ذکر خدائے کلمہ لا الہ الا اللہ

## فضیلتِ ذکر

عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا تھا کہ حضور اکرمؐ



فرماتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کی دائیں طرف کچھ مرد ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے نہ شہید مگر ان کے مونہوں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نظروں کو ڈھانپ لے گی۔ انبیاء اور شہدا ان کا قرب دیکھ کر اسی مرتبے کی تمنا کریں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہؐ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ مختلف قبیلوں کے لوگ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور کسی قرابت کے واسطے جمع نہیں ہوتے۔ بلکہ محض اللہ پاک ہی کے ذکر کے واسطے جمع ہوتے ہیں پھر چن لیتے ہیں عمدہ کلام کو جیسے چن لیتا ہے کھجوریں کھانے والا کھجوروں کو اس کو طبرانی صحیح مسلم ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ وابی سعید مرفوعاً آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مجلس ذکر کرنے کے واسطے نہیں بیٹھتی مگر اسکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اس مجلس کو رحمت سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ بس ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بہت سے آدمی جمع ہوکر ذکر کرنے سے نہایت ثواب ہے۔

## فضیلت نماز

محبان طریقت وشریعت اور تمام مسلمانوں کو واضح ہو کہ تمام فرقوں یعنی یہودی عیسائی اہل کفار وغیرہ میں نماز کا فرق ہے اگر پوری شرائط سے نماز ادا ہو تو انسان مراتب میں فرشتوں سے بھی آگے ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن شریف میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ اور حدیث شریف میں ارشاد ہے اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ۔ یہ اشارہ حقیقی نماز کے درجوں کی جانب ہے۔

چنانچہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہی چاہیے کہ نمازی کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی کبریت ظاہر ہو اور ایسی مسکت نمازی پر طاری ہو کہ وہ حالتِ استغراق میں پہنچ جائے مگر اس صفت کا کمال صرف آنحضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ اخبار میں وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدرِ مبارک سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں کہ شہر مدینہ منورہ کے باہر بھی سنائی دیتی تھیں مگر اصحاب روشن ضمیر کو۔

بخارا شریف کے ایک عالم فاضل نے حضرت خواجہ مشکلکشا رحمۃ اللہ علیہ سوال کیا کہ یا حضرت نماز میں ایسی صفتیں کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اس حلال روزی سے یہ صفتیں حاصل ہوتی ہیں جو اپنی ذاتی محنت وجان فشانی سے حاصل ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ کو دخل نہ ہو۔

# وصلِ شیخ مختلف حکایات

اس جگہ تمام مسلمانوں کو خاص طور پر محبانِ طریقت کو بطور نصیحت کچھ باتیں عرض کرتا ہوں اگر آپ اس نصیحت کو اچھی طرح مطالعہ کر کے



ذہن نشین کریں گے تو مجھے قوی امید ہے کہ خرمنِ بے بہا سے آپکو پوری کامل کامیابی حاصل ہوگی۔

حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا ہے کہ ہمارے دل مردہ ہو گئے ہیں پھر مردہ دلوں سے نہر عرفان کیونکر جاری ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو خوب پہچان لیا ہے یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ اسلئے کہ اگر باری تعالےٰ کو اچھی طرح پہچان لیتے تو پھر محبت غیر کی ہمارے دلوں سے بالکل دور ہو جاتی اسی طرح جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کی فرستادہ کتاب قرآن مجید کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اس کی جان و دل سے صدق کیساتھ تلاوت کرتے ہیں تو پھر ادھر اس دنیا فانی پر کیوں مجنون ہو گئے ہو افسوس در افسوس بلکہ ہزار ہا افسوس ہو۔

اے عزیز طالب اللہ محب شریعت محمدیؐ آپکو واضح ہو کہ متقدمین مشائخ کا سلسلے وار یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص ان کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے آتا تھا تو وہ بزرگ پہلے طالبِ طریقت کو ارشاد فرماتے اگر تمکو طلبِ خدا تعالیٰ اور قرب حضوری چاہیئے تو پہلے شریعت محمدیؐ میں ثابت قدم ہو کر بعد ازاں علم عقائد علم سلوک و تصوف کا خوب ماہر بنو اور دنیاوی خباثتوں یعنی طمع لالچ حسد بخل کینہ حرص و ہوا لذاتِ دنیا شہواتِ نفسانیہ وغیرہ اور آرام و آرائش و ننگ ناموس کو سینوں سے خارج کر کے عشقِ الٰہی کی آگ دل میں پیدا کرو اور عشقِ الٰہی میں گرفتار ہو کر متابعت شریعتِ محمدیہ کے احکام پر اپنی جانوں کو فدا کرو۔

اسی ذیل میں ہے۔ اے عزیز طالب اللہ محب شریعت و طریقت آپ کو واضح ہو اگر بعض خام منزل مشائخ کی جانب دیکھا جائے تو حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کے طریقہ میں اور ان مشائخ میں لاکھوں میل کا فاصلہ نظر آتا ہے اسلیئے اے عزیز آپکو قلمی کہا جاتا ہے کہ جب تک طریقت حقیقت اور معرفت کی منزلات کو اطمینان خاطر طریقہ سے آپ طے نہیں کر لیتے اسوقت تک اپنے پیشوائے طریقت سے خلافت نہ لینی چاہیئے کیونکہ اسطرح کہیں کمالیت حاصل کرنے کے بجائے نقصان نہ ہو جائے۔ نیز یہ کہ اس کے دل میں خلافت کا فخر و تکبر پیدا نہ ہو جائے ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی  کیں راہ کہ تو میروی بر کستان است

## مقولہ مصنّف

اینویں کشتی شریعت والی جو کوئی قدم ٹکاسی
نال وسیلے سرور عالم پنج طوفاناں جاسی
عبدی تابع ہو محمدی رکھ امید شفاعتاں
بُڈھی وانگوں شاید تو بھی پاویں ضرور نجاتاں
نال بُڈھی دے نہ کوئی خویش نہ کوئی ہور اشنائی
صرف ہک یقینے کارن امن امان بچائی



بیٹا نوح نبیؑ دا کردا رہیا بے فرمانی
اوسی حکم عدولی کولوں آئی فوج طوفانی
وانگ کعنانے تو بھی عاصی جیکر دل دکھاسیں
اوڑک واری ہک دھیاڑے وچ طوفانے جاسیں

## (۱) اسی ذیل میں

اے عزیز طالب اللہ ایک مرتبہ ایک اولیا اللہ جو اپنے زمانے کا مشہور تھا کسی سفر پر گیا اور راستے میں ایک گروہ کفار بُت کی پُوجا کر رہا تھا اولیا اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ کو پوجھو یہ خبیث لوگوں کا کام ہے۔ یہ بے جان کسی کو کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتا یہ بُت بے جان بے دست و پا ہے اور مجہول ہے تمکو کسطرح سے اللہ تعالیٰ کے قانونِ سزا سے نجات ملیگی۔ اس گروہ کے لوگوں نے اس اولیا اللہ کو جواب دیا کہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہم پر ایک ایسی بلائے ناگہانی آجائیگی جس سے ہم سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے تو اس بزرگ نے کہا کہ تم مجھے کہو تو میں اکیلا ہی اس پتھر کو توڑ دوں گا اس گروہ کفار نے اس ولی سے کہا کہ اگر اس بُت کو آپ توڑ دیں گے تو اچھا ورنہ ہم آپکے اعضا کو الگ الگ کر دینگے اس ولی اللہ نے کفار کے گروہ کو کہا یہ شرط منظور ہے اور اس ولی نے کلہاڑی ہاتھ میں لیکر بُت کے سامنے جاکر کہا السلام علیکم چونکہ یہ پتھر کہاں جواب دیتا خاموش رہا ولی اللہ نے کلہاڑی ہاتھ میں لیکر بازو کو اوپر اُٹھا کر اس خیال سے کہ ایک

ھی وار سے اِس پتھر کا ریزہ ریزہ کردوں گا۔ کلہاڑی کی ایک وار کی تو ولی اللہ کا دائیاں بازو اسی وقت خشک ہوکر بیجان ہوگیا۔ ایسا ہونے پر ولی اللہ نے یہ خیال کیا کہ یہ اسی وقت میرے نصیب میں لکھی ہوئی بات تھی اسلیئے ایسا ہوا اور دل میں یہ خیال یقین کی صورت میں پیدا ہوا اِس بُت میں کوئی کمالیت نہیں جب اِس بُزرگ نے بُت کے دوسری وار کی تو اسی وقت اسکا بائیاں ہاتھ خشک ہوکر بیجان ہوگیا اسی وقت اس ولی اللہ نے یہ خیال کیا کہ اِس بے جان بُت کی ظاہری کرامت تو نہیں ہوسکتی پھر یہ بات ہے کہ ایسا ہو شاید میرے نصیب میں لوحِ محفوظ سے باری تعالیٰ نے یہی لکھا ہوگا۔ پھر تیسری دفعہ اِس بُزرگ نے یہ مصمم ارادہ کرلیا اب تیسری مرتبہ اپنے پاؤں سے اِس بُت کو ریزہ ریزہ کروں گا۔ جب پاؤں سے وار کیا تو یہ بھی فوراً خشک ہوگیا۔ اَب اس ولی اللہ نے سمجھا کہ شاید اسی بہانے مرنا ہے کہ کوئی صورت زندگی نہیں مگر اگر مروں گا تو اسلام پر مَروں گا کیونکہ اب یہ کفّار میرے ایک ایک اعضاء کاٹ کر مجھے ہلاک کردیں گے کیونکہ میں نے ان سے یہی شرط لگائی ہے اسلام پر مرمٹنے کیلئے ابھی میرا دائیاں پاؤں ہرا ہے اسی سے اس بُت کے ریزے ریزے کروں گا۔ چنانچہ اس آخری اُمید کو جب بروئے کار لایا تو دائیں پاؤں کے اشارہ سے یہ بُت ریزہ ریزہ ہوگیا اور اسطرح اس بُزرگ کی خطرے کی حالت واپس آگئی اور خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا۔ پھر خدا کے حضور سربسجود ہوگیا۔ تو اس ولی اللہ کے جو اعضاء خشک ہوگئے تھے پھر ہرے ہوگئے اور اپنی پہلے کی حالت پر آگئے چنانچہ ولی اللہ کے دل میں خیال آیا کہ اے اللہ اسمیں کیا راز



تھا جسکی آزمائش تو نے مجھ سے کی تو غیبی آواز آئی اے میرے بندے تیرے ایمان صدق و یقین کو آزما رہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ پر صحیح طریقہ سے ایمان لایا ہے یہی آزمائش تھی اسمیں بس۔

# اے عزیز طالب اللہ

اے عزیز طالب اللہ شریعت و طریقت آپکو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو طلب کرے۔ رضائے الٰہی کے بغیر کوئی دُنیاوی چیز کرامت خوارق عادت کشف وغیرہ نہ طلب کرے۔ اسلیئے کہ ولائت کی شرائط نہیں ہیں۔ جسطرح علمائے دین خوارق و عادات کے حاصل کرنے کے مکلّف نہیں کیونکہ ولائت سے مُراد قُربِ الٰہی ہے جو ماسوائے کے نسیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور غائبانہ حالات پر اطلاع نہیں بخشتا اور بعض کو یہ قرب بھی دیتا ہے اور غائبانہ اشیاء کی اطلاع بھی بخش دیتا ہے اور یہ تیسری قسم کے استدراج ہیں کہ نفس کی صفائی نے ان کو غائبانہ کشف میں مبتلا کرکے گمراہی میں ڈالا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم کچھ ہیں خبردار یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

امام عبداللہ انصاری جو شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب ہیں اپنی کتاب منازل السائرین میں فرمایا کہ فراست کی دو قسمیں ہیں ایک اہل

معرفت کی فراست دوسری اہل جوع و ریاضت کی فراست اہل معرفت طالبوں کی استعداد اور ان اولیا کو پہچاننے سے تعلق رکھتی ہے جو حضرت جمع کے ساتھ واصل ہو چکے ہیں اور اہل جوع و اہل ریاضت کی فراست غائبانہ صورتوں اور احوال کے کشف پر مخصوص ہے جو مخلوقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ اکثر لوگ جو حق تعالیٰ کی بارگاہ سے جدا ہوتے ہیں اور دنیا کے ساتھ شغل رکھتے ہیں جن کے دل صورتوں کے کشف اور مخلوقات کی غائبانہ خبروں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ان کو یہ امر بہت بڑا بھاری معلوم ہوتا ہے اور کچھ گمان کرتے ہیں کہ یہی لوگ اہل اللہ ہیں حق تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جبکہ یہ لوگ اہل حقیقت کے کشف کا صاف انکار کرتے ہیں۔ اور اہل حقیقت جن احوال کو اللہ تعالیٰ کی طرف بیان کرتے ہیں ان پر یہ تہمت لگاتے ہیں۔

اہل معرفت کی فراست کو جو حق تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق رکھتی ہے وہ ایسی خیال فاسدہ سے جھوٹا جانتے ہیں اور ان بزرگوں کے علوم و معارف صحیحہ سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان لوگوں کو حق تعالیٰ نے خلق کے ملاحظہ سے محفوظ رکھا ہے اور ان کو اپنی پاک جناب کے ساتھ مخصوص کر لیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد یار سا، اور حضرت خواجہ محمد باباسما سی رسالہ ہائے قدسیہ میں فرماتے ہیں کہ جسم کا زندہ کرنا اکثر لوگوں کے نزدیک بڑا اعتبار رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ صاحب نے جسم سے منہ موڑ کر روح و قلب کو زندہ کرنے میں مشغول ہو گئے کیونکہ جسم کی زندگی چند روز کی زندگی ہے اور روحانی



و قلبی زندگی دائمی حیات کا موجب ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے اہل اللہ کا وجود ہی کرامت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے رحمت ہے۔ مُردہ دلوں کا زندہ کرنا آیات عظمیٰ میں سے ہے۔ یہی لوگ اہل زمین کا امن اور غنیمت روزگار ہیں اور ان ہی لوگوں کے طفیل مخلوقات عامہ پر بارش ہوتی ہے اور ان ہی کے طفیل ان کو رزق ملتا ہے اور ان ہی کی شان میں وارد ہے کہ انکا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے بس یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدبخت ہم نشین بھی دوست بھی رحمت حق تعالیٰ سے ناامید نہیں ہوتا۔

## اسی ذیل میں

عزیز ابن علی کو لوگوں نے پوچھا۔ درویشی کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ اکھیڑنا اور اور لگانا یعنی غیر سے دل کو ہٹا کر خدا کی طرف لگانا اور نا ہی بزرگوں کا قول ہے جو ماسوائے حق سے سلامت رہا وہ مسلمان ہے۔

اے عزیز طالب اللہ شریعت کے لغوی معنی شروع کرنے کے ہیں یعنی رجوع کرنا بہ وسیلہ عبادت حق تعالیٰ کی طرف ؎

ایں چنیں گفتہ است پیر معنوی — اے برادر آنچہ کارے بدروی
از مکافات عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شریعت کشتی کی مانند ہے اور طریقت مثل دریا اور حقیقت مثل سیپ کے اور معرفت مانند موتی اور جو شخص موتی لینے

کا ارادہ رکھتا ہے وہ کشتی پر سوار ہو جائے اور دریا میں چلا جائے پھر موتی حاصل کرے جس نے موتی کو چھوڑ دیا وہ ہرگز موتی نہ پائیگا۔

کشتی نشستگانیم اے بادِ شرط برخیز — باشد کہ باز بنیم آں یارِ آشنا را
شریعت را مقدم دار اکنوں — طریقت از شریعت نیست بیروں
کسے کو از شریعت راسخ آید — طریقت را بروئے خود کشاید
چونکہ از سیل فنا بُنیادِ ہستی بر کُنند — چوں ترا نوح ہست کشتی بان طوفان غم مخور

## اسی ذیل میں

احکام شریعت ہمہ اقوال من است — اسرار طریقت ہمہ احوال من است
بیروں ز من حقیقتِ دیگر نیست — عالم تفصیل و آدم اجمال من است

اے طالب اللہ خادم شریعت و طریقت جاننا چاہیئے کہ شریعت طریقت حقیقت اور معرفت یہ چار مرتبے ہوئے۔ طریقت حقیقت معرفت یہ شریعت سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ جیسے شریعت دودھ، طریقت دہی، حقیقت مکھن اور معرفت روغن زرد۔ اگر دودھ نہ ہوتا تو یہ تینوں چیزیں کہاں سے بنتیں۔

اسی طرح معرفت کے بھی تین مرتبے ہیں۔ واحدیت، وحدت، احدیت یہ دونوں وحدت سے مشتق ہیں اور دراصل حقیقت میں مرتبہ احدیت تمام مراتب کی جائے مدور ہے۔ یہ تمام سات مرتبے ہیں اور سالک کی بھی سات منزلیں ہیں۔ (۱) ناسوت (۲) ملکوت (۳) جبروت (۴) لاہوت



(۵) باہوت (۶) ہاہوت (۷) ذات الہجت یعنی امہات صفات باری تعالیٰ یہ بھی سات ہیں (۱) الحیّ (۲) القدیر (۳) المرید (۴) السمیع (۵) البصیر (۶) العلیم (۷) الکلیم۔ اور ارواح بھی سات ہیں۔ اور آدمی کے وجود میں نفس بھی سات ہیں اور انسان میں جواہر بھی سات ہیں۔ افلاک بھی سات ہیں۔ یعنی (۱) فلکِ قمر (۲) فلکِ عطار (۳) فلکِ زہرہ (۴) فلکِ شمس (۵) فلکِ مریخ (۶) فلکِ مشتری (۷) فلکِ زحل۔ زمین کے طبقے بھی سات ہیں۔ اور صفتِ ایمان بھی سات شرطوں پر مشتمل ہے۔ اور اندامِ سجدہ بھی سات ہیں۔ واجبات شریعت بھی سات ہیں۔ طواف بیت اللہ بھی سات ہیں۔ اور لطائفِ جسمانی نقشبندیہ مجددیہ عالیہ بھی سات ہیں۔ (۱) لطیفہ قلبی (۲) لطیفہ روحی (۳) لطیفہ سری (۴) لطیفہ سری السری (۵) لطیفہ خفی (۶) لطیفہ اخفی (۷) لطیفہ قدسی۔

بس جاننا چاہیئے اوّل طالب صادق الاعتقاد اپنے مُرشدِ کامل کو طلب کرے جو کہ شریعت طریقت حقیقت معرفت رکھتا ہو تاکہ وہ تجھے راستہ دکھائے۔ اور مُرشدِ کامل کے وسیلہ سے اس راستے میں قدم رکھے جیسا کہ فرمایا گیا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔ بڑا وسیلہ اور بزرگ دوست اس راہ میں قرآن مجید ہے۔ اور وسیلہ متوسط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو شفیع ہیں اور چھوٹا وسیلہ کامل ہے جو تجھ کو راستہ پر چلاتا ہے۔

نباشد مُبتدی را ہیچ بازیں — کہ پیرے را نجوید راہبر دیں
ہر آں کارے کہ بے اُستاد باشد — یقین داند کہ بے بُنیاد باشد
اے ہنجر بکوش روزے خبر شوی — تازہ رو نباشی و بے راہبرے

اے عزیز طالب اللہ دل سات پردے رکھتا ہے اور ہر ہر پردے میں ایک ایک گوہر ہے اور جب تصفیہ دل حاصل ہو جاتا ہے تو وہ گوہر ظہور میں آجاتے ہیں۔ اوّل گوہر عشق ہے۔ دوسرا گوہر حقیقت تیسرا روح ہے۔ چوتھا گوہر معرفت پانچواں گوہر عقل چھٹا گوہر ذکر ساتواں گوہر حلم۔ دل کی زندگی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے اور جب آدمی غافل ہوتا ہے ذکر اللہ تعالیٰ سے تو دل بھی مُردہ ہو جاتا ہے۔ پھر ذکرِ خدا تعالیٰ سے زندہ ہو جاتا ہے اور ترقی پکڑتا ہے۔ ؎

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است و جام را
تا بنگری صفائی مئے لعل فام را !! !!
سعدی حجاب نیست تو آئینہ پاک را
زنگار خوردہ کے بنماید دوست !! !!

## اسی ذیل میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصول طریقہ نقشبندیہ عالیہ اسطرح کے اشغال ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً دُوْنَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ ۝ ترجمہ:۔ یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور پوشیدگی سے بغیر بلند آواز کے صبح و شام کو اس سے فراغت مت کر۔ حضور اکرم کو جو خطاب ہے یہ سب اُمت کیلئے ہے بلکہ تمام انسانیت کیلئے صبح و شام کے دو وقت اللہ تعالیٰ نے اسلئے مخصوص فرمائے



کہ یادِ الٰہی کیلئے یہی دو وقت موزون ہیں۔

## اسی ذیل میں

اے عزیز ان طالب اللہ و شائقان اولیاء اللہ آپ کو واضح ہو کہ میں نے جہاں تک کُتب مُطالعہ کی ہیں اِن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ میں اصلی معاملہ ذکرِ خفیہ ہی کا اپنے سینوں میں قائم رکھنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ترجمہ:۔ یاد کرو تم اپنے رب کو اس حال میں کہ تم زاری کرنے والے ہو اور پوشیدہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے۔ خَيْرُ الذِّكْرِ هُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ۔ ؎

از دروں آشنا شو و ز بیروں بیگانہ شو
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں
دل ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

## اسی ذیل میں

اے عزیز طالب اللہ شریعت و طریقت آپ کو واضح ہو کہ ذکر جہر کرنا بہت ہی مفید ہے مگر میری عقل میں ایک شرط ہے بیشک ذکر جہر نفی اثبات کا بلند سے آواز کرنا بہت ہی فائدہ مند و مفید ہے کیونکہ جس حد تک ذکر جہر پہنچتا ہے شیطان لعین اس حد سے بھاگ جاتا ہے مگر ذکر جہر کرنے والے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جگہ اور مجلس کے پاک ہونے کا خاص خیال رکھیں ایسا نہو کہ اہل مجلس میں ایسا کرنے

سے فساد و فتور پیدا ہو جائے اگر مجلس میں اوپر والی شرائط پائی جاتی ہیں تو ذکر جہر بے حد مفید ہے اور درست ہے مگر گھوڑے پر سوار ہو کر شہروں کی گلی کوچوں اور سیر سیاحت کرتے وقت جو لوگ اپنے خادموں کو ذکر جہر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو اس طرح ذکر جہر کرنا بالکل منع و ناجائز ہے۔ صوفیائے کرام کے طریقوں میں طریقہ عالیہ نقشبندیہ اختیار کرنا بہت بہتر و مناسب ہے کیونکہ اس سلسلہ کے صوفیائے کرام نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو لازم پکڑا ہوا ہے اور ہر قسم کی بدعت سے اجتناب کیا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو جاتی ہے تو احوال اگر کچھ بھی ہوں تو وہ خوش رہتے ہیں۔ ان صوفیائے کرام نے سماع و رقص کو جائز نہیں سمجھا ان حالات کا جو ان پر مرتب ہوتے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں کیا حتیٰ کہ بعض اوقات حالات کی نزاکت کے پیش نظر ذکر جہر کو بھی ان نے بدعت قرار دیا ہے۔ ضروری امر مثلاً اذان، اقامت وغیرہ جہر کی قید میں نہیں ہیں۔

# فضیلتِ موت

اے عزیز! صحبت نیک اختیار کر جو عالم فاضل اہل طریقت باعمل پارسا ہو تاکہ نورِ ہدایت ربوبیت کے شعلوں کی تجلیات حاصل کر کے صیقل دل حاصل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَمَاتَهٗ پھر مار ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ تاکہ اپنی



مخلوقوں کا کھیل دیکھے اور کوئی بدبخت اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتے۔ اس لحاظ سے موت بھی ایک بڑی نعمت ہے کہ تجارت کا فائدہ اس کے سبب سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو انسان ہمیشہ اعمال شاقہ کی حالت میں گرفتار رہتا اور ثمرہ اس مشقت کا ہرگز حاصل نہ کر سکتا اسی واسطے موت کو نعمتوں کی گنتی میں شمار کیا گیا چنانچہ ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یَّصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ ترجمہ:۔ ابی درداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے یہ حضورؐ کا ارشاد ہے حکماء نے کہا یعنی مرنا کیا ہے هُوَ جَفَافُ الدَّمِ کہ وہ خون خشک ہوتا ہے بعض حکماء نے کہا کہ وہ ایک گرم ہوا ہے۔ جب وہ ہوا انسان کے جسم میں آتی جاتی ہے تو اس وقت تمام جسم کی رطوبت چلی جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ روح کا نکلنا موت ہے جب روح انسان کے جسم سے باہر نکل آتی ہے تو اس وقت تمام وجود میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور تری چلی جاتی ہے۔ آپ کا فرمان پل ہے جیسا کہ پل دو کناروں کے درمیان ہے جو ایک کنارے پر پاؤں رکھے تو دوسرے کنارے تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان موت کے پل پر پاؤں رکھتا ہے تو دنیا کو چھوڑ کر عقبیٰ کو پہنچ جاتا ہے۔

جب کوئی اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق مرتا ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے دیدار اشرف کو پہنچ جاتا ہے اسی لئے مومن کی روح اس وقت تک جسم سے جدا نہیں ہوتی جب تک وہ یہ نہ سن لے اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

کہ لوٹ طرف رب راضی ہونے والے کے اے راضی کئے ہوئے تو پھر اسی جلدی سے رُوح باہر نکل آتی ہے کہ ملک الموت کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ رُوح نکل گئی ؎

در کوئے عاشقاں سے چناں سے جاد ہند
کہ در انجا ملک الموت نگنجد ہر گز !

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب فوت ہوئے تمام بہشت کے لوگوں کو اور تمام فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ تم سب میرے خلیل کی رُوح کا استقبال کرنے کیلئے جمع ہو جاؤ مگر آپ کی رُوح مُبارک مکان کی چھت سے نہ ملتی تھی اور رُوح رو رہی تھی تو جبرائیل امین آئے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے کہا کہ اتنی دیر کیوں کی خدا کے فرشتے آپکے اور بہشت کے تمام لوگ آپ کے استقبال کیلئے انتظار کر رہے ہیں تو اُس وقت آپؑ نے زور سے نعرہ مارا اور کہا کہ اللہ نے مجھے خلیل کہا اور میرے استقبال کیلئے دوسروں کو بھیجا اسلیئے میں دل شکستہ ہو گیا ہوں فتجلی ربہٗ پس جلوہ کیا اس کے رب نے اور آپ دوست کے دیدار سے مشرف ہو گئے تو پھر ان کی رُوح ایسی اُڑی کہ فرشتے بھی ساتھ اُڑے مگر حضرت کی رُوح تک نہ پہنچ سکے اور ہر بار کہہ رہے تھے کہ قد وصل الحبیب الی الحبیب یعنی تحقیق دوست دوست تک پہنچ گیا۔ روایت ہے کہ جب ملک الموت مومن کے پاس آتا ہے کہتا ہے بہشت کیطرف آجب جب کافر کے پاس آتا تو کہتا ہے تو دوزخ کیطرف چل اور جب اولیا اللہ کے پاس آتا ہے تو کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کیطرف آ اے مومن جان تو کہ موت کی آرزو کرنا مستحب ہے اور موت مانگنی نہیں چاہیے کیونکہ طاعتِ زندگی کے سوا ممکن نہیں



# کچھ روح کے بارے میں

ارشاد باری تعالیٰ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

ترجمہ :۔ یعنی تجھ سے اے محمدؐ سوال کرتے ہیں کہ رُوح کیا شئے ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے تو کہہ دیجیئے۔ اے محمدؐ کہ رُوح ایک حکم باری تعالیٰ ہے تو اس سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کی اجازت نہ ہوئی کہ رُوح کو عالمِ امر سے بیان فرماویں عالم خلق اور عالم امر دو چیزیں ہیں جس عالم میں کمی زیادتی کی مقدار وغیرہ پائی جائے اس کو عالم خلق کہتے ہیں اور جس میں نہ پائی جائے وہ عالم امر ہے۔ مگر رُوح و جان ان دونوں سے مبرا ہے اور یہ قسمت پذیر بھی نہیں اگر رُوح قسمت پزیر ہوتی تو اس کی ایک جانب جہالت اور دوسری طرف علمیت ہوتی پس ایک ہی حال میں عالم بھی اور جاہل بھی یہ محال ہے یہ جان کہ رُوح باوجود اسکے بھی قسمت پزیر نہیں اور مقدار وغیرہ سے بھی مبرا ہے پس جو مخلوق ہے اسی لحاظ سے عالم خلق میں ہے۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے عالم امر میں سے ہے۔ کیونکہ عالمِ امر وُہ ہے جس میں مسافت و مقدار وغیرہ نہ پائی جائے پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں رُوح قدیمی ہے وہ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں جو لوگ اس کو عرض کہتے ہیں وہ بھی غلطی میں بھول گئے ہیں۔ کیونکہ عرض بالذات قائم نہیں ہوتا بلکہ تابع ہوتا ہے اور جان و رُوح

اصل ہے تو کالب اسکی تابع ہے پھر اس کو عرض کیونکر کہا جائے۔ یہ جو لوگ جسم کہتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں کیونکہ جسم قسمت پذیر ہوتا ہے۔ جو چیز قسمت پذیر نہیں وہ یہی روح ہے جسکی شناسائی سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی شناسائی حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ روح بہائم میں نہیں ہوتی اور نہ یہ جسم ہے نہ عرض بلکہ یہ ایک گوہر ہے جو ملاکوتی گوہر سے ہے پس اس کی حقیقت معلوم کرنی بہت ہی دشوار ہے اور اس کے بیان کرنے کی اجازت نہیں۔

ابتدائی علم سلوک میں اس کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ ابتدا میں مجاہدے اور ریاضت کرنی درکار ہوتی ہے اور مجاہدہ بخوبی طور کر لیا جائے تو اسکی معرفت ضرور خود بخود حاصل ہو جائیگی اور نہ کسی سے سوال کرنے کی ضرورت رہتی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جن لوگوں نے ہمارے راستے میں مجاہدہ کیا تو ہم ان کو اپنے راستے کی ضرور ہی ھدایت کرینگے اور اس ہدائت میں بشارت ہے کہ جو کوئی مجاہدہ شرائط کیساتھ پورا کریگا تو اس کو خود بخود حقیقت بیان کرنا جائز نہیں جب مجاہدہ پورا حاصل ہو چکا تو عجائبات صنع الٰہی اس کو نظر آنے لگتے ہیں اور صفات ملکی بھی اس کو حاصل ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ سباع و بہائم سب پر غالب آجاتا ہے اور تمام اس کے مسخر ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط پھر وہ شخص ایک جواہر نورانی آراستہ بمعرفت حق سبحانہٗ تعالےٰ باقی رہ جاتا ہے اور اسمیں حفاظت ملکی پائی جاتی ہے بلکہ رفیق ملاالاعلیٰ اسی مقام سے مراد ہے اور ہمیشہ حضرت الٰہی میں رہتا ہے



ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے پوچھا حضرت عرش کیا شئے ہے۔ فرمانے لگے میں عرش ہوں اس نے پوچھا شئے کیا ہے آپ نے فرمایا میں ہوں پھر اس شخص نے پوچھا حضرت ابراہیم موسیٰ عیسیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل کیا ہیں آپ نے فرمایا یہ سب میں ہوں تو یہ مرد خاموش ہو گیا بس حقیقت اس کلام کی یہ ہے جو کوئی آدمی حق سبحانہٗ تعالےٰ کی وحدت و توحید میں محو ہو جاتا ہے تو حقیقت میں جو کچھ ملا ہی حق ہوتا ہے اگرچہ وہ خود درمیان نہ ہوگا۔ تو ناچار دیکھنے والا دیکھے گا تو معلوم ہوگا سب تو وہی ہے۔

# در بیانِ بہشت و دوزخ

اس عنوان میں طویل بحث ہے۔ انتہائی ضروری اقتباس یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

## مقولہ مصنف

جھڑے حوض نبیاں والے کارن مومن ہوسن!
اوگن ہار بچارے عاصی تیرے وانگوں روسن
ایتھے حوض شریعت والے جیکر پانی پیتن
آبِ حیات وانگوں عبدی تیک قیامت جیتن

جہڑا حوض محمد والا اوہ دوراں نظری آوے
نال محبت سرور عالم شفقت نال بلاوے
اس زمانے دین نبی دا دسدا وانگ حقیراں
محشر اندر مالک ہرسن تخت و تاج ایران
دیواں انعام تساں نوں قرب الٰہی پاوے
فخر کرسی امت نبی دی جاسن حوض کنارے
پیون شراب طہورا سبھی برتن وانگ ستارے

اے برادران وعزیزان طالب اللہ وطریقت وشریعت اور معرفت آپکو واضح ہو اور میں التماس کرتا ہوں اور جو کچھ بھی کہتا ہوں اسپر تامل سے غور کریں کیونکہ دُنیا عقبیٰ ظاہر باطن کی فتحمندی اس وقت تک حاصل نہیں ہے جب تک کہ اپنی اہل واولاد کو علم دین نہ سکھائے خصوصاً شائقان طریقت کیلئے یہ ضروری ہے کہ وُہ علم شریعت کے مطابق احکام امر ونہی حضور اکرم صلعم کی پیروی میں بدل وجاں کی کوشش کرے اور اپنے سلسلہ میں داخل ہو کیونکہ سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے شریعت محمدیؐ درکار ہے جیسا کہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں پہلا شغل لطیفہ قلبی ہے اسلیئے کہ ذکر قلبی طالب صادق کیلئے راحت جان ہے۔ طالب صادق کو چاہیئے کہ پہلے کسی پیشوائے طریقت وشریعت سے بیعت حاصل کرے اور اپنے مرشد کے آگے چار زانوں ہو کر بیٹھے۔ اور زبان کو تالو لگا کر دل میں اسم اعظم کا خیال کرے۔ اور آنکھ بند رکھ کر اسی خیال میں رہے۔ یہ لطیفہ دل کے نیچے بائیں پستان کیجانب ہے۔ اسوقت دِل



کو صنوبری شکل کہتے ہیں یعنی صنوبر کے پھل کی طرح الٹا ہے جب مرشد توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دل حرکت میں آجائے پھر آہستہ آہستہ دل جاری ہو کر ایسی قوت پکڑ لیتا ہے گویا دوسرا شخص اس کے دل میں اسم اعظم کہتا ہے۔ ؎

ایں کہ اسرافیل وقت ند اولیا ! مُردہ راز یشاں حیات است ونما
جہاں ہائے مُردہ اندر گور تن ہے برجہد آواز شاں اندر کفن ہے
گوید ایں آواز آواز خُدا است زندہ کردن کار الطاف خدا است

## مثنوی

برلبش قفل است در دل راز ہا لب خاموش ودل پر آواز ہا

اے عزیز طالب اللہ جس وقت طالب کو ذکر قلبی حاصل ہو تو یہ اولیا اللہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے بس چاہیئے کہ شب وروز حرکات وسکنات میں ہُو کو دل میں رکھے اور یہ کہ کلام بہت زیادہ نہ کرے اسی لئے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

سخن باکس مکن الا ضرورت نیفتد خلل تا اندر حضورت
ہر گز نمیرد آنکہ دل زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اس لطیفہ میں کچھ وقت کوشش کرے یہاں تک کہ آفتاب لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کا جلوہ دیکھاوے۔

اس کے بعد دوسرے لطیفہ میں مشغول ہو جانا چاہیئے یعنی لطیفہ

میں اسلیئے کہ ذکر روحی میں محبت ہے اور یہ لطیفہ لطیفہ قلب سے بہت ہی لطیف ہے یہ دائیں پستان کے نیچے دائیں جانب جگہ رکھتا ہے اور اسی اسم اعظم کو لطیفہ روحی تصور کرے اور مرشد گرامی اور اللہ تعالےٰ کی عنائت سے اسم ذات کی حرکت ہوگی اور کچھ روز اس لطیفہ میں کوشش کرے یہاں تک حق تعالےٰ حال محبت کا جلوہ دکھلاوے اور اس کے بعد تیسرے لطیفہ کی کوشش کرے اسکو سری کہا جاتا ہے اور اس کا مکاشفہ ذکر سری ہے یہ لطیفہ لطیفۂ روحی سے بہت ہی لطیف ہے اسکی دائیں پہلو کے نیچے جگہ مقرر ہے اور اس جگہ بھی مرشد کی توجہ لیکر تصور کرے مرشد کی توجہ اور اللہ تعالےٰ کی بخشش سے یہاں بھی اسم ذات پاک پیدا ہوگی اور کچھ روز اسی شغل میں رہے تاکہ آفتاب حقیقی سے حصہ ملے۔

اس کے بعد لطیفہ چہارم میں مشغول ہوجائے اس کو سرّی السری کہتے ہیں جو لطیفۂ سری سے بہت ہی لطیف ہے اور ناف کے اوپر اس کی جگہ مقرر ہے۔ اور اس جگہ پر بھی تصور اسم ذات میں اپنے مرشد گرامی کی توجہ سے مشغول ہوجائے اور کچھ وقت اسی شغل میں رہے۔ اور یہاں بھی حرکت اسم ذات پیدا ہوگی تاکہ انوار عقانی کا مشاہدہ ہو۔ اس کے بعد پانچویں لطیفہ کے شغل میں مشغول ہوجائے یہ لطیفہ اخفی ہے اسمیں ذکر خفی کا معاملہ ہے اس کی جگہ پہلو کے نیچے بائیں جانب مقرر ہے اور لطیفہ سری السری سے بہت ہی لطیف ہے۔ اس جگہ بھی تصور اسم ذات کا تصور کرے اور اپنے مرشد گرامی کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کی بخشش وعنائت سے یہ جگہ بھی حرکت میں آئے اور روز اسی شغل میں رہے تاکہ مخفیات کا خزانہ ظاہر ہوں پھر چھٹے لطیفہ کا شغل



کرے اور لطیفہ خفی سے یہ الطف ہے اور اس لطیفہ کا مرکز محرابی سینہ کے درمیان ہے اور اس لطیفہ کی یہی جگہ ہے اپنے مرشد کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کی عنائت وبخشش سے یہ لطیفہ بھی حرکت میں آئیگا پھر کچھ وقت اس کے شغل میں رہے تاکہ مرتبہ جمع الجمع کا معائینہ ہو اور ذکر اخفیٰ کا بھی معاملہ ہو۔ اس کے بعد ساتویں لطیفہ کا شغل کرے جس کو لطیفہ قدسیہ نورانیہ کہتے ہیں اس کی جگہ لطیفہ اخفیٰ سے اوپر ہے کیونکہ یہ لطیفہ اخفیٰ سے شروع ہوکر حبلے الورید سے گذرتا ہوا سری السرام الدماغ تک پہنچتا ہے اور یہ تمام لطائف سے اکمل و افضل الطف وبلند ہے اس جگہ بھی اسم ذات پاک کا تصور کرے تاکہ یہ لطیفہ بھی مرشد گرامی کی توجہ اور اللہ تعالےٰ کی عنائت وبخشش سے جاری ہوجائیگا۔

لہذا جب یہ سات لطیفے جاری ہوجائیں گے تو کچھ ایام ان ساتوں لطیفوں میں مراقبہ کامل وتمام کرے۔ اگر ان کا جاری ہونا بغیر تصور ومراقبہ کے حاصل ہو تو مراقبہ کے بعد اسم ذات کی حرکت ہاتھ بازو پیٹھ پاؤں بلکہ تمام اعضا پر مساوی ہو یہاں تک کہ چمڑے گوشت ہڈی ہر رگ وپٹھے بال بال میں اسم ذات پاک کی آواز سالک آدمی شجر حجر برگ وبار سے سنتا ہے اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کا جلوہ ہر سو دیکھتا ہے۔ ؎

ہر سو کہ روگردم من روے دوست دیدم ہر جا نظر فگندم آن دوست را بدیدم

جب طالب طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اسم ذات پاک سے فارغ ہو جائے تو پھر اپنے مرشد سے تلقین نفی اثبات شروع کرے جیسا کہ

نقشبندیہ مجددیہ قدسیہ نورانیہ کا نفی اثبات کا ورد ہے یعنی کلمہ شریف کا کوسناف سے کھینچے اور سر تک پہنچائے اور کلمہ الٰہ کو لطیفہ روحی پر تصور کرے اور کلمہ الا اللہ کو قلبی پر خیال کرے اور محمد رسول اللہ کو لطیفہ اخفیٰ پر تصور کرے پھر اس طور پر کلمہ نفی اثبات کا جاری کرے اور ذکر نفی اثبات کیساتھ معنوں کا بھی لحاظ رکھے کیونکہ ایسا ذکر بہت ہی اثر رکھتا ہے لا نہیں کوئی الٰہ معبود و مقصود میرا الا اللہ مگر ذات پاک باری تعالےٰ محمد الرسول اللہ ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اگر طالب اللہ مندرجہ بالا طریقہ پر حبس دم کرے تو اس طریقہ سے طالب اللہ کو بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں اور دل کی صفائی بہت جلدی ہو جاتی ہے ۔ اس کے بعد مراقبہ نفی اثبات کا تمام لطائفوں اور اعضاؤں میں سے کرے جیسا کہ اسم ذات پاک کا کیا تھا اس طرح شب و روز مراقبہ میں پڑا رہے خواجہ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

برو میکدہ چہرہ ارغوانی کن !! مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند
شربت بادہ کہ من بسویت نگراں باشم تو نہی چشم بروئے دیگراں

الم یعلم بان اللہ یری یعنی اپنا جلوہ دکھائے جس وقت یعنی اثبات جاری ہو ایسی حالت میں جس اسم پاک الٰہی سے یا جس آیت قرآن پاک سے مراقبہ کرے تو جاری ہوگا بطفیل کلمہ طیبہ کے اللھم افتح علی الاسرار الاذکار بحرمت النبی المختار امین ثم امین ۔



اے برادران عزیز طالب اللہ و خادمان طریقت لطیفہ اول جو سات لطائف میں سے پہلا لطیفہ قالب ہے یہ فلک قمر کی طرف منسوب ہے اور تمام بدن حتی کہ دل کیطرف یہی مقام ناسوت ہے اور عالم سفلی ہے اور سات منزلوں میں سے ایک منزل ہے جس کا نام ناسوت ہے اور یہ سالک کی پہلی منزل ہے خواجہ شمس الدین تبریزی فرماتے ہیں ؎

یکے منزل کہ آں ناسوت نام است درو اوصاف حیوانی تمام است
ازاں منزل اگر خود بگذرد کس رسد در منزل دوئم ملک بس

اس لطیفہ کی جگہ بائیں پستان کے نیچے ہے اس منزل میں شریعت کے واردات اور جو کچھ عالم سفلی میں ہے مثلاً حیوانات ، نباتات خیالات وغیرہ سب کچھ منکشف و عیاں ہو جاتے ہیں اور اس مقام میں طرح طرح کے انوار سفید سرخ زرد سیاہ رنگ کے ظہور میں آتے ہیں جو اس نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے نیز اسمیں کثرت اسم ذات و حبس دم نفی اثبات سے کعبہ ناسوتی اس لطیفہ میں عیاں ایمان حقیقی اور روح حیوانی منکشف ہوتے ہیں اور اصل الاصول اس لطیفہ کی اضافت حق ہے جس کی مراد فصل تکوین ہے اور اس لطیفہ کا یہ کمال ہے اس کا فعل حق جل و علا میں فانی ہو اور افعال خداوندی کیساتھ بقا پائے کہ عشق کے حالات ظاہر ہوں اور لطیفہ کے نور کو چاند کے نور سے تشبیہ دیتے ہیں یعنی تھوڑا سا سفید زردی مائل ہے اور نیز یہ کہ اس لطیفہ کی ولایت آدم علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے جو آدمی صوفی مشرب ہوتا ہے اس کا وصول اس لطیفہ کی راہ سے

جناب قدس کی طرف ہوگا اور اس مشرب کے صاحب کو استعداد حصول ایک درجہ کی سات درجوں کی ولایت میں حاصل ہوگی اس لطیفہ کی چابی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آدَمٌ صَفِیُّ اللّٰہِ ہے اور اس کلمہ کے ساتھ بہت سا مراقبہ کرنے کے بعد یہ مقام حاصل ہوتا اور اس لطیفہ کا خزانہ اللّٰہ اکبر سے مکشوف ہوتا ہے اور یہ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا سے واقف ہوتا ہے اور یہ مکان حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ہے اور اس مقام میں مقام کُنْ فَیَکُوْنُ بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہاں نفس امارہ نفس لوامہ کے وصف کیساتھ عیاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں قسم کھائی ہے لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ۔ ترجمہ قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن اور نفس کو ملامت کرنے والوں کی اس سے مراد تزکیہ نفس ہے اور الہام کا جاننا خدا تعالیٰ کی طرف وصف صمدیت کیساتھ پیدا ہوتا ہے اور سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا نام بدرالدین رکھا جاتا ہے مگر ایک فرد اولیا اللہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ زمین اوّل اور آسمان اوّل میں سب منکشف ہو جاتا ہے اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ

؎ نور ذکر باید در گذشتن  باب تو نائد دل گذشتن

لطیفہ دوئم جو کہ سات لطیفوں میں سے ہے یہ لطیفہ قلبی سے بہت لطیف ہے اور یہ لطیفہ روحی ہے اور یہ فلک عطارد سے منسوب ہے۔ اور یہ سالک کی دوسری منزل ہے۔ اور یہ مقام ملکوت یعنی یہاں فرشتوں کا انبوہ مکشوف ہوتا ہے ؎



؎ دراں عالم چو او معروف گردد  ملائک آسمان مکشوف گردد

اس منزل میں طریقت کی ایسی واردات پیدا ہوتی ہیں کہ سالک کو فرشتے اس مقام میں مختلف صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں ان میں کوئی نورانی شکل کوئی پرندہ کی شکل جیسے مورطوطا یا لڑکوں کی شکل میں غرضیکہ مختلف شکلوں میں ظہور ہوتے ہیں۔ سالک اس منزل میں پہنچکر صفت ہو جاتا ہے مگر ایک دم خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا جیسے فرشتے خدا تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہیں ہوتے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَلَا یَفْتُرُوْنَ ؎

ہر چہ در طریقت پیش آید سالک خیر اوست!!
بر صراط مستقیم اے کسے دل گمراہی نیست

یہاں کعبہ دوم آسمان عیاں ہو جاتا ہے جہاں روزہ و روح کی نورانی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے اس لطیفہ کا اصل اصول صفات حق کا ثبوت اور ایک قدم حق تعالیٰ کی درگاہ میں قبول و قریب ہوتا ہے۔ اس لطیفہ میں فنا حاصل کرنے کے بعد سالک جو وابستہ ہے اور تجلیات ربوبیت سے اپنے آپ کو سلوب پاتا ہے بلکہ سب کچھ جناب قدس کیطرف منسوب پائیگا اس لطیفہ کا رنگ سفید ہے اور اس کی ولایت حضرت نوح نبیؑ کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور جو نوحی مشرب ہوگا اس لطیفہ کی راہ سے جناب قدس کیطرف گذر ہوگی اور چابی اس لطیفہ کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نُوْحٌ نَبِیُّ اللّٰہِ یہ مقام بھی بکثرت مراقبہ نفی اثبات سے طے ہوتا ہے جبکہ اس لطیفہ کے خزائن

اللّٰہُ قَدِیْرٌ اس پر کشف ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ ارْکَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اس لطیفہ میں سیر من اللہ حاصل ہوتی ہے اور یہ مکان حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہے اور سالک کی اسمیں ہر رات شب قدر ہے اور اسمیں نفس ملہمہ ظاہر ہوتا ہے اور صفت تودید طلب رہ مولا پیدا ہوتی ہے اور سالک اس مقام میں بنام نجم الدین ونقبا اولیا اللہ ہوتا ہے اس کی ولائت دوسری اور دوسرے آسمان میں جو کچھ ہے سب عیاں ہوجاتا ہے مگر سالک کو چاہیئے کہ اس منزل میں بھی قرار نہ پکڑے اُس کو اس سے بھی آگے سفر اختیار کرنا چاہیئے۔ ؎

تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافری است
راہ رو گر صد ہزار دور توکل باید ش

اِن لطائف کے بارے میں طویل بحث ہے جو اصل کتاب میں یہاں سے مختصر الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

تیسرا لطیفہ روحی بہ فلک زہرہ کے ساتھ منسوب ہے اور تیسری منزل جبروت ہے اس منزل میں حقیقت کے واردات پیدا ہوتے ہیں۔ سالک منزل ملکوت سے قدم اٹھاتے ہی تیسری منزل جبروت میں چلا جاتا ہے اس کی مثال عالم ارواح ہے نیز اسمیں چشمہائے روشن اور سنگ ریزے تمام یاقوت زمرد لعل اور مروارید کے ہیں۔ اسمیں ہر دم تجلیات ربّانی واردات سُبحانی وارد ہوتے ہیں اس مقام میں بزرگی وسلطنت ظاہر ہوتی ہے نیز یہ کہ وجود مثالی اس منزل میں ساکن ہوتی ہے اس منزل میں کشف وکرامات



بے نظیر طریقہ سے ہوجاتی ہیں ؎

دریں منزل بود کشف وکرامات
ولے باید گذشتن ازیں مقامات
اگر دنیا وعقبیٰ پیش آید
نظر کردن براں ہرگز نشاید!
بخاصاں توبہ کردن از مقامات
بہر دم باشد از کرامات

اِس لطیفہ کی مفتاح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰهِ ہے اور اس منزل میں سالک کا نام نورالدین ہوتا ہے اور یہ تیسری ولائت ہے لہذا تیسرے آسمان کا سب کچھ اس پر منکشف ہوجاتا ہے۔

چوتھا لطیفہ سری السری ہے جو فلک شمس کی طرف منسوب ہے اور اسمیں عالم تجلیاتِ جلالی اور جمالی ہیں اور اسرار الٰہیہ کے مقامات ہیں اور یہاں انوار یزدانی کے معاینہ ہوں گے یہ مقام بہت ہی نازک امر ہے اور اسکے بارے میں کہنا اور ظاہر کرنا صرف نالائقی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بھیدوں کو خود ہی جانتا ہے جو شخص اس تک پہنچتا ہے اس کی معرفت اس کے اسرار سے حاصل ہوتی ہے۔ ؎

میانِ عاشق ومعشوق رمز انیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اِس لطیفہ کے نور کو نور زرد کہتے ہیں اور اس لطیفہ کی مفتاح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰهِ اور سالک کا نام اس لطیفہ میں شمس الدین ہوتا ہے اسمیں نفس راضیہ پیدا ہوتا ہے یعنی ہر حال میں راضی رہتا ہے اور آسمیں چوتھے آسمان میں جو کچھ ہے سب کچھ اس کے ساتھ سالک پر منکشف ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد پانچواں لطیفہ ہے جس کا نام لطیفہ اخفی ہے سالک اسمیں رُوح الدین سے واقف ہوجاتا ہے اس لطیفہ کا نور برنگ سیاہ سُرخی مائل ہے اس لطیفہ کے صفات صلبیہ ہوتے ہیں اور کلمید اس لطیفہ کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ عیسٰی رُوحُ اللّٰہ ہے اور اس لطیفہ کا خزانہ اَللّٰہ البصید اسکو منکشف ہوجاتا ہے۔ سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو ؎

جان رفعت در صُراحی و حافظ بعشق سوخت
دمِ عیسٰی کجا است کہ احیا بما کند

جب سالک کو اس مقام سے سیر الی اللہ حاصل ہوتی ہے تو اس مقام پر سالک کا نام حسام الدین ہوتا ہے اور نفس راضیہ مرضیہ ہوجاتا ہے اور سالک جو کچھ عالم علوی اور پانچویں آسمان میں ہے اور عالم سفلی اقلیم میں سب کا معاینہ کرتا ہے۔

## چھٹا لطیفہ

اس لطیفہ کا نام اخفیٰ ہے یہ پچھلے تمام لطائف سے زیادہ لطیف ہے اور یہ درگاہِ پروردگار عالم کے سب سے زیادہ قریب ہے اور یہ فلک مشتری کی جانب منسوب اس کی جگہ مرکز محرابی سینہ کے درمیان مقرر ہے اس لطیفہ میں واردات وحدت ہیں اور منزل چھٹی جسکو ہاہوت کہتے ہیں وہ ہے



بس یہ حالت عشق ہے اور غلبہ عشق میں بے قرار اور بے صبر ہے اور شور مچاتا ہے۔ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد اور اسوقت اس حالت والا سالک کہتا ہے یالَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا یعنی افسوس رب محمد کا پیدا نہ کرنا محمدؐ کو اور پھر سالک آنکھ کے چمکارمیں اس حال سے گذر جاتا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اور قاب قوسین میں پہنچ جاتا ہے اور پھر یہ سوال اس جگہ قیام کرکے کہتا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنی میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے کہ نہیں پہنچتا کوئی نبی مرسل اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ اور اس مقام پر کوئی نہیں پہنچتا ماسوائے ذاتِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ البتہ کئی ہزار نے اس مقام میں خیمہ کی ایک طناب کو دیکھا ہوگا مگر پھر بھی بہت سے لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے میدان میں رہ گئے اور کچھ جو اس دائرہ میں پہنچے تو حقیقت محمدی معلوم کی تو اس جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ یعنی جس نے دیکھا مجھکو بس تحقیق اس نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور جس کا قدم اس جگہ پر ہے اے سالک عوام کیلئے اسم مع جسم ہے اور خواص کیلئے اسم بلا جسم ہے اس واسطے کہ وہ محو ہے جسم حقیقی میں اور ان کی خود ذات خدا تعالیٰ میں فنا ہوگئی اور خدا تعالےٰ کے سوا باقی کچھ نہ رہا پھر سالک ہاہوت میں معشوق ہاہوت میں اور عشق لاہوت میں عاشق جبروت میں عارف واصف ملکوت میں اور واقف ناسوت میں ہوتا ہے۔ جب یہاں نزول ہوا تو پھر خبر پائی اور جب وصف کی طرف دوڑا کہ وصف نے عرفان میں ڈالا اور معارف کے ساتھ مشغول ہوا کہ رویت عارف کو جب اپنا عاشق بنایا مگر جب اپنا

عاشق ہوا تو پھر معشوق کو ملا جب یہ پہلے نزول تھا اب یہ عروج ہے اسطرح حقیقت محمدی معلوم کی اور اس طرح اس مقام میں کلمہ طیبہ کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور سالک کو چھٹے آسمان کا کعبہ دیکھائی دیتا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے ہمیشہ ہر گھڑی اس کو جمال محمدی کا نظارہ ہوتا ہے۔ اور فنا اس لطیفہ کی وہی ذات علی الاطلاق ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ رنگ اس لطیفہ کا سفید سبزی مائل ہوتا ہے اور ولائت اس لطیفہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے ہے کثرت سے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا وظیفہ و مراقبہ کرے اس لطیفہ کی مفتاح یہی ہے اور خزانہ اس کا اللہ علیم کا پیدا ہونا ہے اور سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو قل الروح من امر ربی اس پر عیاں ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری وروحی انا من نور اللہ والمومنون من نوری۔ یعنی اول جو شے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور بعض روائتوں میں میرا روح ہے اور میری پیدائش نور حق سے اور پھر تمام مومنین میرے نور سے پیدا ہیں دوسری جگہ میں ہے لولاک لما خلقت الافلاک پھر اور ایک جگہ ہے لولاک لما اظہرہ الربوبیتہ یعنی اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اگر تم نہ ہوتے تو میری ربوبیت ظاہر نہ ہوتی اول اور آخر آپ کی پیدائش سے ہی ہے۔



اس لطیفہ میں سیر مع اللہ ہوتا ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا نام جمال الدین ہوتا ہے اور سالک نفس کا مسلہ کا معائنہ کرتا ہے یہاں پہنچکر سالک اولیائے اوتاد سے ہو جاتا ہے جو کچھ چھٹے آسمان اور چھٹی زمین میں ہوتا ہے وہ سب سالک پر عیاں ہو جاتا ہے۔

## اے فرزند! خدا تجھے سعادت مند کرے

جاننا چاہیئے کہ عالم امر کے پنجگانہ لطائف یعنی قلب و روح و سری خفی اور اخفیٰ یہ انسانی عالم صغیر کے اجزا ہیں ان کے اصول عالم کبیر ہیں جس طرح کہ اربعہ عناصر جو انسان کے اجزا اپنے اصل عالم کبیر میں رکھتے ہیں۔ ان پنجگانہ لطائف کا ظہور عرش عظیم کے اوپر ہے جو لامکانیت کی صفت سے متصف ہے یہی وجہ ہے کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں۔ دائرہ امکان یعنی پیدائش امر صغیر اور کبیر ان اصول کی نہایت تک تمام ہو جاتا ہے اور عوام کے وجود سے مل جاتا ہے جو امکان کا منشا ہے اور وہ اس مقام میں منتہی ہو جاتا ہے۔ جب سالک رشید مشرب محمدی ان پنجگانہ لطائف کو ترتیب وار طے کر کے ان اصول میں جو عالم کبیر میں ہیں سیر کرتا ہے اور بلند فطرتی اور محض مخفی ایزدی سے ترتیب وار طے ہوتا ہے تو اس وقت سالک دائرہ امکان کو سیر الی اللہ کے ساتھ طے کر لیتا ہے اور پھر فنا کے اسم کو اپنے اوپر اطلاق کر کے ولائت صغرہ میں جو اولیا کی ولائت ہے

سیر شروع کرتا ہے اور اس کے بعد اسمائے وجوبی تعالیت تقدسیت کے ظلال ہیں جو حقیقت میں اِن پنجگانہ عالم کبیر کے اصول ہیں اور جن میں علوم کی کچھ آمیزش نہیں ہے اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز محقق ہوتا ہے اور یہاں ولائت کبریٰ کے ہر اسم کا ظل ہر شخص کیلئے مبدا و تعین ہے حتی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کی ولائت کی ابتداء ہیں نے اسی مقام میں قدم رکھا۔ جاننا چاہیئے کہ یہ دائرہ ظل انبیاء کرام اور ملائکہ کے سوا تمام مخلوقات کے مبادئ تعینات کو متضمن ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ بعد کے تمام انسانوں میں اشرف ہیں اسلئے کہ مبدا تعین اس دائرہ کے اُوپر کا نقطہ ہے اور جو یہ بعض نے کہا ہے کہ جب سالک اس اسم تک جو اس کا مبتدا تعین ہے پہنچ جاتا ہے تو اس وقت سالک سیر الی اللہ کو تمام کر لیتا ہے اس اسم سے مُراد اسم الٰہی جل شانہ کا ظل ہے اور اسم کی جُزئیات میں سے ایک جُز ہے نہ کہ اس اسم کا اصل اور یہ دائرہ ظل حقیقت میں مرتبہ اسماء صفات کی تفصیل ہے۔

ساتواں لطیفہ جو تمام لطائف سے مقدم و اعلیٰ اور لطیفہ اخفیٰ سے بھی زیادہ لطیف ہے اور اتم و اکمل اور واثق ہے یہ منسوب ہے فلک زحل فلک منازل فلک بروج اور آسمان عرش کرسی جسم کل و شکل کل و جواہر ہائے کل و طبیعت کل و نفس و عقل کل کی جانب اور اس سے زیادہ علم خدا تعالیٰ کو ہے اس سے پہلے ستر ہزار حجابات نورانی و ظلماتی ہیں اور اس لطیفہ کی بلندی لطیفہ اخفیٰ سے ملی ہوئی یہ کہ سینہ سے بلند ہو کر حبل الورید تک اور حبل الورید سے گردن اور گردن سے سر اور دماغ تک جو عقل کا مقام ہے پہنچتا ہے اس لطیفہ میں واردات



تجلی احدی کی ہے اور اسی مقام میں فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اے سالک اگر تو نے یہ توحید حاصل کر لی تو اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی۔ فنا ہونا ہر خواہش کے ترک کرنے کا نام ہے اور بقا اسکے تمام صفات کا نام ہے اس مقام پر اولیا اصفیا کسی کیلئے ہرگز موت نہیں جب سالک یہاں پہنچتا ہے تو پھر اسکا تمام بدن زبان بن جاتا ہے۔ ؎

بدریا افتادہ ام کہ پا بانش نہ دیدم !! بدردے مبتلا گشتم درمانش ندیدم
بحر است بحر عشق کہ ہیچ کس کنارہ نیست آنجا جز آنکہ جان بسپارند چارہ نیست

اس لطیفہ کا نور بے نشان ہے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ اور اس لطیفہ کی مفتاح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الواحِدُ القھار ہے اور اسی کلمہ کا بکثرت مُراقبہ کرنے سے یہ لطیفہ منفتوح ہو جاتا ہے اور خزانہ اس لطیفہ کا اَللّٰہُ کَلِیْمٌ سالک کو مکشوف ہو جاتا ہے۔

جب سالک اس مقام پر بوسیلہ بزرخ کامل تمام صفات کو شامل رکھ کر پہنچتا ہے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سالک کو اپنی رکاب میں پکڑ کر بحر احدیت میں غوطہ دیتے ہیں اور بس سالک اسمیں گم ہو جاتا ہے اور اس گم گشتی کی حالت میں جو کچھ دیکھتا ہے وہی وصال ہے اگرچہ یہ حالت ہمیشہ سالک کی نہیں رہتی کسی سالک کو ہفتہ عشرہ کسی تین دن کسی کو ایک دن کسی کو ایک پہر کسی کو ایک لمحہ مگر ایسی حالت کا حال کہا نہیں جا سکتا خواجہ حافظ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

حافظ ندام میسر نمے شود ! شاہانِ کم التفات بحال گدا کنند

اس سے آگے اصل کتاب میں نثر اور قیمتی باتیں ہیں مگر یہاں کچھ چیدہ فارسی اشعار پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ؎

چوں محمد پاک شد از نار دود — ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
میدہد نام خداوند کریم — بر زبان بالذت قند و نبات
ہندیا پیش خدا کن التجا — بر زمانہ بہر حل مشکلات

ہر چہ خواہی بکن لے دوست مکن یار دگر!
واں کہی پس نبود با تو مرا کار دگر !!

خواجہ پندار در کہ دارد حاصلے !!
حاصلے خواجہ بجز پندار نیست

از دروں شعر آشنائی و ز بیروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ثواب ترک صنم پیچ سہی ولے مومن !!
یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

اے طالب اللہ خادم طریقت آپکو واضح ہو کہ ان سات لطائف کا جو ذکر کیا گیا ہے یہ نقشبندی طریقہ کے مطابق ہیں۔ صحیح معنیٰ میں یہ لطائف اندرونی طور پر اسوقت تک جاری نہیں ہوتے جب تک کسی باشریعت سالک پیر سے بیعت حاصل نہ کی جائے اسلیئے کہ کوئی فن بھی بغیر ماہر کے حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا کہ تصوف کے اس راستے میں ماسوائے اللہ پاک کے سب کو بھول جانا شرط ہے جب تک



سالک کے دل کا شیشہ زنگار سے پاک صاف ستھرا نہ ہو تو اسمیں حضرت واجب الوجود کا ظہور محالات سے ہے کیونکہ اہل ظاہر لوگوں کی ایک جماعت جو معنوی دولت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتی جس جماعت نے صرف ظاہری عبادت پر ہی بس کی ہوئی ہوتی ہے تو جماعت کو وہ عبادت غافل دل کیساتھ کچھ فائدہ نہیں دیتی اسلیئے کہ ارباب معنیٰ حضرات کے نزدیک وہ عمل جو اعضا کیساتھ کیا جائے دل کے موافق نہ ہو تو وہ عمل بھی کسی کام نہیں آتا خدا تعالےٰ کی درگاہ کا راستہ ایسے ظاہری عمل سے نہیں کھلتا جو عبادت بلا حضور دل ہو وہ نمود کیلئے بے بُو بے سُود دکھلاوا ہے اہل معنیٰ کی عبادت کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے دل کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی وقت بھی اپنے دل کے محلات میں کسی نامحرم کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ اور ظاہری اعضاء بھی نامحرم کی مخالفت کرتے ہیں تمام اعضائے انسانی میں شہوت ہے جس سے انسان کا دامن گناہوں سے تر ہو جاتا ہے اور آلودہ ہو جاتا ہے دنیا کے اکثر لوگ ان شہوتوں سے غافل ہیں ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ وہ صاحب ہوش ہو اور ان آفتوں سے خبردار رہے اور ان شہوتوں کے فساد سے اسلام میں خلل نہ ڈالے اولیا اللہ کی تمام علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کے کسی عضو کے ساتھ بری حرکت اور ناشائستہ عمل کا وقوع نہ ہو۔

## سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت خواجہ مشکل کشا سید بہاؤ الدین نقشبندؒ سے سوال کیا کہ یا حضرت

آپ کے طریقہ میں ذکر جہر خلوت اور سماع ہوتا ہے یا نہیں تو آپ نے جواب دیا یہ کام بالکل نہیں ہوتا تو اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ یا حضرت آپ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے اوّل خلوت در انجمن یعنی ظاہر خلائق کے ساتھ مشغول ہو اور باطن حق تعالےٰ کے ساتھ فنا فی اللہ ہو اور دوسرے مراقبہ تیسرے دوام بذکر رہنا۔ ؎

از دروں شعر آشنا و ز بروں بیگانہ روش
ایں چنیں زیبائے روش کم می بود اندر جہاں

## رُباعی:-

سررشتۂ دولت بکف از اے برادر — ویں عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال — میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

# سلسلۂ نقشبندیہ کی اصطلاحات

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد گیارہ کلمات پر ہے۔ اوّل ہوش در دم۔ نظر بر قدم سوئم سفر در وطن۔ چہارم خلوت در انجمن۔ پنجم یاد کردن۔ ششم بازگشت ہفتم نگہداشت۔ ہشتم یادداشتن۔ نہم وقوف زمانی دہم وقوف عددی



یازدہم۔ وقوف قلبی حضرت شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں تحریر کیا ہے کہ پہلے میں کلمات حضرت بہاؤالدین نقشبند سے منقول ہیں اور آخر والے آٹھ کلمات حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے مروی ہیں یہاں ہر ایک کی مختصر تعریف تحریر کی جاتی ہے۔

## ہوش در دم

ہوش در دم سے یہ مراد ہے کہ ہر دم ذکر زبانی و قلبی حضور دل سے ہو اور کسی قسم کی غفلت نہ ہو حضرت خواجہ عبیداللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نقشبندیہ سلسلہ میں دم کی نگہبانی بہت ہی ضروری ہے جو شخص دم کی نگہبانی نہیں کرتا فلاں شخص طریقہ بھول گیا یہ دم کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ میں اصل معاملہ دم ہی کا ہے تاکہ کوئی دم اندر آنے اور باہر جانے میں ضائع نہ ہو ؎

دمبدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو یدم — واقف دم باش در دم ہیچ دم بیجا مدم

## نظر بر قدم

نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ چلتے پھرتے ہوئے اپنے پاؤں کی پشت پر نظر رکھے تاکہ کسی نا محرم کے اوپر نظر نہ پڑے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

# اے سالک تو ہوشیار رہ

سالک کو چاہیئے کہ ہر حال میں ہوشیار دانا بینا رہنا چاہیئے نیز یہ کہ اگر زمین یا آسمان یا کسی اور چیز کیطرف نظر کرنی پڑے تو اس وقت سالک کو چاہیئے عبرت کی نظر کرے تاکہ سالک نظر کرتے ہی بحرِ عرفان کا بے بہا خزمن حاصل کر لیوے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ۔

## سفر در وطن

سفر دو قسم کا ہے ایک ظاہر بدن سے یعنی ملک بیابان صحرا عجائبات کا سیر کرے۔ اللہ تعالےٰ کی صفات یعنی اللہ تعالےٰ کی زمین پر عجائبات کے نشانات دیکھے دوسرا سفر باطن کا ہے یعنی سفر روحی مراقبہ تصور صفاتِ بشریہ کو محو کر کے یعنی اپنے آپ کو نیست و نابود کر کے صفاتِ ملکیہ کیطرف نقل کرے اور تحت الثریٰ سے ملکوت السموٰت سے عرشِ عظیم سے بالاتر سالک سیر کرتا ہے۔ سطرح تجلیات ربوبیت اسرار نہانی سے ہر وقت سیر کرتا ہے۔ اسی واسطے ظاہر سفر سے سفر باطن اشرف و افضل ترین و اعلیٰ ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت سفرِ باطن میں مستغرق و محو رہے سالک کے حق میں ایسا سفر کرنا فرض و واجب ہے۔

## خلوت در انجمن

خلوت در انجمن سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ مراد ہے کہ اگر سالک عام لوگوں



کی مجلس میں بھی ہو تو باطن میں مستغرق الی اللہ ہو جبکہ ظاہری طور پر وہ مجلس کے لوگوں کے ساتھ مشغول ہو حضرت سید بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا اگر سالک کو یہ سالک کو یہ باطنی شغل حاصل ہو جائے تو اس کے ذکر خفی میں کوئی فرق نہیں آتا اگرچہ اس قسم کا سالک بازار میں بھی کیوں نہ ہو ایک دن حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے آواز دی کہ اے بایزید گھر میں اندر کون ہے تو آپؒ نے فرمایا کوئی گھر میں نہیں ہے مگر اللہ۔

## یاد کردن

یاد کردن سے یہ مراد ہے کہ سالک ہر وقت ذکر نفی اثبات میں مشغول رہے۔ چاہے زبانی یا قلبی ذکر کرے اثبات کرے یا نفی کرے جیسا کہ سالک کے پیر طریقت نے بتایا ہو دلی محبت اور یاداشت سے اس ذکر میں محو ہو۔

## بازگشت

بازگشت سے یہ مراد ہے جب سالک ذاکر کلمہ طیب یا اسم ذات اثبات کو طاق طاق یعنی نو۔ پندراں یا اکیس کہے تو اس کے بعد مناجات کرے کہ اے خداوند کریم تو اور تیری رضا میرا مقصود ہے اور میں نے تیرے لیئے دنیا و آخرت کو ترک کیا تو اپنی محبت مجھے عطا کر بس یہی بازگشت ہے

## نگہداشت

نگہداشت سے مراد ہے یعنی فطرات وسواس گناہ کبیرہ صغیرہ نفسانی لہو لہب

بے ہودہ ہزل گوئی سے سالک اپنے آپ کو پاک رکھے اور غیر اللہ کے بُرے خیالات سے ستھرا و پاک کر کے ملکۂ راسخہ حاصل کرے بس نگہداشت سے یہی مُراد ہے۔

## یادداشت

یادداشت سے مُراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت خُدا تعالیٰ سے آگاہ رہے جس کا مقصود خاص یہ ہے کہ طالب اللہ ایسی خاص توجہ اس واجبُ الوجود کی حقیقت اصلی کی طرف باطن میں لگا رکھے کہ دل تخلیات ہر بُرے الفاظ سے خالی ہو جائے تاکہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ سے بوجہ ذوق وشوق دلی آگاہی دوام حاصل ہو جائے جیسا کہ ارشاد ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اس واسطے سالک کو واجب ہے کہ وہ ہمیشہ منزل یادداشت میں مُستغرق رہے بس اسی کو یادداشت کہتے ہیں

## وقوف زمانی

وقوف زمانی سے مُراد ہے کہ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے اور سالک کا ہر ایک معاملہ وقوف زمانی پر موقوف ہو حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر سالک بسط کی حالت ہو جائے تو دل وجان کی محبت سے ذوق وشوق کے ساتھ وقوف زمانی میں استغراق کرے اور صرف اثبات میں نیست ونابود محو ہو جائے اور اگر قبض ہو تو کوشش بلیغہ سے استغفار پڑھے تو خُدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلدی بسط کی حالت میں ہو جائیگا اسی سے مراد وقوف زمانی ہے



## وقوفِ عددی

وقوف عددی سے مُراد ذکر میں عدد کی اعانت کرنی ضروری ہے مشائخ متقدمین نے عدد کی رعائت کو فرض قرار دیا ہے ذکر روحی قلبی یا لسانی یا حفظ نفس کیلئے ہو اس کی تعداد ورد کے طور پر طاق طاق مرتبہ کرے اسی واسطے حضرت خواجہ مشکل کشا رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ سالک اگر کسی طالب اللہ کو اسم نفی اثبات یا کسی اور لسانی یا روحی لطائف تلقین کرے تو اس کو وقوف عددی پر موقوف رکھے تاکہ اسطرح منزل طریقت انجام کو پہنچے بس وقوفِ عددی سے یہی مُراد ہے۔

## وقوفِ قلبی

وقوفِ قلبی سے یہ مُراد ہے کہ سالک ذاکر کا دل زبان بن جائے اور زبانی ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہو اس کا قلب فصیح زبان بنکر ذکر سے قلب جاری ہو جائے دوسرے یہ کہ سالک کا رابطہ ہر وقت قلبی طور پر اپنے شیخ طریقت سے ہو شیخ کے رابطہ کی مثال اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیخ قطب الدین حیدر کا مرید حضرت شیخ شہاب الدین کے ہاں چلا گیا تو جب بھوک لگی تو اپنے شیخ کے شہر کیطرف مُنہ کر کے کہنے لگا کہ قطب الدین حیدر شیئاً۔ حضرت شہاب الدین اسکی بات سمجھ گئے اندر سے کھانا منگوا کر کھلایا۔ جب کھانا کھا چُکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قطب الدین حیدر آپ ہمکو ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ شہاب الدین کے مُریدوں میں سے ایک شخص نے عرض کی حضرت یہ عجیب آدمی ہے کھانا آپکا کھاتا ہے اور شکر اپنے پیر کا کرتا ہے

آپ نے فرمایا اگر کسی شخص نے طریقہ مُریدی کا سیکھنا ہو تو اس شخص سے سیکھے کیونکہ یہ جہاں سے بھی فیض اُٹھاتا ہے تو اس کو اپنے ہادی کی طرف سے سمجھتا ہے مندرجہ بالا طریقہ ہی سے وقوفِ قلبی مُراد ہے۔

# رقص وحال کے بارے میں

بعض متقدمین مشائخ کے نزدیک رقص وحال حرام اتفاقی ہے۔ ملاحی فرقہ رقص کو جائز سمجھتا ہے اور یہ رقص کرنے سے شوریدہ حال ہو جاتے ہیں رقص ہی واصل بذات باری تعالےٰ کرتا ہے اور کہتے ہیں ہم کو رقص سے عالم غیب نظر آتا ہے جس کے ذریعہ ہمکو مکاشفہ بہشت دوزخ عرش وکرسی تجلیات ربوبیت اسرار غیبی سب کچھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ بیشک انکو رقص سے غیب طاری ہو جاتا ہے اور یہ سب اطوار تجلیات شیطانی ہیں کیونکہ شیطان بھی مکر شدید سے پیش کرتا ہے تو پھر وہ بہت مستی کی حالت میں رقص میں ہو جاتا ہے بلکہ مستی بیہوشی سے مکر وفریب شیطانی سے نعرہ مار کر رقص کی حالت میں زمین پر گر پڑتا ہے۔ اکثر عموماً جاہل لوگ اسکو عاشق صادق اور مشائخ سے گمان کرتے ہیں اور اس طرح حرام اتفاقی کو حلال جانتے ہیں تو اس وقت ایسا رقص کرنیوالا اسلام کی حدود سے گذر کر کفر کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے بعض کشف المحجوب کا حوالہ دیکر یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



نے ایک مرتبہ دف بجاتے وقت رقص کیا اور آپؐ کی چادر مُبارک گر پڑی آپ بالکل بُہتان ہے کیونکہ اگر چادر مُبارک سر سے گر جاتی رقص کی حالت میں پھر اُمتِ محمدیہؐ کے تمام حضرات پر رقص کرنا فرض واجب یا سُنت ومستحب ہو جاتا جس کشف المحجوب کا حوالہ دیا گیا ہے اس کو میں نے پُوری طرح مُطالعہ کیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رقص والی بات کہیں نہیں۔ اس کتاب میں صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ تبوک سے واپس تشریف لائے تو اس وقت ایک عورت حضورؐ سے عرض پرداز ہوئی کہ یا رسول اللہ میں نے نذرِ معین مانی ہے کہ جس وقت آپؐ جنگ سے بخریت واپس تشریف لائیں گے تو اس وقت آپؐ کے سامنے خوشی سے دف بجاؤں گی آیا میں آپؐ کا کیا حکم ہے آپ ارشاد فرمائیے پھر آپؐ نے فرمایا یہ کام اچھا نہیں ہے مگر یہ صرف تیرے لیئے جائز ہے کیونکہ تو نے فتح اسلام کیلئے نذرِ معین کی ہوئی تھی پھر اس عورت نے مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجا کر اپنی نذرِ معین کو ادا کیا۔ پس مندرجہ بالا واقعہ سے زیادہ کشف المحجوب میں کوئی بات نہیں آئی۔

اِدھر رقص کے بارے میں سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا جیسا کہ عوارف المعارف میں ہے کہ رقص صرف اس وقت جائز ہے کہ رقص کُنندہ کے سر پر اگر تلوار چلے تو اس حالت میں اس کو کوئی زخم نہ آئے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ میں کسی وقت رقص ملاحی کو اپنے لیئے باطن میں جائز سمجھتا تھا میں بالکل رازداری اور پوشیدگی سے یہ عمل کرتا تھا تو وقت کے علماء نے

بہت اعتراض کیئے تو کہیں میری یہ بات بادشاہِ وقت تک پہنچ گئی تو بادشاہ نے مجھے فوراً طلب کیا تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں، میں سات قدم اپنی جگہ سے آگے بڑھا پھر واپس ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اسلیئے کہ دُنیاوی بادشاہ کی تابعداری بجالانی میرے زمانے میں فرض ہے مگر اس کی مجلس میں حاضر ہونا فرض نہیں ہے جب میری اطلاع بادشاہ کو ملی تو بادشاہ علمار کی ایک جماعت کو لیکر میرے پاس خود آگیا تو تمام نے ایک زبان ہو کر کہا کہ تو نے شرعِ محمدیؐ کے خلاف عمل کیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ مرض کو رفع کرنے کے لیئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک علاج کے واسطے حرام بھی جائز ہے اگر کوئی قابل طبیعت اس بات کا حکم دے۔ تو بادشاہ اور علمار نے کہا ہمیں تو آپ کی مرض کا کوئی علم نہیں ہے تو خواجہ محبوب الٰہی نے فرمایا کہ میں اپنی مرض کو خود ظاہر کرتا ہوں چنانچہ بادشاہ اور علمار کے سامنے مجلس میں قوالوں کو بلایا جب قوال جمع ہوئے تو ان قوالوں کا تمام سامان جس سے ساز بجاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہاں جمع کر دو جب انہوں نے سامانِ ساز کو جمع کیا تو آپ نے ان قوالوں سے کہا آپ سب یہاں سے چلے جاؤ جب یہ چلے گئے تو آپ نے اس سامانِ ساز پر ایک چادر ڈالدی۔ بادشاہ، علمار، وزرا وہاں موجود تھے تو چادر کے اندر سے یہ ساز طرح طرح کے نغمے سنانے لگے۔ بادشاہ علمار اُمرا سب متاثر ہوئے اور بیہوش ہو گئے اور رقص و کیفیت کی حالت میں ہو گئے جب ہوش میں آئے تو سب نے کہا معاملہ دراصل رازِ نہانی کا ہے۔ ہماری عقل فہم و فراست اور ظاہر علم سے یہ معاملہ بالکل دُور ہے۔ اگر یہ شرائط رقص والوں میں پائی جائیں تو جائز ہے ورنہ بالکل ناجائز ہے۔



# نماز ہفتہ برائے ہر حاجات و مشکلات

## نماز اتوار

چار رکعت نفل ہے جسمیں سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت کے بعد امن الرسول الخ پڑھے۔ اسی دن یہ نماز برائے حاجات ہے یہ نماز بھی چار رکعت نفل ہے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الٓمٓ سجدہ دوسری رکعت میں تبارک الذی تیسری رکعت میں سورۂ جمعہ اوّل اور چوتھی رکعت میں بھی سورۂ جمعہ۔ مگر یہ چار نفل دو سلام کے ساتھ پڑھنے ہیں۔

## نماز سوموار

یہ نماز برائے بخشش ہے اس کا وقت طلوع آفتاب کے وقت ہے یہ دو رکعت نماز ہے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار سورۂ اخلاص ایک بار معوذتین ایک مرتبہ سلام کے بعد استغفار دس مرتبہ اور درود شریف دس مرتبہ اسی وقت میں جنت میں تاج حاصل کرنے کے لئے بارہ رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی ان نوافل سے فراغت کے بعد بارہ مرتبہ کلمہ استغفار اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔

## نماز منگل

اس نماز کا وقت بھی طلوع آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہ نماز دس رکعت نمازِ نفل ہے۔ اور اس کو پڑھنے کا مقصد شہادت حاصل کرنا ہے۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص ہر رکعت میں تین مرتبہ پڑھے۔

## نماز بدھ

اس نماز کا وقت بلندیٔ آفتاب ہے اسکو پڑھنے کا مقصد اپنے اعمالنامے کو اچھا کرنا ہے یہ نماز کل بارہ رکعت ہے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف کے بعد آیت الکرسی ایکبار۔ سورہ اخلاص ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین مرتبہ پڑھے۔

## نماز جمعرات

اس نماز کو حج کا ثواب حاصل کرنے کیلئے پڑھا جاتا ہے اس کا وقت ظہر اور عصر کے درمیان ہے یہ دو رکعت نماز نفل ہے اول رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایکسو بار آیت الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایکسو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور بعد سلام درود شریف مشہور ایکسو بار پڑھے۔



## نماز جمعۃ المبارک

یہ نماز درجہ حاصل کرنے کیلئے پڑھی جاتی ہے اس کا وقت آفتاب کے بلند ہونے کا وقت ہے یہ دو نفل ہے تسبیح الضحیٰ کے بعد اسکو ادا کرے۔ اسی دن مرنے سے قبل بہشت میں دیکھنے کیلئے پڑھے اس کا وقت ظہر اور عصر کے درمیان ہے۔ یہ دو رکعت نفل ہے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایکبار سورہ فلق پچیس بار دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص ایکبار سورہ والناس تیس بار پھر سلام کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ پچاس بار پڑھے۔

## مزید نماز جمعۃ المبارک

اس نماز کا مقصد نیکوکاروں کی جماعت میں داخل ہونا اس کا وقت بلندی آفتاب ہے یہ دو رکعت نماز نفل ہے سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والناس ایک مرتبہ اس کے بعد سلام اور پھر آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھے۔

## نماز شفاعتِ رسول کریم

یہ نماز بھی اسی دن ہے اور اسکا وقت جس وقت آفتاب بلند ہوتا ہے پڑھنی ہے یہ چار رکعت نماز نفل ہے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ ایک مرتبہ

سورہ اخلاص پچیس ۲۵ دفعہ اور پھر سلام کے بعد لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ستر ۷۰ مرتبہ ادائے نماز پنجگانہ کے بعد سورہ اخلاص اٹھاسی ۸۸ مرتبہ پڑھنے بہت بڑی فضیلت ہے۔

## نماز ہفتہ

یہ نماز سورج کے بلند ہونے کے وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ چار ۴ رکعت نماز نفل ہے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل یا ایھا الکافرون تین ۳ تین ۳ مرتبہ پڑھے۔

## نماز قیام اللّیل یعنی رات کے وقت کی نمازیں

## نماز اتوار

یہ نماز چار ۴ رکعت نماز نفل ہے اور یہ اتوار کو پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس ۵۰ مرتبہ سورہ فلق ایک بار اور سورہ والناس ایک مرتبہ بعد سلام کلمہ استغفار ایکسو ۱۰۰ مرتبہ درود شریف ایکسو ۱۰۰ بار کلمہ تمجید ایکسو ۱۰۰ مرتبہ اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک سو ۱۰۰ بار پڑھے۔

## نماز سوموار بوقت رات

یہ نماز بھی چار ۴ رکعت نفل ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس ۱۰ مرتبہ دوسری رکعت میں



اسی طرح سورہ اخلاص بتیس ۳۲ مرتبہ اسی طرح تیسری رکعت میں سورہ اخلاص اسی ۸۰ مرتبہ۔ اسی طرح چوتھی رکعت میں سورہ اخلاص چالیس ۴۰ بار اور پھر بعد سلام سورہ اخلاص پچھتر ۷۵ بار اور درود شریف مشہور پچھتر ۷۵ بار پڑھکر دعا مانگے۔

## نماز منگل بوقت رات

یہ نماز دو ۲ رکعت نفل ہے اور رات کے وقت پڑھی جاتی ہے اول رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ ۱۵ مرتبہ اور دوسری میں پانچ مرتبہ پڑھے۔ اور یہی نماز بارہ ۱۲ رکعت بھی پڑھی جاتی ہے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ پانچ مرتبہ پڑھکر دعا کرے۔

## نماز بدھ بوقت رات

یہ نماز دو ۲ رکعت نماز نفل ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ فلق دس مرتبہ دوسری رکعت میں سورہ والناس دس بار پڑھے اور پھر سلام پھیر کر دعا مانگے

## نماز جمعرات مغرب و عشاء کے درمیان

یہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھنی ہے یہ دو رکعت نفل ہے ہر دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ ۵ مرتبہ سورہ اخلاص پانچ ۵ مرتبہ اور معوذتین پانچ بار پڑھے بعد سلام دعا کرے۔

## نماز بروز جمعہ بعد نماز عشاء

یہ نماز دو رکعت نفل ہے۔ نماز عشاء کے بعد پڑھے ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام دعا کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیگا۔

# صلوٰۃ التسبیح

یہ نماز دن میں بھی پڑھی جا سکتی ہے یہ چار رکعت نماز نفل ہے اول رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ دوسری رکعت میں اسی طرح سورۂ اذا زلزلت الارض ایکبار تیسری رکعت میں اسی طرح سورۂ کافرون ایکبار اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ایک بار ہر رکوع میں دس مرتبہ ہر سجود میں دس بار۔ ہر قومہ میں پانچ بار۔ اور ہر قیام میں پندرہ بار کلمہ تمجید پڑھے رات کے وقت یہ نماز پڑھے تو ایک ہی سلام سے پڑھے اور اگر دن کے وقت یہ نماز پڑھے تو دو سلام سے ادا کرے اور پھر دعائے حاجات کیلئے متجی ہو جائے اللہ تعالیٰ قبول کرے آمین

## نماز خصومت برائے دفع دشمنی

یہ نماز چار رکعت ہے اسکی ترتیب اسطرح ہے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ دس مرتبہ پڑھنے کے بعد سورۂ اخلاص دس بار۔ دوسری



رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ دس مرتبہ پڑھنے کے بعد سورۂ کافرون دس مرتبہ پڑھے تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ دس بار کے بعد سورۂ الھکم التکاثر ایکبار اور سورۂ اخلاص دس بار اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ دس بار کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور پھر آیت الکرسی دس بار پڑھے سلام کے بعد دعائے حاجات طلب کرے اللہ قبول کرے۔

## نماز حاجات روائی کیلئے

یہ دو رکعت نفل ہے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایکبار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اٰمن الرسول الخ ایکبار پڑھے اور بعد سلام دعائے حاجات طلب کرے اللہ تعالیٰ منظور کرے۔

# نماز استخارہ

## نماز استخارہ پڑھنے کا طریقہ

یہ بھی دو رکعت نفل ہے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس ۲۵ مرتبہ پڑھے سلام کے بعد اپنی حاجت کیلئے دعا کرے اور ان دو نفلوں کا ثواب آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح پاک کو بخشے پھر نماز کی مانند کھڑا ہو کر سورۂ فاتحہ کو پڑھنا شروع کرے

ہاتھ باندھ کر جس وقت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پہنچے تو متواتر پے در پے یہ پڑھتا رہے جب تک دائیں یا بائیں طرف سر نہ گھوم جائے اگر خود بخود دائیں سر گھوم جائے تو اس کا مطلب ہے کہ حاجت درست طریقہ سے سرانجام ہوئی اور اگر بائیں جانب سر گھوم جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حاجت درست طریقہ انجام پذیر نہیں ہوئی۔



# وظائف اسبوع شریف

## ورد روز یک شنبہ (اتوار)

روز یکشنبہ (اتوار) کا ورد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ادی ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْجَلِیْلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○

اللہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو بزرگ ہے بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا

اللَّطِیْفُ الْحَلِیْمُ ○ الرَّءُوْفُ ○ الْعَفُوُّ ○ الْمُؤْمِنُ ○

لطف فرمانے والا حلم والا بہت مہربان معاف کر دینے والا امن دینے والا

النَّصِیْرُ ○ الْمُجِیْبُ ○ الْمُغِیْثُ ○ الْقَرِیْبُ ○ السَّرِیْعُ ○

مددگار دعا قبول کرنے والا زیادہ سننے والا نزدیک جلدی حساب لینے والا

الْکَرِیْمُ ○ ذُوالْاِکْرَامِ ○ ذُالطَّوْلِ ○ اَکْسِنِیْ مِنْ جَمَالِ

کرم کرنے والا عزت والا حشمت والا اے میرے رب انوار فرما اپنے جمال کے

بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ وَمَا یُدْهِشُ الْبَابَ الذَّرَّاتِ

حسن بے مثال کا مجھے لباس پہنا جو حیرت زدہ کر دے کائنات کے ذرات کے

الْکَوْنِیَّةِ فَتَوَجَّهُ اِلَیَّ حَقَآئِقُ الْمَکْوَنَاتِ تَوَجُّهَ الْمَحَبَّةِ

دلوں کو پس توجہ کریں میری طرف مخلوقات حقیقی ذاتی محبت کی توجہ

اَلذَّاتِيَّةِ الْجَاذِبَةِ اِلٰى شُهُوْدِ مُطْلَقِ الْجَمَالِ الَّذِیْ

جو کھینچنے والی ہو جمال مطلق کے مشاہدہ کی طرف جسے کوئی

لَا يُضَارُّهٗ قُبْحٌ وَّلَا يَقْطَعُ عَنْهُ اِيْلَامٌ وَّاجْعَلْنِیْ مَرْحُوْمًا

بدصورتی ضرر نہیں پہنچاتی اور نہ اسے کوئی دکھ منقطع کرتا ہے اور بنادے مجھے جس پر رحم کیا گیا ہے

مِّنْ كُلِّ رَحِمٍ بِحُكْمِ الْعَطْفِ الْحِبِّیِّ الَّذِیْ لَا يَشُوْبُهٗ

ہر قسم کی رحمت سے بوجہ اس مہربانی کے جس کے سرچشمہ محبت ہے جس کے ساتھ

اِنْتِقَامٌ وَّلَا يُنَقِّصُهٗ غَضَبٌ وَّلَا يَقْطَعُ مَدَدَهٗ سَبَبٌ

انتقام کی ملاوٹ نہیں اور جس کو تیرا غضب مقدر نہیں کرتا منقطع کرتا ہے اس کے تسلسل کو کوئی سبب

وَتَوَلَّ ذٰلِكَ بِحُكْمِ اَبَدِيَّةِ وَارِثِيَّتِكَ اِلٰى غَيْرِ نِهَايَةٍ

کار ساز فرما اس کی اپنے بے نہایت دوام کے حکم سے جو ابدی ہے جس کو کوئی حد

لَّا تَقْطَعُهَا غَايَةٌ يَّارَحِيْمُ هُوَ الرَّحِيْمُ رَبَّاهُ رَبَّاهُ

قطع نہیں کرتی اے رحیم تو ہی وہ رحیم ہے اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار

غَوْثَاهُ يَا خَفِيًّا لَّا يَظْهَرُ يَا ظَاهِرًا لَّا يَخْفٰى لُطِفْتَ

اے میرے فریاد رس اے وہ پوشیدہ جو ظاہر نہیں ہوتا اور اے وہ ظاہر جو پوشیدہ نہیں ہوتا بڑے لطیف ہیں تیرے

اَسْرَارُ وُجُوْدِكَ الْاَعْلٰى فَتُرٰى فِیْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَّ

وجود اعلیٰ کے اسرار ہیں تجھے ہر موجود میں دیکھا جا سکتا ہے اور

عَلَتْ اَنْوَارُ ظُهُوْرِكَ الْاَقْدَسِ فَبَدَتْ فِیْ كُلِّ

بلند ہیں تیرے ظہور اقدس کے انوار ہیں وہ ظاہر ہیں ہر

مَشْهُوْدٍ وَّاَنْتَ الْحَلِيْمُ الْمَنَّانُ بِالرَّافَةِ وَالْعَفْوِ السَّرِيْعُ

مشہود میں تو حلیم ہے احسان فرمانے والا مہربانی اور درگزر کے ساتھ جلدی



بِالْمَغْفِرَةِ مُؤْمِنُ الْخَآئِفِيْنَ نَصِيْرُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ الْقَرِيْبُ

بخشنے والا ہے خوف زدوں کو امن دینے والا ہے فریاد کرنے والوں کا مددگار ہے

بِمَحْوِ جِهَاتِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ عَنْ عُيُوْنِ الْعَارِفِيْنَ

عارفوں کی آنکھوں سے قرب وبعد کی سمتوں محو کر کے تو ان کے قریب ہے

يَا كَرِيْمُ يَا كَرِيْمُ يَاذَاالطَّوْلِ وَالْاِكْرَامِ سَلَامٌ قَوْلًا

اے کریم اے کریم اے حشمت والے اے بزرگی والے سلامتی ہو تم پر یہ ارشاد ہے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

رب رحیم کی طرف سے الحمد للہ رب العلمین ○

## ورد روز دوشنبہ (پیر)

دوسرا سوموار کا ورد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَلِيْمُ الرَّحِيْمُ الْفَعَّالُ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں صاحب علم نہایت مہربان جو چاہے کرنے والا

اللَّطِيْفُ الْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ الصَّبُوْرُ الرَّشِيْدُ الرَّحْمٰنُ

لطف فرمانے والا کارساز سراہا گیا بہت صبر کرنے والا ہدایت والا بہت ہی مہربان

رَبِّ اَذِقْنِیْ مِنْ بَرْدِ حِلْمِكَ عَلَیَّ مَا اَبْتَهِجُ بِهٖ فِیْ

اے میرے پروردگار مجھے چکھا مجھ پر اپنے حلم کی ٹھنڈک جس سے میں خوش رہوں اپنے بارے

عَوَالِمِیْ فَلَآ اَشْهَدُ فِی الْكَوْنِ اِلَّا مَا يَقْتَضِیْ سُكُوْنِیْ

جہانوں میں کہ میں نہ مشاہدہ کروں میں اپنے جہانوں میں اس کے جو میرے سکون

وَرِضَآءِیْ فَاِنَّكَ الْحَقُّ وَاَمْرُكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ الْحَكِیْمُ

اور رضا کا تقاضہ کرتی ہے بے شک تو ہی حق ہے اور تیرا امر حق ہے اور تو حکمت والا

الرَّحِیْمُ رَبِّ اَشْهِدْنِیْ مُطْلَقَ فَاعِلِیَّتِكَ فِیْ كُلِّ

بہت مہربان ہے اے میرے رب مجھے مشاہدہ کرا اپنے فاعل مطلق ہونے کا ہر

مَفْعُوْلٍ حَتّٰی لَآ اَرٰی فَاعِلًا غَیْرَكَ لِاَكُوْنَ مُطْمَئِنًّا

کام میں تا کہ میں نہ دیکھوں تیرے سوا کسی اور کو فاعل تاکہ میں مطمئن ہوجاؤں

تَحْتَ جَرَیَانِ اَقْدَارِكَ مُنْقَادًا لِّكُلِّ حُكْمٍ وُّجُوْدِیٍّ

تیرے اقدار کے جاری ہونے کے نیچے سر جھکا دوں تیرے ہر حکم کے سامنے خواہ وہ حکم وجودی

عَیْنِیٍّ وَّغَیْبِیٍّ وَّبَرْزَخِیٍّ یَّا نَافِخَ الرُّوْحِ اَمْرِهٖ فِیْ كُلِّ

ہو عینی ہو غیبی ہو یا برزخی ہو اے پھونکنے والے اپنے حکم کی روح کو ہر ذات

عَیْنٍ اِجْعَلْنِیْ مُنْفَعِلًا فِیْ كُلِّ حَالٍ لِّمَا یُحَوِّلُنِیْ عَنْ

میں بنادے مجھے حکم قبول کرنے والا ہر حال میں تاکہ میری تخلیق کے اندھیروں سے

ظُلُمَاتِ تَكْوِیْنَاتِیْ وَاَحْقِقْ فِعْلِیْ وَفِعْلَ الْفَاعِلِیْنَ

مجھے باہر نکال دے اور مٹادے میرے فعل کو اور دوسرے کرنے والوں کے فعل کو اپنے

فِیْ اَحَدِیَّةِ فِعْلِكَ وَتَوَلَّنِیْ بِجَمِیْلِ حَمِیْدِ اخْتِیَارِكَ

فعل کی احدیت میں اور کار سازی فرما میری اپنے خوبصورت اور تعریف کئے گئے اختیار کے ساتھ

لِیْ فِیْ جَمِیْعِ تَوَجُّهَاتِیْ وَاَفْنِ مِنِّیْ اِرَادَتِیْ وَ صَبِّرْنِیْ

میری تمام توجہات میں اور فنا کردے مجھ سے میرے ارادے کو اور مجھے صبر کی توفیق

وَسَدِّدْنِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاصْحَبْنِیْ بِاللُّطْفِ وَالْعِنَایَةِ

عطا فرما اور مجھے صحیح راستہ پر چلا اور مجھ پر رحم فرما اور میرے ساتھ لطف و عنایت کا برتاؤ کر



بِمَعِیَّةٍ خَاصَّةٍ مِّنْكَ وَحَقِّقْنِیْ بِقُرْبِكَ الَّذِیْ لَا

اپنے خصوصی معیت کے ساتھ اور مجھے اپنا وہ قرب عطا فرما جس میں کوئی

وَحْشَةَ مَعَهٗ یَا رَحْمٰنُ یَا سَلَامُ وَالْحَمْدُ

وحشت نہ ہو یا رحمٰن یا سلام الحمد

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

للہ رب العلمین

## ورد روز سہ شنبہ (منگل)

ورد منگل کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِلٰهِیْ مَآ اَحْلَمَكَ عَلٰی مَنْ عَصَاكَ وَمَآ اَقْرَبَكَ مِمَّنْ

اے میرے معبود تو کتنا حلیم ہے اس سے جو تیری نافرمانی کرے تو کتنا قریب ہے اس سے

دَعَاكَ وَمَآ اَعْطَفَكَ عَلٰی مَنْ سَاَلَكَ وَمَآ اَرْاَفَكَ بِمَنْ

جو تجھے پکارے اور کتنا مہربان ہے اس پر جو مجھ سے مانگے اور تو کتنا شفیق ہے اس پر

اَمَّلَكَ مَنْ ذَا الَّذِیْ سَاَلَكَ فَحَرَّمْتَهٗ اَوْ لَجَاَ اِلَیْكَ

جو مجھ سے امید رکھے کون ہے وہ جس نے تجھ سے مانگا اور تو نے اسے محروم رکھا یا اس نے تجھ سے پناہ طلب کی

فَاَهْمَلْتَهٗ اَوْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَاَبْعَدْتَّهٗ اَوْ هَرَبَ اِلَیْكَ

اور تو نے اس کو نظر انداز کردیا یا اس نے تیرا قرب چاہا اور تو نے اس کو دور کردیا یا دوڑ کر تیری طرف آیا اور تو

فَطَرَدْتَّهٗ لَكَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اِلٰهِیْ اَتَرَاكَ تُعَذِّبُنَا

نے اسے دھتکار دیا خلق اور امر کا تو ہی مالک ہے الٰہی کیا تو مناسب جانتا ہے کہ تو ہمیں عذاب دے

وَتَوْحِيْدُكَ فِيْ قُلُوْبِنَا وَمَآ اَخَالُكَ تَفْعَلُ وَلَئِنْ فَعَلْتَ

درآں حالیکہ تیری توحید ہمارے دلوں میں ہے میں یہ گمان نہیں کرتا کہ تو ایسا کرے گا اور اگر تو ایسا کرے

اَتَجْمَعُنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا بَغَضْنَا هُمْ لَكَ فَبِالْمَكْنُوْنِ

تو کیا تو اکٹھا کرے گا ہمیں اس قوم کے ساتھ جن سے ہم تیری وجہ سے مدتوں بغض کرتے رہے تجھے واسطہ

مِنْ اَسْمَآئِكَ وَمَا وَارَتْهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَآئِكَ اَنْ

ہے اپنے ان ناموں کا جو مستور ہیں اور تیری اس نور ذات کا جو پردوں میں چھپا ہوا ہے بخش دے

تَغْفِرَ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْهَلُوْعِ وَلِهٰذَا الْقَلْبِ الْجَزُوْعِ الَّذِيْ

اس بے صبرے نفس کو اور اس گھبراجانے والے دل کو جو برداشت نہیں کرسکتا

لَا يَصْبِرُ لِحَرِّ الشَّمْسِ فَكَيْفَ يَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ يَا حَلِيْمُ

سورج کی گرمی کو پس وہ کیسے برداشت کر سکے گا تیری آگ کی حرارت کو اے حلیم

يَا عَظِيْمُ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ

اے عظیم اے کریم اے رحیم اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہے تجھ سے

لِّذُلِّ اِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْكَ وَمِنَ الْفَقْرِ اِلَّآ

ذلت سے بجز اس کہ وہ تیرے لئے ہو اور خوف سے بجز اس کے

اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وُجُوْهَنَآ اَنْ تَسْجُدَ لِغَيْرِكَ

کہ وہ تیرے لیے ہو اے اللہ جس طرح تو نے محفوظ رکھا ہے ہمارے چہروں کو کہ وہ تیرے سوا کسی کو سجدہ کریں

فَصُنْ اَيْدِيَنَآ اَنْ تَمْتَدَّ بِالسُّؤَالِ لِغَيْرِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اسی طرح محفوظ رکھ ہمارے ہاتھوں کے وہ تیرے سوا کسی کے آگے سوال کے لیے دراز ہوں نہیں ہے کوئی معبود

سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

بجز تیرے پاک ہے تو بے شک میں ظالموں میں سے والحمد للہ



رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

رب العلمین

## ورد روز چہارشنبہ (بدھ)

ورد بدھ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اِلٰهِيْ عَمَّ قِدَمُكَ حَدَثِيْ فَلَا اَنَا وَاَشْرَقَ سُلْطَانُ

الٰہی تیرا قدم میرے حدوث کو شامل ہے پس میں تو کچھ میں نہیں وہ تیری ذات کے نور کا سلطان

نُوْرِ وَجْهِكَ اَفَاضَآءَ هَيْكَلَ بَشَرِيَّتِيْ وَلَا سِوَاكَ فَمَا دَامَ

چمکا پس اس نے روشن کر دیا میری بشریت کے کہ ہیکل کو پس تیرے سوا اور کوئی نہیں پس

مِنِّيْ فَبِدَوَامِكَ وَمَا فَنِيَ عَنِّيْ فَبِرُؤْيَتِيْ اِيَّايَ وَاَنْتَ

جو چیز باقی رہے مجھ سے پس وہ تیری بقا کے ساتھ ہے اور جو فناہ ہو مجھ سے پس وہ اس لئے

الدَّآئِمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْاَلُكَ بِاَلْفِ اِذَا تَقَدَّمَتْ

نہیں بنا تو ہی ہمیشہ رہنے والا ہے نہیں ہے کوئی معبود برحق بجز تیرے میں سوال کرتا ہوں تجھ سے طفیل الف اللہ

وَبِالْهَآءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ وَبِالْهَآءِ مِنِّيْ اِذَا انْقَلَبَتْ لَامًا

کے جب اسے مقدم کیا جاتا ہے اور طفیل ھا کے جو پیچھے آتی ہے اور ساتھ ھا کے مجھ سے جب بدل جاتی ہے لام سے

اَنْ تُفْنِيَنِيْ بِكَ عَنِّيْ حَتّٰى تَلْتَحِقَ الصِّفَةُ بِالصِّفَةِ وَتَقَعَ

یہ کہ فنا کردے تو مجھے مجھ ہی سے اپنی ذات کے ساتھ یہاں تک کے صفت کے ساتھ مل جائے اور رابطہ

الرَّابِطَةُ بِالذَّاتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ

ذات کے ساتھ واقع ہوجائے نہیں ہے کوئی معبود تیرے سو یا حی یا قیوم یا ذوالجلال

وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

والاکرام اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ اور سلام ہمارے آقا محمد پر اور

عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر سب پر والحمد للہ رب العالمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ

والحمدللہ وحدہٗ

## ورد روز پنج شنبہ (جمعرات)

ورد جمعرات کا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اَلٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

اللہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے وہ زندہ سب کو زندہ رکھنے والا ہے الم اللہ نہیں ہے کوئی خدا بجز اس کے

ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ اَللّٰھُمَّ

خود زندہ ہے دوسروں کو زندہ رکھنے والا ہے عجز سے جھک گئے ہیں سارے چہرے حی قیوم کی بارگاہ میں اے اللہ

اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَآ اَللّٰہُ یَآ اَللّٰہُ یَآ اَللّٰہُ بِمَاسَاَلَکَ بِہٖ

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس چیز کا کہ سوال کیا ہے تجھ سے اس

نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا وَدُوْدُ

کا تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یا وددد

یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَامُبْدِئُ

یا وددد یاوددد والے بزرگ عرش کے مالک اے آغاز کرنے والے



یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالاً لِّمَا یُرِیْدُ اَسْاَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ

اے دوبارہ لوٹانے والے اے جو چاہے کرنے والے سوال کرتا ہوں میں تجھ سے تیری ذات کے نور طفیل

الَّذِیْ مَلَاَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ وَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَرْتَ

جس نے لبریز کردیا ہے تیرے عرش کے گوشوں کو اور تیری قدرت کے طفیل جس سے تو اپنی

بِھَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ وَبِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ

ساری مخلوق پر قادر ہے اور تیری اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز گھیرے

کُلَّ شَیْءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ (ثلاثا)

ہوئے ہیں نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے اے فریاد سننے والے میری فریاد سن (تین مرتبہ پڑھے)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَالَطِیْفُ قَبْلَ کُلِّ لَطِیْفٍ وَیَا

اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اے ہر لطف کرنے والے سے پہلے لطف فرمانے والے اور اے

لَطِیْفُ بَعْدَ کُلِّ لَطِیْفٍ یَا لَطِیْفُ (ثلاثا) لَطُفْتَ

ہر لطف کرنے والے کے بعد لطف فرمانے والے یا لطیف یالطیف یالطیف تونے اپنی مہربانی سے

بِخَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْاَلُکَ یَا رَبِّ کَمَا

آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اے میرے رب جب

لَطُفْتَ بِیْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَحْشَآءِ اُلْطُفْ بِیْ فِیْ

تونے مجھ پر لطف فرمایا جب کہ میں آنتوں کے اندھیروں میں تھا مہربانی فرما میرے ساتھ اپنی

قَضَآئِکَ وَقَدْرِکَ وَفَرِّجْ عَنِّی الضِّیْقَ وَلَا تُحَمِّلْنِی

قضا وقدر میں اور دور فرما مجھ سے تنگی کو اور نہ بوجھ ڈال مجھ پر

مَا لَآ اُطِیْقُ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ

جس کی میں طاقت نہیں رکھتا بحرمت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

والہ وسلم اور بحرمت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِیْ بِخَفِیِّ بِخَفِیِّ

یا لطیف یا لطیف یا لطیف مہربانی کر مجھ پر ساتھ باریک دربار یک

خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ

دربار یک لطف اپنے کہ جو نہایت مخفی در مخفی در مخفی ہے بے شک تونے فرمایا ہے اور تیرا فرمان

الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ

سچ ہے اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں کے ساتھ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ

الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ

قوت والا غالب ہے اور ہم کو کافی ہے اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کار ساز ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

والحمد للہ رب العالمین

## ورد روز جمعہ (جمعہ)

ورد بروز جمعہ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِعَظِیْمِ قَدِیْمِ كَرِیْمِ مَكْنُوْنِ مَخْزُوْنِ

اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بطفیل تیرے اسماء کے جو عظیم قدیم معزز پوشیدہ اور مخفی ہیں

اَسْمَآئِكَ وَبِاَنْوَعِ اَجْنَاسِ رُقُوْمِ نُقُوْشِ اَنْوَارِكَ

اور بطفیل تیرے انوار کے جن کے نقوش کے خطوط نواع واقسام کے ہیں اور تیری عزت کے طفیل



وَبِعَزِیْزِ اِعْزَازِ تَعَزُّزِ عِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِیْدِ

جو خود بھی غالب ہے اور دوسروں کو بھی غلبہ دینے والی ہے اور بطفیل تیری قوت کے جس کا حملہ شدید

قُوَّتِكَ وَبِقَدْرِ مِقْدَارِ اقْتِدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَائِیْدِ تَحْمِیْدِ

اور طاقتور ہے اور تیری قدرت کے اقتدار کے اندازے کے طفیل اور بطفیل تیری عظمت کی تائید تعریف

تَمْجِیْدِ تَعْظِیْمِ عَظْمَتِكَ وَبِسُمُوِّ نُمُوِّ عُلُوِّ رِفْعَتِكَ

بزرگی اور تعظیم کے ساتھ اور تیری رفعت کی بلندی زیادتی اور علو کے طفیل

وَ بِقَیُّوْمِ دَیْمُوْمِ دَوَامِ مُدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ غُفْرَانِ

اور تیری مدت کے طفیل جو قائم رکھنے والی ہمیشہ رہنے والی اور سرمدی ہے تیری مغفرت رضا مندی بخشش اور

اَمَانِ مَغْفِرَتِكَ وَبِرَفِیْعِ بَدِیْعِ مَنِیْعِ سُلْطَانِكَ وَ

امان کے طفیل تیری بادشاہی سطوت کی بلندی بے مثالی اور استواری کے طفیل اور

سَطْوَتِكَ وَبِرَ هَبُوْتِ عَظُمُوْتِ جَبَرُوْتِ جَلَالِكَ

تیرے جلال کے دبدبے عظمت اور شوکت کے طفیل

وَبِصَلَاتِ سُعَاتِ سَعَةِ بِسَاطِ رَحْمَتِكَ وَبِلَوَامِعِ

تیری رحمت کی چادر کی وسعت کی فراخیوں کے طفیل تیری ذات کے

بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِیْجِ هَجِیْجِ رَهِیْجِ بَهِیْجِ نُوْرِ ذَاتِكَ

خوشنما نور کی چمکنے والی بجلیوں کی گرجدار آواز کے طفیل تیری

وَبِبَهْرِ قَهْرِ جَهْرِ مَیْمُوْنِ ارْتِبَاطِ وَحْدَانِیَّتِكَ وَبِهَدِیْرِ

وحدانیت کے روشن غالب ظاہر اور با برکت رابطہ کے طفیل تیرا سمندر

هَیَّارِ تَیَّارِ نَیَّارِ اَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُهِیْطِ بِمَلَكُوْتِكَ وَ

جو تیری بادشاہی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اس کی شور مچانے والی منہ زور تند وتیز موجوں کے طفیل

بِالتِّسَاحِ انْفِسَاحِ مَيَادِيْنِ بِرَازِخِ كُرْسِيِّكَ وَبِهَيْكَلِيَّاتِ

تیری کرسی کے برزخوں کے میدانوں کی فراخی اور وسعت کے طفیل تیرے عرش

عُلْوِيَّاتِ رُوْحَانِيَّاتِ اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ عَرْشِكَ وَبِاَمْلَاكِ

کے آسمانوں کے ملکوں کی بلند اور روحانی ہیکلوں کے طفیل بطفیل

الرُّوْحَانِيِّيْنَ الْمُدَبِّرِيْنَ لِلْكَوَاكِبِ الْمُدِيْرَةِ بِاَفْلَاكِ

روحانی فرشتوں کے جو تدبیر کرنے والے ہیں ان ستاروں کے جو تیرے آسمانوں میں محوگردش ہیں

وَبِحَنِيْنِ اَنِيْنِ تَسْكِيْنِ قُلُوْبِ الْمُرِيْدِيْنَ بِقُرْبِكَ وَ

تیرے قرب کا ارادہ کرنے والوں کے دلوں کے سوز

بِخَضَعَاتِ حَرَقَاتِ زَفَرَاتِ الْخَآئِفِيْنَ مِنْ سَطْوَتِكَ

گریہ وزاری اور تسکین کے طفیل تیری ہیبت سے ڈرنے والوں کے عجز و نیاز، سوز دروں اور آہ وبکا کے

وَبِاٰمَالِ نَوَالِ اَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِيْ مَرْضَاتِكَ وَ

طفیل، تیری رضا جوئی کے لیے جو ریاضت میں مصروف ہیں ان کی امیدوں کے طفیل

وَبِتَخْضِيْعِ تَفْظِيْعِ تَفَظُّعِ تَعْظِيْمِ مَرَآئِرِ الصَّابِرِيْنَ عَلٰى

جو تیرے انعام سے وابستہ ہیں تیری آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کی عاجزی شدت

بَلَوَآئِكَ وَبِتَعَبُّدِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِيْنَ عَلٰى

اور شدید تکلیفوں کے طفیل تیری اطاعت پر جو بڑی بہادری سے ثابت قدم رہے ان کی نیاز مندی

طَاعَتِكَ يَآ اَوَّلُ يَآ اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ

اور بزرگی کے طفیل اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم اے مقیم اے قویم

يَا مُوْقِيْمُ يَا قَوِيُّ اِطْمِسْ بِطِلِسْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

محو کردے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے طلسم کے



الرَّحِيْمِ شَرَّ سُوَيْدَآءِ قُلُوْبِ اَعْدَآئِنَا وَاَعْدَآئِكَ وَدُقَّ

طفیل ہمارے اور اپنے دشمنوں کے دلوں کی سیاہی کے شر کو اور اژدے

اَعْنَاقَ رُءُوْسِ الظَّلَمَةِ بِسُيُوْفِ نَشَاٰتِ قَهْرِكَ وَ

گردنیں ظالموں کے سروں کی اپنے قہر و جبروت کی تلواروں سے اور

سَطْوَتِكَ وَاحْجُبْنَا بِحُجُبِكَ الْكَثِيْفَةِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ

ڈال دے ہم پر کثیف پردے اپنی قوت طاقت

وَقُدْرَتِكَ عَنْ لَحَظَاتِ لَمَحَاتِ اَبْصَارِ هِمِ

اور قدرت کے تاکہ ان کی کمزور نظریں ہمیں نہ

الضَّعِيْفَةِ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ وَسَطْوَتِكَ يَآ اَللّٰهُ يَآ اَللّٰهُ

دیکھ سکے اپنی عزت قدرت اور سطوت کے طفیل یا اللہ یا اللہ

يَآ اَللّٰهُ وَصُبَّ عَلَيْنَا مِنْ اَنَابِيْبِ مَيَازِيْبِ التَّوْفِيْقِ

یا اللہ اور سعادتوں کے باغات میں ہم توفیق کے پرنالوں سے

فِيْ رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اَنَآءَ لَيْلِكَ وَاَطْرَافَ نَهَارِكَ

پانی برسا اپنی رات کے ہر لمحہ میں اور اپنے دن کی ہر گھڑی میں

وَاغْمِسْنَا فِيْ اَحْوَاضِ سَوَاقِيْ مَسَاقِيْ بِرِّ بِرِّكَ وَرَحْمَتِكَ

اور داخل کر ہمیں ان حوضوں میں جہاں تیرے احسان اور رحمت کی ندیاں آکر ملتی ہیں

وَقَيِّدْنَا بِقُيُوْدِ السَّلَامَةِ عَنِ الْوُقُوْعِ فِيْ مَعْصِيَتِكَ

اور ہمیں سلامتی کی زنجیروں میں جکڑ دے تاکہ ہم تیری نافرمانی کے ارتکاب سے محفوظ رہیں

يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَوِيُّ

اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم اے قوی

يَا مُقِيمُ يَا مَوْلَايَ يَا قَادِرُ يَا مَوْلَايَ يَا غَافِرُ يَا لَطِيفُ

اے مقیم اے میرے مولا اے قادر اے میرے گناہ بخشنے والے اے لطف فرمانے والے

يَا خَبِيرُ اَللّٰهُمَّ ذَهَلَتِ الْعُقُولُ وَانْحَسَرَتِ الْاَبْصَارُ

اے خبر رکھنے والے اے اللہ عقل دنگ آنکھیں خیرہ

وَحَارَتِ الْاَوْهَامُ وَضَاقَتِ الْاَفْهَامُ وَبَعُدَتِ الْخَوَاطِرُ

دھم حیران فہم تنگ دل دور

وَقَصُرَتِ الظُّنُونُ عَنْ اِدْرَاكِ كُنْهِ كَيْفِيَّةِ ذَاتِكَ وَمَا

اور ظن وگمان قاصر ہوگئے ہیں تیری ذات کی کیفیت کی حقیقت سمجھنے سے تیری قدرت

ظَهَرَ مِنْ بَوَادِئِ عَجَائِبِ اَنْوَاعِ اَصْنَافِ قُدْرَتِكَ

اور ظن وگمان قاصر ہوگئے ہیں تیری ذات کی کیفیت کی حقیقت سمجھنے سے تیری قدرت

دُوْنَ الْبُلُوغِ اِلٰى تَلَاْلُؤِ لَمَعَاتِ بُرُوْقِ شُرُوْقِ

کے گوناگوں عجائبات کے جنگلوں سے کچھ ظاہر نہ ہوا

اَسْمَآئِكَ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ

سوائے تیرے اسماء کی روشنیوں کی چمک دمک

يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ يَا قَوِيمُ يَا مُقِيمُ يَا نُوْرُ يَا هَادِئُ

کے اے اللہ اے اللہ اے اول اے آخر اے ظاہر

يَا بَدِيعُ يَا بَاقِئُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اے باطن اے قدیم اے قویم اے مقیم اے نور اے ہادی

بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِيْنَ اَغِثْنَا

اے بدیع اے باقی یاذاالجلال والا کرام نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے



لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَرْحَمْنَا اَللّٰهُمَّ مُحَرِّكَ الْحَرَاكَاتِ

ہم تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتے ہیں اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس ہماری فریاد سن

وَمُبْدِئَ نِهَايَاتِ الْغَايَاتِ وَمُخْرِجَ يَنَابِيعِ قُضْبَانِ

نہیں ہے کوئی معبود بجز تیرے اپنی رحمت کے طفیل ہم پر رحم فرما اے اللہ حرکت دینے والے تمام حرکتوں کے

قَضْبَاتِ النَّبَاتِ وَمُشَقِّقَ صُمِّ جَلَامِيدِ الصُّخُوْرِ

اور اسے آغاز کرنے والے تمام مقاصد کی انتہاؤں کے اسے نباتات کے تنوں سے شاخوں کے

الرَّاسِيَاتِ وَالْمُنْبِعَ مِنْهَا مَآءً مَّعِيْنًا لِّلْمَخْلُوْقَاتِ

چشموں کو نکالنے والے اور سخت پتھروں کی محکم چٹانوں کو

وَالْمُحْيِيَ بِهٖ سَآئِرَ الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْعَالِمَ بِمَا

پھاڑنے والے مخلوقات کے لئے ان میں سے صاف پانی کے چشمے جاری کرنے والے

اخْتَلَجَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ اَسْرَارِهِمْ وَاَفْكَارِهِمْ وَفَكِّ

جملہ حیوانات وبناتات کو اس کے ذریعے زندہ کرنے والے اسے جانے والے جو

رَمْزِ نُطُقِ اِشَارَاتِ خَفِيَّاتِ لُغَاتِ النَّمْلِ السَّارِحَاتِ

لوگوں کے سینوں میں ان کے اسرار اور ان کے افکا خلجان پیدا کرتے ہیں اور زمین پر

يَا مَنْ سَبَّحَتْ وَقَدَّسَتْ وَعَظَّمَتْ وَكَبَّرَتْ

رینگنے والی چیونٹیوں کی لغات کے مخفی اشارات کی علامتوں کو کھولنے والے

وَمَجَّدَتْ لِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ اَقْدَامِ اَقْوَالِ اَعْظَامِ

اے وہ کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کی عزت وجبرت کے اقوال کی تسبیح تقدیس اور

عِزِّهٖ وَجَبَرُوْتِهٖ مَلَآئِكُ سَبْعِ سَمٰوَاتِكَ اجْعَلْنَا فِيْ

تعظیم بیان کرتے ہیں اور ان کی بڑائی اور بزرگی کا ذکر

هٰذَا الْعَامِ وَفِیْ هٰذَا الشَّهْرِ وَفِیْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِیْ

ہمیں بنادے ہیں کرتے

هٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِیْ هٰذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ

اس سال میں اس ماہ میں اس جمعہ میں اس

مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَسَاَلَكَ فَاَعْطَیْتَهٗ وَتَضَرَّعَ

دن میں اس گھڑی میں اور اس مبارک وقت میں

اِلَیْكَ فَرَحِمْتَهٗ وَاِلٰی دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ اَدْنَیْتَهٗ بِفَضْلِكَ

ان لوگوں میں سے کو تجھے پکارتے ہیں تو تو ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور جو تجھ سے مانگتے ہیں تو تو ان کو عطا فر

یَاجَوَادُ یَاجَوَادُ یَاجَوَادُ جُدْ عَلَیْنَا وَعَا مِلْنَا بِمَا اَنْتَ

ماتا ہے جو تیری جناب میں عاجزی کرتے ہیں تو تو ان پر رحمت فرماتا ہے اور اپنے گھر یعنی جنت کی طرف انہیں قریب

اَهْلُهٗ وَلَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ اِنَّكَ اَنْتَ اَهْلُ

کرتا ہے اپنے فضل سے اے سخی اے سخی اے سخی سخاوت فرما ہم پر اور ہمارے ساتھ وہ سلوک کر

التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَللّٰهُ

جو تیری شان کے شایان ہے اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہ کر جس کہ ہم لائق ہیں بے شک تو اہل التقوی

یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَوَّلُ یَاآخِرُ یَاظَاهِرُ یَابَاطِنُ

اور اہل المغفرۃ ہے یا ارحم الراحمین یا اللہ

یَا قَدِیْمُ یَا قَوِیُّ یَامُقِیْمُ یَا نُوْرُ یَا هَادِیْ یَا بَدِیْعُ

یا اللہ یا اللہ اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن

یَا بَاقِیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ

اے قدیم اے قوی اے مقیم اے نور اے ہادی اے بدیع



نَسْتَغِیْثُ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ

اے باقی اے جلال والے اور عزت والے نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے ہم تیری رحمت کے

اَنْتَ وَبِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَسْئَلُكَ

وسیلہ سے فریاد کرتے ہیں اے فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والے ہماری فریاد سن نہیں ہے کوئی معبود

اَللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ

تیرے سوا اے ارحم الرحمین میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

تُسَلِّمَ وَاَنْ تَقْضِیَ حَوَآئِجَنَا یَآ اَللّٰهُ یَآ اَللّٰهُ یَآ اَللّٰهُ

اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل آپ کے اصحاب اور

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

سب تعریفیں اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے

## ورد روز شنبہ (ہفتہ)

ورد ہفتہ کے روز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ نِّعَمُهٗ لَا تُحْصٰی وَاَمْرُهٗ لَا یُعْصٰی وَنُوْرُهٗ

اے اللہ اے وہ جس کی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا جس کے حکم کی نا فرمانی نہیں ہوسکتی جس کے نور کو

لَا یُطْفٰی وَلُطْفُهٗ لَا یُخْفٰی یَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی

بجھایا نہیں جا سکتا جس کا لطف چھپایا نہیں جاسکتا اے وہ جس نے شق کر دیا سمندر کو موسیٰ کے لئے

وَاَحْیَی الْمَیِّتَ لِعِیْسٰی وَجَعَلَ النَّارَ بَرْدًا وَّسَلَامًا

زندہ کردیا مردے کو عیسیٰ کے لئے بنادیا آگ کو سرد اور سلامتی

عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ابراہیم پر درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل پر

وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا اَللّٰهُمَّ بِتَلَالُؤِ نُوْرِ

اور بنادے میرے لئے میری مشکل کو آسان اور اس سے نکلنے کا راستہ اے اللہ ترے عرش کے

بَهَآءِ حُجُبِ عَرْشِكَ مِنْ اَعْدَآءِیْ اِحْتَجَبْتُ وَبِسَطْوَةِ

پردوں کی روشنی کے نور کی چمک میں اپنے دشمنوں سے اپنے آپ کا چھپاتا ہوں اور تیرے جبروت

الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ یَّكِیْدُنِیْ تَحَصَّنْتُ وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ

کی سطوت کے طفیل ان لوگوں سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے خلاف سازش کرتے ہیں اور تیری قوت کے

شَدِیْدِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطٰنٍ تَحَصَّنْتُ وَبِدَیْمُوْمِ

شدید جملہ کے زور سے میں ہر بادشاہ کے شر سے قلعہ گیر ہوتا ہوں اور تیری ابدیت کی

قَیُّوْمِ دَوَامِ اَبَدِ یَّتِكَ مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ اِسْتَعَذْتُ وَ

ہمیشہ قائم رہنے والی بقا سے میں ہر شیطان سے پناہ ہوں اور

بِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِرِّكَ مِنْ كُلِّ هَآمَّةٍ تَخَلَّصْتُ

تیرے رازوں میں سے جو سرنہایت ہے اس کے طفیل میں ہر شیطان سے نجات وپناہ

وَتَحَصَّنْتُ یَا حَامِلَ الْعَرْشِ عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ

طلب کرتا ہوں اے حاملین عرش کے بوجھ کو اٹھانے والے

یَا حَابِسَ الْوَحْشِ یَا شَدِیْدَ الْبَطْشِ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَ

اے وحشیوں کو روکنے والے شدید گرفت والے تجھی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَیْكَ اَنَبْتُ احْبِسْ عَنِّیْ مَنْ ظَلَمَنِیْ وَاغْلِبْ عَلٰی

تیری طرف میں نے رجوع کیا ہے روک لے مجھ سے جس نے مجھ پر ظلم کیا اور غلبہ دے مجھے اس پر



مَنْ غَلَبَنِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ

جو مجھ پر غالب آیا ہے لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے میں ضرور غالب آوں گا میرے رسول غالب آئیں گے بیشک

عَزِیْزٌ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ مِنْ

اللہ تعالیٰ قوت والا غالب ہے اللہ سب سے بڑا ہے ساری مخلوق سے

خَلْقِهٖ جَمِیْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ

عزت والا ہے اللہ عزت والا ہے اس سے جس سے میں ڈرتا ہوں کرتا ہوں میں پناہ

بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ

مانگتا ہوں اللہ سے وہ جس کے سو کوئی معبود نہیں جس نے روکا ہوا ہے سات آسمانوں کو

تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّ

گرنے سے زمین پر مگر اس کے اذن کے ساتھ تیرے فلاں بندے کے شر سے

جُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ

اس کے لشکروں سے اس کے پیروکاروں سے اس کے مددگاروں سے خواہ وہ جن ہو یا انسان اے اللہ

كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ هِمْ جَمِیْعًا جَلَّ ثَنَآؤُكَ وَعَزَّ

مجھے پناہ دے ان تمام کے شر سے تیری تعریف بڑی بزرگ ہے تیرا پڑوسی

جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ تَفْعَلُ مَا تَشَآءُ

عزت والا ہے تیرا نام برکت والا ہے نہیں ہے کوئی معبود سوتیرے تو کرتا جو چاہتا ہے

وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

تو ہر چیز پر قادر ہے والحمد للہ رب العالمین

# ختمات طیّبات

## اعلان اجازت

ختم شریف پڑھنے کی اجازت اور باطریقہ درجہ وار برائے حاجات دینی و دنیوی و مقررہ روزانہ وظائف کیلئے تحریر کیے جاتے ہیں اور چہار طریقت سلسلہ وار پے در پے طالب اللہ خادمان طریقت کو اختیار واثق ہے کہ بغیر کسی سے مزید اجازت لے کے شروع کرے مگر درجہ وار باترتیب شروع رکھے۔

## ختم شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ فاتحہ شریف بارہ مرتبہ درود شریف مشہور تین سو بار یَاهَادِیُ یَامُنَوِّرُ تین سو بار یَاهَادِیُ یَانُوْرُ شَیْءٍ اللّٰہ یَاسَیِّدَ العربی وَالعجم تین سو مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم یارسول اللہ بارہ سو بار



درود شریف مشہور تین سو بار سورۂ فاتحہ شریف صرف بارہ بار۔

## ختم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کلمہ طیب ایک سو بار۔ اسم اعظم یعنی آیت کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ کلمہ تمجید ایکسو بار سورۂ اخلاص ایکسو بار سورۂ وَالْعَصْرِ ایک سو بار درود شریف مشہور اول آخر ایکسو بار

## ختم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اول درود شریف مشہور ایکسو بار سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ الخ ایکسو بار سورۂ فاتحہ شریف ایکسو بار درود شریف مشہور ایکسو بار پڑھے۔

## ختم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اول درود شریف مشہور ایکسو بار سورۂ وَالضُّحٰی ایکسو بار کلمہ تمجید ایکسو بار سورۂ اخلاص ایکسو بار۔ درود شریف مشہور ایک سو بار پڑھے۔

# ختم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اوّل آخر درود شریف ایکسو بار۔ اسم اعظم ایک سو بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایکسو بار درود شریف مشہور ایک سو بار پڑھے

# ختم حضرت حسن رضی اللہ عنہ

اوّل درود شریف ایکسو پندراں بار سورہ فاتحہ شریف ایکسو گیارہ بار کلمہ طیبہ ایک سو بار سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ ایک سو پندراں بار پڑھے

# ختم حضرت حسین رضی اللہ عنہ

اوّل درود شریف مشہور ایکسو بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تین سو سورۂ فاتحہ شریف تین سو بار سورۂ اخلاص تین سو بار۔ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ الخ تین سو بار پڑھے درود شریف مشہور ایکسو بار پڑھے۔



# ختم غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

اوّل درود شریف مشہور ایکسو گیارہ بار کلمہ تمجید ایکسو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ایکسو گیارہ بار۔ سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ الخ ایک سو اکتالیس بار سورۂ یٰسٓ ایکبار یَا بَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیُ۔ ایکسو گیارہ بار۔ یا حضرت شاہ محی الدین مشکلشائے با الخیر ایکسو گیارہ بار یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھے۔

# مختصر ختم غوثیہ

اوّل آخر درود شریف مشہور ایک سو بار درمیان میں حَسْبُنَا اللّٰہ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر پانچسو مرتبہ پڑھے۔

# ختم شریف حضرات خواجگان نقشبندیہ

اوّل استغفار تین سو مرتبہ پھر سورۂ فاتحہ باتسمیہ سات مرتبہ درود شریف

شریف پچیس ۲۵ بار پڑھے۔

## ختم شریف درود نجات

اول و آخر سورہ فاتحہ شریف ایکسو ۱۰۰ بار پڑھے درمیان میں درود نجات گیارا سو مرتبہ پڑھے۔

# ھدایات برائے ختمات

اے عزیز طالب اللہ خادم طریقت محب شریعت آپکو واضح ہو کہ مندرجہ بالا چار ختمات شریف (۱) حضرت غوث الاعظم کا ختم (۲) ان ہی کا آسان ختم لاحول ولاقوۃ (۳) ختم شریف خواجہ بزرگ نقشبندی (۴) ختم شریف خواجگان نقشبندی مجددی رحمہم اللہ واسطے روزانہ وظائف کے میری طرف سے اجازت ہے بغیر کسی مزید ظاہری اجازت کے یعنی اور کسی سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں اسی تحریری اجازت پر ان ختمات کو شروع کرے تو سب سے بہتر ہے باقی جو ختمات ھیں ان کو اپنی دینی دنیاوی حاجات کیلئے خود پڑھے یا اور آدمیوں کو جمع کر کے پڑھے۔ وہ طالب کے اختیار میں ہے مگر اتنی بات ضروری ہے کہ پڑھنے والوں کے کپڑے صاف پاک ہوں جسم صاف پاک اور جس جگہ ختمات پڑھے جائیں وہ جگہ پاک ہو اور یہ بھی فرض اور ضروری ہے کہ ختم پڑھنے والے کسی قسم کا



مشہور ایک سو ۱۰۰ بار سورہ الم نشرح لک الخ اناسی ۷۹ بار سورہ اخلاص باتسمیہ ایک ہزار ۱۰۰۰ بار سورہ فاتحہ باتسمیہ سات ۷ بار درود شریف ایکسو ۱۰۰ بار اور پھر انشاءاللہ چوں گدائے مستمند المدد خواہم ز شاہ نقشبند اور کسی کو کوئی مشکل ہو تو مذکورہ ختم شریف کے بعد تین ۳ ہزار مرتبہ اسم اعظم یعنی آیت کریمہ پڑھے اللہ تعالیٰ ضرور مشکل حل فرمائیگا۔

## ختم شریف لاحول

اول و آخر درود شریف مشہور ایکسو ۱۰۰ بار درمیان میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ الخ پورا کلمہ پانچسو ۵۰۰ بار پڑھے اور ختم شریف پڑھتے وقت خیال پختہ اور روحانی توجہ ضرور رکھے۔

## ختم شریف حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

اول اور آخر درود شریف مشہور ایکسو ۱۰۰ بار درمیان میں یا خفی الطاف ادرکنی بلطفک الخفی پانچسو ۵۰۰ مرتبہ پڑھے۔

## ختم شریف سورہ یٰسین

اول اور آخر درود شریف مشہور ایکسو ۱۰۰ بار درمیان میں سورہ یٰس

نشہ نہ کرتے ہوں تاکہ فائدہ کے بجائے نقصان نہ ہو اگر ان میں کوئی شخص ثواب کیلئے نشہ والا بیٹھیگا بجائے ثواب کے اسکو عذاب ہوگا۔ ختم پڑھنے والا یہ نہ سمجھے کہ مجھے ثواب نہیں ہوگا اسکو ہر طرح سے ثواب ملیگا مگر جو کسی قسم کا نشہ کرتا ہو اسکو نہیں ملیگا :۔

## حضرت باباجی صاحب کے کچھ پنجابی اشعار

حیرت اندر رہو ہمیشہ رہو مشتاق طلب دا
زاخاں دانگوں نجاست اندر نہ دسیں حال قلب دا
پٹھ سمندر دی اندر جہازاں توں بھی تردا جاویں
بحر عمیق طوفاناں اندر ہرگز قدم نہ پاویں
روسیاہ تے موئے سفیدی وانگ ناداناں ہسدا
کریں ندامت ہرگز نائیں حال قلب دا دسدا
اندر حوض غفلت عاصی ڈبا وچ وسواساں
کتھوں آنی قلب حضوری یارا چھوڑ مزاخاں
عبدی پاس صرافاں جاویں جھڑے قلب صفائیاں کردے
بن پکھاں دین اوڈاری اوپر فلک دے چڑھدے
کس تھاواں عبدی تینوں قلب میسر ہویا
اوہو تاج نظامی والا جہڑا وحدت اندر تھایا



کتھوں لبھدا قلب بھائی کس جگہ توں لوڑیں
کس طرفے قلب رکھیندے کس طرفے مکھ موڑیں
اے پر تھوڑا حال قلب دا جیکر تینوں آکھ سناواں
غیر محرم تھیں ڈوہیتیرا تاں میں راز چھپاواں
جسم انسانی قلب بہتیرے جیکر دیکھیں نال صفائی
رنگ متفرق بہت عجائب کچھ شمار نہ بھائی
وسیلے نال نبوت نبی دے جہڑا نظری آوے
اوہو نور حقیقی جانی عرشاں تیک پہچاوے

## اشعار حضرت بابا نظام الدین صاحب

یارب نویسندے تائیں دیویں اجر عظیماں
غلام نظامی کرے دعائیں کریں قبول کریماں
نذیر احمد نویسندہ جہڑا مولوی نام کہاوے
کرے دعائیں عاجز بندہ اجر حضوری پاوے

یا غوث الاعظم حوالے تیرے ایہہ مسکین بیچارہ
اسدا تے میرا سنگ ہے اپنے حضرت صاحب کریو پار اتارا

حضرت صاحب دی کتاب مُبارک اس تحریر کرائی
میں جاناں جے لبھی اسنوں سب دُنیا دی بادشاہی

حضرت صاحِب تک کے اُسدے واہ واہ نیک اچالے
خواجگان نقشبنداں دے کیتا اُسنو حوالے

یاالٰہی کُل خطائیاں بخش میں ہاں اوگنہاراں
طفیل حضرت باباجی صاحب جو ہے میرا باپ پیارا

جان قُربان کراں تیرے تھیں تو ہیں جانی میرا
بابا، باباجی صاحِب نت پُکاراں ہے ورد زبانی میرا

حضرت خواجہ صاحب کیا نوالے بخش بے ادبی اساڈی
وچ قدماں دے رُلاں ہمیشہ خدمت کراں تساڈی

صِفت کرن دے لائق نائیں میں مسکین تنانواں
ہتھوں لانقصان تھیویگا کجھوں کجھ گُماواں

بخش میری بے اَدبی حضرت کریو چا اپرالا!
خاص محبت اپنی وِچوں دُنیا گھٹ نوالا

خواجہ شاہ نظام الدین نظامی جو ہیں کیاں دے نامی
نت غلام انہاندا ہاں میں گل وِچہ طوق غلامی

جو غلطی ہوے اندر اسدے کرو معاف پیارے
جیکر نامنظور ہوے پل وِچہ عاجز پھاڑے



بس نظامی بس نظامی کیکر صِفت لاسیں
وچہ دریاواں دے نہ چھالاں اپنا آپ گواسیں

یاالٰہی حرمت مصطفیٰؐ دی جو ہیں سردار تماماں
اس غلام نظامی کولوں ہون لکھ سلاماں

چار یار نبی دے پیارے چارے کشتی تارن
مت غلام نظامی نوں بھی اوہی تینوں تارن

واہ واہ محی الدین پیارے وِچہ گیلانے رہندے
قلم ربانی ہتھ انہاندے دفتر خاص رکھیندے

نام محی الدین تساڈا زندہ دین کراندے
قلم ربانی ہتھ انھاندے لکھے لیکھ ہٹاندے

طوبیٰ رکھ تیرے دی چھاویں رہساں وِچہ بہشتے
ہُن دفتر اتے میراں صاحِب لکھنے نیک سرشتے

بلکہ اوگنہار حضرت تاں بھی تیرا تیرا
واہ واہ میراں عبدالقادر ورد زبانی میرا

اے غلام نظامی کھول دے دِل دی تاکی!
بلیوں شیر بڑینداں لوڑیں نہ کرائیدا چالاکی

میں قربان تیرے توں تھیواں عاجز حال وِچارا
بخشیں او جانی مینوں ہوئیاں بہوں دُکھیارا

ہے وس وس دی رکھاں کریو جانی وصل اساہڈا
واہ واہ منزل پیارے والی پینڈا دور دوراڈا
کرو قصوراں معاف اساہڈے میں قربان جانی
صدقہ بایزید ولی دے نالے شاہ نظامی

شیخ احمد سرہندی پیارے تے شاہ بخارے والے
ابوالحسن تے نور محمد چورے وچہ نرالے
پیر چشتی لاون کشتی ندیوں پار کنارے
غوث الاعظم ماہِ تاباں رہندے وچہ بغداد سہلے

خواجہ رکن عالم صاحب واہ واہ میرے پیارے
دنیا فانی اتوں اوہ کر گئے سفر سہارے
خواجہ رکن عالم صاحب جو ہیں لامن وچہ مقامی
واہ واہ باغ محمدی کھلیا مالی شاہ بسطامی

حرمت رکن عالم صاحب ولی دے کریں رحم نظراں
ایہ غلام نظامی بندہ رلیا حال فقیراں
عشق تیرے تھیں راتیں مینوں ہرگز نیند نہ آوے
آئی نیند تے صورت تیری اکھیاندے وچہ وساوے

جیونکر حال زلیخا والا پچھے یوسف ہویا
تیویں ایہ غلام تساہڈا ہنجواں بھر بھر رویا



میں کراں سفارش جانی بخش بے ادبی میری
طاقت میری نہ گل کرن دی سب مجالی تیری
پانی دیون والی جرت نہ رکھاں ہاں مسکین بچارا
تک کے شان گمان نظامی والے آیا بدیانڈا کھارا
سنگی ساتھی سارے میرے جو ہے خویش قبیلہ بھائی
سارے نور نقشبندی تھیں لیون خوب صفائی
یار آشنا تمامی میرے نیک وصیت والے
چھیکڑ واری باباجی صاحب کیتا تدھ حوالے

⁂

۲ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۹۹ء بوقت صبح ۹ بجکر ۵ منٹ

# فضائل رسول پاک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَقَآئِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

حمد بے شمار کے بعد جاننا چاہیے کہ بہت زیادہ درود بھیجنے کے ساتھ ساتھ ہر خاص و عام پر اتباعِ رسول ؐ فرض و واجب ہے کیونکہ جو امتیں پہلے گذر چکی ہیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ کی امتیں اپنی اپنی مشکلات کے وقت محمد الرسول اللہ ؐ کی وسالت سے دعا کرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ خاتم المرسلین ؐ کی عظمت و حرمت کے طفیل ہر بلا بیماری سے نجات دے دیتا۔ خاص طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی ؐ کی وساطت سے نجات دی اور بعد میں فلاح و کامرانی دو جہاں عطا فرمائی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت اور توصیف کئی مقامات پر بیان فرمائی ہے سورۂ توبہ کے آخر میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ



فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۵

ترجمہ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان اور رحم کرنے والے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اس پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی کئی صفات ہیں مگر رؤف الرحیم باری تعالیٰ کی خاص صفتیں ہیں جن سے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا سبحان اللہ۔ اور پھر یہ کہ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اپنے پاس بلا کر قاب قوسین اَوْ اَدْنٰی کے لقب سے بھی ملقب فرمایا اور پھر یہ کہ اسرار نہانی اور تجلیات ربوبیت سے سرفراز فرما کر راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اس وقت رسول اکرم ؐ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی یا اللہ تو کریم رحیم سمیع علیم ہے تو نے حضرت وحی جبرئیل کو ستھر ہزار بال و پر دیئے۔ مجھے اس کا بدلہ کیا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نیک خو پیغمبر اس کے بدلے آپ کو یہ کہ اگر ایک بال گیسوئے عنبریں کی کوئی زیارت کریگا تو زیارت کرے گا تو زیارت کرنے والے کے اگر کتنے ہی گناہ ہونگے وہ میں تمام بخشدوں گا پھر حضور اکرم ؐ نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ حضرت آدم ؑ کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مجھے اس طرح کا کیا مقام ملا ندا آئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے نور کا صلب آدم میں قرار تھا

اسی لئے آدم کو یہ رتبہ ملا ترک اولیٰ کے بعد جنت سے باہر کیا گیا پھر ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل کرونگا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات اور افضل الانبیاء ہیں

آپ پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ مجھے کئی بار خواب میں نظر آئے اور آپ نے باطنی طور پر گوناگون موتی و گوہر عطا فرمائے اور کئی قسم کی بشارتیں دیں۔ جن کا اظہار اتنا طویل ہے کہ بیان تحریر سے باہر ہے نیز یہ کہ بظاہر سلسلہ قادریہ مجھے مولانا حضرت خواجہ محمد اسحاق صاحب قدس اللہ سرہٗ سے عطا ہوا۔ اسلئے ضروری ہے کہ سلسلہ قادریہ کی ترتیب لکھی جائے مگر پہلے کچھ اور واقعات

# تصوّر اسم ذات

مُرشد کامل کو چاہیئے کہ طالب اللہ کو پہلے اسم اللہ تعالیٰ خوشخط لکھ کر اس کے ہاتھ میں دے اور پھر طالب اللہ کو کہے کہ اس اسم کو تصور سے اسی طرح اپنے دل پر لکھو پھر طالب اللہ نے مرشد کامل کے حکم کے مُطابق دل پر لکھ کر قرار و سکونت کرلی تو پھر طالب کو کہے کہ ہر ایک حرف کو نور کا تجلی نکلتا ہوا تصور کرے اور دل کے ارد گرد لازوال کشادہ میدان تصوّر کرے جس میں چوداں طبق ایک خردل کے دانے کے برابر دیکھائی دیتے



خیال کرے اور پھر اس میدان میں طالب کو ایک گنبد نما روضہ دکھائی دیگا جس کے دروازے کا قفل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہوگا۔ جسکی چابی اسم ذات باری تعالیٰ ہے جسوقت طالب اللہ اسم اللہ ذات پڑیگا تو اس کا قفل کھُل جائیگا اور یہ طالب روضہ گنبد نما کے اندر چلا جائیگا اور اس جگہ طالب مجلس محمدی بمع اصحاب کبار دیکھے گا اور پھر صراطِ مستقیم کے ذریعہ اندر داخل ہو کر شرفیاب ملاقات ہوگا جس سے نسبتی قُرب بحکم خدا تعالیٰ اور توفیق مرشد کامل سے صادق الصدیق طریقہ سے ہمراہ رفیق اعلیٰ بن جائیگا اور اگر کسی کو وسوسۂ شیطانی اور جذباتِ نفسانی جو وجود انسان میں کئی ہزار ہوتے ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ مرحلہ کو طے کرنے کے وقت ظہور میں آتے ہیں تو اس وقت مُرشدِ کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ طالب اللہ کے قلب کے ارد گرد تصور اسم اللہ ذات کے حروف اور حروف کلمۂ طیبہ تفکر کے ساتھ لکھے اس لکھنے سے ایسی تاثیر ہوگی کہ سرتاپا آتش انوار قرب و معرفت روشن ہو کر وہ تمام خطرات خاکستر ہو جائیں گے اس کے بعد طالب حقیقی مُسلمان حیات القلب تصدیق الیقین ہو جائیگا تو اس وقت وُہ طالب اللہ توحید کے ذوق شوق سے تمام کُفر و شرک وغیرہ ممنوعات سے بیزار ہوگا۔

اے میری بات سُننے والو ذرا غور سے سُنو کہ پیروں اور مریدوں کے لیئے یہ بات قابلِ غور ہے کہ انسان کی بائیں پسلیوں میں مقام نفس ہے اور دائیں پہلو میں مقام شیطان ہے یہ دونوں اس راستے کے جانی دشمن

ہیں اور جس نے ان دونوں کی ہلاکت کی قسم کھائی ہو اور وہ پھر خواب غفلت میں سو جائے اس جیسا نادان کون ہے۔ دانا بینا اور عاقبت اندیش تو وہ ہے جو ان دشمنوں کے مورچوں کی طرف نگاہ رکھے جب تک طالب اللہ میں سانس موجود ہے نہیں معلوم کہ یہ کب نکل جائے۔ پس طالب کو چاہیے کہ تصور اسم ذات سے جو نور کی تجلیاں ظاہر ہوں ان میں ہر وقت غرق رہے اور ذات باری تعالیٰ کے انوار سے شرفیاب ہو۔ اسلیئے کہ بہشت، دوزخ آگ بہار اسی میں ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ خَوْفٍ وَّالرَّجَاءِ۔

جب کوئی اولیأ اللہ اسم ذات باری تعالیٰ میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہوتا ہے تو اس کا ہر رونگٹا زبان کھول کر جوش محبت میں آکر اللہ اللہ کہتا ہے اور سراھو ھو کرتا ہے اور پھر یہ ذاکر ھوالحق ھوالحق ھوالحق اور نفس یہ آیت پڑھنے لگتا ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ پھر وجودی نفس اسم ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مراتب محبوبی و معشوقی رکھتا ہے جو دو دم انسان کے اندر پائے جاتے ہیں ایک اندر آتا ہے اور ایک باہر جاتا ہے۔ جو اندر آتا ہے اس کو مؤکل فرشتہ کہتا ہے میں اس کو قبض کرلوں یا باہر لے جاؤں اور اسی طرح سے سانس والا فرشتہ بھی اپنے مؤکل کو عرض کرتا ہے ہر ایک سانس بدرگاہ عالی میں عرض پرداز ہوتی رہتی ہے۔ جب پہلا قاصد آتا ہے تو پھر دوسرا قاصد روح جسوقت اسم ذات کا تصور پورے طور پر ہو جاتا ہے تو اسوقت



وجود سے باہر نکل ایک نورانی چیز بن جاتا ہے جس کا خوبصورتی میں مقابلہ کونینی و دارینی مخلوق میں کوئی نہیں کرسکتا پھر یہ سانس بارگاہ الٰہی میں عرض احوال کرتی پھر وہ روح یا سانس ایسی بے بہا ہو جاتی ہے کہ دنیاوی لعل و جواہر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے اس وقت اللہ کا فقیر خزانچی ہو جاتا ہے اور اسم ذات خزانہ۔

## تصوّر اسم ذات و مراقبہ

پہلے طالب اللہ کو چاہیے کہ مسواک وضو کامل کرے پھر کپڑا پاک پہنے جس وقت مقام فنا میں آئے تو رو بقبلہ ہو کر دو زانوں بیٹھے اور باستغراق بالاشتغال اسم ذات ہو جائے اور اپنی آنکھیں بند کرکے مراقبہ میں آوے تو فکر کے ساتھ تصور اسم ذات پکڑے لیکن پہلے چاہیے شیطانی راستوں کو ظاہری و باطنی بند کرکے نفسانی وسوسوں اور خطروں کو اپنے آپ سے دور کرے۔ پہلے اسم ذات یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ تین مرتبہ پڑھے اور تین مرتبہ چار قل شریف اور تین مرتبہ آیۃ الکرسی تین مرتبہ کلمہ شہادت اور تین مرتبہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سب کچھ پڑھکر اپنے اوپر دم کرے پھر تصور اسم ذات کرے اور تصور و تفکر سے یہ اسم مبارک کرے جیسا کہ دل پر اسم مبارک نقش ہو گیا ہے۔ اس کے

لکھنے یا نقش ہونے سے سینہ بالکل صاف ہو جائیگا اور خناس وخرطوم مرجائیں گے۔ مگر یہ تصور جب دل میں پختہ ہو جائے تو پھر تمام جسم پر اسم ذات کا فکر مراقبہ کے ذریعہ پرواز کرے دل کے وسیع میدان میں داخل ہو تو پھر وہاں مجلس محمدیؐ پائیگا وہاں تین مرتبہ کلمۂ تمجید اور درود شریف پڑھے تاکہ اس مبارک مجلس محمدیؐ سے اشارہ ہو کہ اے تصور کنندہ یہی مجلس محمدؐ اسم ذات ہے اسمیں شیطان کا کوئی دخل نہیں اور اس وقت طالب اللہ کو حق و باطل میں تحقیق ہو جائیگی جس کو وہ ظاہر میں بھی دیکھ لے گا کہ دل کے اردگرد چار میدان ہیں (۱) مشاہدۂ میدان ازل (۲) مشاہدۂ میدان ابد (۳) مشاہدۂ میدان از عرش تا فرش دنیا (۴) مشاہدۂ میدانِ عقبیٰ ۔ پڑھنے سننے والے دل میں قلب ہے اور قلب میں سر ہے اور سر میں اسرار ہیں۔ مشاہدۂ نور حضور قرب اللہ معرفتِ پروردگار مرشد کامل طالب اللہ صادق کو پہلی مرتبہ ہی مشاہدۂ ازل تک پہنچا دیتا ہے اور ناقص مرشد دن رات طالب کو چلوں اور ریاضتوں میں ہلاک کر دیتا ہے۔ جب تصور دل اور چار میدان کا مشاہدہ ہو جائے تو اس وقت اسم ذات کے ساتھ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے اور ان دونوں مبارک ناموں پر نظر رکھے بعد ازاں توحید کے دریا میں غوطہ لگانے اور غلبات اللہ پاک میں غرق ہو جائے اور پھر طالب اللہ اس آیت کا مصداق خود بخود ہو جاتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ۔ ترجمہ یاد کر تو اپنے رب کو جب تو سب کچھ بھول



جائے"۔ نقشہ تصور دونوں اسمائے گرامی کا اس طرح ہے۔

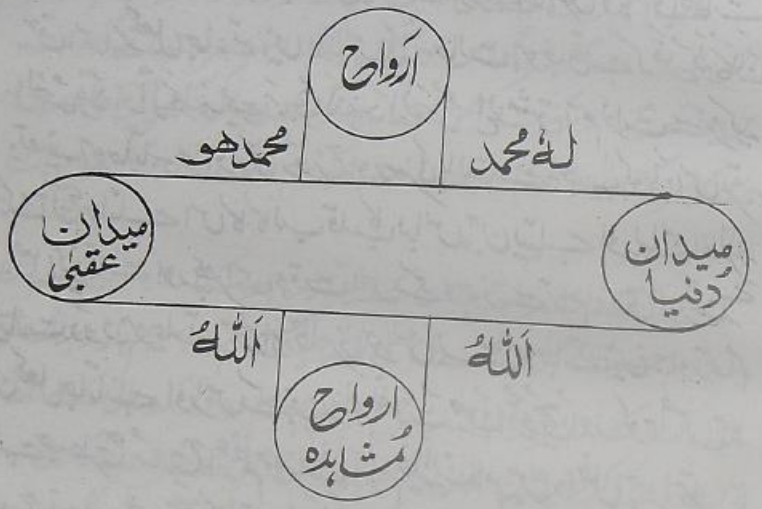


اے عزیز طالب اللہ اب یاد رکھیئے کہ معرفت معراج اور محبت ملاقات حضوری قرب مشاہدات اسرار ربانی فنا فی اللہ بقا باللہ اور اول سے لیکر آخر تک توحید سبحانی اسم ذات اور ذکر حضوری و علم کلمات ربانی کی مشق شدہ تاثیر کلام سے تمام اشیا معلوم ہو جائیں گی چنانچہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ایسا ہی علم اور اسی طرح علم الرحمٰن و علم القرآن اور علم البیان اور علم وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور علم وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اور یہ کہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّهٖ تمام علوم اس کو حاصل ہو جاتے ہیں اور اس وقت اس کے اوپر دو علموں کے راز کھلتے ہیں ایک علم معاملہ اور دوسرا

علم مکاشفہ معرفت الٰہی کا بس علم معاملہ تو خود بخود علم مکاشفہ میں آجاتا ہے۔ مشق اسم ذات سے حجاب کھل جاتا ہے اور تمام ظاہری و باطنی کلمات حق اس پر کھل جاتے ہیں اور اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ الخ مشق اسم ذات سے تزکیہ و تصفیہ ہو جاتا ہے اور تجلی رُوح اور سر کی پا لیتا ہے۔ جب کوئی اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے اس کا کالب قلب کا لباس پہن لیتا ہے اور لباس اسرار حاصل کر لیتا ہے اور پھر اس وقت اس کے وجود سے تمام ردی اور گندے خیالات دُور ہو جاتے ہیں اور ظاہری حواس بستہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام باطن کھل جاتا ہے اور اس کے بعد علم نَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِيْ دل کو حاصل ہو جاتا ہے جسطرح رُوح اعظم حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہوا تھا اور رُوح نے وجود میں آکر کہا تھا یا اللہ تو اسوقت نام اللہ تعالیٰ نے بندہ اور اس ذات میں کوئی حجاب نہیں رہنے دیا۔ قیامت کے دن تک جب حشر بھی بپا ہو جائے گی مگر اس بسم اللہ تک ابھی کوئی نہ پہنچا ہو گا۔ جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر چہ خوانی از علم اللہ بخواں ۔ اسم اللہ با تو باشد جاوداں

جو شخص ظاہری علوم سے دوستی نہیں رکھتا وہ کیونکر باطنی علوم میں نیکوں کی مجلس میں جگہ پاتا ہے اور وہ علم ظاہری جو باطنی علم سے معرفت الٰہی حاصل نہیں کرتا وہ بھی محروم ہے کیونکہ وہ شخص خُدا پاک کی طلب و تڑپ کے بغیر دُنیا سے باہر چلا جائے گا ؎



از دل بدر کن پستہ خطرات را ● تابیابی وحدت حق ذات را

طلب اسم ذات سے قلبی حالت ٹھیک اور زندہ ہو جاتی ہے جسطرح باران رحمت سے گلاسڑا گھاس اور چٹیل میدان سرسبز لہلہاتے کھیت بن جاتے ہیں اور کثرت اسم ذات سے نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے اس کا ہر ایک بال اسم ذات سے زندہ ہو کر نام یا اللہ یا اللہ کا حصار بن جاتا ہے۔

ذکر اسم ذات چار چیزوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (۱) اول فنا فی اللہ (۲) دوم حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) سوم باز رہنا ماسوائے اللہ پاک کے اور مرتبہ بقا باللہ پر پہنچنا (۴) چہارم وہ جو ذکر ربانی کے ساتھ ملحق ہیں مثلاً ذکر خفیہ عین الحانی ذکر حامل نفس فانی اور فرحت رُوح بہ ذکر سُلطانی و دل بہ ذکر قربانی و ذکر مجموعۃ العلم اور ذکر قیوم سے کھلتا ہے پس جو شخص ذکر سے دیوانہ ہو کر بے ہوش ہو جائے تو وہ اپنے بدن پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر وُہ آگ کی طرح گرم ہو رہا ہے تو وہ مشاہدہ ذات الا اللہ میں غرق ہے اگر اس کا وجود سرد ہو تو اس پر حکم لگ سکتا ہے کہ وُہ مُردہ ہے اور مجلس انبیاء و اولیا میں گھرا ہے اور وہ ان مراتب سے ناامید ہے وہ وجود جو گرمی یا سردی نہ رکھے گو وہ آہ و شور کر رہا ہے بس وہ آوازِ دہل تقلید ہے۔

جب جنبش میں آئے اور صاحب دل تصور اسم ذات اپنے دل پر منقش کر لیتا ہے تو ہر ایک حرف اسم ذات سے اس کو ایک مشعلہ نور

آفتاب کی طرح دکھائی دیتا ہے جس کی بے بہا روشنی سے اس کا قلب تجلیات فیض کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور وہ کہہ اٹھتا ہے یا اللہ یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ اس کے دل کا وظیفہ ہو جاتا ہے ستر ہزار کلمۂ طیبہ کا ذکر ایک ہزار قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے۔ جب اس جنس کا ذکر صاحب قلب اسم ذات کے تصور سے آنکھیں بند کر کے مراقبہ و استغراق سے قلب کی طرف متوجہ ہو کر تجلی ذات میں غرق ہو کر مشاہدہ ربوبیت کرتا ہے تو اس کے تیس پچاس برس کے گناہ کراماً کاتبین کے نامۂ اعمال سے منسوخ ہو جاتے ہیں ببرکت اسم ذات اور ذکر خفیہ کلمۂ طیبہ سے ہے کیونکہ یہ عمل مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور کسی ریاکے بغیر ہے اور یہ طریقہ ہمیشہ شرف لازمۂ اللہ پاک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر ہمیشہ دل پر ہی رہتی تھی تو جب صاحب تصور اسم ذات مراقبہ میں ہو کر لا الہ اللہ کی تلوار ہاتھ میں لیتا ہے تو تمام عمر کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور نفس شیطانی کو قتل کر دیتا ہے۔ اور تمام خطرات خنّاس خرطوم جو زمین کے دار الحرب میں ہیں ختم کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تفکر الساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین۔ ترجمہ نبی ایک گھڑی کا تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے اور ایسے دائمی ذاکر تفکر اور مراقبہ حضور کرنے والا ہو اس کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں اور وہ تمام گناہوں سے مبرا ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو



لے جاتی ہیں مگر یاد کرنیوالوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے" جب ذاکر ذکر خفی کے لیئے آنکھ بند کرتا ہے اور مراقبہ میں غرق ہو کر متوجہ ہوتا ہے اور جب پہلے بلند آواز سے پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو وہ ایک نعمت عظمیٰ غیر مترقبہ پالیتا ہے تو اس کو پھر ذکر رحمانی اور حافظ قرآنی کہتے ہیں اور جو شخص دل سیاہ اور شیطانی خطرات میں پھنسا رہا وہ حیوان ہے اور حیوانیت انسانی سرفرازی کو ڈھانپ کے رکھتی ہے روشن ضمیری تو صوفی کو ذکر قلبی کے باعث ہوتی ہے جس کا دل زندہ ہے وہ انسان ہے اور جس کا دل مُردہ ہے وہ حیوان ہے ؎

مجھے یہ ڈر ہے کہ دل زندہ تو نہ مر جائے ۔ کہ زندگانی عبادت ہے تیرے جینے کی

## تصوّر محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

جسوقت عامل تصور اسم محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کے وجود پر نور محمدی ص کا پرتو پڑتا ہے تو پھر اس فقیر کو کسی کی احتیاجی نہیں رہتی وہ روشن ضمیر ممتاز قلب ہو جاتا ہے اور صراط مستقیم پالیتا ہے یہ کہ عظیم کی عظمت کے ساتھ ہمدم محمد پھر جسم و جان میں شنوائی بھی پالیتا ہے یہ کہ عظیم کی عظمت کے ساتھ ہمدم محمد پھر جسم و جان میں شنوائی بھی محمدی بینائی بھی محمدی اور تن پر لباس شریعت محمدی کا پہن لیتا ہے۔ صاحب تصوف اسم محمدی اس کے بغیر دم تک نہیں لیتا اور نہ کوئی فریاد اس کے بغیر کرتا

ہے یہ کہ حرفِ "میم" سے مشاہدہ معرفت الٰہی کھلتا ہے اور حرفِ "ح" کے تصور سے مجلس محمدی کا حضور ہوتا ہے۔ دوسرے "میم" کے تصور سے تماشۂ کونین عمل میں آتا ہے اور دل پر تمام مقاصد کا دروازہ کھلتا ہے اس وقت یہود ذوالنار کفار کے قتل کیلئے تصور اسم محمدی برہنہ شمشیر بن جاتا ہے اور فقیر اس تصور کا لا ہو جاتا ہے اور اس کو دنیا و آخرت کے تمام خزانے مل جاتے ہیں جس کو وہ کہے حکم خدا ہو جاوہ اسی وقت ہو جاتا ہے اس اسم کے تصور والے فقیر کو سلطان الفقر کہتے ہیں اور اس سے بقا باللہ ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَکَفٰی باللّٰہ وکیلا ہ یہ آیت مبارک ایسے ہی فقیر کے حق میں بھی ہے اور جب تصور اسم کلمۂ طیبہ کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام علوم حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ اسم اعظم کو معلوم کر لیتا ہے اور تمام ارواحِ انبیاؑ و اولیاؑ سے ملاقات کر لیتا ہے اور پھر حال استقبال کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ پہاڑوں میں سے سنگ پارس مل جاتا ہے۔ تمام جن و انس و فرشتے اس کے فرمابردار ہو جاتے ہیں باقی اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی اور درخت اس سے باتیں کرتے ہیں۔ اگر زمین یا پہاڑ پر اپنی نظر وہ ڈالے تو وہ سونا ہو جاتے ہیں اگر وہ کافر پر نظرِ کرم کرے تو وہ فوراً مسلمان ہو جائے۔ اور اگر وہ جاہل پر توجہ کرے تو وہ عالم اجل ہو جاتا ہے کیونکہ تمام اشیا کی کنجی کلمہ طیبہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اسی کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ دل کے سات خزانے ہوتے ہیں جو اس کے تصرف میں آجاتے ہیں اور اس کو صاحب ولائتِ قلب کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے قال النبی صل اللہ علیہ وسلم



اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ حقیقت میں یہ تین مقامات ہیں مقام اول خوف نفس امارہ جو کوئی اس مقام میں آتا ہے وہ گناہوں سے استغفار پڑھتا ہے اور کہتا ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہ دوسرا مقام رجاؑ ہے جو بندگی اور طاعت میں رجوع لاکر روح کو جلا دیتا ہے اسلئے کہ رجاء روح کا مقام ہے اسلئے روزِ ازل سے ہی روح اور نفس کا نام قلب رکھا گیا یہاں رجا ہوتی ہے اور جب طالب مقامِ قلب میں مستغرق ہو گیا تو اس وقت اس کا لب بھی قلب بن جاتا ہے اور سات اعضا بھی نور کا لباس پہن لیتے ہیں۔ اس وقت رجا و معرفت دونوں لا الٰہ کی مد میں نظر آتی ہیں اور اس کو اولیائی کا وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس کے بارے میں یہ آیت ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ اولیا اللہ اسی کو کہتے ہیں جو سر سے لیکر پاؤں تک خدا کی رحمت میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور ایمان صدق یقین کی تصدیق سے ذاکر ہو ان باتوں کا مجموعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور جب اس کا مقصود بنے تو رحمت ہے اور ایمان کی بنیاد رحمت ہے ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلے جانا ایک بے انداز نعمت کو ساتھ لے جانے کے برابر ہے جو بے ایمان مرا وہ مفلس اور نادار آدمی ہے۔ اس بے اندازہ نعمت کو حاصل کرنے کی چار صورتیں ہیں (۱) ذکرِ زبان (۲) ذکرِ قلب (۳) ذکرِ روح (۴) ذکرِ سر اسوقت ایسے ذاکر کی زبان سیف الرحمان ہو جاتی ہے اور قلب ذاکر اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجنون و شیدا ہو جاتا ہے اور بغیر خدا پاک کے کسی سے

محبت و اُلفت نہیں رہتی اور اس کا دل تصدیق ذکر سے زندہ ہو جاتا ہے اس کی حیات میں موت کا دخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خدا کی محبت میں زندہ ہی کشتہ ہو چکا تھا۔ ذاکر رُوح ہمیشہ ولیوں نبیوں کی مجلس میں حاضر رہتا ہے جبکہ نفسانی مجلس ذاکر رُوح کو پسند نہیں ہوتی۔ اسی طرح ذاکر سر کو ظاہر و باطنی تجلیات کا مشاہدہ بارش کی طرح ہوتا ہے۔ جب یہ چاروں ذکر مجموعی طور پر کھل جاتے ہیں تو عارف باللہ خاکسار فقیر بن جاتا ہے۔ اور یہ سب مرتبے تصور اسم ذات سے صاحب تصور کو حاصل ہوتے ہیں اسلیئے کہ جب وُہ تصور اسم ذات کرتا ہے تو اسم کے ہر حرف سے اس کو اتنی وسعت معلوم ہوتی ہے کہ گویا زمین و آسمان عرش و کرسی اس میں سما رہا ہے اور یہ دو جہانوں کا مجموعہ ہے ؎

زمین و آسمان عرش و کرسی ۔۔۔ ہمہ در نیست نہ پیدا ز کہ پرسی

جو کوئی اس مقام وسیع میں آگیا وُہ معرفتِ مطلق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مراتب تجرید و تفرید سے محرم ہو گیا اور اس کی ذات کیلئے وجود مطلق ہو گیا اور پھر پاک ہو کر اسم ذات میں داخل ہو گیا اور پھر وُہ قیامت کے دن حساب سے پاک ہو گا جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہ الخ جو کوئی اسم ذات کی معرفت سے محروم ہو گیا تو اس کے لیئے دُنیا اور مافیھا جو کچھ ہے اس پر کشفی طور عیاں ہو جاتا ہے۔ جبکہ دُنیا کے نزدیک وُہ حقیر اور زبون باطن میں ہوشیار اور تمام انبیاء و اولیاء کے ارواح اس کے لیئے اشتیاق رکھتے ہیں ایسے عارف کو عارف اسم حروف اللہ ذات کہتے ہیں۔ بس عارف باللہ کی



نشست و برخاست اور کوئی کام بغیر منظوری حضرت عزت کے نہیں ہوتا اور اجازت نبویؐ کے ساتھ دینی و دُنیاوی کام اس کی حکمت سے خالی نہیں ہوتے اور اس کا ہر عمل خدائی معرفت کے بغیر نہیں ہوتا اسلیئے اصل ان کاموں کا تصور اسم ذات پر ہوتا ہے ان کا کام وصل اصل سے ہوتا ہے اگرچہ بظاہر ان کا یہ عمل مخالفوں کی نظر میں گناہ ہو مگر وہ مولیٰ کریم کے نزدیک راستی پر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کو توڑنا، طفل شیر خوار کا قتل کر دینا اور بغیر مزدوری کے دیوار بنا دینا ظاہری طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں بالکل خلاف عمل تھا جن افعال پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حجت کی تو حضرت خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا کہ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ جاؤ صاحب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے ایسے مقامات توحید قرآن مجید سے ثابت ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

جب طالب اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے محبت میں غوطہ لگا کر طرح طرح کی موجوں میں وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ پکارتا ہے اور اس نورانی دریا کے کنارے پر پہنچتا ہے تو پھر وہ اس نور کو دیکھ کر عارف باللہ ہو جاتا ہے جس کسی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر دریائے وحدت میں غوطہ دیتے ہیں وُہ توحید کا خواص ہو جاتا ہے اور مرتبہ فقر فنا فی اللہ میں پہنچ جاتا ہے بعض یہ غوطہ کھا کر مجذوب ہو جاتے ہیں اور مجذوب سالک کیونکہ اس مقام پر پہنچکر دُنیا کی گندی بُو نہیں آتی اور نہ ہی نفس کی خواہش کا یہاں دخل ہوتا ہے شیطان لامکان میں داخل نہیں ہو سکتا اور وہاں مقام اَیْنَمَا تُوَلُّوْ

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہر لامکان میں ہر جگہ جب دیکھتے ہیں تو نور توحید وہاں دکھائی دیگا اور یہ مراتب رفاقت محمدی اور طیبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ تحقیقی طور پر لامکانی راستہ ہے جو کوئی اس بات میں شک لائیگا وہ زندیق ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک طالب کا وجود چار ذکر اور چار فکر سے پختہ نہ ہوگا تو وہ مجلس محمدیؐ کا اہل نہیں ہوگا۔ یہ ذکر اسکو انبیاء اور اولیاء کی خدمت میں پہنچا کر ختم ہو جاتے ہیں پہلا ذکر ذکر زوال ہے اسکو شروع کرتے ہی مخلوق کی رجوعات غریب و امیر ظاہر ہو جاتی ہے اس کے طالب اور مرید بے اندازہ ہو جاتے ہیں ذکر زوال کے تمام ہوتے ہی مریدین اس سے پھر جاتے ہیں۔ دوسرا ذکر کمال اسکو شروع کرتے ہی فرشتوں کی رجوعات ہو کر فوج در فوج ہو کر اس کی خدمت میں آتے ہیں اور کراماً کاتبین بھی نیک و بد کی اس کو خبر دیتے ہیں اور یہ اس کو گناہ سے باز رکھتے ہیں اس وقت ذکر کمال تمام ہو جاتا ہے۔ تیسرا ذکر وصال اس کے ابتداء میں انبیاؑ و اولیا کی باطن میں مجلسیں حاصل ہوتی ہیں۔ چوتھا ذکر احوال اس کو ابتدا میں شروع کرنے سے نور تجلیات مراتب فنا فی اللہ و بقا باللہ حاصل ہوتے ہیں ان کے بعد چار فکروں کے طے کرنے سے وجود لائق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ اے عزیز طالب اللہ آپ کو دل و جان سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس کسی کو تلقین اور ارشاد نہیں ہے اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ کما حقہٗ مشغول نہیں ہو سکتا اور اسم ذات اس کے دل پر سکونت پزیر نہیں ہو سکتا اس کا علاج یہ ہے کہ تصور اسم ذات وجودی



کو لازم پکڑے اور پھر تفکر کے ساتھ مدنظر فقیر اسم کے نشان میں مشق کرے اور ہر وقت زبان سے اسم ذات کی مشق کرے اور دونوں کانوں سے بھی اسم ذات کی مشق کرے دل پر بھی اسم ذات کی تصویر کھینچے۔

# ذکر و مراقبہ

لغت میں مراقبہ نگہبانی کو کہتے ہیں جس میں ماسوائے حق کے کوئی راستہ نہ پا سکے اور خطرات نفسانی شیطانی حرص و ہوا اسمیں کسی بھی طرح دخیل کار نہیں ہو سکتے اور اصلاح میں مراقبہ کا معنیٰ فقرأ کو حق تعالیٰ تک رسائی اور مشاہدۂ حق کو کہتے ہیں اور نیز یہ کہ محبوب کی دلی محبت کو بھی مراقبہ کہتے ہیں اور کچھ لوگ مجلس محمدیؐ حاصل ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں بہر حال لفظ مراقبہ کی طویل بحث ہے جس کو طوالت کی وجہ سے یہاں درج نہیں کیا جاتا۔ اصل کتاب ملفوظات نظامیہ میں تفصیلی بحث ملے گی۔

# خواب اور مراقبہ میں فرق

خواب اور مراقبہ ایک ہی راستہ رکھتے ہیں فرق یہ ہے کہ صاحب خواب

آواز بلند سے فوراً چونک پڑتا ہے اور صاحب مراقبہ توحید میں مستغرق ہو جانے کی وجہ سے چونکتا نہیں بلکہ مراقبہ کی حالت میں اگر اس پر تلوار بھی چل جائے تو اس کو خبر نہیں ہوتی بلکہ یہ معلوم ہوگا یہ صاحب مراقبہ بالکل مردہ ہے۔

مراقبہ کا یہ مقام معرفت الٰہی رکھنے والے عارف باللہ کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ جس عارف باللہ سے خدا تعالیٰ راضی ہے وہ عارف خدا سے راضی ہے ایسے ہی عارف باللہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً ۵ فَادْخُلِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

یعنی اے مطمئنہ روح و نفس اپنے مولا کے پاس خوش ہو کر چلو جیسا کہ وہ تم سے راضی ہے ویسا ہی تم کو جنت میں داخل کر کے خوش رکھے گا۔

اور یہ صاحب مراقبہ محرم اسرار مولا کریم ہوتا ہے اور اس بیداری خواب ہوتی ہے اور خواب اس کے لئے ہوشیاری ہوتی ہے بجز مشاہدہ اللہ کے صاحب مراقبہ دوسری چیزوں کو دیکھنے سے استغفار پڑھتا ہے

## فنافی الشیخ وفنافی الرسول وفنافی اللہ

یہ کہ صادق مرید کو تین مرتبے ادا کرنے ہوتے ہیں یا کرنا پڑتے ہیں سب سے پہلے فنافی الشیخ ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب طالب صادق و طالب اللہ تعالیٰ جدھر تصور کرے تو اس کو خدا کی جس سمت دیکھے تو اس کو صرف



اپنے مرشد کی تصویر و شکل نظر آئے۔

دوسرا مرتبہ فنافی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا تصور کرے تو اس وقت طالب جدھر دیکھے تو اس کو ہر طرف مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئیں۔

تیسرا مرتبہ فنافی اللہ کا ہے یعنی جس وقت طالب اللہ تصور اسم ذات کا پکڑے تو وہ نفس مطلق ہو اور جدھر دیکھے وہاں انوار تجلی اسم ذات سے مشرف ہو اسی کو لامکانی کہتے ہیں کیونکہ اللہ پاک کو مقام اور مکان کی تشبیہ دینی کفر و شرک ہے اس طرح قرب الٰہی کے مراتب بھی ہیں جو ہر ایک کے تصور ذات کے مطابق مرتب ہوتے۔ اس قرب کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوق نور محمدی سے پیدا ہوئی ہے اور نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہوا۔ مرشد کامل وہی ہے جو پہلے دن ہی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے جا کر طالب کو نور میں غرق کر دے۔

## مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

سلوک کی منازل کو طے کرنے کے بعد مجلس محمدی سے اس طرح مشرف ہوتا کہ طالب کو چاہیئے کہ جب تصور ذاتِ باری اچھی طرح دل پر نقش ہو جائے اور قرار و طمانیت بھی طالب کو ٹھیک طور پر حاصل ہو جائے اور باطن میں بھی اسکو ٹھیک ٹھیک نظر آجائے تو اسم ذات کی روشنی صبح صادق کی مانند

بلکہ شعلۂ تجلیات کی روشنی سے تمام سیاہی کفر شرک وجذباتِ نفسانی اور توہمات شیطانی سب کافور ہو جاتے ہیں اس وقت مرشد کامل کو چاہیے کہ طالب اللہ ورسول کو کہے کہ تصور وتفکر باطنی کرو اور اسم ذات کے گرد نظر کر اور دیکھ کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے اس طرح طالب اگر باطن میں نور معرفت میں محو ہو گیا اور اگر اس نے کَاَحَدٌ وَکَاَحَدٌ اور پھر مراقبہ سے باہر آ گیا اور یہ بیان کیا کہ اس میدان میں ایک گنبد ہے مثل روضہ کے اور اس روضہ کے دروازے پر لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس طرح طالب نے کلمہ پڑھا اور جلدی ہی روضہ کے اندر داخل ہو گیا اور خاص الخاص مجلس میں داخل ہو گیا اور اس مجلس معلوم کا علم قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ وہی مجلسِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس طرح مجلس محمدی سے سات مقام حاصل ہوتے ہیں (۱) پہلا مقام مدینہ منورہ۔ دوسرا مقام بیت اللہ شریف۔ تیسرا آسمان پر مجلس حضوری عرش اکبر پر چوتھا مقام موجِ نورِ معرفتِ الٰہی کا مقام ہے۔ پانچواں مجلسِ محمدی پاک کا مقام۔ چھٹا مقام، مقام لامکانی جہاں اور کوئی چیز نہیں ہوتی ساتواں مقام ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ایسا طالب جہاں حاضر ہو یا جس مجلس میں ہو اس وہاں ہی مراقبہ ذکرِ حضوری باطن میں مل جاتا ہے اور پھر در پردہ وہ اولیا مردہ ہو جاتا ہے۔ گویا وہ مردہ ہی ہے اسطرح جب طالب اللہ کا ظاہر و باطن یکساں ہو گیا تو وہ عارفِ باللہ تمام ہو گیا۔



# سلسلہ قادریہ اور طریقہ بیعت

سلسلہ قادریہ جو مجھے قطب زماں سراج السالکین مولانا شیخ سلطان سید محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے پہنچا ہے وہ اس طرح ہے کہ سالک کو چاہیے پہلے گناہ صغیرہ کبیرہ سے باز آوے اور جو کچھ گذر گیا ہے اس پر پریشان ہو کر توبہ واستغفار پڑھے یہاں تک اسکو توبۃ النصوح نصیب ہو جائے اس کے بعد درود وصلوٰۃ علی النبی کا اپنے پر لازم کرے چنانچہ ہر روز درود شریف ایک ہزار بار پڑھا کرے اگر اس سے زیادہ بھی پڑھے گا تو بہتر ہو گا۔ اس طرح کرنے سے ابدی نجات کے راستے کھل جائیں گے اور جس وقت چاہے ذکر میں مشغول ہو مگر پہلے ظاہری اور باطنی طہارت کرے ظاہر تو سب معلوم ہے مگر باطنی طور اپنے کی تمام کدورتوں اور خباثتوں سے دل کو پاک کرے کوئی چیز دل میں نہ لاوے اس کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں مربع بیٹھے اور اپنے پیر ومرشد کی صورت تصور میں لائے ایک مرتبہ سے لیکر چھ مرتبہ تک اپنے شیخ کی شکل کو تصور کے طور پر اپنا ساتھی بنا لے تاکہ اس تصور مرشد کی وجہ سے شیطانی اور نفسانی خدشات سے محفوظ ہو جائے اس کے بعد ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللّٰہ میں مشغول ہو اسطرح ذکر شروع کرتے وقت کاف کی مد لمبی زیر

ناف سے کھینچکر اوپر کیطرف لے آئے تاکہ اس کا گذر انتہائے سینہ ہو اس کے
بعد نقطہ اِلٰہ کو داہنے ہاتھ کیطرف لائے اور اس ملاحظہ نفی اثبات کا کرے
اور لفظ اِلا اللہ کی بائیں جانب زور سے دل پر ضرب لگائے اور اسوقت ملحوظ
توحید کا خیال کرے جب دس مرتبہ اور ایکسو مرتبہ یہ عمل پورا ہو جائے پھر تصور
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینے پر نقش کرلے پھر دوبارہ پہلی ترتیب
سے مشغول ہو جائے جب ذکر پاک سے فارغ ہو تو اسوقت سورۃ اخلاص
یاراں مرتبہ اور سورۃ اَلْھٰکُمُ التکاثر پڑھ کر اس کا ثواب مولانا سلطان
العارفین محبوب سبحانی شیخ سید محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اور تمام سلسلہائے
کے رہنماؤں کے ارواح کو بخشدے اور اس وقت ان سے مدد طلب کرے اور
روزانہ اسی عمل میں مشغول ہو تاکہ انشراح صدر حاصل ہو۔ جب طالب اللہ کو
انشراح صدر حاصل ہو ایسے وقت میں صرف ذات باری تعالیٰ کیساتھ مشغول ہو
جسوقت یہ عمل شروع کرے تو مذکورہ بالا طریقہ پر بیٹھے اور لفظ اِلا ھُوَ آگے
کیطرف زبان کی بائیں طرف سے سو مرتبہ پورا کرے اور اللہ کہتے وقت بامعنی
تصور سمیع و بصیر اور پھر اپنے آپ کو خیال کرے کہ عالی دربار حضور پرنور خدا تعالےٰ
کے سامنے حاضر ہوں اور اپنے کو حضوری سے کوئی پردہ نہ جانے تاکہ خدائی ہیبت
و الٰہی جلالیت و عظمت طاری ہو جب یہ عمل زبان سے سو مرتبہ پورا ہو گیا
تو منہ کو بند کرے اور اس طرح حبس دم کرکے اسم اِلا ھُوَ کو کہنا شروع کرے
حتیٰ کہ قلب بھی کہنا شروع کرے اور پھر بلند آواز سے کہے یا اللہ یا ھُوَ۔
تو پھر ہر ایک بال تن ذکر خدا تعالیٰ کے ساتھ زبان کھولدے تاکہ ذکر خفی اور دوسرے



روحی اذکار حاصل ہو جائیں اور روزانہ اسی طرح مشغول رہے نماز کی طرح دو
زانوں ہو کر بیٹھے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے یا مربع بیٹھ کر اور یہ توجہ
ضرور دل میں کیا کرے کہ اب میں خداوند کریم کے دربار میں بیٹھا ہوں اور
اسی طرح تصور اسم ذات میں تصور و تصرف میں کوشش کرے اور اسم مبارک
مقدسہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور سینہ میں رکھ کر مشق کرے۔
تمثیلی تفصیلی اصل کتاب ملفوظات نظامیہ میں ہے۔

# اسرارِ کبیری شریف کا مختصر تعارف

یہ کتاب حضرت باباجی صاحبؒ کی تصانیف میں علمِ تصوف و معرفت کی عظیم الشان کتاب ہے یہ بہت ہی بڑی نقط کی کتاب ہے۔ اسرارِ کبیری آپ کی حیاتِ طیبہ میں بلدیہ پور کاش پریس پونچھ سے پہلی مرتبہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۴ھ میں چھپی ہے۔ یہی کتاب دوبارہ دو الگ الگ جلدوں میں مولانا محمد قاسم شاہ صاحب خطیب جامع مسجد نور پور شاہاں اسلام آباد نے یہاں کی اجازت سے چھپوائی ہے۔ اب جلد ہی اس کتاب کو جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی یہاں ہی چھپوا رہی ہے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب علم تصوف میں اسم بامسمّٰی ہے کتاب کو حضرت جی صاحبؒ نے انتہائی قلیل وقت میں تحریر کیا جیسا کہ وہ شروع کتاب میں رقمطراز ہیں

"درخدمت احباب التماس کی جاتی ہے کہ کتاب ہذا کی تصنیف کرنیکا یہ سبب ہوا کہ ماہِ شوال ۱۳۳۷ھ کو سفنہ (خواب) میں ایک ولی جلوہ گر کتاب مذکورہ کی بشارت دیکر نام "اسرارِ کبیری" بھی بتلا دیا تو اسی



حکم کے مطابق تعمیل خادم الفقرأ والمساکین نے کی ماہِ صفر ۱۳۳۷ھ کے آغاز میں کتاب مذکورہ کو لکھنا شروع کیا تو مورخہ ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ بروز پیر دھوار بوقت پوری اختتام کی گئی۔ اما بعد واضح ہو کہ خادم فقرا قابلیت تصنیف کرنے کی نہ رکھتا تھا مگر مجبوری سے حکم ہذا کی تعمیل کی گئی ہے اسی لئے ہر ایک صاحبان کو چاہیے کہ بندہ کی تقریر جو کہ سہواً غلطی الفاظ واقع ہوئی ہے تو اسمیں کسی قسم کی انگشت نمائی نہ کریں بلکہ بندہ کی غلطی الفاظ و عبارات قبول فرما کر فدوی کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے آمین ثم آمین یارب العالمین رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ۔

اسرارِ کبیری گونا گوں بھیدوں سے بھری ہوئی ہے جس میں علم شریعت و طریقت کے بارے میں مدلّل بحث ہے۔ یہ کتاب ایک ہی جلد میں چار حصوں پر مشتمل ہے اسمیں فارسی، عربی، پنجابی اشعار ہیں اور کتاب کے آخر میں حضرت کے کچھ چہار کافیہ پنجابی اشعار ہیں کتاب مذکورہ کا کچھ حصہ املا کے طور پر مولانا معرفت اللہ لنگراں کوٹلہ تحصیل مظفر آباد کا تحریر کردہ ہے اور کچھ حصہ مولانا خواجہ احمد جی صاحب المعروف اخوانزادہ کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ملفوظاتِ نظامیہ کے تحریر کرنے والے مولوی نذیر احمد گجراتی کا اُس وقت انتقال ہو گیا تھا جس وقت اسرارِ کبیری شریف تحریر ہوئی ہے۔

ذیل میں اسرارِ کبیری شریف کے اقتباسات ہیں جن سے اندازہ ہو جائیگا کہ یہ کس کمال کی کتاب ہے۔ اقتباسات

"لفظ فقیری میں "ف" سے مُراد فاقہ "ق" سے مُراد قناعت

"یا" سے مراد یاد الٰہی اور "ر" سے مُراد ریاضت ہے جو شخص یہ سب بجا لائے اُسے "ف" فضل خدا تعالیٰ "ق" سے قُربِ مولیٰ "ی" سے یاری اور "ر" سے رحمت حق تعالےٰ مِل جاتی ہے۔

# مراقبہ اور لطائف کے بیان میں

واضح رہے کہ اس طائفہ کی اصلاح میں مراقبہ معیت سے یہ مُراد ہے کہ فیض الٰہی کا انتظار کیا جائے مُراقبہ مفاعلت کے باب سے ہے جس میں کوئی کام دو شخصوں کے درمیان ہوتا ہے پس مراقبہ میں منشائے فیض اور مورد کا لحاظ ضروری اَمر ہے۔ مجھے دوامر کی آپ نے تلقین فرمائی اوّل یہ فرمایا کہ اسم ذات کا مرکز عالم امر کے پانچ لطیفوں یعنی قلب، رُوح سر خفی اور اخفیٰ سے ہزار ہزار مرتبہ اور عالم خلق دونوں لطیفوں نفس اور کالب سے اس کو دوچند کرنا اور نیز فرمایا کہ نفی اثبات کا ذِکر دم کو روک کر جتنا ہو سکے کرو۔ نیز فرمایا کہ وقوف قلبی سے یہ مراد ہے کہ سالک اپنے دل سے واقف رہے یعنی اپنی توجہ دل کیطرف رہے اور دِل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے اور فرمایا کہ ہر کسی وقت ان اشغال میں مشغول رہنا اور فرمایا کہ حسب ذیل چیزوں کو جاننا اول اسم ذات کے ذکر یا نفی اثبات کے ذکر کو لازم جاننا جسے اصلاح میں نقشبند کہتے



ہیں دوم ذکر کے وقت مذکور کا لحاظ رکھنا یعنی دِل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنا اور جب اس توجہ اور حضور کا ملکہ حاصل ہو جائے تو اسکو یاداشت کہتے ہیں۔ سوم دل کو آئندہ اور گذشتہ خطرات سے محفوظ رکھنا اسے نگہداشت کہتے ہیں۔ چہارم کئی سو مرتبہ ذکر کر چکنے کے بعد یہ دُعا کرنا کہ اے پروردگار تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میری مطلوب ہے تو مجھے اپنی محبّت اور معرفت عنائت کر اس کو بازگشت کہتے ہیں اور نیز فرمایا کہ اس عبارت کا دوسرا فقرہ میں نے کسی سے نہیں سُنا کیونکہ اسپر عمل کرنے کی لیاقت کسی میں نہ دیکھی اور نہ دیکھتا ہوں۔ وُہ فقرہ یہ ہے کہ میں نے تیری خاطر دنیا و آخرت کو ترک کیا۔ مجھے نہ شعر پڑھنے کا حکم دیا ہے

اے خُدا قربان احسانت شوم  ایں چہ اِحسان است قُربانت شوم

واضح رہے کہ پہلے ذکر کے جاری ہونے کے لئے توجہ فرماتے ہیں پھر دسوں لطیفوں میں ذکر ہو جانے کے بعد عالم امر کے پانچوں لطیفوں کے ذریعہ حضور جمعیت جذبات اور واردات حاصل ہونے کے لئے توجہ کرتے ہیں اور مراقبہ احدیت دائرہ امکان میں جو پہلا دائرہ ہے تلقین کرتے ہیں۔ مراقبہ احدیت سے یہ مُراد ہے کہ ذات پاک کو خیال کر کے اِس مرتبۂ مقدس سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کیفیت اور جمعیت چار گھڑی تک پہنچ جاتی ہے تو ولائتِ صغریٰ کے دائرے میں جو اولیاء کی ولائت ہے اور دوسرا دائرہ ہے مراقبہ معیت تلقین فرماتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے کہ اس وقت اس آیت کے مفہوم کا لحاظ رکھا جائے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ہر لطیفہ اپنے ہر جزو بدن بلکہ ذراتِ عالم کے ہر ایک ذرّہ سے لحاظ رکھنا چاہیئے"

"اقتباس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات الٰہی کے جامع ہیں کے عنوان سے" واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے اصحاب کرام تمام کمالات الٰہیہ کے جامع ہیں اور جو علوم و فیوض تمام علماء و اولیاء میں رائج ہوئے ہیں وُہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو ہیں۔ سرورِ کائنات ؐ کے فیض کا کمال جب اصحابِ کرام کے دِلوں پر چمکا تو انہیں قربِ الٰہی کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیا اور یہ دائمی ذاتی تجلّیات کا ظہور ہے پس صحابہ کرام کو احسان یقین محبّت و معرفت کا اعلیٰ درجہ مِلا"

اسی ذیل میں آگے چلکر

"اولیاء کو خیالی شہود ہوتا ہے اور صحابہ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قوی مشاہدہ کی وجہ سے عین مشاہدہ کا عکس حاصل تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اولیائے کرام سے افضل ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے راہِ خُدا میں دُنیا اور آخرت دونوں کا خیال ترک کر دیا اور انہیں احسان صفا اور لطافت خیالات کا وہ کامل مرتبہ حاصل تھا جس کا اِدراک حاصل نہیں ہو سکتا"



# ولایت افعالی وصفاتی کا بیان

واضح ہو کہ ولائت افعالی و صفاتی تجلّیات سے فیض حاصل کرتی ہے۔ اور نبوّت ذاتی تجلیات سے ضیاء حاصل کرتی ہے۔ اسلیئے کہ نبی مقاماتِ ضرب کے انتہا کو پہنچا ہوا ہوتا ہے اور اُسے توجہ کا انتظار نہیں ہوتا اور ولائت میں توجہ اور انتظار ہوتی ہے جو کمال مقصود کو نہ پہنچنے کی علامت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الحق حقاً وَاھدنا الصراط المستقیم۔

ترجمہ۔ اے اللہ ہمیں حق دِکھا جیسا کہ حق ہے اور ہمیں سیدھے راہ کی ہدایت کر اولیاء یہاں سے نکلکر اس کی تابعداری کے محتاج ہیں کیونکہ انہیں ابھی مقامات نبوی حاصل کرنے باقی ہوتے ہیں پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میں لطیفہ نفس کا ظہور ہوا تو اسمیں کافی حصّہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو عنائت ہوا بلکہ یہ کمال محض حضرت کی ذات گرامی کے لیئے ہوا الخ۔

عنوان حضرت شاہ نقشبند اور حضرت مجدّد صاحب کے طریقوں سے افراطِ ایمان ہوتا ہے۔ ممکنات پر نظر کرنا واجبات میں سے ہے اور شرع کے مطابق حفظِ مراتب واجب ہے۔ نصیحت و شفقت۔ گنہگار کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ وُہ معذور ہے اور وہ نفس اور شیطان کے درمیان گرفتار ہے اس واسطے استغفار کرنی چاہیئے اور توجہ کرنی

چاہیئے خلوت میں امر معروف بجالانے میں مقبولیت کا احتمال ہو سکتا ہے موافقت جو کام شریعت وطریقت کے موافق ہو اسمیں رفیقوں سے موافقت کرنی چاہیئے اور جو اس کے برخلاف ہو اس سے کنارہ کشی لازم ہے اور ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ بذریعہ احسان دلوں سے دکھ درد کے جائیں گے۔ مدارات لوگوں کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرنا چاہیئے اور اس کو تنگ نہ کرنا۔ ایثار اپنے عزیز کی خاطر کو اپنے سے مقدم سمجھنا اور نفع پہنچانا۔ اُلفت دوستوں سے رابطہ پیدا کرنا اور جو تجھ سے قطع تعلق کریں ان سے ملنا۔ بشاشت خندہ پیشانی سے لوگوں کو پیش آنا۔ کرم وعطا بغیر سوال کرنے کے لوگوں کو کچھ عنائت کرنا یا بخشنا۔ مروت پاس خاطر کرنا اور ایسی بات سے پرہیز کرنا جن سے کسی کا دل دُکھے اگرچہ اسمیں اپنے آپ کو تکلیف ہی ہو۔ تودد۔ تلطف۔ تفقد اس بات کی تلاش کرنا کہ کوئی شخص کسی ایسی حالت میں ہے تو اس کی مدد کرنا اور اس کی اعانت کرنا۔ مورث ہمیشہ نیک آدمیوں سے محبت کرنا۔ مجود بغیر سوال کے کسی کو کچھ دینا۔ عفو کسی کے گناہ سے درگذر کرنا۔ صفح کسی کو نہ جھڑکنا۔ سخا سوال کے بعد کچھ بخشنا حیا شرم کے سبب حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ یا ملائکہ کرام یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے احوال نہ عرض کر سکے یا لوگوں کو اطلاع ہونے کے ڈر سے باز رہنا۔ وفا وعدہ کو پورا کرنا اگر اس میں غیر کا فائدہ یا کسی سے ضرر رفع ہوتا ہو۔ وقار سہج اور تمکین سے کام کرنا اور احکام تقدیر کے جاری ہونے میں اطمنان کو لازم جاننا۔ حسن ظن نیک تاویلوں سے دوسروں کی برائیوں کو



نیکیاں خیال کرنا اور اپنی نیکیوں کو قابل قبول نہ جاننا۔ توبہ اس سے مراد گناہوں کو چھوڑ دینا ہے۔ گذشتہ سے نادم ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنیکا پکا ارادہ کرنا۔ ارادت آرام اور دنیاوی مرادوں کو ترک کرنا۔ انابت غفلت کو چھوڑ کر ذکر میں مشغول ہونا۔ رضا بلا میں لذت حاصل کرنا۔ محبت مکروہات اور مرغوبات میں محبوب کی موافقت کرنا۔ رجا اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچ جاننا۔ خوف دل کو اللہ تعالیٰ کے دبدبے سے ڈرانا شوق اس سے مراد یہ ہے کہ محبوب کے ذکر کے وقت دل کا ہلنا۔ الخ۔

## خواجہ بہاء الدین نقشبند کا طریقہ قرآن وسنت کے مطابق

حضرت خواجہ مشکل کشا نقشبندؒ نے کوئی ورد ایسا مقرر نہیں کیا بلکہ جو کچھ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسی کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت وقرب کے حصول کو وسیلہ سمجھا ہے اور فرمایا کہ تمام حرکات وسکنات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنی چاہیئے اور یہ کہ فرائض اور واجبات سنت مؤکدہ نوافل میں بھی یہ پیروی لازم جانے

# سالک کی تصنیفات کا مطالعہ

وصیت :۔ واضح ہو کہ درویشی کا طریقہ محبت کی راہ ہے اور محبت جان کو جلا دینے والا ایک شعلہ ہوتا ہے جو محبوب کے سوا سب کو جلا دیتا ہے اور یہ کہ محبت ہمیشہ کے ذکر سے تنہائی سے اور آرزوؤں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت باباجی صاحب لاروی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ہمیشہ سرشار رہتے تھے تو اس محبت اور عشق کے دور میں آپ نے ہر قسم کے اشعار موزون کیے۔ پنجابی اردو، فارسی، چہار کافیہ شعار کی آپ کی کئی سی حرفیاں ہیں جو آپ کے وقت میں بھی زیور طبع سے آراستہ ہوئیں اور پھر بعد میں بھی طبع ہوتی رہیں ہیں لیکن زیر بحث کتاب اسرار کبیری شریف میں کچھ کافیاں راگ بھیرویں، راگ پیلو وغیرہ صنف سخن موجود ہیں۔ اہل دانش نے کہا ہے کہ درد کی کوئی مخصوص لے نہیں ہوتی ذیل میں کچھ بند کتاب سے درج ہیں۔ غزل درد فراق مہجوری و درد رنجوری :۔ ؎

یارسول اللہ یارسول اللہ کراں ندائیاں ۔ میرے بابل تیرے لڑ لائیاں
یارسول اللہ یارسول اللہ کوکاں پہنچ یا شافعیٔ مخلوقاں
تیرے سائے لوک لین پناہیاں



یارسول اللہ یارسول اللہ پکاراں پہنچ جا حامیٔ غم خواراں
یارسول اللہ یارسول اللہ سن فریاداں میرے بابل تیری جھولی پائیاں
یارسول اللہ یارسول اللہ سن وینا ں نبی مشکل دیویں چا امداداں
جھولی اڈ کے تیرے در آئیاں
گئے نس آرام تے چیناں
یارسول اللہ کراں ندائیاں
یارسول اللہ یارسول اللہ بنے لاویں ہوئی نا امید چیتہ ہلاویں
تیرے شان خلق عظیم دی آتاں آئیاں

## "کتاب ہذا کی بشارت دیگر اسرار کبیری نام بتلانا"

اُٹھ قلم ہُن نال ہمت دے سر سیاہی لاویں
ہک رسالہ سلوک دے اندر تھوڑا لکھ سناویں
سبھے لکھن ہوندا نائیں کیونکر مغز کھپائیے
پچھے کون سلوک دچارہ کنوا کھ بتائیے
اسرار کبیری سفنے اندر کسے ولی بتایا !!
اسے مجبوری کارن میں بھی نام رکھایا
باہر قرآن حدیثوں قدم مول نہ دھریا
اُوپر سنت رسول پیارے کیتا جو کچھ کریا

مت کوئی دیکھے نال محبت ہوے مطلب میری
ہتھ اٹھاوے عاصی کارن رکھاں امید بہتری

عبدی سائل بہتیرا ربّا توشہ کجھ نہ پلے!
رکھی جھولی وانگ گدائیاں مت کوئی نیکی گھلے

ہوکے تابع نفس امارے عمر مفت گذاری
خالی ہتھوں چلیا ربّا آئی پیش خواری

دیکھ بے علمی میری یارا انگشت مول نہ دھرتی
جیکر رحم کماویں جانی فاتحہ حق اساڈے پڑھنی

ست ہزار خلائق پیش اساڈے آئی!!
سبھے اوگنہار بیچارے ربّا بخش خطائی

تابع رکھ شریعت والے قدم باہر نہ چاون
تائیں روز قیامت اندر مت خلاصی پاون

نفس امارے تصرف کیتا دم نہ مارن دیندا
امن امان بچاویں ربّا عبدی عرض کریندا

دنیا عقبیٰ سوارن والا اساڈے کار تمامی
سبھے مشکل حل کراوے واہ واہ پیر نظامی! الخ



## ایک اور غزل سے

کدی کدی یار کے بھید سے آگاہ ہیں ہم
کدی کدی واصل کدی کدی جدا ہیں ہم

کدی کدی کشمیر کدی کدی ہند
کدی کدی یا مقامی کدی کدی ہر جا ہیں ہم

کدی کدی بینا کدی کدی نابینا
کدی کدی ہر اک پوشیدہ کدی کدی اشنا ہیں ہم

کدی کدی امیر کدی کدی پیش خلق حقیر
کدی کدی فاسق جاہل کدی کدی اولیا ہیں ہم

## ایک اور غزل سے

کدی کدی عشق ایندا پیا
کدی کدی چپ کدی شور مچیندا پیا

اوّل عشق حق وَل آوے آکر شوق محمدی پاوے
عشق قدرت نوں بھی بلاوے الست بربکم کو کہندا پیا۔ الخ

## مصنف کتاب ہذا کی شکران نعمت

"حقیر پر تقصیر تصنیف کنندہ کتاب ہذا نے اپنی تمام عمر کو عنیمت جانکر گناہوں میں صرف کیا اور اگر کسی قسم کی اطاعت زیادہ یا تھوڑی میں

کوشش کی بھی تو وُہ ریا اور کدورت سے خالی نہیں رہی اس طرح میں اپنی بے توفیقی اور بے حاصلی کو کیا ظاہر کروں جو کام خُدا کو مقبول ہے وُہ وُہ اس گنہگار کے حق میں عنقائے روزگار ہے وہ عمل جو پروردگار کی نظر کے لائق ہے اس کا اس مغرور سے ظاہر ہونا دوراز کار ہے۔ میرے کسی کام کا ماحاصل خود کامی اور ہوس روائی ہے اور یہ کہ زمانہ کی مجلس خودستائی وخود آرائی کی وجہ ہے اور میری تابعداری خواہش وحرص کی تابعداری اور میری عبادت ریا سے پُر ہے۔ اور میرا کلام نفسانی غرض کے سوا نہیں اور یہ کہ میرا چُپ رہنا بغیر وسوسہ شیطانی کے نہیں۔ میرا استغفار طمع آمیز ہے اور میری عاجزی بھی کبر انگیز ہے میری ہمت نعمتوں اور لذتوں کو حاصل کرنے کے لئے ہے اور یہ کہ اپنے نزدیکیوں پر برتری حاصل کرنے اور شہوت کی تابعداری حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگرچہ میں زبان سے استغفار کرتا ہوں لیکن میرا اندر گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر میں نے آنکھیں بند کر کے حبس دم کیا ہے تو اس واسطے کہ نامحرم ہوں اگر میں ذکر اور ورد میں مشغول ہوتا ہوں تو صاحب ورد کا ملعون مورد بنتا ہوں اور اگر بے وِرد ذکر رہتا ہوں تو تارکُ الوِرد ملعون کا مصداق بنتا ہوں مختصر یہ کہ میں دُنیا کا طالب اور عقبیٰ کا تارک ہوں اور اپنے آقا سے کھوٹا ہنسی مذاق والا معاملہ کرتا ہوں۔"

کس نہ کند با کس بیگانہ کار آنچہ تو با حضرت حق میکنی

ظاہر میں تو میں محبت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ مگر میرا معاملہ فرنگستان



کافر جیسا ہے۔ اَب خیال کرنا چاہیے کہ اس قسم کے دعویٰ میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے اس قسم کے معاملے کا کیا عوض ہو سکتا ہے کسی اور کو اس سیاہ کار سے نسبت نہیں جھوٹے معاملے کو تمام گناہوں سے کیا برابری ہے۔ اس تکلیف دینے اور یہ التماس لکھنے سے میری یہ غرض ہے کہ چونکہ عزیز اور دوست اس شرمندۂ کار کو محض اپنے حسن ظن سے نیک اطوار خیال کئے بیٹھے ہیں اور میری پیروی کر رہے ہیں۔ اب ان سطور کو ملاحظہ کر کے جب میرے واقعی حالات سے واقف ہوں تو خیال مجھ آوارہ کے لئے ان کے دِلوں میں ہیں انہیں دور کر دیں اور مندرجہ بالا سطور کے موافق تصور کریں اور میری آشنائی سے ڈریں ؎

صد مرحلہ بگریز از اہل جہاں

اس نامہ کی تحریر کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اپنی حقیقت بیان کرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر جو اپنے بارہ میں مشاہدہ کی ہیں تو وہ اگر یہاں نہ درج کروں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ناشکری میں داخل ہو جاؤں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ ترجمہ: "اور جو تیرے رب کی نعمتیں ہیں اُن کو ظاہر کر"۔ اسلئے ان میں سے تھوڑی سی ظاہر کرتا ہوں۔ "میرے مخدوم باوجود اس خواری وتباہ کاری کے مجھے اس قدر معلوم ہے کہ اپنے مرشد گرامی نے اس خاک راہ میں اس قدر خفی رکھے ہیں جن میں کچھ کو بطور ودیعت رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاص منظور نظر ہے۔ یہ خفی عنائتیں اسی واقعہ کے بارہیں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں لکھ سکتا اور

نہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنے کی تاب نہیں اور سننے والے کو اس کی ہوش ہے یہی وجہ تھی کہ مجھے ان کے ظہور سے پہلے اپنے آپ میں حقیقی جذب و کشش اور محبت اور عشق معلوم ہوتا تھا اور پھر طبیعت مخلوق سے متنفر تھی اور یہ کہ خلوت اور جنگل کیطرف طبیعت مائل تھی اور میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا ؎

بہ شاہی چنیں میل دلم چیست  وزیں تنہا نشستن حاصلم چیست

اور اس محبت اور عشق کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کس کوچے کا عشق ہے اور اس کی کشش کس کی طرف ہو رہی ہے۔ میں اس حالت میں مغلوب تھا اور ارادہ یہ تھا کہ یہ عشق کسی سفلی معشوق پر جاؤں۔ لیکن نہیں جمتا تھا یہ ایک جنوں آمیز سودا اور آتش انگیز شوق تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ اس شوق و جنوں کو بھڑکانے والا کون ہے میں اپنے مقصد کے بارے میں خود حیران تھا اور زبانِ حال سے یہ پڑھتا تھا ؎

دارد کہ مو بمویم آزار  و زناخن کیست جنبش تار۔ الخ۔

اب ہم اصلی بات بیان کرتے ہیں یہ کہ مدتِ دراز کے بعد یہ چھپے ہوئے معنیٰ چمک اٹھے اس سے قبل کہ مکمل طور یہ معنیٰ ظاہر ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس محبت کے متعلق تھا اور یہ کشش اور جذبہ کسطرف تھا جس طرف ایک ایسا محبوب ظاہر ہوا جو حسن و خوبی محبوبیت اور مرغوب ہونے میں لاثانی تھا بلکہ اس کی نزاکت منزل اس قسم کی ہے کہ تمام عالم حسن و جمال کا اطلاق اس کی چہار دیواری پر بھی ہو سکتا ہے اور اسی سے ہر کمال و جمال



ہو سکتا ہے جہاں کہیں کوئی کمال و جمال ہے وہ اسی کمال کا اثر ہے اور جہاں کہیں حسن و جمال ہے وہ اسی کے حسن و جمال کا کرشمہ ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی وہی محبوب بننے کے لائق ہے اور یہ کہ مطلوب بنانے کے شایان ہے اسلیئے میں نے سب سے منہ پھیر لیا اور اپنی طلب کی باگ اسی طرف پھیر لی اور پھر اپنی ہمتِ کمر کو اسی خدمت کے لیئے باندھ لیا جب یہ سب کچھ کر لیا تو معلوم ہوا کہ وہاں باگ کا پھیرنا کسی کام نہ آنا اور یہ خدمت اس کی مقدس بارگاہ کے شایان نہیں اور کوئی کوشش و سعی اس کے فضل کے بغیر بار یاب نہیں ہو سکتی اس کی عنایت ہی درکار ہے اور اس کی کشش کارگر باقی ہے اور سب ہیچ ہے اسلیئے میں تمام چیزوں سے عاجز رہ گیا اور معاملہ اس کے سپرد کر دیا کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

مرا گر تو سرِ دل نیست در راہ  کمندِ زلف او ہم نیست کوتاہ

ترجمہ:۔ اگر میرے دل کا گھوڑا راستہ بھٹک گیا ہے تو کیا غم۔ اسلیئے کہ اس کی زلف کی کمند اتنی چھوٹی نہیں کہ راستہ بھٹک کر بھی دل کا گھوڑا وہاں نہ پہنچ سکے۔

اس کی عنایتِ ازلی آن پہنچی اور اپنی مہربانی سے اس پسماندہ کی نوازش فرمائی اور اپنے فضل و کرم سے اس خاک پر گرے ہوئے کو اپنی مقدس چار دیواری کے گرد جگہ دی وہ چھپا ہوا اور پوشیدہ اس پُر نور بارگاہ میں ظاہر و ہویدا ہے اور بڑی آب و تاب کے ساتھ امید کے صحن کے گلشن میں رقص کرتا ہے اور ہمیشہ خوش ہے۔ "اگر وہ اپنے آپ پر ہی عاشق ہو کر عاشقی کرے تو

مناسب ہے کیونکہ اس نوازش خود محبوب نے فرمائی ہے اور اگر وہ اپنے حسن پر خود شیفتہ ہو جائے تو لائق ہے کیونکہ وہ مطلوب کا منظور نظر ہے۔"

جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا وہ واردات الٰہی میں سے ہے۔ ایک وارد ہے اور جب یہ ورد غالب ہو جاتا ہے تو انسان کو اپنے تمام اعمال و عبادات قابل طعن و لعن معلوم ہوتے ہیں اور ان کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ شکران نعمت والے حصہ میں لکھا وہ بھی ایک واردات الٰہی کا حصہ ہے۔" الخ مقولہ مصنف پنجابی اشعار کی صورت میں۔

بس عبدی ہن وس نہ رہیا ہتھ قلم نوں لاویں
آئی محبت دلبر والی نقطے چار لکھاویں

شیریں سخن بہت لذیزے تے سوہنی شکل نورانی!
کرن کلام زبانوں جھڑی لکھدی قلم ربانی!

اوہی لوح حقیقی بھائی تے قلم زبان بناون
سیاہی لب پیارے والی نال زبان لکھاون

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

"اسم اعظم اللہ ہی ہے۔ دعا تب قبول ہوتی ہے جب اللہ کہے اور اس وقت تیرے دل میں کسی کا خیال نہ ہو عارفین کاملین سے بسم اللہ کا لفظ جیسے اللہ تعالےٰ سے لفظ کُن یہ ایسا کلمہ ہے جو غم کو دور کرتا ہے اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور زہر کو باطل کر دیتا ہے۔"

ایک اور موقعہ پر ہے۔ اے مریدوں کے گروہ انسان کی صورت



میں غیب سے ایک راز رکھا گیا ہے یہ کہ آدمی کی مٹی میں بلندی پرواز کا خزانہ پوشیدہ ہے جس وقت اس پہچان کا ارادہ کیا اور اس دفینہ پر مطلع ہونا چاہا تو نفس امارہ کے پردے نے اس سے منع کیا اور پھر اس نے اس چشمہ یا دفینے پر جانے کا کوئی راستہ نہ پایا۔ ایک اور مقام سے۔

میرے پیاریاں نال پیار کریں پکی ہو پابند اس ذات دے نی
غلام جیلانی کولوں جا کے کچھ رستہ خواہشمند میرے نوں حیات دے نی

ہندی میں صحبت اولیا کو ست سنگ کہتے ہیں۔ شاستروں اور پورانوں میں لکھا ہے کہ بغیر ست سنگ کے گیان پراپت نہیں ہوتا۔ ستسنگ سے پاپ بارود کیطرح اڑ جاتے ہیں۔ اور سنسار میں سمندر سے پار اترنے کیلئے ست سنگ سے اتم اور کوئی چیز نہیں۔ صرف ست سنگ ہی ایک چیز ہے جو مکتی کا اچھا سہارا ہے جس کے سہارے کو پکڑ کر بڑے بڑے پاپی پار اتر گئے۔ ہندو اور مسلمانوں کی تصنیفات سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تپی ہوئی زمین کو بارش سرد کر دیتی ہے ایسے ہی ہر دا گناہوں سے تپا ہوا سرد ہو جاتا ہے جیسا کہ چراغ کے آنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ایسے ہی ست سنگ سے پاپوں کا ناس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از جوار طالباں طالب شوی  از جوار غالباں غالب شوی

جو بروں کے پاس بیٹھے وہ برا ہو جائیگا۔ نیک ہونے کے لئے نیکوں کی صحبت چاہیے۔

ہم نشینی صالح ترا صالح کند ہمنشینی طالع ترا طالع کند

حدیث شریف میں آیا ہے۔ الصحبۃ مؤثر۔ یعنی صحبت اثر کر جاتی ہے الخ
ایک کافی کا ایک اس طرح ہے۔

ہو کامل پیر دے سائے جھڑا پل وچ بھرم گنوائے
جو حکم کرے توں سو یو کر بھاویں اُلٹا آوے تیری نظر
کر جو کجھ اوہ فرمائے ہو کامل پیر دے سائے

ایک اور جگہ حکایت کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔

"سورج اپنی روشنی صرف عبادت خانوں تک محدود نہیں
مئے خانوں اور غلاظت کے انباروں پر بھی اپنی شعاعیں فیاضی سے ڈالتا
ہے چاند صرف پرہیزگاروں کے گھروں میں اپنی شہاوتی چاندنی نہیں برساتا
آوارہ گنہگار بھی اس کی تقسیم نور کا حصہ لیتے ہیں ہوا جب چلتی ہے نیک و بد
کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہے اور پانی کے گھونٹ پر گورے کالے اچھے برے
ادنیٰ سب کے حلق کو سیراب کرتے ہیں۔ جب فطرت کے یہ بڑے بڑے ہاتھ
پاؤں مخلوقِ خدا سے مساوات کا برتاؤ کرتے ہیں تو وہ دین فطرت کا پیام
رساں نیچر الٰہی کا حکیم اوّل کیونکر بخیلی کر سکتا ہے۔ وہ تو ہوا پانی آگ سورج
چاند سے زیادہ خدا کے بندوں کا الفتی ہے اس کے دل میں تو خدا تعالےٰ
نے ساری کائنات سے بڑھکر مخلوق کی محبت پیدا کی ہے۔ جب کوئی بدکردار
بندہ اپنے گناہوں کی ندامت میں آنسوں بہاتا ہے اور وہ پروردگار سے
اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا یا اور اس کے کسی پیارے کا واسطہ دیکر



معافی مانگتا ہے تو صرف اس کی توبہ ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ وہ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول اور پیارا بن جاتا ہے اور اس دربار میں یہ پوچھ نہیں
ہوتی کہ یہ بندہ کس قوم یا کس ذات کا ہے اور یہ کیا چال چلن رکھتا تھا۔ یہاں
تک کہ اگر ساری عمر ناپاک جذبات کی غلامی میں گذاری ہو بد سے بدفرقہ میں
پیدائش ہوئی ہو اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں ساری
زندگی گذر گئی مگر ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر لینا۔ سب گناہوں سے بیزار
ہو کر خدا کے دروازے پر جھک پڑنا اور آقائے نامدار محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
اور دیگر ولی اللہ کو وسیلہ قرار دیکر خدا کی طرف رجوع کر لینا سب گناہوں کا
کفارہ بن جاتا ہے اور پھر وہ ان تمام نعمتوں کا سزاوار بن جاتا ہے جو نیکوکار
بندگانِ خدا کیلئے مخصوص ہیں۔" اسی کے متصل ایک اور حکایت حضرت
امام ابو حنیفہ کے حالات میں درج ہے کہ ایک روز دینی تعلیم دیتے دیتے
بار بار کھڑے ہو جاتے شاگردوں میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت
آپ آج بار بار کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مدرسہ کے دروازے
کے سامنے جو لڑکے کھیل رہے ہیں ان میں ایک صاحبزادہ سید اولاد فاطمۃ الزہ
بھی ہے اور جب وہ میرے سامنے آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کیلئے کھڑا
ہو جاتا ہوں اسلئے کہ وہ آلِ رسولؐ ہے۔ سبحان اللہ ایک امام وقت اور
مجتہد زمانہ فقیہہ اپنے پیارے کی نسل سے بھی کس قدر پیار کرتا ہے اور ادب
کرتا ہے اور کیوں نہ ہو کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بے ادب محروم ماند از فضل رب

نقل ہے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک گانے والا ستار بجایا کرتا تھا اس کے شوقین لوگ در پردہ حضرت عمر کے ڈر سے سنتے تھے اور وُہ گانے والا بھی خوف کی وجہ سے چوری سے ہی گاتا تھا۔ جب اس کی عمر کو بڑھاپا آیا تو اس کی آواز خراب ہوگئی۔ جب ستار بجاتا تو اچھے طریقے سے نہ بجا سکتا تھا کیونکہ عُمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔ جو جو اس آواز پر جان قربان کرتے تھے وہ سب دوستی توڑ گئے۔ جو ہر وقت بُلبلِ بے قرار کیطرح اس کے گرد رہتے تھے تمام کے تمام اس کے رُخ بدل گئے اور کوئی قریب بھی نہ آتا تھا اس آمدنی سب بند ہوگئی اور وہ عاجز ہوگیا۔ جب کئی روز کا فاقہ ہوا تو وہ ناچار ہوکر ستار ہاتھ میں لیئے قبرستان کی طرف روانہ ہوگیا اور قبرستان میں جاکر بہت گریہ زاری کی اور رونے لگا کہ اے خُدا اب تیرے در کے سوا کہاں جاؤں۔ جو دوست آشنا تھے سب چھوڑ گئے ان سے نا اُمید ہوکر تیرے دربار فیض رساں میں آیا ہُوں اے میرے مولیٰ میری فریاد سُن آج کئی روز کا بھوکا ہوں اس طرح ستار پہلوں میں رکھ کر قبر سے تکیہ لگا کر سو گیا۔ اِدھر حضرت عُمر کو اشارہ ہوا کہ اے عُمر اسی وقت سات سو دینار بیت المال سے لیکر قبرستان میں جا اور وہاں میرا ایک خاص دوست ہے یہ تحفہ اس کو میری طرف سے دے اور سلام کہہ حضرت عمر اسی وقت اُٹھے اور سات سو دینار لیکر قبرستان میں پہنچے وہاں جاکر ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب اِس کو دیکھتے تو آگے سرک جاتے اور دل میں یہ خیال



کرتے کہ یہ تو وہی مردود ہے جو گایا کرتا تھا جب بہت تلاش کیا تو اور کوئی شخص قبرستان میں نہ مِلا تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا شاید یہ حکم الٰہی اسی لیئے صادر ہوا تو حضرت عمر پھر اسی کے پاس بیٹھ گئے اور ارادہ کر لیا کہ جب یہ بیدار ہوگا یہ نذرانۂ خُدا اس کو پیش کر دوں گا اتنی دیر میں مطرب کو چھینک آئی اور یہ جاگ اٹھا اُس نے جب حضرت عمر کو دیکھا تو خوفزدہ ہوکر بھاگنے کو تیار ہوا۔ حضرت عُمر نے فرمایا بھاگو نہیں یہ سات سو دینار اللہ تعالیٰ نے تیرے لیئے بھیجے ہیں اور سلام بھیجا ہے جب تم یہ سات سو دینار خرچ کرو پھر عمر تجھے اپنی طرف سے دیا کریگا تو مقبول خُدا ہے مجھ سے ڈر نہیں یہ خوش آئند پیغام سن کر ایک آہ بھری اور رُوح بدن سے پرواز کر گئی اور حضرت عُمر افسوس کرتے ہوئے واپس آئے اور اس گویئے کو بڑی تکریم سے دفنایا۔"

# اقتباسات خواہشِ دل کے بارے میں

اے عزیز! انسان کا دِل اصل جواہر ہے اور علمِ معرفت کے طریقہ میں دل کو ہی اِنسان کے جسم کے تمام اعضاء پر حکمرانی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اظہار کے لئے فرشتے مقرر ہیں اسی طرح دِل انسان کے جسم میں جس عضو کو حکم کرتا ہے وُہ حرکت میں آجاتا ہے اور اپنا عمل شروع کر دیتا ہے اسلئے کہ ہر شخص کا عالم اس کا بدن ہے اور بدن دِل کے قبضہ میں ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ دِل نہ انگلی میں نہ ارادہ و علم میں ہے۔ بلکہ دل کے حکم سے اُنگلی ہلتی ہے اور جب دِل میں غصّہ کی حالت ظاہر ہوتی ہوتی ہے تو سارا بدن تھرتھرانے لگتا ہے اور جسم پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ اور بارش کی طرح پسینہ بہنے لگتا ہے اور جب صُورت شہوت دِل میں پیدا ہوتی ہے تو اِس کو خواہش پیدا ہوتی ہے تو اس کو خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ شرمگاہ کی طرف جاتی ہے اور جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو جو قوّت زبان کے نیچے ہے وہ خدمت کیلئے اُٹھتی ہے اور پانی بہانے لگتی ہے تاکہ کھانے کو اتنا تر کیا جاسکے کہ کھانا اچھی طرح کھایا جاسکے اور یہ بات بھی ضروری جاننے کی ہے کہ بعض کا دل زیادہ شریف اور قوی ہوتا بلکہ فرشتہ



کے جوہر کے مشابہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جسم اور جسم کی خواہش اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ اگر اس کا رُعب شیر پر پڑے تو شیر بھی گردن جھکا دے اور اس کا فرمانبردار بن جائے اور بیمار کیطرف متوجہ ہو تو بیمار ٹھیک ہو جائے اور اگر تندرست کی طرف اس طرح متوجہ ہو تو وہ بیمار ہو جائے اور اگر کسی سے ملنے کی خواہش کرتا ہے تو وہ خود ملاقات کیلئے آجاتا ہے۔ اگر بارش ہونے کی خواہش رکھے تو بارش برسنے لگتی ہے۔ یہ تمام باتیں عقلی دلائل اور تجربہ سے ثابت ہیں جس کو نظر لگنا اور جادو کہتے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہیں

خُلاصہ یہ ہے کہ تمام اشیاء پر آدمی کے نفس کا اثر پڑتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی حاسد ہو تو اس کے حسد کے باعث کی عُمدہ جانور کو اُس کی نظر ہلاک کر دیتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے العین تدخل الرجل القبر والجمل القدر۔ یعنی نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں ڈال دیتی ہے۔ یہ دِل کی عام کیفیت ہے مگر خاص بندگانِ خُدا سے جب دل کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے تو اگر نبی سے یہ کیفیت ظاہر ہو تو معجزہ کہلاتی ہے اور ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہیں گے۔ اور پھر یہ خاصیت اگر نبی یا ولی سے نیک کاموں میں ظاہر ہو تو یہ معجزہ اور کرامت ہے نبوت اور ولائت آدمی کے دِل کی بُزرگی کے درجات ہیں اور ان کا حاصل یہی خاصیتیں ہیں۔ جو عام لوگوں کو خواب میں معلوم ہوتی ہیں اسلئے کہ عام لوگوں کا نفس ان ہی کے بدن میں اثر کر سکتا ہے۔ اور جو اجسام ان کے بدن سے باہر ہیں اس میں اس طور سے اثر کرتا ہے جسمیں مخلوق کیلئے صلاحیت ہو بگاڑ نہ ہو جو علوم عام لوگوں کو سیکھنے

سے حاصل ہوتے ہیں اُسے بغیر سیکھے حاصل ہو جاتے ہیں اور یہ بات بھی ہوا کرتی ہے کہ جو کوئی زیادہ عقلمند ہوتا ہے اس کے دل میں صفائی آجاتی ہے تو وہ بعض علموں کو بغیر پڑھے بھی سیکھ لیتا ہے۔ اس کے دل کی صافی اور اپنی عقلمندی کی بدولت ایسے علم کو علم لدُنی کہتے ہیں جیساکہ ارشاد ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنی سکھایا تھا ہم نے اپنے پاس سے ایک علم جن کو یہ تین باتیں حاصل ہوں وہ نبی یا اولیاء ہیں۔ اگر ہیں کسی کو ایک بات بھی حاصل نہ ہو تو بھی وہ قرب کا درجہ رکھتا ہے مگر ہر ایک میں مراتب کا بہت بڑا فرق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تینوں چیزیں بدرجۂ کمال بیک وقت حاصل تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی نبوت کا حال مخلوق پر ظاہر ہو تاکہ لوگ ان کی پیروی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سعادتمندی کا طریقہ سیکھیں تو ان ہی تین خاصیتوں میں سے ہر ایک کو نمونہ دیا ایک خاصیت کا نمونہ خواب ہے دوسری کا نمونہ سمجھ کا سیدھا ہونا اور تیسری خاصیت کا نمونہ علوم کا دل نشین ہونا۔

آدمی کسی چیز پر ایمان نہیں لا سکتا جب تک اس قسم کی چیز اس کی ذات میں نہ ہو اور جس چیز کا نمونہ اپنے پاس نہیں ہوتا اس کی صورت اس کی سمجھ میں نہیں آتی اسی سبب سے جناب الٰہی کو سوائے اس کی ذات کے کوئی دوسرا پورے طور نہیں پہچان سکتا یہ تحقیق بہت طویل ہے انبیاؑ اور اولیاؑ میں ان تین کمالوں کے علاوہ اور بھی ایسے کمال ہیں جن کی ہمکو خبر نہیں جس طرح کی ذات کے کمال کو اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا



اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالیت کو پورے طور پر کوئی پہچان نہیں سکتا مگر خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ ذات جو آپ سے مرتبہ میں زیادہ ہے جبکہ پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اس سے زیادہ معلوم نہیں۔"

"اے عزیز! جس کو شعر کا مذاق نہیں اسکو شعر کے سننے میں وزن میں لطف نہیں آتا۔ کیونکہ اس کو ان باتوں کی خبر ہی نہیں جیسے مادر زاد اندھا مختلف رنگوں کی کیفیت اور لذت سے کیونکر آشنا ہو سکتا ہے۔

اے عزیز! یہ کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے دل کی اصلی کیفیت اور نزرگی معلوم ہو گئی ہے۔ اور صوفیوں کا طریق کار بھی معلوم ہو گیا ہے۔ صوفی لوگ کہا کرتے ہیں کہ علم اس راستے کا بڑا حجاب ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کیونکہ جو علم محسوسات کے طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اور جب محسوسات میں مشغول ہو گیا تو اصل حالت میں پردہ پڑ جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دل ایک حوض کی مانند ہے اور حواس خمسہ جسطرح پانچ نہریں ہیں۔ نہروں کا پانی چونکہ باہر سے آتا ہے جب یہ نہریں اس حوض میں گرتی ہیں تو حوض کی تہہ سے اس کا پانی کیونکر صاف رہ سکتا ہے؟ اب اگر حوض کا پانی اس کی تہہ سے صاف کرنا مطلوب ہے تو پہلے نہروں کے پانی کو بند کر کے کیچڑ وغیرہ نکال لے پھر حوض کے نیچے سے صاف پانی آئیگا۔ اسی طرح جب تک دل باہر کی آئی ہوئی چیزوں سے خالی نہیں ہوتا اصل دل کا حوض حجاب میں رہتا ہے۔ لیکن اگر عالم اپنے سیکھے ہوئے علم سے دل کو خالی کر دے اور اسمیں مشغول نہ رکھے تو وہ علم جس سے اپنے آپ کو خالی کیا حجاب نہیں بن سکتا

ممکن ہے ایسے عالم کو کشف حاصل ہو جسطرح دل کو خیالات اور محسوسات سے خالی کر لیتا ہے وہ خیالات آڑ نہیں بن سکتے۔ حجاب کا سبب یہ ہے کہ جب کسی نے اہل سنّت کے عقائد بہ دلائل سیکھے اور وہ دلائل مجادلہ و مناظرہ میں کام آتے ہوں اور وہ بالکل ان ہی دلائل کا رہا اور یہ سمجھ لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہیں اگر کوئی چیز اس کے دل میں آئے گی تو یہ کہیگا جو میں نے سُنا ہے یہ اس کے خلاف ہے اسلیئے باطل ہے ممکن نہیں کہ ایسے شخص کو حقیقت معلوم ہو کیونکہ جو اعتقادات لوگوں کو سکھائے جاتے ہیں وہ حقیقت کا سانچہ ہیں عین حقیقت نہیں اور معرفت پوری ہوتی ہے۔ جب حقائق پر سے سانچے کو اٹھا دیا جائے جس طرح سے مغز سے چھلکے کو الگ کرتے ہیں۔ جو شخص بحث کا اعتقاد ثابت کرنے کے لیئے سیکھتا ہے اس کو حقیقتِ حال نہیں کھلتی وہ گمان کرتا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کے سوا سب ہیچ ہے اسی وقت اس کا یہ گمان حجاب بن جاتا ہے۔ اس سبب سے یہ گمان اس شخص پر غالب آجاتا ہے جس نے کچھ سیکھا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس درجہ سے محروم رہتے ہیں اگر کوئی شخص اس گمان سے پاک ہو جائے اس کے واسطے علم حجاب نہیں ہوتا اور جب کسی کو کشف ہونے لگتا ہے تو اس کا درجہ کمال کو پہنچتا ہے اور اس کی راہ زیادہ امن میں اور شخص کی نسبت زیادہ ٹھیک ہوتی ہے جس کا قدم پہلے سے ہی علم میں مظبوط نہیں پڑا اور یہ مدت دراز تک بیہودہ خیالات کی قید میں رہنے



سے تھوڑا سا شُبہ بھی اس کے لیئے حجاب ہو جاتا ہے صحیح عالم ایسے کھٹکے سے امن میں ہے۔ اس بات کے معنی کہ علم حجاب ہے جاننا چاہیئے کہ جب سے کہ وہ مکاشفہ کے درجہ کو پہنچا ہے تو انکار نہ کرے لیکن حلال کو حرام سمجھنے والے اور نفس کے قیدی بیہودہ لوگ جو اس زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں ان کو یہ حال کبھی نصیب ہی نہیں ہوتا البتہ کچھ بناوٹ کی چند باتیں صوفیوں سے سیکھی ہیں اور ان کا مشغلہ یہ ہے کہ تمام دِن اپنا بدن دھوتے رہتے ہیں اور کنگھی چوٹی کی آرائش میں لگے رہتے ہیں اور علم اور علماء کی مذمت کرتے ہیں ایسے لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں کیونکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور علماء کی تعریف کی ہے اور تمام جہاں کو علم سیکھنے کی ہدائت فرمائی ہے۔"

پس جاننا چاہیئے کہ جس کو صوفیوں کا تھوڑا سا حال بھی میسر ہوا ہے اس کو ہر عالم دین پر فضیلت نہیں کیونکہ اکثر ان میں ایسے ہیں ابتداء میں ان پر کچھ حال وارد ہوتا ہے پھر وہ اس مقام سے گر پڑتے ہیں اور پھر کمال کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خبط اور خیال ان پر غالب آجاتا ہے جبکہ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی جبکہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ کام کی باتیں ہیں۔ اصل میں وہ ایسے نہیں ہوتے جسطرح خواب میں سچی اور جھوٹی باتیں ہوتی ہیں اس حال میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے بلکہ علماء پر اس شخص کو فضیلت ہے جس کا حال کامل ہو اور یہ کہ علم دین سے تعلق رکھتا ہو جو دوسروں کو سکھانے سے آتا ہو اور خود اسکو بغیر کسی سے سیکھے آجاتا ہو اور یہ بات

بہت کم ہے بس چاہیئے کہ تصوف کے طریقہ کی اصلیت اور صوفیوں کی فضیلت پر ایمان ہو اور زمانہ کے نفس پرست لوگوں کی وجہ سے صوفیوں سے بداعتقاد نہ ہو جو کوئی ان میں سے علم پر طعن کرتا ہے جان لینا چاہیئے کہ یہ کچھ نہ حاصل ہونے کی وجہ سے کرتا ہے۔

# حضرت لقمان کا واقعہ

نقل ہے کہ حضرت لقمان نے کسی شخص کو زر و دینار بطور قرض حسنہ دیئے ایک مدت کے اس شخص نے لقمان کو خط لکھا کہ کوئی معتبر آدمی نہیں ملتا۔ صاحبزادہ کو بھیجیں تاکہ قرض کی رقم لے جائے۔ حضرت لقمان نے بیٹے کو تین نصیحتیں فرما کر روانہ کیا کہ پہلی منزل میں ایک بڑا درخت آتا ہے اس کے نیچے رات کو نہ سونا۔ دوسری منزل میں ایک بہت بڑا شہر واقعہ ہے وہاں قیام نہ کرنا کھانا کھا پی کر جنگل میں جا کر رہنا۔ تیسری یہ کہ مقروض کے گھر میں نہ ٹھہرنا۔ اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راستے میں اگر کوئی تجربہ کار اور واقف راہ ملے تو میری نصیحت کے خلاف اس کہنے پر عمل کرنا۔ جب حضرت لقمان کا بیٹا کچھ آگے گیا ایک بوڑھا مسافر ملا اس نے کہا میاں صاحبزادے کہاں جانا ہے۔ اس تمام حال بتایا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ چنانچہ اس بڑے میاں نے کہا مجھے بھی اسی شہر میں جانا ہے اچھا ہو گیا ساتھ مل گیا جب



پہلی منزل پر پہنچے تو بڑے میاں نے کہا رات ہو گئی اس درخت کے نیچے رات بسر کریں گے تاکہ شبنم سے بچیں لڑکے نے کہا میرے والد صاحب نے بڑے درخت کے نیچے رہنے سے منع کیا ہے۔ بوڑھے شخص نے کہا اس کے علاوہ بھی کچھ کہا تھا۔ لڑکا بولا ہاں کہا تھا کہ اگر کوئی واقف اور تجربہ کار ملے تو میری بات پر نہیں اس کی بات پر عمل کرنا۔ اس نے کہا کہ میں اس راستے کا تجربہ رکھتا ہوں اور خوب واقف ہوں ؎

بمئے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ باشد ز راہ و رسم منزلہا

بہر حال دونوں نے بستر کیا اور سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو ایک سانپ درخت پر سے اترا تو بوڑھے شخص نے سانپ کو مار کر اپنی ڈھال کے نیچے رکھ دیا جب صبح ہوئی چلنے کو تیار ہو گئے مگر لڑکے کے دل میں یہ گمان ہوا کہ والد صاحب نے بڑے درخت کے نیچے رہنے سے کیوں منع کیا تھا جبکہ یہاں ہم بہت آرام سے رہے لیکن پیر روشن ضمیر سمجھ گیا کہ لڑکا والد سے بدگمان ہو رہا ہے۔ لڑکے کو رات کا ماجرا سنایا اور ڈھال کے نیچے سے مرے ہوئے سانپ کو نکال کر لڑکے کو دکھایا اور بڑے میاں نے فرمایا کہ صاحبزادہ جی سانپ کے سر کو کاٹ کر اپنے پاس رکھو۔ "داشتہ بکار آید گرچہ زہر مار بود" اس نے بڑے میاں کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور وہاں سے دوسری منزل کی طرف چل دیئے۔ دوسرے دن بڑے شہر میں پہنچے تو بڑے میاں نے کہا کہ اسی شہر میں رات کو رہیں گے۔ لڑکے نے کہا

بہت اچھا میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں یہاں دونوں ایک مُسافر خانہ میں
رہے۔ اس وقت کے بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ اس مسافر خانہ میں جو جوان مسافر
قیام کرتا تھا بادشاہ اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دیتا تھا صبح کو وہ مسافر
شادی کے بعد دُلہن کے کمرے سے مُردہ نکلتا تھا چنانچہ معمول کے مطابق
جب بادشاہ نے نوجوان مُسافر کے قیام کی خبر سُنی اور مسافر نوجوان کو بُلایا
اور بیٹی کا نکاح کر دیا۔ جب مسافر نوجوان کی طلبی ہوئی تو پیر دانا نے نوجوان
کو کہا کہ جاؤ اور سانپ کا سر جو تمہارے پاس ہے وہ ساتھ لے جاؤ جسوقت
رات کو دلہن کے کمرے میں جاؤ گے تو سانپ کے سر کو وہاں آگ میں
جلا دینا تاکہ شہزادی دُلہن کے جسم میں جو زہر ہے وہ ختم ہو جائے اور اسطرح
وہ زہر ختم ہو جائے گی اور پھر شوہر کی موت واقعہ نہیں ہوگی۔ چنانچہ نوجوان
صاحبزادہ نے پیر دانا کے کہنے پر عمل کیا۔ رات گذری وُہ صبح ٹھیک تھا۔
بادشاہ کو خوشی ہوئی وہ دو چار دن قیام کرنے کے بعد پیر روشن ضمیر کے ساتھ
تیسری منزل کیطرف روانہ ہوئے جب قرضدار کے گھر پہنچے تو رات کو کھانا
کھایا قرضدار نے کہا کہ اندر رات کو رہیں گے آپ یا باہر بڑے میاں نے کہا صاحب
ہم باہر برآمدے میں سوئیں گے۔ چنانچہ قرضدار نے اپنے دونوں بیٹوں کو اندر
سُلا دیا یہ دونوں مسافر برآمدے میں سو گئے۔ جب آدھی رات گذری تو بڑے
میاں نے پسرِ لقمان کو جگایا اور دروازہ کھٹکھٹایا میزبان کے دونوں لڑکوں
کو جگایا کہ ہمیں سردی لگ گئی ہے تم دونوں باہر برآمدے میں جاؤ ہم تمہاری
جگہ سوئیں گے۔ چنانچہ دونوں لڑکے بڑے میاں اور پسرِ لقمان کی جگہ سو گئے اِدھر



رات کو ہی قرضدار کی نیت میں تھا کہ رات کو ان دونوں کو قتل کر دوں گا اور
روپے بچ جائیں گے چنانچہ قرضدار نے اپنی نیت کے مطابق رات کو عمل کیا ان
دونوں کو ہلاک کر ڈالا مگر بڑے میاں اور پسرِ لقمان دونوں محفوظ رہے صبح کو
جب دیکھا تو قرضدار نے اپنے دونوں بیٹوں کو خود ہلاک کیا ہوا تھا کیونکہ خود
کردہ را علاج نیست حیران پشیمان ہو کر قرضدار نے ان کو چار و ناچار روپے دیئے
اور رخصت کیا یہ دونوں منزل بہ منزل جب وہاں پہنچے تو بڑے میاں نے کہا
کہ جاؤ خدا حافظ اور کہا کہ اپنے والد صاحب کو میرا السلام علیکم کہدینا۔ پسرِ لقمان
نے کہا کہ بڑے میاں صاحب آپ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں چنانچہ بڑے
میاں نے کہا آپ کے مجھے جانتے ہیں۔ پسرِ لقمان نے والد بزرگوار کو اپنی
داستانِ سفر سے آگاہ کیا اور کہا کہ والد صاحب میرے ساتھ وہ بزرگ
تھے جن کو آپ جانتے ہیں تو والد نے کہا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

راقم کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ لقمان سے مراد اصل و اصول ہے
کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ یعنی ہر چیز اپنے اصل کیطرف لوٹتی ہے۔
مُسافر سے مراد سالک اور منازل سے سالک کی منزلیں بڑے میاں سے مراد
پیرِ کامل۔ سانپ سے اور سانپ کے سر سے مراد شیطان اور نفس ہیں۔ شہزادی
سے مراد دُنیا خانہ ہے اور مقروض سے مُراد انسان ہے جیسا کہ ارشاد باری
تعالیٰ ہے۔ وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنی
انسان نے اس بوجھ کو اٹھایا بیشک اس نے اپنے اوپر ظلم کیا اور نا سمجھی کی۔
پسرانِ مقروض سے مُراد اہلِ دُنیا اور روپیہ سے مراد محبت اور عشقِ الٰہی

ہے ۔ ؎

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبراں  گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

دوسری غرض اس نقل سے یہ کہ جو مردِ کامل ہوتے ہیں وہ طالبِ خدا کو دوسرے شیخ کامل کی خدمت میں جانے سے نہیں روکتے بلکہ ان کی خدمت میں جانے اور ان سے فیض حاصل کرنے کی ہدائت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میرے مرشد گرامی جناب قبلہ وکعبہ طالبانِ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے جو کوئی مردِ کامل مسلمان سالک یا مجذوب ملے اس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ توجہ سے القا سے فائدہ اور فیض پہنچاوے اسکو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اسلئے کہ مرتبۂ نبوت ختم ہو چکا ہے اور مرتبۂ ولائت باقی ہے اور اولیاء میں ایک سے افضل پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح جو کوئی مرید کسی طرف جاتا اس کے لئے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی  باید اوّل طالبِ مرد شوی !!

چنانچہ ایک اور حضرت پیر روشن ضمیر نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جو اکابر تھے حضرت خواجہ صاحب اپنے مریدو عقیدتمندوں کو ان اکابرین کی خدمت میں بھیجدیا کرتے تھے اسمیں یہ حکمت تھی کہ مبتدی کو شیخ کی تعلیم و تلقین کا شروع میں علم نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے جو اکابر جوہر شناس تھے وہ چشم باطن سے جوہر کو پہچان کر فرماتے تھے کہ سبحان اللہ کسی نے خوب جوہر بھرے ہیں۔ یعنی خوب طریقہ سے تعلیم کی ہے اور اس طرح ان کی جوہر شناسی سے طالب کی تسلی ہوجاتی تھی اور ان کو اپنے شیخ کمال معلوم ہوجاتا تھا اور اگر اس زمانے میں کوئی طالب خدا کسی فقیر کی



خدمت میں چلا ہی جائے تو حضرات مشائخ فوراً مردود کر دیتے ہیں۔"

"کافی راگ پیلوں"

سانوں مگڑے درد اولے !!  پیاوے سانوں لگے درد اولے
گھڑی گھڑی پل پل جیا للچاوے  آج ماہی ساڈے گھر آوے
سکھ سینہا یا کوئی گھلے !!  پیاوے سانوں لگے درد اولے
نت جدائیاں جان جلائی  نیوں لاک پل چین نہ آئی
نت برہوں سینہ سلے !!  پیاوے سانوں مگڑے درد اولے
عشق تیرے دیاں اٹیاں چالاں  جان ہئی سخت جنجالاں
گئے سکھ پئے دکھ پلے !!  پیاوے سانوں مگڑے درد اولے
اک بھر کنت کلاوے لالیاں  اکناں روندیاں عمراں گیاں
اک نا امید ہو چلے  پیاوے سانوں مگڑے درد اولے
غلام جیلان شاہ جے نوشہ آوے  سب دکھ جاوے جے لے گل لاوے
کیتے برہوں کملے جھلے !!  پیاوے سانوں مگڑے درد اولے

## کافی راگ بھیرویں

کدی دیس اساڈے آجا پیاوے  سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
آکے نتڑی تپش بجھاوے  دکھڑے سناواں تینوں پھول
نال زوراوراں اکھیاں لائیاں  بار ہیج دیدار سدا تڑفائیاں
میں رعیت توں راجہ پیاوے  سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول

دے تو اُس وقت اپنی جان کو مرشد صاحب کے ہاتھ میں فروخت کر دے پھر تیری جان کا مالک وہ مرشد ہو جائیگا اور مالک کا اختیار ہے کہ اپنی چیز کو فروخت کرے یا ذبح کرے یا کسی اور استعمال میں لائے اس واسطے کہ بیعت کے معنی دراصل یہی ہیں کہ اپنی جان کو اپنے مرشد کے ہاتھ فروخت کر دینا اور شرط یہ کہ جس وقت مرشد صاحب اپنی زبان مبارک سے لعل و جواہرات تیری نسبت افشان کرے تو اپنے حواس خمسہ کو قائم کر کے نگہبانی کرنی چاہیے اور حکم کی تعمیل بجالانی چاہیے ورنہ تیری تباہی ہو جائیگی اور اے شخص تو یہ خیال بھی نہ کرنا کہ میں نے اپنا ہاتھ مرشد کے دست مبارک میں دے دیا ہوا ہے اور اپنی عبادات و ریاضات شاقہ کو ترک کر دے تو یہ محض تیری غلطی اور نادانی ہے تو پھر کس طرح سے تیرا کام سرانجام ہوگا۔ میں یہ بتاتا ہوں کہ مرشد مثل کشتی کے ہے تو اپنے آپ کو اعتقاد کے صاف کرنے کے بعد اس کشتی میں داخل کر کے اپنی ریاضات زہد عبادات ہمیشہ شغل گیری کرنی چاہیے تب تیری تمام منزل تمام ہوگی دوسری وجہ یہ ہے کہ مرشد تخم ریزی کرنے والے کی مانند ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی کو تخم ریزی کیلئے سوال کرتا ہے کہ تو مہربانی کر کے اپنے ہاتھ تخم ریزی کر دے کہ زمین دوسرے شخص کی ہوتی ہے پھر صرف وہ تخم ریزی کرے لیکن اس جگہ غور کیا جائے تو حق یہ ہے وہ شخص تخم ریزی کر کے چلا جاتا ہے تو اس شخص زمیندار کو یہ حکم دیتا ہے اگر اس زمین کی بخوبی طور سے کاشت وغیرہ نہ کریگا یعنی تو اگر ہل نہ چلائیگا یا گوڈی پانی میں کوشش نہ کریگا۔ تو اس فصل کو کیڑے مکوڑے تباہ کر دینگے بلکہ فصل محصول کی کچھ پیداوار نہ ہوگی اگر ان



شرائط کی پابندی کی تو کوشش نہ کرے گا۔ یعنی اس کا نتیجہ جو تیرا قلب فصل زمین کے لئے اور مرشد تیرا مثل تخم ریزی کنندہ کے ہے یعنی تیری قلبی زمین کی تخم ریزی معرفت اور عرفان سے کر دی اگر تو اپنی قلبی زمین اور اندرونی لطائف کی نگہبانی نہ کرے گا تو پھر تیرے قلب کے جریان لطائف کا راستہ اور باقی اندرونی لطائف کے جاری ہونے کے راستے کو شیطان تباہ کر دے گا اور تیرا قلب مثل بنجر زمین کے ہو جائیگا اور تیرے لئے اس کا میقل و صفا کرنا دشوار اور غیر ممکن ہوگا تو پھر کس طرح سے تیری منزل سرانجام ہوگی تیسری وجہ یہ ہے کہ مرشد حکیم حاذق کی مانند ہے اگر وہ حکیم حاذق کسی مریض کو دوا کی پڑی دینا چاہتا تو اپنی مرضی کے مطابق دوا کی پڑی مریض کو دیتا ہے۔ وہ حکیم مریض کی نبض دیکھتا ہے۔ تو حکیم مرض کو جان لیتا ہے کہ مریض کی بیماری سخت ہے یا نرم تو پھر مریض کی بیماری کے مطابق دوا دیتا ہے اور کچھ پرہیزوں کی چیزیں بھی بتاتا ہے اگر مریض نے حکیم کے حکم کے مطابق عمل کیا تو اسکی بیماری جلدی ہی ختم ہو جائے گی اگر حکیم کے حکم کی عدولی کرے گا تو مرض بڑھ جائیگی اس واسطے اے شخص جاننا چاہیے کہ مرشد باطنی حکیم ہے وہ تیری باطنی امراض کو جان کر اس کی دوا دیگا اگر تو مرشد کی دوائی کی پڑی کے مطابق پابندی کرے گا تو انشاء اللہ تم کو باطنی مرض سے جلدی شفا ہوگی اگر مرشد کے حکم کے مطابق نہیں کرے گا تو مرض زیادہ ہو جائیگی اور اس کا علاج کرنا پھر دشوار ہو جائیگا مگر یہ بھی ضروری ہے کہ مرشد حکیم کے روبرو بالکل خاموش رہے۔ اور یہ دعوی بھی اس کے سامنے نہ کرے کہ میری مرض اب ختم ہو گئی ہے۔ مرشد حکیم تیری

مرض کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے جب مرشد یہ حکم دیگا کہ اب مرض کی شفا ہو گئی تو اس وقت سمجھنا کہ اب شفا کامل ہو گئی ہے۔ مختصر نتیجہ یہی ہے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے مرشد کی ارادت کو ٹھیک کر کے قلب اور اندرونی لطائف کی طرف خیال واثق جما کر خاموش رہے۔ اور اپنے آپ کو خاکستر جان کر فنا فی الشیخ کی تجلیات اور نور عرفانیہ مرشدیہ میں محو و نیست و نابود کر دے طالب کو فائبانہ طریقہ سے مذکورہ قائدہ مد نظر رکھنا چاہیے۔ پھر ان شاء اللہ امید ہے کہ اپنے مرشد کی باطنی توجہ سے اپنی منزل کو طے کرے گا اے طالب اگر تو مرشد کی نسبت بد اعتقاد ہو گا تو مرشد صاحب تیری عزت و رتبہ پہلے تباہ کر دے گا کیونکہ مرشد نے پہلے ہی سنت نبویؐ کے مطابق تجھ تعلیم دی ہے۔ اسلئے تجھ کسی مخفی غلطی کے بغیر اپنے مرشد کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا بوجھ سر پر رکھ کر شفا کی امید رکھ کر دست بستہ مودبانہ کھڑا ہو جائے امید ہے کسی نہ کسی وقت تیرے گناہوں کے بوجھ کو صاف کر کے تیرے مطلب کو تمام کر دینگے مرید کیلئے یہ شرط بھی ضروری ہے تجدید توبہ کا طریقہ یہ کہ فائبانہ اپنے مرشد صاحب کے دست مبارک میں تصور سے ندامت و استغفار کرتا رہے چاہیے مرشد صاحب قریب ہوں یا بعید ظاہر اس کا طریقہ ہے کہ اگر قریب ہوے تو نصف یا تمام مہینہ اپنے مرشد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست مبارک میں تجدید توبہ کرے اگر مرشد دور ہوں تو چھ مہینہ یا ایک برس ان کی خدمت میں حاضر ہو کر تجدید توبہ کرے جو تیری صیقل گری کرینگے وہ تیری ہزار ہا برس کی بے ریا عبادت اور چلہ کشی بہتر و افضل ہو گی آخر میں یہ نصیحت



کہ پیری اور مریدی سوت کی کچی تند کی مثال ہے جو کچھ تجھے معلوم ہے اگر تو اس سوت کی تند کو ذرا سا کھینچے گا تو وہ ٹوٹ پڑھگی اور اگر ذرا بھی ڈھیلا چھوڑے گا تو وہ سوت کی کچی تند الجھ کر خراب ہو جائیگی اور پھر وہ کسی کام کی نہ رہیگی اس طرح اگر کسی قسم کی بد اعتقادی اپنے مرشد کے بارے میں ہو گئی یا خدانخواستہ مرشد صاحب کی باطنی ناراضگی طالب پر ہو گی تو ایک لحظہ میں طالب کی تباہی ہو جائیگی تو پھر قلب کی صیقل گری کرنی دشوار و غیرہ ممکن ہے مرشد صاحب کے آداب پورے طور کب ختم ہو سکتے ہیں مختصر طور تحریر میں بیان کر چکا ہوں۔ اے طالب اگر تو مذکورہ بالا شرائط کا پابند ہو سکتا ہے تو پھر مرشد صاحب کی تلاش کرنی چاہیے لیکن مرشد کے تلاش کرنے اور پہچاننے کی بھی کچھ شرطیں ہیں یعنی وہ یہ دیکھنا ہے کہ مرشد صاحب عالم و حلیم و متقی پرہیزگار ہو حدود شریعت و سنت نبویہ قائم کنندہ ہو اور یہ کہ ظلمات کفر و بدعت، شرک زائل کنندہ ہو بلکہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رسولی قولاً فعلاً مجتاً ہو اور پھر یہ کہ ہر ایک قسم کی عبادت، ریاضت، شاقہ سے صیقل اور مصفا ہو کر صاف و شفاف ہو اور اپنے شیخ کی صحبت اس کے جسم میں سلائی ہوئی ہو ایسے شیخ کی تلاش کرنا بہت ضروری ہے جو شریعت محمدی میں ثابت قدم ہو کیونکہ وہ شیخ نائب رسولی ہیں جو کہ ثابت قدم پابند شریعت صرف عند اللہ مخلوقات کو خدا کی طرف بلانے والے ہوں کسی قسم کی دنیاوی لالچ و طمع کیلئے نہ بلائیں مگر وہ مرشد عام مخلوقات کی محبت سے جانوروں کی مانند بھاگنے والا ہو اور اپنے مالک حقیقی کی محبت میں اسرار عرقاب ہو۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کار مردان روشنی و گرمی است

کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

جس وقت ایسا پیر مل جائے تو وہ ہر حال میں وہ حقیقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے اور مرید کو ایسے مرتبہ پر پہنچا دے کہ وہ تمام اشیا کو اپنے آئینہ میں دیکھے اس وقت اس کو مخلوق سے کسی قسم کا حجاب نہ ہوگا بلکہ اپنی قوت جذبہ سے لوگوں میں تعرف کرے گا اور ایسی حالت میں اپنے آپ کو حسد سے بچائے کیونکہ غرور اور حبِ دنیا اس نسبت کو خالی کر دیتی ہے اگر نسبت میں قصور واقعہ ہو تو قبض واقعہ ہو جائے تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرے۔ اگر اس سے بھی نسبت حاصل نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اگر اس سے بھی وہ نسبت حاصل نہ ہو۔ تو آب رواں پر جائے اور سبزی پر نظر ڈالے پھر ذکر میں مشغول ہو کر بہت زور سے سانس نکالے اور تصور شیخ کی طرف متوجہ ہو اور تصور شیخ کو خدا کی صفت سمجھے اور یہ نہ سمجھے کہ اس ذات پاک نے اس میں حلول کیا ہے کیونکہ وہ ذات پاک صورت اور مثال سے پاک اور چیز ذہن میں وہ اس سے ورالورا ہے ایسی صورت میں جس قدر اپنے پیر سے محبت رکھے گا اسی قدر فیض پائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس پاک قافلہ سے رابطہ پیدا کرو کہ جو شہود ذات سے واصل ہو کر ماسوائے حق کے نجات پا گئے ہیں اور ایسے شخصوں کی توجہ سے جلدی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ جو سالہا سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہی لوگ صادقین ہیں جن کی صحبت میں رہنے کا اس آیت پاک میں صریحاً حکم آیا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ



اس آیت کریمہ کے مطابق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ترجمہ صادقین جو لفظ ہے قرآن میں

حق نے فرمایا ہے ان ہی کی شان میں

گر تو چاہے وصل حق اے بے خبر

کاملوں کی خاک بن یا ہو سر

اس صفت کا گر ملے تجھ کو گدا

اس کے اوپر جان و دل سے ہو فدا

وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلَى أَهْلِ اللّٰهِ

نے فرمایا کہ دنیا حرام ہے صاحب آخرت پر اور آخرت حرام ہے۔ صاحب دنیا پر اور آخرت و دنیا دونوں حرام ہیں اہل اللہ پر یعنی بندگان خدا تعالیٰ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی طلب و مستجوہ شخص نہیں کرتا جو آخرت کی طلب کرنے والا ہوتا ہے اور آخرت کا طلب گار اس شخص پر حرام ہے جو کہ دنیا کی طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جو شخص خدا کی رضا کا طلب گار رہتا ہے وہ ہر دونوں دنیا اور آخرت سے چھٹ موڑ لیتا ہے اسی طرح دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الدُّنْيَا لَوْثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُحْتَتٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ ط

- دنیا و عقبیٰ حجاب عاشق است

الیشاں کہ ز عاشق ایں ق است

اے بلبلان گلزار محمدی نتیجہ یہی ہے کہ آپ سے کوئی طریقہ سلوک کو پابند ہونا چاہتا ہے تو پہلے تقویٰ اور پرہیز گاری اور عمل میں پوری کوشش کرے ورنہ ضلالت کے میں غرقاب ہونے کا خطرہ ہے اور جب اپنے مشائخ کی خدمت عالیہ میں سرفراز ہو تو ان سے رتبہ و حرمت جاہ و جلال و حشمت بالکل طلب نہ کرے کیوں کہ ان چیزوں کا قطع تعلق کرنا دل سے ضروری ہے۔ جن کے بارے میں تحریر بیان کر دی ہے تو عرض اپنے تزکیہ نفس کے واسطے آستانہ عالیشان پر سر رکھ کر دوزانو ہو کر ادب سے سامنے کھڑا ہو۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ صاحب آپکی زندگی میں ظلمی ولادت ہوگی



معرفت و عرفان کی اسرار کی گنگا جمن کے ذریعہ انجمن خانہ جوش حاصل ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ [illegible] میں ارشاد فرمایا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ

ترجمہ۔ اور ان کافروں کے واسطے مردہ زمین ہے کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا پھر وہ اس مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں پھر اس سے طرح طرح کا اناج اور میوہ درخت اور پھل کھانے کے واسطے تیار کرتے ہیں۔ اہل اللہ کے نزدیک اس آیت کریمہ کا معنی اس طرح سے ہے کہ ظلمی زمین مردہ کو ہم باذن اللہ و عنایت خدا زندہ کرتے ہیں اور ظلمی زمین سب ظلمات و ضلالت شاقہ کے ہم باذن اللہ ہیں۔ تاکہ اس سے روح کو لذت ملتی ہے۔ اور ہم کھیتوں کے رنگ باطن بنا دیتے ہیں یعنی اذکار الٰہی کے باغ اور دل کی زمین میں ہم کھیتوں کے باغ لگا دیتے ہیں یعنی گلزار [illegible] ہیں اصلی حکمت کو ہم دل کی زمین میں جاری کر دیتے ہیں تاکہ ثمرات اسکاشفات و شاہدات تجلیات ربوبیت سے زمین قلب کو فائدہ ہو مگر تجلی ظلمی زمین کے اندر سے جب ہی ثمرات عرفان تحت شاخ باہر نکلیں گے جب تم اکتساب گناہوں سے اجتناب کرو گے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاؤ گے۔

اصبہ اللہ تعالیٰ تحت یعنی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ دو شبانہ روز ہمارے رحمت کی ہیں جن میں سے ایک شب جہاں سے چلی گئی ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ظاہر تک جو شب تم سے غائب ہیں اور وہ شب استغفار کتنی ہی آسان و سہل ہے۔ وہ شب عداوت اور نافرمانی خدا کی ہے اور نہ کسی کی کوئی غلطی ہے کسی کی استغفار [illegible]

اسکیلئے کر سکتے ۔ اسلئے کہ بنی اسرائیل قوم کی توبہ کیسی سخت تھی کہ جو کوئی ان سے گناہ کرتا تھا وہ غسل کر کے اپنے نبی یا خلیفہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتا تھا پھر نبی یا خلیفہ توبہ کنندہ کی گردن کاٹ ڈالتا تھا کیونکہ توریت شریف میں ان کیلئے یہی توبہ تھی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ بنی اسرائیلوں کو لیکر کوہ طور پر تشریف لے گئے اس کے بعد باقی قوم نے سامری کے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا اور اس کو سجدہ کرنے لگے بلکہ اسی واسطے عبادت کرنے لگے جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس کوہ طور سے تشریف لائے تو اپنی قوم کو فرمایا کہ تم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو گئے ہو کیونکہ تم اپنے حقیقی معبود کو چھوڑ کر سامری کے بچھڑے کی پرستش کی اور تم کو توبہ کرنی لازم ہے ۔ اسلئے صبح کے وقت غسل کر کے میرے پاس آؤ ۔ حکم کے مطابق دوزانو ہو کر پورے طور سے تعمیل بجالاؤ تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو ارشاد فرمایا تو آپ گناہ کرنے والوں کی گردنیں کاٹ دیں بعضوں نے لکھا ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے ستر ہزار گناہ کرنے والوں کی گردنیں کاٹ دیں مگر بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے کچھ کم ہونگے مگر اکثر یہی قول ہے کہ ستر ہزار تھے ۔ یہ لوگ ایسی شاقہ توبہ کرتے تھے اور پھر اعتقاد کے لحاظ سے پاک ہوتے تھے ۔ اور قافلہ محمدیہ زمانہ حال میں دلی ندامت اور زبانی اقرار سے بھی گناہوں سے باز آنے کیلئے توبہ نہیں کرتے اسلئے اس زمانہ میں یہ خواب غفلت میں غرقاب ہو گئے ہیں ۔

اللھم ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم



# راہ تقویٰ میں رنج وجفا پر صبر کرنا

واضح ہو کہ جو کوئی حق تعالیٰ کی معرفت کو نہ پہنچا ہو وہ اسلئے کہ وہ سیدھی راہ نہ چلا اور سیدھی راہ نہ چلنے کا سبب یہ کہ اس نے طلب و تلاش نہیں کی اور طالب نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے معلوم نہیں کیا اور اسطرح اس کا ایمان بے علمی کی وجہ سے ناقص رہا اسلئے کہ جو کوئی جانتا ہے کہ دنیا فانی اور ایک مبلی چیز ہے اور چند روز کی مہمان ہے اور آخرت صاف بھی اور دائمی بھی ہے اور زار آخرت اسمیں طلب کرنا پیدا ہوتا ہے ۔ اور اسکو یہ مشکل معلوم نہیں ہوتا کہ ایک چیز اور حقیر کو نفیس چیز کے عوض ہاتھ سے دے دے ۔ کس لئے آج مٹی کا پیالہ ہاتھ سے چھوڑنا اور اس کے بدلے قیامت کے دن سونے کے کٹورے ملیں گے آدمی کیلئے یہ کچھ دشوار نہیں یعنی یہ سب ضعف ایمان کا سبب ہے ۔ اور ایمان کے ضعف کا سبب ہادیان دین اور رہبران مسلک یقین کا گم ہونا ہے اسلئے کہ دین کی رہ بتانے والے پرہیزگار اور دیندار لوگ ہیں اور وہ گم ہو گئے جب رہبر اور دلیل نہیں تو راہ خالی ہو گئے اور مخلوقات اپنی سعادت سے محروم ہو گئی اور جو علما باقی رہ گئے ہیں دنیا کی دوستی ان پر غالب آگئی ہے اور جب وہ لوگ دنیا کے طلب پرست ہوں تو خدا کی مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف کس

طرح بلا سکتے ہیں، حالانکہ آخرت کی راہ دنیا کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ دنیا اور آخرت مشرق اور مغرب کی مثل ہے جب آدمی ایک کے پاس ہوتا ہے تو دوسرے سے دور ہو جاتا ہے جس کو ارادہ اور طلب خدا تعالیٰ ظاہر ہو وہ اُن لوگوں میں ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا واضح ہو کہ جو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ کیسی سعی ہے اور اس کے کیا معنی ہیں یعنی اسی کی راہ چلنا اور چلنے والے کو ابتدائے راہ روی میں چند شرطیں لازم ہیں کہ بجالائے پھر ایک دستاویز ہے یعنی گناہ سے بچنا ہے اس پر قابض ہو پھر ایک قلعہ اور ہے کہ اس سے پناہ لی جائے سب شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور خدا کے درمیان پردہ اُٹھا ڈالے تاکہ اس قوم میں نہ گنا جائے جس کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ط

حجاب چار قسم کے ہیں، (۱) مال کا حجاب (۲) جاہ حشمت کا حجاب (۳) تقلید کا حجاب (۴) معصیت کا حجاب ۔

۱ مال کا حجاب یہ ہے مال دل کو اپنی طرف مشغول رکھے اور جب تک فارغ دلی نہ ہو وہ آدمی راہ نہیں چل سکتا ہے اسلئے کہ اس راہ کو چلنے والے کیلئے لازم ہے اپنی حاجت روائی کے بغیر تمام مال کو اُٹھا ڈالے اور اپنے پاس سے دور کر دے اسلئے کہ بقدر ضرورت مال رکھنا مشغلہ میں داخل نہیں ہے اور جو ایسا ہے کہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا خدا تعالیٰ ہی کے واسطے محنت کرتا ہے تو اس کی راہ طے ہو جائیگی ۔

۲ جاہ حشمت کا حجاب ۔ جاہ حشمت کا حجاب اسطرح اٹھ جاتا ہے کہ آدمی بھاگ



جائے اور ایسی جگہ چلا جائے جہاں اس سے کوئی نہ جانتا ہو ۔ اسلئے کہ جب نامدار ہوگا تو ہمیشہ مخلوق اور اس کے پاس مخلوق کے آنے کی لذت میں مشغول رہے گا اور جو مخلوق سے لذت پائیگا وہ حق تک نہیں پہنچے گا ۔

۳ تقلید کا حجاب یہ ہے کہ آدمی جب کسی مذہب اور اعتقاد کو اختیار کرے گا اور مختلف فیہ مسائل کو بحث و تکرار مناظرہ اور خصومت مباحثہ میں اعتقاد کو لایا پھر کسی بات کی دل میں اصلاً وقعت نہ رہی اور خیر و ثواب اپنا اس میں سمجھا جو اس نے پسند کیا تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اس سب کو بھلا کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان لائے اور اس کے معنی کی تحقیق اپنے دل سے چاہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کوئی اس کا معبود نہ رہے جس کی بندگی میں سر جھکائے اور جو خواہش و تمنا یعنی حرص و حواس پر غالب ہو تو اور وہی اس کا معبود ہے جب یہ حال متحقق ہو جائے اور سوائے خدا تعالیٰ کے اس کا کوئی معبود نہ ہو تو اس وقت اکثر کاموں کا انکشاف اپنے مکاشفہ اور مجاہدہ سے کرے نہ کہ مجادلہ اور مباحثہ سے

۴ معصیت کا حجاب ۔ معصیت کا حجاب تو بڑا حجاب ہے اور بڑا روگ ہے ۔ اسلئے کہ جو کوئی گناہ پر مقرر ہو جاتا ہے اور اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اس پر حق کا انکشاف کیونکر ہو سکتا ہے ۔ خاص کر جب غذا حرام ہو جیسی قوت حلال دل کے نور میں اثر کرتی ہے ایسی کوئی چیز اثر نہیں کرتی اصل یہ ہے کہ حرام لقمہ سے بچے اور سوائے حلال غذا کے کچھ نہ کھائے جو شخص ظاہر شرع پر عمل کو شروع کرنے سے پہلے اور تمام شرعی معاملات بجالانے سے پہلے یہ چاہیے کہ شریعت اور دین کے اسرار مجھ پر کھلیں

تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عربی پڑھنے سے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنی چاہیے اور جب یہ سب حجاب اٹھا ڈالے تو اب یہ اس شخص کی مثل ہوا جو کہ طہارت کر کے نماز پڑھنے کے قابل ہوا اب اس سے امام کی حاجت ہے کہ اس کی اقتدا کرے اور وہ پیر ہے اور پیر کے بغیر راہ راست پر چلنا نہیں آتا اس لئے کہ یہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی بہت سی راہیں ہیں جو اس راہ سے ملی ہوئی ہیں۔ راہ حق تو ایک ہے اور باطل کے راستے ہزار ہیں تو پھر بے دلیل کے راستے کیونکر چل سکتا ہے اور جب پیر ہاتھ لگ جائے تو چاہیے کہ اپنے تمام کام اس پر چھوڑ دے اور اپنا تعرف بالکل باقی نہ رکھے اور معلوم کرے کہ میرے صواب رہنما مرشد کی راہ خطا کے برابر نہیں ہو سکتی اور پیر سے جو بات ایسی ظاہر ہو کہ عقل میں نہ آسکے اگر اس کی وجہ معلوم نہ ہو تو حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو یاد کرے اسلئے وہ حکایت پیر اور مرید کے واسطے ہے۔ اسلئے کہ پیر بہت سی باتیں جانتے ہیں کہ مرید ان کی سمجھ کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک واقعہ ہے کہ حکیم جالینوس کے زمانے میں کسی کی دائیں انگلی میں درد اٹھا بہت حکیموں نے اس کا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر جب جالینوس کے پاس گیا تو اس مریض کے بائیں شانے پر دوائی لگائی تو لوگوں نے کہا یہ کیا بے وقوفی ہے کہ درد کہاں اور دوا کا استعمال کہاں مگر مریض کی انگلی اچھی ہو گئی حکیم جالینوس تو اصل مرض کو پہچان گیا تھا اور باقی حکیم اصل بات سے غافل تھے اسلئے کہ اصل نسل پٹھے کی جڑ میں تھا۔ انسان کے جسم



میں جس قدر رگیں اور پٹھے ہیں وہ سب دماغ اور پشت سے لگی ہوئی ہیں جو مادہ جانب چپ سے اٹھتا ہے وہ جانب راست سے متحرک ہوتا ہے وہ بائیں جانب آکر گرتا ہے۔ اس مثال سے مقصود ہے۔ مرید کو چاہیے کہ اپنے باطن میں پیر کے بغیر کچھ تعرف نہ کرے چنانچہ بوعلی فارمدی نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر ابوالقاسم گرگانی کو ایک خواب بیان کیا تو وہ مجھ پر نہایت غصہ ہوئے اور ایک ماہ تک مجھ سے بات نہ کی اور مجھے ان کی ناراضگی کا سبب معلوم نہ ہوا آخر ایک دن بولے اور فرمایا کہ اے عزیز تو نے اپنی خواب کو اس طرح بیان کیا کہ یا شیخ تم ہو اور میں۔ تم نے مجھ سے کچھ کہا تو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ کیوں؟ یہ کہہ کر فرمایا اگر تیرے دل میں اس "کیوں" کی جگہ نہ ہوتی تو خواب میں تیری زبان سے یہ لفظ نہ نکلتا۔ پیر کو چاہیے جب مرید پیر کو اپنا کام سونپ دے تو پیر اس کو اور حصار کی تعلیم دے کہ کسی طرح کی دقت اس کے پاس نہ آوے اور وہ حصار یہ ہے۔ (۱) خلوت (۲) خاموشی (۳) گرسنگی یعنی بھوک (۴) کم خوابی۔ (انکی ایک ایک جملہ میں تعریف یہ ہے)

۱۔ خلوت یعنی مخلوقات کی ظلمت سے یہ دور رہتا ہے۔ ۲۔ خاموشی دل کی پراگندگی کو دور کرتی ہے۔ ۳۔ گرسنگی یعنی بھوک شیطان کا راستہ بند کرتی ہے۔ ۴۔ کم خوابی دل کو روشن کرتی ہے۔ سہیل تستری کہتے ہیں کہ ابدالوں نے جو ابدالیت پائی ہے۔ وہ خلوت خاموشی اور کم خوابی کی ہی وجہ سے ہے۔ مرید دنیا کے اشغال سے جدا ہو تو پھر استوار راہ چلنا پیر اور راہ رو کیلئے یہ ضروری ہے کہ رستے کی گھاٹیوں کو قطع کرے راستہ کی

پر ایمان لائے کیونکہ اکثر علما اس کے منکر ہوئے ہیں اس لئے
انسانی خاصیت یہ ہے کہ حسب عادت جو چیز سیکھنے سے معلوم نہ
ہو اور اس کے خیال سے بڑھ کر ہو تو اس پر اعتماد نہیں کرتا۔
واللہ اعلم بالصواب ۵



# تلخیص

## بعض مکتوبات حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے
مکتوبات گرامی تمام علوم سے بھرے ہوئے ہیں، جن میں علم قرآن مجید، علم احادیث
شریف، فقہ علم تفسیر، علم منطق، علم الکلام، علم معقول، علم تصوف سب کچھ شامل
ہے، کتاب تذکرہ حضرت باباجی صاحب لاروی کے تیسرے حصے میں ان مکتوبات
گرامی سے چند مکتوبات جو اعتقادات کے بارے میں ہیں استفادہ عوام و خواص
کیلئے مختصر طور اردو زبان میں، ان کے اقتباسات، درج ہیں۔ مکتوب ۲۸

سیادت پناہ شیخ فرید بخاری کے نام، دین کے علما اور طلبا کی قدر و منزلت کے بیان میں
اللہ تعالیٰ دشمنوں کے مقابلے میں آپکی مدد کرے بحرمت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
"مرحمت نامہ گرامی جو فقرا، کو بھیجا گیا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا مولانا محمد قلیچ کو
آپ نے لکھا تھا۔ کچھ خرچ طالب علموں اور صوفیوں کیلئے بھیجا گیا، اس عبارت میں
طالب علموں کی اولیت صوفیوں پر بہت زیبا معلوم ہوئی، الظاہر عنوان
الباطن" یعنی ظاہر باطن کا عنوان کا ہوتا ہے، کے اعتبار سے امید ہے کہ آپ
کے باطن میں بھی طلبا علم دین کی جماعت اولیت رکھتی ہوگی، کوزے سے وہ

ہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے،

ع، از کوزہ ہماں تراود کہ در وست

طالب علموں کو اولیت دینے میں شریعت کا روح پوشیدہ ہے، حاملانِ شریعت یہی لوگ ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت اسی جماعت کے ذریعہ قائم ہے۔ قیامت میں شریعت کے متعلق سوال کیا جائے گا تصوف کے متعلق نہیں جنت کا داخلہ اور آتش دوزخ سے نجات شریعت کی ہی پابندی سے وابستہ ہے انبیاء علیہ السلام جو کہ بہترین کائنات ہیں انہوں نے شرائع کی دعوت دی ہے اور ذریعہ نجات اسی پر ہے اور انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی تبلیغ شرائع ہی ہے بس سب سے بڑی نیکی شریعت کے رواج میں کوشش کرنا اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنا ہے۔ خاص طور پر ایسے زمانے میں جبکہ شعائر اسلام منہدم ہو گئے ہوں راہِ خدا میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا بھی مسائل شرعیہ میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے۔ اسلئے کہ مسئلہ شرعی کے رواج دینے میں انبیاء کی اقتدا اور پیروی اور ان کے کار تبلیغ میں مشارکت ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مخلوقات میں بزرگ ترین ہیں اور کامل ترین نیکیاں ان ہی کیلئے ثابت اور مسلم ہیں کہ کروڑوں روپیہ خرچ کرنا تو انبیاء کے علاوہ دوسروں کو بھی میسر ہو سکتا ہے، علاوہ ازیں ادائیگی شریعت میں نفس کی پوری مخالفت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شریعت بر خلاف نفس واضح ہوئی ہے لیکن مال کے خرچ کرنے میں کبھی نفس موافقت بھی کر لیتا ہے۔ ہاں تائید شریعت اور ترویج ملت کیلئے مال خرچ بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ ایک پیسہ کو ترویج و اشاعت دین کی نیت



سے خرچ کرنا بغیر نیت کے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔ وہ شخص جس بہت سوں کی نجات وابستہ ہو ظاہر ہے کہ اس شخص سے بہتر ہوگا جو اپنی نجات کی فکر رکھتا ہو۔ البتہ وہ صوفی جو فنا و بقاء کے بعد اور سیر من اللہ اور سیر باللہ کے مقام طے کرنے کے بعد عالم میں گشت لگائے اور دعوت خلق کی طرف متوجہ ہو کر مقام نبوت سے حصہ رکھتا ہو، وہ مبلغانِ شریعت میں داخل ہے۔ اور وہ حکم علمائے شریعت رکھتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑا فضل والا ہے۔

"میر محمد نعمان کے نام، اہل خسران کے اعتراضات سے ملول نہ ہونا چاہیئے" مکتوب ۲۰۲

"ارباب خسران کی بے تکی باتوں سے دل شکستہ نہ ہوں۔ کل یعمل علی شاکلتہ ہر شخص اپنے طریقے پر عمل پیرا ہوتا ہے"۔

مناسب یہ ہے کہ پاداش اور بدلہ کے درپے بھی نہ ہو۔ دورغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ مخالفین کے کلمات متناقضہ ہی ان کی کساد بازاری کا سبب بن جائیں گے۔ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ جس کسی کو اللہ نے روشنی نہیں دی اس کیلئے کوئی روشنی نہیں۔ جو شغل رکھتے ہیں بس اس میں مشغول رہیں اس کے علاوہ سب سے چشم پوشی کریں، قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

اور پھر چھوڑ دے ان کو ان کی بیہودہ گفتار میں کھیلتا ہوا"

مکتوب ۲۱۶ مرزا حسام الدین احمد دہلوی کے نام آخری صفحہ سے

اس مقام پر ایک نکتہ ذہین نشین کرنا چاہئے وہ یہ کہ جس طرح حصولِ نفس ولائت ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا شرط نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اسی طرح اپنے خوارق و کرامات کا علم بھی ضروری نہیں ہے۔ بعض اوقات لوگ بزرگوں کی کرامات کا خود ان سے تذکرہ کرتے ہیں اور ان کو اپنی کرامات پر اطلاع نہیں ہوتی اور وہ اولیا جو صاحب علم و کشف ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ بھی اپنے بعض پر مطلع نہ ہوں بلکہ ان کی مثالیہ صورتیں متعدد مقامات پر ظاہر ہوجاہیں اور مسافتِ بعیدہ میں کارہائے عجیب و غریب ان صورتوں سے ظاہر ہوں اور ان اولیا کو اس کی بالکل اطلاع نہ ہو۔

ع ہاؤ شما بہانہ برساختہ دند، ترجمہ ہم کو اور تم کو محض بنایا ہے۔

حضرت مخدومی قبلہ گاہی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک درویش بیان کرتے تھے کہ عجیب معاملہ ہے کہ لوگ ادھر ادھر سے میرے پاس آتے ہیں اور ان میں بعض کہتے ہیں ہم نے تم کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ وہاں موسم حج میں آپ موجود تھے اور ہمارے ساتھ تم نے حج کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم نے تم کو بغداد میں دیکھا تھا اور مجھ سے اپنی واقفیت کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ میں ہرگز اپنے گھر سے باہر نکل کر وہاں نہیں گیا اور نہ میں نے ان لوگوں کو کبھی دیکھا۔

مکتوب ۲۰۰ اپنے برادر حقیقی شیخ محمد دوم سرہندی کے نام

زندگانی بہت قلیل ہے اور اگر اس کو غلط استعمال کیا جائے تو عذاب ابد مرتب ہوگا یہ افسوس کی بات ہے کہ کوئی فرصت زندگانی کو بے



فائدہ طریقہ پر ہیں صرف کرے اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہو۔ اے بھائی لوگ اطراف و جوانب سے دنیا کے اسباب کو چھوڑ کر بڑی تعداد میں یہاں سے جارہے ہیں اور تم ہو کہ گھر کی دولت کو نہ پہچان کر طلب دنیا میں بھاگے پھر رہے ہو۔ "حیا کرنا چاہیے" اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ، ترجمہ یعنی حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ اے بھائی اسطرح کا اجتماع اور اس قسم کی خالص اللہ کیلئے جمعیت جیسا کہ ان سرہند میں ہے اگر تمام عالم میں بھی تلاش کرو تو ہم نہیں کہہ سکتا کہ اس کا سوال حصہ بھی کہیں نظر آئے یا کچھ بھی اس کیفیت سے حاصل ہو۔ تم اس قسم کی دولت کو مفت اپنے ہاتھ سے ضائع کر رہے ہو اور بچوں کی طرح جوہر نفیس کو چھوڑ اخروٹ اور منقی پر اکتفا کر رہے ہو۔

ع شرمت باد ہزار شرمت باد، یعنی تمہیں بہت زیادہ شرم کرنی چاہیے۔

اے برادر اس کے بعد شاید قضا قدر فرصت نہ دیں با فرصت ہو تو یہ اجتماع عظیم قائم نہ رکھیں پھر اس وقت کیا تدبیر و تلافی کی صورت ہوگی، تم نے غلطی کی ہے اور غلط سمجھتے ہو تم تو الہا لے چرب، و شیریں پر دیوانہ اور لبا لب ہائے نفیس پر فریفتہ مت ہوتے جاؤ ان چیزوں کے نتائج دنیا و آخرت میں سوائے حسرت و ندامت کے اور کچھ نہیں اللہ تعالیٰ عقل دے اور تم کو متنبہ کردے اے بھائی دنیا بے وفائی میں ضرب المثل ہے اہل دنیا بد اخلاقی میں مشہور ہیں بے وفا دنیا اور اہل دنیا کے پیچھے اپنی عمر گرامی کو صرف کرنا افسوس کی بات ہے والسلام

مکتوب ۲۵۶ شیخ بدیع الدین سہارن پوری کے نام "آخری حصہ"

تم نے دریافت کیا تھا کہ بعض ارباب حدیث نے ہر مہینہ میں کچھ دن منحوس تحریر کئے ہیں اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے، جواب یہ ہے کہ والد فقیر "حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی" فرماتے تھے۔ شیخ عبداللہ بصریؒ اور شیخ رحمت اللہ سندھی جو کہ اکابر محدثین میں سے تھے اور حرمین شریفین میں شیخین کے لقب سے مشہور تھے یہ دونوں بزرگ ایک مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے تھے یہ بزرگ فرماتے تھے کہ اس قسم کی ایک حدیث کرمانی شارح بخاری شریف نے نقل کی ہے۔ لیکن "از روے سند" وہ حدیث ضعیف ہے حدیث صحیح اس بارے میں یہ ہے، "کلّ ایام اللہ و کلّ العباد عباد اللہ" یعنی سب دن اللہ کے دن ہیں اور سب لوگ اللہ کے بندے ہیں"۔

نیز وہ بزرگ فرماتے تھے کہ "تحوست ایام، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی برکت کے باعث زائل ہوگئی، ایام نحسات سابقہ امتوں میں تھے۔ عمل فقیر یہ ہے کہ کسی دن کو کسی دن پر ترجیح نہیں دیتا تاوقتیکہ شارع کی طرف سے کسی دن کی ترجیح معلوم نہ کرے جیسے جمعہ کا دن کہ افضل اور رمضان کے ایام برکت و عظمت والے ہیں"۔ مکتوب ۲۶۰

میاں شیخ محمد صادق سرہندی کے نام درمیانی حصہ سے صرف کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے اے فرزند سنو کہ انبیا علیہ السلام نے دعوت کو "عالم خلق" تک محدود رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے، بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ ترجمہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اور چونکہ قلب کو عالم خلق سے مناسبت زیادہ تھی اسلئے انبیا نے تصدیق قلب کی بھی دعوت دی ہے اور ماورائے قلب کے متعلق انہوں نے "بصراحت" کلام نہیں فرمایا اور اسکو معمولی شے قرار دے کر مقاصد سے شمار نہیں کیا



بہشت کی نعمتیں، دوزخ کے دکھ دولت دیدار اور محرومی دولت دیدار یہ سب چیزیں عالم خلق سے وابستہ ہیں عالم امر کو ان سے تعلق نہیں ہے جو عمل فرض واجب اور سنت ہے۔ اس کی ادائیگی بھی جسم سے تعلق رکھتی ہے اور جسم عالم خلق سے اور جو عمل حصہ عالم امر ہے وہ اعمال نافلہ سے ہے۔ وہ قرب جو ان اعمال فرض و نفل کا ثمرہ ہے بمطابق اعمال ہوگا۔ پس، وہ قرب جو ادائے فرائض کا ثمرہ ہے حصہ عالم خلق ہوگا اور وہ قرب جو ادائے نوافل حصہ عالم امر ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں کہ نفل کی فرض کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کاش کہ دریاے محیط کے مقابلہ میں قطرے کی ہی نسبت ہی ہوتی وہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ نفل کی تو سنت کے مقابلے میں بھی دریا اور قطرے والی نسبت ہے اور خود سنت و فرض کے درمیان بھی قطرہ و دریا ہے اس سے قرب عالم خلق اور قرب عالم امر کے درمیانی فرق کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اور عالم خلق کی فضیلت عالم امر پر اسی فرق سے جانی جاسکتی ہے۔ اکثر لوگ چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے اس لئے فرائض کو خراب و خستہ کرکے نوافل کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہوتے ہیں۔

دوسرا پہرا، علاوہ ازیں، نوافل ادائے نوافل سے قرب ظل میسر ہوتا ہے اور ادائے فرائض سے ایسا قرب اصل ملتا ہے جس میں شائبہ ظلیت نہیں البتہ جو نوافل برائے تکمیل فرائض ادا کئے جاتے ہیں وہ قرب اصل کے معاون ملحقات فرائض خلاصہ کلام یہ ہے کہ ادائے فرائض مناسب عالم خلق ہے جس کا رخ اصل کی طرف ہے اور ادائے نوافل مناسب عالم امر ہے، جس کا چہرہ ظل کی طرف ہے۔ ہر چند تمام فرائض قرب اصل کا فائدہ دیتے ہیں مگر ان میں سے افضل

واکمل نماز ہے نماز مومن کیلئے ذریعہ ترقی ہے۔ اس کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نماز کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے نماز گناہوں کو دور کرتی ہے نماز فحش اور بے حیائی سے منع کرتی ہے۔ نماز وہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راحت اس میں تلاش فرماتے ہیں نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا ستون قرار دیا ہے۔ نماز از روئے ارشاد رسول مقبول ؐ، کفر و اسلام میں فرق کرنے والی چیز ہے۔

مکتوب ۲۶۱ میر محمد نعمان کے نام،

نماز اور اس کے کمالات مخصوصہ کے بیان، بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ آلی رسولہ، عزیز مکرم کو واضح ہو کہ دین کے ارکان پنجگانہ میں سے نماز رکن دوئم اور جامع عبادت ہے۔ نماز ایسا جز ہے جو اپنی جامعیت کی بنا پر حکم کل رکھتا ہے نماز تمام ایسے اعمال پر فوقیت رکھتی ہے جو حق تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہیں وہ دولت دیدار جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں بہشت کے اندر حاصل ہوئی تھی دنیا میں واپس آنے کے بعد وہ دولت اس عالم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں میسر ہوئی تھی۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے بندہ نماز میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کو نماز میں اس جہان کے اندر اس دولت سے وافر اور کامل حصہ ملتا ہے اگرچہ دیدار حاصل نہ ہو اسلئے کہ یہ جہاں دیدار خداوندی کے لائق نہیں ہے۔ نماز لذت بخش غمگساراں ہے نماز راحت و بیماراں ہے۔

ارحنی یا بلال، اے بلال اذان کہہ کہ میری راحت کا سامان کرو۔ حدیث



اسی نماز کا ایک رمز ہے اور قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اسی جان آرزو نماز کی طرف ایک اشارہ ہے ازواق مواجید یعنی وجد علوم و معارف احوال و مقامات انوار و الوان بیقراریاں اور تسلیاں تجلیاں یا کیف اور تجلیاں بے کیف ظہورات گوناگوں اور ظہورات بے رنگ جو کچھ بھی بیرون نماز میسر آتے ہیں اور حقیقت نماز کی آگاہی کے بغیر ظاہر ہوتے ہیں ان کی حقیقت سائے سے زیادہ نہیں۔ بلکہ وہ وہم و خیال کی پیداوار ہیں اور وہ نمازی جو حقیقت نماز سے آگاہ ہے وقت ادائے نماز گویا اس جہاں سے باہر ہو کر عالم آخروی میں داخل ہوتا ہے۔ یقیناً وہ اس وقت میں اس دولت سے حصہ حاصل کر لیتا ہے جو آخرت کیلئے مخصوص ہے۔ اور اصل سے شائبہ ظلیت بہرہ بند ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ دنیا کمالات ظلی تک محدود ہے۔ اور وہ معاملہ جو بیرون ظل ہے آخرت کے ساتھ خاص ہے، یہ دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ وہ اپنے پیغمبر کی تابعداری میں اس کمال سے مشرف اور اس سعادت سے سعادتمند ہوئی اے اللہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ جزا عطا فرما جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جزا عطا فرما جو نبی کی جزا جو اسکو اپنی امت کی طرف سے ملے جو بہتر اور تمام انبیا کو جزائے خیر عطا فرما اسلئے کہ انبیا سب کے سب اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینے والے اور اللہ کے لقا کی جانب رہنمائی کرنے والے صوفیا کی جس جماعت کو حقیقت نماز سے آگاہ نہیں کیا اور نماز کے کمالات مخصوصہ سے اطلاع نہیں بخشی گئی انہوں نے اپنے مرض کا علاج نماز کے علاوہ دوسرے امور میں تلاش کیا اور اپنی مرادوں کے حصول

کو دوسری اشیا کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ "مکتوب ۲۶۶"

بنام خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبید اللہ صاحبزادگانِ حضرت خواجہ باقی باللہ رح

مولانا الحاج رحیم آفریدی مترجم نے اپنے ترجمے حاشیہ میں ان دونوں حضرات کا مختصر تعارف لکھا ہے۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ "یہ دونوں صاحبزادے دو ماؤں سے تھے ان میں بڑے خواجہ عبید اللہ تھے جن کا لقب خواجہ کلاں اور خواجہ عبید اللہ خواجہ خورد کہلاتے تھے اور اپنے بھائی سے تقریباً چار ماہ چھوٹے تھے دونوں بڑے صاحب فضائل و کرامات تھے۔ خواجہ خورد حضرت مجدد الف ثانی سے مجاز بھی تھے اور انہوں نے بڑے بڑے اکابر علما کو درس بھی دیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی حضرت خواجہ خورد سے بیعت بھی تھے مکتوباتِ امام ربانی میں تقریباً سات مکتوب ان صاحبزادوں کے نام ہیں خواجہ کلاں نے ۱۰۷۳ھ میں اور خواجہ خورد نے ۱۰۷۱ھ میں وصال فرمایا اور اپنے والد بزرگوار کے قریب دفن ہوئے۔

مترجم فریدی غفرلہٗ "یہ مکتوب بہت طویل اور اہم ہے اس میں عقائد کا بیان ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالا بد منہ کے شروع میں عقائد کی بحث میں اس مکتوب سے اقتباسات لئے ہیں۔ شاہ غلام علی دہلوی نے اس مکتوب کے متعلق فرمایا ہے۔ یہ علم عقائد میں فائدہ کثیر رکھتا ہے اس کو علیحدہ لکھ لکھا کر لوگوں کو دینا چاہیے۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات۔ مخدوم زادوں کی خدمت میں التماس ہے کہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد ماجد کے احسانات میں غرق



ہے طریقت میں الف، ب، کا سبق ان ہی سے لیا ہے۔ اور اس راہ کے حروف کی تہجی ان ہی سے سیکھی ہے "افاضۃ الانتاج المنالۃ فی البلاد الیہ" کی برکت ان ہی کی برکت صحبت سے حاصل کی ہے اور "اسفر در وطن" کی سعادت کو ان کی خدمت کے صدقے ہی میں پایا ہے۔ ان کی توجہ مبارک نے دو ڈھائی ماہ میں اس نا قابل کو نسبتِ نقشبندیہ تک پہنچا دیا اور اکابر کے حضور خاص کو عطا فرمایا اس تھوڑی مدت میں جو کچھ تجلیات و ظہورات انوار و الوان بے رنگیاں بے کیفیاں ان کے طفیل میں رونما ہوئے ان کی کیا تشریح کروں۔ ان کی توجہ مبارک کی برکت سے معارفِ توحید وغیرہ کا شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہو جو اس فقیر پر واضح نہ کیا گیا ہو اور اسکی حقیقت سے اطلاع نہ پائی ہو۔ جبکہ اتنی عظیم الشان دولت آپ کے والد بزرگوار سے اس فقیر کو پہنچی ہو تو اگر تمام عمر بھی اپنے کو خدامِ بارگاہِ عالی کے قدموں میں پائمال کروں تب بھی کچھ حق ادا نہ ہو اپنی کوتاہیوں کو کیا گناؤں اور شرمندگی کا کیا اظہار کروں۔

معارف اگاہ خواجہ حسام الدین کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ انہوں نے ہم کوتاہ عمل لوگوں کے کام کو اپنے ذمہ لازم کر کے خدام بارگاہ کی خدمت کیلئے اپنی کمر ہمت کو کس لیا ہے اور ہم دور افتادوں کو فارغ البال کر دیا ہے۔

اگر ہر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکرِ وے از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ، اگر میرے جسم کا ہر رونگٹا زبان بن جائے تب بھی واجب شکر کے ہزار حصّوں میں سے ایک حصّہ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

فقیر تین مرتبہ حضرت پیر و مرشد کے آستانے پر انکی زندگی میں حاضر ہوا ہے آخری حاضری پر فقیر سے ارشاد فرمایا "مجھ پر ضعف بدن غالب آگیا ہے امید حیات کم ہے میرے بچوں کے حالات سے خبردار رہنا" پھر اپنے سامنے دونوں کو طلب کیا اُسوقت دونوں دودھ پیتے تھے۔ حکم فرمایا کہ ان بچوں پر توجہ کرو۔ ان کے حکم سے ان کے سامنے ہی توجہ کی گئی حتیٰ کہ اسکا اثر ظاہر میں بھی نمایاں ہوا۔ بعد ازاں فرمایا ان بچوں کی ماؤں پر غائبانہ توجہ کرو حسب حکم ان پر بھی غائبانہ توجہ کی گئی امید ہے کہ حضرت والا کی موجودگی کی برکت سے وہ توجہ نتائج پیدا کریگی یہ خیال نہ کرنا کہ میں پیر و مرشد کی وصیت کو فراموش کر چکا ہوں یا تغافل برتتا ہوں ایسا ہرگز نہیں ہے البتہ راہِ سلوک طے کرانے کیلئے آپ کے اشاروں کا منتظر ہوں اب چند فقرات بطور خیر خواہی لکھے جاتے ہیں امید ہے کہ گوش ہوش سے سنیں گے اللہ تعالیٰ آپکو سعادتمند کرے۔ فرض اولین عقلمندوں کے نزدیک عقائد کو صحیح کرنا ہے فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت چنانچہ بعض مسائل اعتقادیہ کا بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ موجود ہے اور تمام چیزیں اسی ہی کی ایجاد سے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ذات میں صفات میں اور افعال میں یکتا ہے۔ کسی کو کسی بات میں اسکے ساتھ فی الحقیقت کوئی شرکت نہیں ہے۔ نہ وجود میں اور نہ اس کے علاوہ



علم و قدرت وغیرہ میں کوئی مشارکت اسمی اور مناسبت لفظی ہو تو وہ بحث سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صفات و افعال اس کی ذات کی طرح بے چون و بے چگونہ ہیں ان کو مخلوق کے صفات و افعال سے کوئی مناسبت نہیں ہے مثلاً صفت علم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ صفت قدیم اور وسیع ہے کہ معلومات ازل و ابد اسی انکشاف سے ظاہر ہوتے ہیں وہ تمام اشیائی جزئیات کے مناسب اور مختلف کلیۃً جزئیۃً ہر ایک اوقات مخصوصہ کے اندر آنِ واحد میں جانتا ہے ایک ہی آنِ میں زید کو موجود، معدوم، ماں کے پیٹ میں جوان، بوڑھا، زندہ، مردہ قائم قاعد، مسند کے ساتھ پہلو پر لیٹا ہوا، ہنستا ہوا، روتا ہوا، متلذذ، متالم یعنی غم زدہ، عزیز، ذلیل، نسخ میں حشر میں، جنت میں، الزنوں کے اندر جانتا ہے پس تعدد تعلق بھی اس مقام میں نہیں ہے اسلئے کہ تعدد تعلقات تعدد اوقات اور ازمنہ چاہتا ہے۔ اور وہ یہاں ہے نہیں اللہ تعالیٰ پر نہ زمانہ جاری ہے نہ تقدم و تاخر پس اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں معلومات کا تعلق ثابت کریں تو وہ ایک تعلق ہوگا جو تمام معلومات سے متعلق ہے اور وہ تعلق بھی ان جانی کیفیت ہے اور صفت علم کی طرح بے چون و بے چگونہ یعنی کیوں اور کتنا وہ تمام چیزوں کو آنِ واحد میں جانتا ہے اسکی ایک مثال پیش کر کے سمجھنے کے قریب کرتا ہوں۔ دیکھیے یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں کلمہ کو اُس کے اقسام متبائنہ احوال متغایرہ اور اعتبارات متفادہ کے ساتھ جانے یعنی ایک ہی وقت میں اس کلمہ کو اسم، فعل، حرف ثلاثی، معرب بنی، متمکن، غیر متمکن، منصرف، غیر منصرف، معرف، منکرہ

ماضی، استقبال امر نہی کی حیثت سے جان لے، بلکہ جائز ہے کہ وہ شخص کہ میں کلم
کے یہ تمام اقسام و اختیارات آئینہ کلمہ میں بیک وقت تفصیل سے دیکھتا ہوں
پس جبکہ علم ممکن اور دید ممکن میں اضداد جمع ہو سکتے ہیں تو علم واجب
تعالیٰ میں جبکہ اللہ کیلئے مثل اعلیٰ ہے کیوں دور ہونگے واضح رہے یہ
جمع ضدین صورۃً ہے۔ ورنہ حقیقت میں ان کے درمیان ضد کہیں نہیں ہے
اسلئے کہ ہر چند حق تعالیٰ نے زید کو آنِ واحد میں موجود و معدوم جانا
ہے لیکن اسی آن میں یہ جانا ہے کہ اس کے وجود کا زمانہ مثلاً ۱۰۰۰ھ اور اس
کے عدم سابق کا وقت اس سے پہلے والا سال اور عدم لاحق کا وقت ۱۰۰۲ھ اس
میں درحقیقت تضاد نہیں ہے اس تحقیق سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر
چند جزئیات متغیرہ سے تعلق رکھے مگر اس کے علم میں تغیر راستہ نہیں پاتا اور
گمانِ حدوث اسکی صفت میں نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کلام حق تعالیٰ بھی
ایک کلام بسیط ہے۔ کہ ازل سے ابد تک اسی کلام سے متکلم ہے امر نہی، اعلام
استعلام، تمنی، ترجی، اسی ایک کلام سے ظاہر و ہویدا ہیں اور تمام کتب
منزلہ اور صحفِ مرسلہ اسی کلامِ بسیط کا ایک ورق ہیں، "توریت" اسی کلام
سے تحریر میں آئی، "انجیل" نے اسی سے صورت لفظی پیدا کی، "زبور" اسی سے
سطور ہوئی اور قرآن مجید بھی اسی کلام سے نازل ہوا

؎ واللہ کلامِ حق کہ علی الحق یکسیت و بس

پس در نزول مختلف آثار آمدہ

یعنی خدا کی قسم کلام حق حقیقت میں بس ایک ہی ہے۔ نزول میں



اس کے آثار مختلف ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک فعل ہے کہ
معدومات اولین و آخرین اسی ایک فعل سے وجود میں آتے ہیں چنانچہ ارشاد
ہے۔ مَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔ یعنی نہیں ہے ہمارا کام مگر
ایک کلمہ مانند پلک جھپکانے کے، یہ آیت کریمہ اسی حقیقت مذکورہ کی طرف ایک
اشارہ ہے، زندگی، موت، ذکر، انعام خوشی، اسی کام یا فعل سے جڑتی ہوئی ہے
نیز موجود کرنا اور معدوم کرنا بھی اسی فعل سے ہے، پس فعل حق تعالیٰ میں بھی
تعدد تعلقات ثابت نہیں۔ بیک تعلق مخلوقاتِ اولین و آخرین اپنے وجود کے
اوقاتِ مخصوصہ میں وجود پذیر ہوتی ہیں۔ یہ تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرح
بے چون و بے چگونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اسکے اندر حلول
کر سکے۔ لیکن وہ محیط اشیاء ہے۔ اور اشیاء سے قرب و معیت کا تعلق رکھتا
ہے۔ وہ ایسا احاطہ اور ایسا قرب و معیت نہیں جو ہمارے فہم ناقص میں آجائے
یہ شایانِ قدس نہیں ہے۔ جو کچھ کشف و شہود سے معلوم کرتے ہیں حق تعالیٰ اس
سے بھی منزہ ہے اسلئے کہ منزہ "بشیر وغیرہ" کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور
افعال کی حقیقت سے سوائے لاعلمی اور حیرت کے کچھ میسر نہیں ہے غیب پر ایمان
لانا چاہیے اور جو کچھ مکشوف اور مشہور ہو اس کی تحت لا یعنی نفی کرنا چاہیے۔

؎ غنقا شکار کس نشود دام باز چنیں

ایجا ہمیشہ باد بدست است دام را

غنقا کسی کا شکار نہیں ہوا کرتا اپنے جال کو اٹھاؤ، جال کیلئے اس

جگہ ہمیشہ محروی ہوتی ہے۔ حضرت پیر و مرشد کی مثنوی کا یہ شعر بھی اس مقام کے مناسب ہے۔ شعر ہے۔

ہنوز ایوانِ استغنا بلند است
مرا فکرِ رسیدن ناپسند است

یعنی ابھی تک ایوان استغنا بلند ہے۔ میرے وہاں تک پہنچنے کی فکر ناپسندیدہ بات ہے۔ پس ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محیط اشیا کے قریب ہے۔ اور سب کے ساتھ ہے لیکن احاطہ قرب اور معیت کی حقیقت ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز سے اتحاد نہیں اور نہ کوئی چیز اس سے متحد ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی مطلق ہے ذات میں بھی، صفات میں بھی افعال میں بھی، کسی بات میں، کسی چیز کا محتاج نہیں اللہ تعالیٰ تمام صفات نقصان اور نشاناتِ حدوث سے منزہ و مبرا ہے جس طرح جسم و جسمانی نہیں ہے۔ مکانی اور زمانی بھی نہیں ہے۔ تمام صفاتِ کمال اسی کیلئے ثابت ہیں منجملہ ان صفات کمال کے یہ آٹھ صفات بھی ہیں۔

حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام، تکوین، اللہ تعالیٰ قدیم و ازلی ہے۔ اس کے غیر کی یہ شان نہیں ہے۔ ممکنات تمام کی تمام چاہیے وہ جواہر ہوں یا اعراض، عقول ہوں کہ نفوس افلاک ہوں یا عناصر قادرِ مختار کی ایجاد سے ہیں وہی ان کو پردہ عدم سے وجود میں لایا۔ یہ ممکنات جس طرح وجود و حدوث میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب و وسائط یعنی واسطہ کو اپنے فعل اور اپنی حکمت کا پردہ پوش



بنا دیا ہے۔ ارباب عقل و ہوش جن کی چشم بصیرت میں انبیا کی تابعداری کا سرمہ لگا ہوا ہے۔ جانتے ہیں کہ اسباب و وسائل جو کہ وجود و بقا میں محتاج الٰہی ہیں اور اپنا ثبوت و قیام اسی سے رکھتے ہیں اور جو کہ جماد محض ہیں کس طرح اپنے جیسے محتاج میں تاثیر اور ایجاد و اختراع کر سکتے ہیں لامحالہ ایک قادر ہے جو ان اسباب کے پس منظر میں ہر چیز ایجاد کرتا ہے اور اسکو کمال لائقہ عطا فرماتا ہے ایک بے جان چیز کی حرکت کو دیکھ کر عقلمند لوگ اس حقیقت کا پتہ چلا لیتے ہیں کہ اس کو حرکت دینے والا کوئی ضرور ہے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ حرکت خود اس بے جان کے لائق حال نہیں ہے اس کے پیچھے ایک فاعل ہے۔ جو اس فعل کی ایجاد کر رہا ہے۔ ہاں ایک بیوقوف کی نظر میں فعل جماد فاعل حقیقی کے فعل کا روپوش و پردہ پوش ہو جاتا ہے وہ اپنی کمال کند ذہنی کی بنا پر جماد محض کو اس کے فعل پر نظر کر کے صاحب قدرت سمجھ رہا ہے اور فاعل حقیقی کا منکر ہے۔

ایک جماعت ہے جو رفع اسباب یعنی اسباب کو نظر انداز کرنے میں کمال سمجھ بیٹھی ہے، اور اشیا کو ابتداً بے وسیلہ اسباب حضرت حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرتی ہے وہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے رفع اسباب سے رفع حکمت لازم آتا ہے۔ جس حکمت کے ضمن میں بہت سی مصلحتیں ملحوظ ہیں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ انبیا علیہ السلام کا طریقہ تو یہ ہے کہ وہ اسباب کی رعایت بھی فرماتے ہیں اور پھر معاملہ کو پروردگار کے سپرد بھی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظر بکانیاں

کر کے اپنے بڑوں کو وصیت فرمائی، یا بُنَیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۱۲ اے لڑکو "دیکھو مصر کے ایک دروازے سے تم سب کے سب داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا" اس رعائت اسباب کے ساتھ ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور فرمایا۔

وَمَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَعَلَیْہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ: تم سے واقضائے خداوندی کو کچھ بھی دفع نہیں کر سکتا فرماں روائی تو بس اسکی ہے اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر متوکلین کو توکل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی اس معرفت کی تعریف و تحسین فرمائی اور اسکو اپنی طرف منسوب فرمایا چنانچہ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ وَاِنَّہٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰہُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور یعقوبؑ صاحب دانش تھے اور علم سے بہرہ ور تھے جو ہم نے ان کو سکھایا تھا لیکن اکثر آدمی اس حقیقت کو نہیں جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسباب اختیار کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے ارشاد باری ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، یعنی اے نبیؐ کافی ہے آپکو خدا اور کفائت کرتے ہیں آپ کیلئے وہ مسلمان جو آپ کی پیروی کرتے ہیں باقی رہی تاثیر اسباب سو جائز ہے کہ حضرت حق تعالیٰ بعض اوقات اسباب میں تاثیر پیدا فرمادیں تاکہ وہ موثر ہو جائیں، اور بعض تاثیر کو پیدا نہیں بھی فرماتے اور کوئی اثر مرتب نہیں ہوا چنانچہ



ہم اسباب میں اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں مطلقاً تاثیر اسباب کا انکار ایک قسم کی ہٹ دھرمی ہے۔ تاثیر کا قائل ہونا چاہیے۔ لیکن اس تاثیر کو اس کے سبب کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا چاہیے، توسیط اسباب کا ہونا منافی توکل نہیں ہے۔ جیسا کہ ناقصوں نے منافی توکل سمجھ لیا ہے بلکہ توسیط اسباب کے اندر کمال توکل ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے رعائت سبب کرنے اور پھر سپرد بخدا کرنے کو توکل قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ اللہ تعالیٰ ارادہ کنندہ خیر و شر بھی ہے۔ اور خیر و شر کا خالق بھی ہے البتہ خیر سے راضی ہے اور شر راضی نہیں، یہ ارادہ و رضا کا فرق وہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ بھی کے اہل سنت پر اس کو منکشف فرمادیا ہے۔ باقی تمام فرقے اس فرق سے بہرہ ور نہ ہونے کی وجہ سے گمراہی کے گڑھے میں پڑ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قدرت و ارادہ عطا فرمایا کہ اپنے اختیار سے کسب افعال کرتے ہیں خلق افعال حضرت حق کی طرف سے اور کسب افعال کا تعلق بندوں سے ہے۔ عادہ اللہ اس طرح جاری ہے کہ بندہ جب اپنے فعل کا قصد کرتا ہے تو خلق حق تعالیٰ اس فعل کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے اور چونکہ بندے کا فعل اس کے قصد و اختیار سے صادر ہوتا ہے ناچار مدح و ذم اور ثواب و عقاب کا بھی اس سے تعلق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مومنین آخرت میں بہشت کے اندر بے جہت حرب بے کیف اور بے شبہ و مثال دیکھیں گے یہ دیدار باری کا وہ مسئلہ ہے کہ سوائے اہل سنت کے تمام فرقہ ہائے اسلام اس کے منکر ہیں دیگر فرقے رویت بے جہت و بے کیف کو

تجویز نہیں کرتے۔ بعثت انبیاء علیہ السلام رحمت عالمیان ہے اگر ان بزرگوں کا توسط وجود نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کی واجب الوجود کی معرفت ذات وصفات کی طرف کون رہنمائی کرتا، اور مرضیات خداوندی میں کون تمیز دیتا۔ ہماری ناقص عقلیں انبیاء کی دعوت کے بغیر اس حقیقت سے معزول ومعطل اور ہمارے افہام ناتمام ان بزرگوں کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں "خوار کردہ شدہ" ہیں۔

بعثت انبیاء ایک ایسی حجۃ بالغہ ہے کہ عذاب وثواب آخروی وابستہ اسی سے متعلق ہے یقیناً، بعثت انبیاء عین رحمت ہے۔ کیونکہ سبب معرفت ذات وصفات واجب الوجود رہے۔ اور یہ معرفت ہی سعادت دینویہ اخرویہ کو متضمن ہے اور اسی بعثت کی بدولت یہ تمیز ہوئی ہے کہ یہ چیزیں مناسب جناب قدس ہیں اور یہ نامناسب ہیں ہماری لنگڑی اندھی عقل جو کہ داغ امکان وحدوث سے داغدار ہے۔ کیا جانے کہ اُس حضرت واجب الوجود کے مناسب کہ قدامت جس کے لوازم سے ہے کون سے اسماء وصفات اور افعال ہیں اور کون کون سے نامناسب ہیں تاکہ مناسب کا اطلاق کیا جائے اور نامناسب سے اجتناب ہو بلکہ بسا اوقات یہ عقل ناقص کمال کو نقصان اور نقصان کو کمال سمجھ لیتی ہے۔ یہ مناسب و نامناسب کا امتیاز فقیر کے نزدیک ظاہر باطنی نعمتوں سے بالاتر ہے وہ بڑا ہی کم بخت ہے جو امور نامناسبہ اور اشیاء ناشائستہ کے ساتھ حضرت حق سبحانہ کو منسوب اطل کو حق سے اور غیر مستحق عبادت کو مستحق عبادت سے جدا وممتاز



کرنا بعثت انبیاء کا ہی کارنامہ ہے بعثت انبیاء ہی کے ذریعہ حق کی جانب دعوت دی گئی اور بندوں کو سعادت کو قرب وصل تک پہنچایا گیا ہے اسی بعثت سے مرضیات خداوندی پر آگاہی میسر ہوئی ہے۔ اور اسی کی برکت سے ملک خداوندی کے اندر جواز تصرف اور عدم جواز تصرف متمیز ہوتا ہے۔ بس یہ امر مسلم ہے کہ بعثت انبیاء سراپا رحمت ہے جو شخص خواہشات نفس امارہ کا مطیع ہو گیا وہ شیطان لعین انکار بعثت کرتا ہے۔ اور بمقتضائے بعثت پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا

حصول تزکیہ نفس ان اعمال صالحہ کے انجام دینے سے متعلق ہے مرضیات مولیٰ ہوں اور یہ بات بھی موقوف ہے۔ بعثت انبیاء پر پس بغیر بعثت حصول حقیقت تفصیہ وتزکیہ بھی میسر نہیں اور جو صفائی کفار اہل فسق کو حاصل ہوتی ہے وہ درحقیقت ہے صفائے نفس ہے نہ کہ صفائے قلب، صفائے نفس سوائے گمراہی اور خسارے کے کسی اور بات کی طرف رہنمائی نہیں کرتی صفائے نفس کی حالت میں جو بعض امور کا کشف کفار و اہل فسق کو حاصل ہو جاتا ہے۔ و استدراج اور استدراج سے مقصود جماعت کفار و اہل فسق کے خسارے کے علاوہ کچھ نہیں اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلا سے بحرمت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نجات دے اس سے معلوم ہوا کہ از رہ بعثت جو کچھ تکلیف شرعی کے منکر بعض ملحد وزندیق گمان کرتے ہیں اور تکلیف کو کلفت تصور کر کے غیر معقول سمجھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں ارے صاحب یہ کون سی مہربانی ہے۔ کہ بندوں کو امور شاقہ کے ساتھ تکلیف دیں اور پھر کہیں کہ اگر بندے اس تکلیف کے

مقتضی پہ عمل کریں گے تو بہشت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں جائیں گے
ان منکرین سے دریافت کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کا
کیوں نہ مکلف کریں اور اپنے بندوں کو کیوں آزاد چھوڑ دیں کہ کھاؤ
اور سو جاؤ اور اپنے طور پر زندگی بسر کرو۔ یہ کم نصیب و بے خرد منکرین شاید
یہ نہیں جانتے کہ شکر منعم عقلاً واجب ہے۔ اور یہ تکلیفات شرعیہ اس شکر کی
ادائیگی کا بیان ہیں۔ بس عقل کی رو سے بھی تکلیف شرعی واجب ہوگی نیز
نظام عالم اسی تکلیف شرعی سے مربوط ہے۔ اگر ہر ایک کو یوں ہی آزاد چھوڑ
دیا جاتا تو سوائے شرارت و فساد کے اور کچھ بھی ظہور میں نہ آتا ہر ابوالہوس
دوسرے کے نفس و مال میں دست درازی کرتا اور گناہ و خیانت کے ساتھ پیش
آتا اس طرح خود بھی ضائع ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو بھی ضائع کرتا اگر
شرع کے زواجر و موانع موجود نہ ہوتے تو پناہ بخدا برا حال ہوتا۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ۔ یعنی تمہارے لئے اے
عقل والو حیات پوشیدہ ہے۔ یعنی قصاص کا حکم سبب حیات ہے

؎ اگر چوب حاکم نہ باشد زپے ∴
کند زنگی مست در کعبہ قے ∴

یعنی اگر حاکم کا ڈنڈا نہ ہو تو زنگی شرابی کعبہ میں قے کرنے کی جرأت
کریگا۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہے اور
بندے اس کے مملوک ہیں بس جو حکم و تصرف وہ ان میں فرماتے، عین خیر و
صلاح اور شائبہ ظلم و فساد سے مبرا و منزہ ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ یعنی



اس سے اسکے افعال کی باز پرس کا کسی کو حق نہیں۔

؎ کمراز ہو آنکہ از بیم او ، کشاید لسان جز بہ تسلیم او

یعنی کس کی مجال کہ اس کے سامنے سوائے تسلیم و رضا کے زبان کھولے
وہ اگر سب کو دوزخ میں بھیجدے اور عذاب ابدی کرے کوئی اعتراض
کا موقع نہیں اور نہ یہ کسی غیر کی ملکیت میں تصرف ہے کہ اس میں شائبہ ستم
ہو بخلاف ہماری املاک کے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی املاک
ہیں ان میں بدون تجویز خدا ہمارے جمیع تصرفات عین ستم ہیں البتہ صاحب
شرع نے بعض مصالح کی بنا پر ان املاک کی نسبت ہماری طرف کی ہے
ورنہ فی الحقیقت وہ اس کی ملکیت ہیں۔ بس ان میں ہمارا تصرف اسی قدر
جائز ہوگا۔ جتنا مالک خداوند کریم نے تجویز فرمادیا اور مباح قرار دے
دیا ہے۔ ان انبیا علیہم السلام اللہ کی طرف سے مطلع ہو کر جو خبریں دی ہیں۔
اور احکام بیان فرماتے ہیں وہ سب صادق اور مطابق واقع ہیں۔ قبروں
میں منکر نکیر کا سوال مومنوں اور کافروں کو ہونا حق ثابت ہے۔ قبر ایک
برزخ ہے جو درمیان دنیا و آخرت ہے۔ قبر کا عذاب اس حیثیت سے تو
عذاب دنیوی سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلئے کہ وہ غذا ہائے آخرت سے ہے۔
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔ یعنی کافر صبح و شام آتش
دوزخ پر پیش کئے جائیں گے۔ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں ہے۔ اسی
طرح راحت قبر بھی دو حیثیتیں رکھتی ہے۔ وہ شخص بڑا سعادت مند ہے جس
کی لغزشوں اور جس کے گناہوں کو بکمال مہربانی معاف فرمادیں اور

مقتضی پہ عمل کریں گے تو بہشت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں جائیں گے
ان منکرین سے دریافت کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کا
کیوں نہ مکلف کریں اور اپنے بندوں کو کیوں آزاد چھوڑ دیں کہ لیں کھاؤ
اور سو جاؤ اور اپنے طور پر زندگی بسر کرو۔ یہ کم نصیب و بے خرد منکرین شاید
یہ نہیں جانتے کہ شکر منعم عقلاً واجب ہے۔ اور یہ تکلیفات شرعیہ اس شکر کی
ادائیگی کا بیان ہیں۔ بس عقل کی رو سے بھی تکلیف شرعی واجب ہوگی نیز
نظام عالم اسی تکلیف شرعی سے مربوط ہے۔ اگر ہر ایک کو یوں ہی آزاد چھوڑ
دیا جاتا تو سوائے شرارت و فساد کے اور کچھ بھی ظہور میں نہ آتا ہر ابوالہوس
دوسرے کے نفس و مال میں دست درازی کرتا اور گناہ و خیانت کے سوا پیش
آتا اس طرح خود بھی ضائع ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو بھی ضائع کرتا اگر
شرع کے زواجر و موانع موجود نہ ہوتے تو پناہ بخدا برا حال ہوتا۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ۔ یعنی تمہارے لئے اے
عقل والو حیات پوشیدہ ہے۔ یعنی قصاص کا حکم سبب حیات ہے

؎ اگر چوب حاکم نہ باشد زچے ∴

گند زنگی مست در کعبہ قے ∴

یعنی اگر حاکم کا ڈنڈا نہ ہو تو زنگی شرابی کعبہ میں قے کرنے کی جرأت
کریگا۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہے اور
بندے اس کے مملوک ہیں بس جو حکم و تصرف وہ ان میں فرماتے، عین خیر و
صلاح اور شائبہ ظلم و فساد سے منزہ ہے۔ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ (یعنی



اس سے اسکے افعال کی باز پرس کا کسی کو حق نہیں۔

؎ کہ راز ہر دو آنکہ از بیم او ، کشاید زبان جز بہ تسلیم او

یعنی کس کی مجال کہ اس کے سامنے سوائے تسلیم و رضا کے زبان کھولے
وہ اگر سب کو دوزخ میں بھیجدے اور عذاب ابدی کرے کوئی اعتراض
کا موقع نہیں اور نہ یہ کسی غیر کی ملکیت میں تصرف ہے کہ اس میں شائبہ ستم
ہو بخلاف ہماری املاک کے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی املاک
ہیں ان میں بدون تجویز خدا ہمارے جمیع تصرفات عین ستم ہیں البتہ صاحب
شرع نے بعض مصالح کی بنا پر ان املاک کی نسبت ہماری طرف کی ہے
ورنہ فی الحقیقت وہ اس کی ملکیت ہیں۔ بس ان میں ہمارا تصرف اسی قدر
جائز ہوگا۔ جتنا مالک خداوند کریم نے تجویز فرمادیا اور مباح قرار دے
دیا ہے۔ ان انبیا علیہ السلام اللہ کی طرف سے مطلع ہو کر جو خبریں دی ہیں۔
اور احکام بیان فرماتے ہیں وہ سب صادق اور مطابق واقع ہیں۔ قبروں
میں منکر نکیر کا سوال مومنوں اور کافروں کو ہونا حق ثابت ہے۔ قبر ایک
برزخ ہے جو درمیان دنیا و آخرت ہے۔ قبر کا عذاب اس حیثیت سے تو
عذاب دنیوی سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلئے کہ وہ غذا ہائے آخرت سے ہے

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا۔ یعنی کافر صبح و شام آتش
دوزخ پر پیش کئے جائیں گے۔ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں ہے۔ اسی
طرح راحت قبر بھی دو حیثیتیں رکھتی ہے۔ وہ شخص بڑا سعادت مند ہے جس

کوئی گرفت نہ فرمائیں اگر مواخذہ نہ فرمائیں تو کامل رحمت ہے دنیا کی تکلیف
کو اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دے دیں اور کچھ گناہ رہ جائیں تو قبر کو
اور ان تکلیفوں کو جو قبر میں ہوتی ہیں کفارہ کر دیں تاکہ پاک و صاف ہو کر
محشر میں اٹھے اور عفو کے ساتھ انسانہ کریں اور اس کے مواخذہ کو آخرت پر
چھوڑ دیں تو یہ بھی عین عدل ہے۔ مگر ایسی صورت میں گنہگاروں اور شرابیوں
کا برا حال ہوگا لیکن اگر وہ گنہگار اہل السلام والایمان ہے۔ تو آخرکار اس کے
ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا اور وہ عذاب ابدی سے محفوظ رہے گا۔
یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَنَسْئَلُہُ الْعَفْوَ وَالْمَغْفِرَۃَ لَنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ

بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت حق ہے اور اس روز آسمان
ستارے زمین پہاڑ دریا جہان، نباتات معادن وہ سب چیزیں ختم
ہو جائیں گی آسمان شق ہو جائیں گے اور ستارے منتشر زمین اور پہاڑ پراگندہ
غبار کی طرح ہو جائیں گے وہ بیت و نابود کرنا نفخہ اولیٰ سے رکھتا ہے
نفخہ ثانیہ سے مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور محشر کی طرف روانہ ہوں گے
قرآن پاک کی بہت سی آیات مخلوقات کو وضاحت کر رہی ہیں۔ حساب، میزان
اور پل صراط حق ہے۔ تحریر ساقہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خبر دی ہے۔ طور نبوت
سے ناواقف لوگوں نے جو ان باتوں کو عقل سمجھ کر انکار کیا ہے۔ انکار بے
اختیار سے گرا ہوا ہے۔ اسلئے کہ طور نبوت طور عقل سے اعلیٰ ہے۔ انبیاء علیہم السلام
انبیاء کو نظر عقل سے مواقع کرنا کل کو شش کرنا خود ہے انکار نبوت ہے



یہ معاملہ تو تقلید انبیاء پر مبنی ہے۔ یہ تو سمجھ لیا کہ طور نبوت طور عقل سے خلاف
ہے نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ بغیر تقلید انبیاء کے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا
عقل کو تقلید انبیاء ضروری ہے۔ مخالفت نہ کرنی چاہئے اور کچھ تک نہ پہنچا
بات ہے۔ مخالفت کا تو نتیجہ سمجھ کے تو آتا نہیں ہو سکتا ہے عقل جہاں
ہو کام شریعہ کو سمجھ نہیں سکتی تو اسکی مخالفت کیا کرنی ہے دونوں
ہیں بعد از حساب روز قیامت ایک گروہ کو جنت میں داخل کرنگے اور ایک
گروہ کو دوزخ میں مومنین کو ثواب اور کفار کو عذاب دائمی واجبی ہوگا اس
ثواب و عذاب کی انتہا نہیں ہے۔ رہا اگر نصوص قطعہ اس مخلوقات پر دلالت کرتی ہیں
جو کہ قرآن کریم نے بیان کئے ہیں وہ معاملہ کے معصوم اور ملائکہ و انسان سے محفوظ ہیں
لَا یَعْصُوْنَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ یعنی فرشتے اللہ کے احکام
کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کیلئے مامور ہوتے ہیں اس کو انجام دیتے ہیں
فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں اور نہ کبھی وہ تناسل سے جفت و متولد ہیں اللہ تعالیٰ
نے اپنی کتاب میں جتنی خبریں مخلوقات کی دی ہیں وہ اس لئے کہ اصل ذکر کو ثابت
حاصل ہو۔ بعض انکے مقابلہ ہیں اللہ تعالیٰ خود اپنے بھی خبر دی ہے کہ
ہی انسان ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے بعض کو رسالت و پیغام رسانی
کیلئے چن لیا ہے۔ جیسا کہ بعض ان کو اس دولت سے مشرف فرمایا ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ
ہوگا اور انسانوں سے فرستادوں کو چن لیتا ہے۔
جس طرح انسانوں میں سے بعض کو اس نے رسالت کیلئے چن لیا ہے

سے افضل ہیں۔ ایمان نام ہے تصدیق قلبی کا یعنی دین کی ان باتوں کی تصدیق جو یقین کے طریقہ سے اور مسلسل ہم تک پہنچی ہیں۔ اقرار لسانی جو احتمال سقوط رکھتا ہے رکنِ ایمان ہے۔ اس تصدیق کی علامت کفر و کافری اور کافری کی خصوصیت اور لوازم کافری سے بیزاری ہے۔ اگر عیاذاً باللہ تصدیق قلبی کا دعوی کرنے کے بعد اپنے اعمال و افعال کے ذریعہ کفر سے بیزاری کا اظہار نہ کرے بلکہ ایسے افعال اس سے سرزد ہوں جو کفر پر راضی ہونے پر دلالت کرتے ہوں تو وہ دو دینوں کا قبول کرنے والا اور داغ ارتداد سے داغدار قرار دیا جائیگا فی الحقیقت اس کا حال منافق سا ہے۔ لَا اِلٰی وَلَا اِلٰی هٰؤُلَآءِ یعنی منافق نہ اس طرف ہے اور نہ اُس طرف ہے۔

## فایدہ جلیلہ سرخی

دوزخ کا عذاب ابدی جزائے کفر ہے۔ اور بس ایمان کے ہوتے ہوئے عصیان و گناہ کے بدلے میں ابدی عذاب نہ ہوگا اگر دریافت کیا جائے کہ ایک شخص ہے جو باوجود ایمان کے کچھ رسوم کفر بھی بجالاتا ہے اور تعظیم مراسم کفر کرتا ہے۔ جیسا کہ بہت سے مسلمان بندے اس بلا میں مبتلا ہیں علماء ایسے شخص کے کفر کا حکم لگاتے ہیں اور اہل ارتداد سے سمجھتے ہیں پس بقول علماء ایسا شخص عذاب ابدی میں گرفتار ہونا چاہیئے حالانکہ احادیث صحاح میں آیا ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اُس کو دوزخ سے بالآخر نکال لیا جائیگا اور عذاب دائمی میں نہیں چھوڑا جائیگا میری تحقیق یہ ہے کہ اگر کافر محض ہے تو عذاب دائمی کا مستحق ہے اور اگر ادائگی مراسم کفر کے ساتھ ساتھ ذرہ ایمان بھی رکھتا ہے تو عذاب دوزخ میں ضرور



مبتلا ہوگا لیکن اس ذرہ ایمان کی برکت سے امید ہے کہ دوامِ عذاب اور گرفتاری دائمی سے نجات پا جائے

فقیر ایک مرتبہ ایک شخص کی عیادت کو گیا تھا جس کے اوپر نزع کا عالم طاری ہو چکا تھا اس مرنے والے کی حالت پر توجہ کی گئی تو محسوس ہوا کہ اس کا دل بہت سے ظلمات رکھتا ہے۔ فقیر ہر چند ان ظلمات کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہوا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بہت کچھ توجہ کرنے کے بعد از راہِ کشف والہام معلوم ظلمات ان صفات کفر سے پیدا ہوئے ہیں جو اس کے اندر چھپے ہوئے ہیں اور ان تمام کدورتوں اور تاریکیوں کا منبع اسکی دوستی کفر اور اہل کفر ہے توجہ سے یہ ظلمات دور نہ ہونگے۔ ان ظلمات کا تنقیہ عذاب نار سے ہوگا جو جزائے کفر ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر شخص ایمان کا ذرہ بھی اپنے اندر رکھتا ہے اس ذرہ ایمان کی برکت سے آخر کار اسکو دوزخ سے نکال لیا جائیگا۔ جب یہ حال مشاہدے میں آیا تو پھر یہ خیال ہوا کہ اس شخص کے جنازے کی نماز پڑھی جائے یا نہیں؟ بعد از توجہ یہ بات ظاہر ہوئی کہ نماز جنازہ پڑھنا چاہیے۔ بس وہ مسلمان جو باوجود ایمان کے رسوم کفر بھی انجام دیتے ہیں اور کفار کے ایام کی تعظیم کرتے ہیں ان کے جنازے کی نماز پڑھنا چاہیے اور مطلقاً کفار سے نہ جوڑنا چاہیے امید ہے کہ ایسے لوگ سزا بھگت کر آخر کار برکت ایمان عذاب دائمی سے چھٹکارا پا جاہیں۔ زیادتی و نقصان ایمان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام اعظم رح فرماتے ہیں، لا ایمان لا یزید ولا ینقص، ایمان

گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایمان تصدیق و یقین قلبی کا نام ہے اور اس تصدیق و یقین میں زیادتی اور نقصان کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو قول زیادت و نقصان کرے وہ داخل دائرہ ظن ہے۔ یقین نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ بات ہو سکتی ہے کہ اعمال صالحہ کی ادائیگی یقین میں روشنی پیدا کر دے اور اعمال غیر صالحہ یقین کو تیرہ و تاریک کر دیں اس لحاظ سے زیادتی و نقصان کا ثبوت باعتبار اعمال یقین کو روشن کرنے میں ہوا نہ کہ یقین میں۔ ایک جماعت نے جب کسی یقین کو روشن و منجلی پایا تو اسکو اس یقین سے زیادہ کہہ دیا جو انجلا اور روشنی نہیں رکھتا تھا۔ گویا بعض نے غیر روشن یقین کو یقین ہی نہیں سمجھا اسی روشن یقین کو یقین کہہ دیا اور غیر روشن یقین کو ناقص کہہ دیا۔

دوسری جماعت جو چشم باطن تیز رکھتی ہے اس نے دیکھا کہ یہ زیادتی و نقصان صفات یقین سے متعلق ہیں نہ کہ نفس یقین سے انہوں نے لامحالہ یقین غیر اور زاید کہا مثلاً دو برابر کے آئینے ہیں ان کے انجلا و نورانیت میں فرق ہے اب ایک شخص اس آئینے کو دیکھتا ہے۔ جو انجلا زیادہ رکھتا ہے اور جس میں نمائندگی چہرہ زیادہ ہے اور دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ آئینہ دوسرے آئینے سے زیادہ ہے جس آئینے انجلا و نمائندگی نہیں ہے۔ دوسرا شخص کہتا ہے کہ دونوں آئینے برابر ہیں آپس میں کم و بیش نہیں البتہ اگر فرق ہے تو انجلا اور نمائندگی میں ہے اور یہ انجلا و نمائندگی آئینوں کی صفات ہیں سے



ہے۔ اس تحقیق سے جس کے اظہار کی فقیر کو توفیق ملی ہے وہ اعتراضات زائل ہو گئے جو عدم زیادتی اور نقصان ایمان پر معترضین نے کئے ہیں اور تمام وجوہ سے مثل ایمان انبیا علیہ السلام نہ ہوا اسلئے کہ ایمان انبیا علیہ السلام تمام تر منجلی اور نورانی ہے اس کے ثمرات و نتائج بہت زیادہ ہوں گے بمقابلہ امامۃ المومنین کے کہ وہ ایمان ظلمات و کدورات بھی رکھتا ہے اسی طرح ایمان ابوبکر صدیقؓ کو بھی جو کہ وزن میں تمام امت کے ایمان سے زیادہ ہے۔ درحقیقت انجلا و نورانیت اور حفات کاملہ کے اعتبار سے زیادہ سمجھنا چاہیئے۔ دیکھئے انبیا علیہ السلام نفس انسانیت میں تمام مومنین کے برابر ہیں اور حقیقت و ذات میں سب سے متحد ہیں لیکن حفات کاملہ کی وجہ سے ان کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے اور باوجود اس فرق کے نفس انسانیت میں کوئی زیادتی و نقصان نہیں ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسانیت قابل زیادتی و نقصان ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تصدیق ایمانی سے مراد بعض کے نزدیک تصدیق منطقی ہے۔ جو ظن اور یقین دونوں کو شامل ہے اس صورت میں نفس ایمان میں زیادتی و نقصان کی گنجائش ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ تصدیق سے مراد یقین اور اطاعت قلبی ہے وہ عام یقین نہیں جو ظن کو بھی شامل ہو۔

امام اعظمؒ فرماتے ہیں، انا مومن حقاً یعنی میں یقیناً مومن ہوں امام شافعیؒ فرماتے ہیں، انا مومن ان شاء اللہ تعالیٰ، یعنی میں ایمان والا ہوں اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ یہ اختلاف حقیقت میں نزاع لفظی سے

زیادہ نہیں ہے۔ پہلے قول کا تعلق ایمان حال سے اور دوسرے مقولے کا تعلق مآل و عاقبت کار سے ہے۔ یعنی آخر انجام سے ہے۔ کرامات اولیا حق اور ثابت ہیں۔ معجزہ نبی دعویٰ نبوت کے قریب ہوتا ہے اور کرامت ولی متابعت نبی کے ساتھ ہے۔ ترتیب افضلیت خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے لیکن افضلیت شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضلیت تمام صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت ہوئی ہے جیسا کہ اس حقیقت کو بڑے اماموں کی ایک جماعت نے فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعیؒ بھی ہیں۔

شیخ امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت پھر عمر فاروقؓ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ ذہبی نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا یہ قول ان کی خلافت کے زمانے میں مجمع غفیر کے سامنے کے ساتھ منقول ہے۔ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ افضل امت ہیں اس روایت کو کچھ اوپر اسی راویوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں بہتر ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر عمرؓ، ذہبی وغیرہ نے سند صحیح سے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ مجھے حضرات شیخین پر فضیلت دیتے ہیں جو بھی مجھکو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کیلئے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کیلئے ہونا چاہیے دار قطنی نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ میں جس کسی کو پاؤں گا کہ وہ



ابوبکرؓ و عمرؓ پر مجھے فضیلت دے رہا ہے تو میں اسکو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کے لگنے چاہیں۔ اس قسم کی روایتیں خود حضرت علیؓ سے اور دیگر صحابہ کرام سے اس کثرت سے آئی ہیں کہ ان روایات سے کسی انکار کی گنجائش نہیں ہے، یہاں تک کہ اکابر شیعہ میں سے عبدالرزاق نے کہا ہے۔ کہ میں حضرت علیؓ کے فرمانے کے موجب شیخین کی فضیلت کا قائل ہوں ہوں ورنہ میں کبھی شیخین کو فضیلت نہ دیتا میرے نزدیک یہ گناہ کی بات ہے کہ میں حضرت علی سے محبت کا دعویٰ کرتا ہوں اور ان کے قول کے خلاف کروں یہ تمام اقوال مواعق محرقہ مولفہ علامہ فقیہ محدث شہاب الدین احمد بن حجر المشیمی المکی سے لئے گئے ہیں۔

اب رہی تفضیل عثمانؓ بر علیؓ سو اکثر علمائے اہل سنت اس پر ہیں بعد از شیخین افضل حضرت عثمانؓ ہیں پھر حضرت علی ہیں ائمہ اربعہ مجتہدین کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور جو توقف امام مالک سے فضیلت عثمانؓ بر علی منقول ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے اس توقف سے رجوع کر لیا ہے اور وہ تفضیل عثمانؓ کے قائل ہو گئے تھے اسی طرح امام اعظمؒ کی اس عبارت سے توقف سمجھا گیا ہے من علامات السنۃ! والجماعۃ تفضیل الشیخین محبۃ الختنین ط یعنی علامات اہل سنت وجماعت میں سے یہ بھی ہے۔ کہ شیخین کو فضیلت دی جائے اور حضرت علیؓ و عثمانؓ سے محبت رکھی جائے۔ فقیر کے نزدیک یہ عبارت ایک اور مطلب پر مشتمل ہے وہ یہ کہ اتفاق سے چونکہ فتنوں کا ظہور اور لوگوں

کے معاملات میں خلل خلافت علیؓ و عثمانؓ کے زمانہ میں بہت کچھ ہوا تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس وجہ سے کچھ کدورت راہ پا گئی تھی امام اعظمؒ نے اس بات کو ملاحظ فرما کر ان دونوں حضرات کیلئے محبت کا لفظ اختیار فرمایا اور انکی دوستی کو علامات اہل سنت سے قرار دیا۔ سو اسکے کہ توقف کے شائبہ کو بھی ملحوظ رکھا جائے امام اعظمؒ توقف کیسے کرتے جب کہ کتب حنفیہ بھری ہوئی ہیں اس قول سے کہ خلفاے راشدین کی فضیلت ان کی ترتیب کے مطابق الغرض فضیلت شیخین یقینی ہے اور افضلیت عثمانؓ بر علیؓ اتنی یقینی نہیں ہے اور احتیاط اسی میں ہے۔ کہ منکر افضلیت حضرت عثمانؓ کو بلکہ منکر فضیلت شیخین کو بھی کافر نہ کہیں ہاں بدعتی اور گمراہ جانیں اسلئے کہ علما کا ایسے شخصین کے بارے میں تکفیر کیلئے اختلاف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا خدا سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں۔ دیکھو میرے بعد ان کو نشانہ ملامت نہ بنانا جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے، وہ میری دوستی و محبت کی بنا پر ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ میری دشمنی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے جو ان کو رنجیدہ کرتا ہے۔ وہ مجھ کو رنجید کرتا ہے۔ اور مجھے جو رنجیدہ کرتا ہے وہ خدا کو ناراض کرتا ہے۔ بس نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اسکو پکڑے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں"۔ لعنت کرتا ہے ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں سورہ احزاب، صحابہ کرام میں جو منازعات و مشاجرات ہوئے ہیں



ان کو اچھے معانی پر محمول کرنا چاہیے۔ اور ان واقعات کو خواہش نفس اور تعصب سے دور رکھا جائے۔

علامہ تفتازانی باوجود حُبّ علیؓ کے فرماتے ہیں کہ صحابہ کے جو مخالفات و محاربات ان کے مقابلے میں واقع ہوئے ہیں۔ وہ خلافت کا نزاع نہ تھا بلکہ خطائے اجتہادی تھی۔ شرح عقائد کے حاشیہ خیالی میں ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت نے حضرت علیؓ کی اطاعت سے بغاوت کی اور ساتھ ہی اس امر کا اعتراف بھی کیا کہ حضرت علیؓ اپنے زمانے میں افضل ہیں اور وہ خلافت میں ان سے زیادہ حقدار ہیں اور یہ وقتی ناچاقی ترک قصاص عثمانؓ کی بنا پر تھی۔ کمال الدین اسماعیل نے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہمارے جن بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے وہ فاسق و کافر نہیں ہیں۔ اسلئے کہ وہ تاویل کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ خطائے اجتہادی ملامت اور طعن و تشنیع سے کوسوں دور ہے حقوق صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کر کے تمام صحابہ کرام کو اچھائی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ حضرت امیر سے جنگ کرنے والوں سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں ہے بلکہ بظاہر تو ہمارے لئے بھی یہ موقعہ تھا کہ ہم بھی رنجیدہ ہوتے لیکن وہ اصحاب کرام پیغمبر ہیں اور ہم تمام اصحاب کرام کی محبت کا کئے گئے ہیں اور بغض سے روک دئے گئے ہیں اسلئے ناچار دوستی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب صحابہ کو دوست رکھتے ہیں اور صحابہ سے بغض رکھنے سے گریزاں ہیں کیونکہ صحابہ سے بعض و ایذا کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تک پہنچا ہے مگر حق بجانب کو حق بجانب کہتے ہیں اور بے قصد خطا کرنے والے کو مخطی کہتے ہیں اس سے زیادہ کہنا فضول بات ہے۔

بعد از تصحیح عقائد احکام فقہ کے سیکھے بغیر چارہ نہیں ہے اور فرض واجب، حلال، حرام، مندوب مشتبہ اور مکروہ کا جاننا بھی ضروری ہے اور ایسے ہی علم کے تقاضا کے مطابق عمل کرنا بھی لازمی ہے۔ کتب فقہ کا مطالعہ ضروریات سے سمجھیں اور اعمال صالحہ کی ادائیگی میں بہت کوشش کریں نماز جو کہ ستونِ دین ہے کے کچھ فضائل و ارکان تحریر کرتا ہوں، غور سے سنیں سب سے پہلے پورا اور مکمل وضو کرنا ضروری ہے ہر عضو کو تین بار تمام اور اچھی طرح دھونا چاہیے۔ تاکہ سنت کے مطابق ہو ادائیگی سنت کی غرض سے پورے سر کا مسح کرنا چاہیے۔ مسح کان اور مسح گردن میں خوب خیال رکھنا چاہیے۔ پاوں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگلیوں کے نیچے کرنا آیا ہے اسکا خیال رکھیں کسی مستحب کو ادا کرنے کو تھوڑا نہ جانیں فعلِ مستحب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و محبوب ہے۔ اگر تمام دنیا کے بدلے اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ اور محبوب فعل معلوم ہو جائے اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل میسر آجائے تو فضیلت ہے دنیا کے بدلے ایک فعل مستحب مل جانا یہ ایسا ہے کہ کوئی چند ٹھیکرے دیکر جوہر نفیس کو خرید لایا یا بے کار چیز کے بدلے میں جان کو حاصل کر لیا۔ طہارت کامل اور مکمل وضو کے بعد نماز کا جو کہ معراج مومن ہے قصد کرنا چاہیے اور اس امر کا اہتمام ہو کہ کوئی نمازِ فرض بے جماعت



ادا نہ ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہونے پائے نماز مستحب وقت میں ادا کرنی چاہیے بقدر مسنون قرات ہو رکوع سجود میں اطمینان کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فرض ہے یا بقول "درِ مختار" واجب ہے قومے میں سیدھا کھڑا ہونا چاہیے اسطرح کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ رجوع کر لیں سیدھا ہونے میں بھی اطمینان درکار ہے اس لئے کہ یہ فرض ہے یا واجب ہے، یا سنت ہے مختلف اقوال کے مطابق امام تسبیح رکوع اور سجود میں مقتدیوں کے حال کے مطابق پڑھے۔ لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ نوافل وغیرہ پڑھتے وقت انفرادی حالت میں کوئی شخص طاقت کے ہوتے کم تسبیحات یعنی تین عدد پر اکتفاد کرے۔ اکیلے میں کم از کم پانچ یا سات بار تسبیح کہنا چاہیے سجدے میں جاتے وقت جو اعضاء زمین کے نزدیک ہیں ترتیب سے اول ان کو زمین پر رکھے بعد اول دونوں زانوں زمین پر رکھے اس کے بعد دونوں ہاتھ اسکے بعد ناک اس کے بعد پیشانی رکھے زانو اور ہاتھ کو زمین پر رکھتے وقت دائیں سے ابتدا کی جائے۔ سر اٹھاتے وقت جو عضو آسمان سے قریب ہیں اول ان کو اٹھانا چاہیے۔ بس پہلے پیشانی کو اٹھایا جائے بوقت قیام سجدے کی جگہ پر نظر رکھنی چاہیے رکوع کرتے وقت اپنے قدموں پر نگاہ ہو سجدے کے وقت ناک کی نوک پر نگاہ ہو۔ قعدے میں دونوں ہاتھوں یا گود پر نظر ہو۔ جب نظر پراگندگی اور انتشار سے لی جاتی ہے اور جا بجائے مذکورہ پر جمائی جاتی ہے تو نماز حضور دل کے ساتھ میسر ہوتی ہے اور خشوع کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ ایسے ہی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو رکوع کے وقت

کھول دینا اور سجدہ کرتے وقت ہاتھ کی انگلیوں کو ملا لینا سنت ہے اس کی رعایت کرنا چاہیے انگلیاں کھولنا اور بند کرنا بے فائدہ نہیں، صاحب شرع نے اس میں فوائد ملاحظ فرما کر ہی اس پر عمل فرمایا ہے۔ ہمارے لئے کوئی فائدہ صاحب شریعت کے برابر نہیں ہے۔ یہ احکام فقہ کی کتابوں میں تفصیل اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ یہاں بیان کو اس لئے ذکر کیا گیا ہے تاکہ علم فقہ کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق تصحیح عقائد کے بعد اعمال صالحہ اور ان اعمال کی ادائیگی کی جو علوم شرعیہ کے موافق ہوں توفیق دے بحرمت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اگر فضائل نماز اور اس کے کمالات مخصوصہ کے جاننے کا شوق اپنے اندر پائیں تو یہ تین مکتوب مطالعہ کریں۔

"(۱) مکتوب بنام فرزندی محمد صادق (۲) مکتوب بنام میر محمد نعمان اکبر آبادی (۳) مکتوب بنام شیخیت مآب میاں تاج سنبھلی" بعد حاصل کرنے اعتقاد و عمل کے دو بازوؤں کے اگر توفیق ایزدی رہنمائی فرمائے تو طریقہ صوفیا کا سلوک ہے یہ سلوک اس لئے نہیں کہ اس اعتقاد عمل سے زائد یا نئی کوئی چیز حاصل کریں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ معتقدات کے بارے میں ایسا یقین واطمینان کسی شک ڈالنے والے سے زائل نہ ہو سکے اور کسی شبہ کے وارد ہونے سے باطل نہ ہو پائے استدلال چونکہ ہے اور استدلال کرنے والا ممکن ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ "یعنی آگاہ ہو جاؤ اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں" نیز سلوک سے یہ فائدہ بھی



کہ اعمال کیلئے سہولت حاصل کریں اور سستی سرکشی جو نفس امارہ سے پیدا ہوئی زائل کر دیں طریقہ صوفیا پر چلنے سے مقصود یہ نہیں ہے۔ کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ اور انوار والوان کا معائنہ کریں یہ تو خود داخل لہو لعب ہے یہ حسی صورتیں اور انوار کیا نقصان رکھتے ہیں کہ کوئی ان کو چھوڑ کر ریاضات و مجاہدات کرے تمنائے صور و انوار غیبی کرے اس لئے کہ یہ حسی صورتیں اور وہ غیبی صورتیں اور یہ انوار اور انوار سب کے سب مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں۔

"مکتوب ۲۶۷ خواجہ حسام الدین احمد دہلوی کے نام آخری حصہ" وہ مکتوب خواجہ زادگان خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کو لکھا ہے۔ آپکی نظر سے گذرے گا۔ مذموم ما جو نئی بات طریقت میں پیدا کی جائے وہ فقیر کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں جو شریعت میں پیدا کی جائے برکات طریقت اسوقت تک باقی رہتے ہیں جب کوئی امر جدید پیدا نہ کیا جائے جب امر جدید طریقت میں پیدا ہوا اس طریقے کی راہ فیوض و برکات بند ہو گئی بس محافظت طریقہ بھی اہم مقاصد میں سے ہے اور مخالفت طریقہ سے بچنا ضروری ہے جہاں کہیں جس کسی سے اپنے طریقے کی مخالفت دیکھیں سختی کے ساتھ اس کو روکیں اور طریقے کی اشاعت و تقویت کریں۔ والسلام والاکرام، مکتوب ۳۳۳ خواجہ محمد ہاشم کشمی کے نام "آخری حصہ" اس جگہ کے بعض دوستوں نے کئی بار مجھ کو لکھا کہ میر محمد نعمان اس زمانے میں طالبین کے حالات کی طرف کم توجہ کرتے ہیں اور تعبیرات میں مشغول

رہتے ہیں جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ عمارات میں صرف ہوتی ہے اور فقرا محروم رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ باتیں اس طرح لکھی تھیں کہ شائبہ اعتراض کا مفہوم معلوم ہوتا اور بوئے انکار آتی تھی۔ یہ جاننا چاہیے کہ بزرگوں کے افعال واقوال پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنا زہر قاتل ہے جو موت ابدی تک پہنچاتا ہے اور ہمیشہ کی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

چہ جائے اعتراض خود اپنے پیر و مرشد پر ہو اور اسکی ایذا کا سبب بن جائے صوفیا کا منکران کی دولت سے محروم اور ان پر اعتراض کرنے والا ہمیشہ بے بہرہ اور زیان کار رہتا ہے جب تک کہ پیر و مرشد کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں اچھے اور زیبا معلوم نہ ہوں گے وہ کمالات پیر سے بہرہ ور نہ ہوگا اور اگر کچھ مل بھی جائے تو استدراج ہوگا جس کا انجام رسوائی اور خرابی ہے مرید باوجود کمالِ محبت و اخلاص اگر پیر و مرشد پر بال کے برابر بھی اعتراض کی گنجائش رکھتا ہے تو وہ سوائے خرابی کے اور کچھ بھی نہیں دیکھتا اور مرشد کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے اگر مرید کو کبھی اپنے پیر کے کسی فعل پر شبہ ہو اور وہ خود دفع نہ ہوتا ہو تو اسکو چاہیے کہ اپنے پیر سے اس طرح معلوم کرے کہ اعتراض کا شائبہ بھی نہ اور انکار کا گمان نہ ہو سکے۔ اگر پیر سے کوئی امر بظاہر خلافتِ شریعت ظاہر ہو۔ تو مرید کو چاہیے کہ اس میں اس کی تابعداری نہ کرے حتی الامکان حسن ظن کے ساتھ اس کا صحیح منشا اور وجہ صحیح ہونیکی تلاش کرے اگر وجہ صحت معلوم نہ ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس امتحان و آزمائش دور کرنے کیلئے التجا و عاجزی کرے اور گریہ وزاری کے ساتھ سلامتی پیر و



مرشد کا خواہاں ہو اور اگر پیر و مرشد کے بارے میں کسی امر مباح کے کرنے میں شبہ ہو تو اس شبہ کا کوئی اعتبار نہ کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مباح کام کرنے سے منع نہیں فرمایا تو پھر کسی اس کام پر اعتراض کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے

کچھ خواجہ محمد ہاشم کشمی کے بارے ہیں۔ آپ نے پہلے میر محمد نعمان سے ذکر و مراقبہ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد مجدد الف ثانیؒ کی خدمت اقدس میں سرہند چلے گئے اور حضرت مجددؒ کی وفات تک تقریباً دو سال سفر و حضر میں ساتھ رہے اور الطاف و عنایات مجددی کا حوردبنے۔

مکتوبات جلد سوم کے جمع کرنے والے آپ ہی ہیں۔ زبدۃ المقامات اور دیوانِ ہاشم آپ کی تصنیفات میں یادگار ہیں رجب ۱۰۲۴ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی مزار "برہان پور" میں ہے۔

رہتے ہیں جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ عمارات میں صرف ہوتی ہے اور فقرا محروم رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ باتیں اس طرح لکھی تھیں کہ شائبہ اعتراض کا مفہوم معلوم ہوتا اور بوئے انکار آتی تھی۔ یہ جاننا چاہیے کہ بزرگوں کے افعال واقوال پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنا زہر قاتل ہے جو موت ابدی تک پہنچاتا ہے اور ہمیشہ کی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

چہ جائے اعتراض خود اپنے پیر و مرشد پر ہو اور اسکی ایذا کا سبب بن جائے صوفیا کا منکران کی دولت سے محروم اور ان پر اعتراض کرنے والا ہمیشہ بے بہرہ اور زیان کار رہتا ہے جب تک کہ پیر و مرشد کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں اچھے اور زیبا معلوم نہ ہوں گے وہ کمالات پیر سے بہرہ نہ ہوگا اور اگر کچھ مل بھی جائے تو استدراج ہوگا جس کا انجام رسوائی اور خرابی ہے مرید باوجود کمالِ محبت و اخلاص اگر پیر و مرشد پر بال کے برابر بھی اعتراض کی گنجائش رکھتا ہے تو وہ سوائے خرابی کے اور کچھ بھی نہیں دیکھتا اور مرشد کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے اگر مرید کو کبھی اپنے پیر کے کسی فعل پر شبہ ہو اور وہ خود دفع نہ ہوتا ہو تو اسکو چاہیے کہ اپنے پیر سے اس طرح معلوم کرے کہ اعتراض کا شائبہ بھی نہ اور انکار کا گمان نہ ہو سکے۔ اگر پیر سے کوئی امر بظاہر خلافِ شریعت ظاہر ہو۔ تو مرید کو چاہیے کہ اس میں اس کی تابعداری نہ کرے حتی الامکان حسن ظن کے ساتھ اس کا صحیح منشا اور وجہ صحیح ہونے کی تلاش کرے اگر وجہ صحت معلوم نہ ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس امتحان و آزمائش دور کرنے کیلئے التجا و عاجزی کرے اور گریہ وزاری کے ساتھ سلامتی پیر و



مرشد کا خواہاں ہو اور اگر پیر و مرشد کے بارے میں کسی امر مباح کے کرنے میں شبہ ہو تو اس شبہ کا کوئی اعتبار نہ کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مباح کام کرنے سے منع نہیں فرمایا تو پھر کسی اس کام پر اعتراض کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے

کچھ خواجہ محمد ہاشم کشمی کے بارے ہیں۔ آپ نے پہلے میر محمد نعمان سے ذکر و مراقبہ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد مجدد الف ثانیؒ کی خدمت اقدس میں سرہند چلے گئے اور حضرت مجددؒ کی وفات تک تقریباً دو سال سفر و حضر میں ساتھ رہے اور الطاف و عنایات مجددی کا حورد بنے۔

مکتوبات جلد سوم کے جمع کرنے والے آپ ہی ہیں۔ زبدۃ المقامات اور دیوانِ ہاشم آپ کی تصنیفات میں یادگار ہیں رجب ۱۰۳۱ھ میں آپ نے وفات پائی مزار "برہان پور" میں ہے۔

# دیگر واقعات

## حضرت باباجی کی وفات کے متعلق پیشین گوئی انھیں کی زبانی

سید الاولیاء حضرت قبلہ بابا جی صاحب لاروی نے وفات سے پندرہ سال پہلے قبل وفات کی پیشن گوئی کی تھی (یعنی ۱۳۷۵ھ میں) چنانچہ اس پیشن گوئی کا ذکر کرتے حضرت قبلہ جی اپنے ایک چار کافیہ شعر میں اسطرح کرتے ہیں۔ ؎

ش۔ شاگاتوں جی اڈیکدی ہاں آوے شاہ تے ست شہرات ہووے

ب۔ باہاں جی جہاں دے دیدار کیتے ست ظاہری بھی نال ملاقات ہووے

ت۔ تیرانیاں تے ہیاں ہاں حصے وصل والی کوئی جہات ہووے

ث۔ ثمرے عشق دے نوں ثابت ہووے ست اجہاندی آب حیات ہووے

اور اس طرح ۱۳۷۵ھ میں آپ کا وصال واقعات لاڑکشمیر میں ہوا جس کی تفصیل آگے آئیگی پہلی مرتبہ ۱۳۶۱ھ میں حضرت بابا جی صاحب کے گھٹنے میں تکلیف ہوئی جو کھولنے سے ٹھیک ہوگئی۔ دوسری مرتبہ ۱۳۷۰ھ میں تکلیف ہوئی جو کھولنے سے بالکل ٹھیک ہوگئی۔ تو حضرت ان ایام میں علم تصوف کی ضخیم کتاب "اسرار الکبریٰ" شریف کی ہدایت پر بچوں کے سمجھانے کے سلسلے میں تشریف لائے چنانچہ مریدوں کے کہنے پر آپ کتاب لکھنے بیٹھ گئے اور کتاب لکھ کر تیار ہوگئی کتاب کے کچھ حصے آپ نے مختلف مقامات پر بیٹھ کر نظم کئے



کتاب چونکہ بہت ضخیم تھی اسلئے واگنٹ پر پہنچانے کا انتظام بھی آپ نے فرمایا پھر واگنٹ بابا نگری میں لے جاکر باقی نسخے اپنے مریدوں معتقدوں میں تقسیم کیے ۱۳۷۵ھ کے آخر میں حضرت قبلہ صاحب پوچھ آئے تو کچھ دن بعد یہاں قیام فرمایا ایک "بیٹا" بھائی، بیٹھے تو نماز ظہر کے بعد سے بیٹھ عمران شاہ کو فرمایا کہ تیاری کرلو نماز ظہر کے بعد سے "سنجوڑہ" بالاکوٹ جانا ہے کہ کہ جانے آنا، کی قبرستان کے ساتھ ایک آدمی موجود ہے وہ تلاوت قرآن مجید کرتا ہے اسکی قبر کے اوپر سے راستہ گذرتا ہے، اس راستے کو وہاں سے بند کرنا ہے اسلئے کہ یہ اولیاء ہوتی ہے۔ وہ تلاوت قرآن مجید کرتا ہے اور اس طرح نماز کے بعد حضرت اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ بالاکوٹ "سنجوڑہ" روانہ ہوگئے [illegible] کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، جب برکت شاہ اور کچھ اور ساتھی بالاکوٹ سنجوڑہ پہنچے تو بابا جی حضرت نے اس راستے کو وہاں سے بند کروایا جو قبر قرآن مجید تلاوت کرنے والے شخص کی قبر سے گذرتا تھا کچھ وقت وہاں قیام کرنے کے بعد حضرت بابا جی صاحب واپس کشمیر واگنٹ چلے آئے اور جب برکت شاہ صاحب اور باقی ساتھیوں کو پوچھ کیلئے بھیجا تو خود حضرت قبلہ لاڑ آباد سے کسی موٹر کار میں آئے جبکہ برکت شاہ اور دوسرے حضرات اونٹوں تک بڑی گاڑی میں آئے جب برکت شاہ صاحب نے اس سلسلے میں کچھ الفاظ لکھے ہیں جو مجموعہ "سیر [illegible] ہیں درج ہیں۔ "حصہ اول"

جنوری ۱۹۵۶ء میں واگنٹ میں حضرت نے کچھ ہی کچھ تکلیف محسوس [illegible] طریقہ سے ہی [illegible] کرنے کے بعد وصال [illegible]

روز قبل پیر برکت شاہ کا خط آیا جس میں حضرت کی طبی علالت کا سنکر کچھ پنجابی شعر لکھے ہوئے تھے جن میں حضرت کی جلد صحت یابی کیلئے دعا تھی حضرت صاحبزادہ میاں نظام الدین صاحبؒ کو فرمایا کہ اب میں نے ان دنوں شعر کہنا ترک کر دیا تھا مگر برکت شاہ کو چھٹی لکھو اور میرا ایک شعر بھی لکھ دو جو شاید آخری شعر ہو۔ وہ شعر یہ ہے۔

م۔ مُڑ جاندیا جو گیا وے خوشی جاپیا تھوڑے دن ات آ کے کٹ چلیوں
رسپارخت ہے سی پاس تیرے در ہماں کھوٹیاں تے مور کھاسٹ چلیوں
آندی وار ہے سی خوش آثار رضا اے متھے لمبڑی واٹ کیوں وٹ چلیوں
عبد خواہش ہے سی ملاقات والی تھوڑے دن رہ قیا آہٹ چلیوں

اتوار کا دن تھا پیر بہاوالدین اری لری پرنگ کی استدعا پر حضرتؒ نے فرمایا کہ اچھا میاں صاحب اور آپ بضد ہیں حکیم کو دکھانے کیلئے تو لے آو مگر یہ کوشش کوئی فائدہ نہیں دیگی اسلئے کہ میں نے اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ کے مطابق رکھا ہے آپکی عمر مبارک ۶۲ سال ہوئی ہے ان دنوں میں کافی لوگ سرد موسم کے باوجود آپکی تیمارداری کیلئے آتے تھے۔ اور کسی کو سردی کا کوئی احساس نہ تھا ہر طرف ذکر اذکار کی محفلیں تھیں۔ ادھر حضرت جی صاحب کی روزمرہ عبادت میں کوئی فرق نہ تھا اس لئے عقیدت مند حضرات کو اطمینان تھا کہ لمحہ جدائی ابھی دور ہے وہ روز جمعرات کے دن ۱۰ شعبان ۱۳۹۵ھ بہت سے مقامی آدمیوں کو اپنے اپنے گھروں کو حضرت نے رخصت فرمایا خاص طور پر میاں محمد عبداللہ جاگل جو آپ کے مشیر خاص تھے ہاتھ میں ہاتھ دیکر رخصت کیا اور فرمایا



میرا صبح سویرے پتہ کرنا چہرہ اور روزمرہ کی عبادت کے معمولات سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ حضرت کی یہ آخری لمحات کی ملاقاتیں ہیں کل صبح بروز جمعہ ابدی سفر پر حضرت کو جانا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبزادہ میاں صاحب کو دو تین یوم قبل پہلے دن کی خیرات کے متعلق فرمایا۔ کہ اس خیرات کا کیا انتظام ہے۔ صاحبزادہ میاں صاحب کی والدہ مکرمہ نے فرمایا اخوانہ "احمد جی" کے پاس روپے ہیں ان سے یہ انتظام ہوگا اس پر صاحبزادہ میاں صاحب نے فرمایا حضرت میرے پاس روپے موجود ہیں حضرت نے فرمایا تم نے روپے کہاں سے لائے صاحبزادہ صاحب نے کہا حضرت "دارہ" سے امیر محمد کے گھر سے لائے آپ نے فرمایا ہاں دارہ نیو تھید ہارون کے امیر محمد کا گھر کسی قسم کے شبہ سے مبرا ہے مگر میاں جی آپ نے ان سے روپے کیونکر لائے تو میاں صاحب نے فرمایا آپ نے جو مال مجھے حصہ میں دیا تھا وہ ہی میں نے فروخت کر کے روپے لائے آپ نے فرمایا ہاں سب ٹھیک ہے مگر یہ روپے اسطرح پیش کرو۔ روپے لیکر کہو یہ نیاز ایک مُرید کی طرف فی سبیل اللہ قبول فرمائیے۔ چنانچہ صاحبزادہ میاں صاحب نے ایسا ہی کیا تو اس رقم پر طویل دعا فرمائی اور اس کو خیرات اول کے خرچ کرنیکا طریقہ بتایا۔ اور خیرات کی وہ رقم جو حضرت صاحبزادہ قبلہ میاں نظام الدین لاروی نے پیش کی تھی اس پر طویل دعا فرمائی۔ وصال سے دو تین یوم پہلے حضرت کی سانس جو اوپر جاتا تھا چھوٹی صیادت کی خاص مسجد شریف کے تاو کے ساتھ جب لگتی تھی گھڑی کی آواز کی طرح ٹک، ٹک، ٹک آواز آتی تھی جمعہ کے

دن چاشت کا وقت جب شروع ہوا تو حضرت صاحبزادہ قبلہ میاں صاحب کو اندر مسجد کے بلایا آپ اندر آئے تو حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ دروازے کو اندر سے کنڈی لگاؤ مگر دیکھو تو اندر اور کوئی نہیں اُس وقت حضرت کی بڑی صاحبزادی اندر تھیں آپؒ نے فرمایا بیٹی باہر جاؤ میں تمہارے میاں جی نظامی کو کوئی کام دیکھادوں گا بعد میں اندر آنا جب یہ باہر گئیں تو دروازے کو اندر سے کنڈی لگادی تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب سے راز و نیاز کی کچھ باتیں کیں اس وقت بے صبری کے ساتھ حضرت صاحبزادہ میاں صاحب زار و قطار سے رو رہے تھے۔ حضرت میاں نظامی صاحب پوری طرح جان گئے تھے۔ کہ یہ جدائی کی . . . گھڑی ہے حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب پوری طرح جان گئے تھے کہ یہ جدائی کی آخری گھڑی ہے حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ میاں جی آپ کی یہ بے صبری کیونکر دور ہوگی تو آپ نے کہا حضرت یہ دوری و مہجوری کی وجہ سے بے صبری حشر تک دور نہیں ہوگی البتہ جب کبھی عالم خواب میں حضرت سے ملاقات ہوگی تو کسی قدر اس بے صبری میں حوصلہ ملیگا اس وقت حضرت باباجی صاحب نے حیات و ممات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا اور کہا اصل زندگی تو انسان کی اس طبعی موت کے بعد شروع ہوتی ہے اور فرمایا مطمین رہو عالم خواب میں ملاقات کا تعلق تو پیار سے یاد کی بیقراری کے ساتھ ہے اب جدائی کا لمحہ قریب آگیا ہے اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں دے دو اور فرمایا کہ میں نے آپ کو بہت بار یہ کہا تھا کہ آخر میں سوستنار کی ایک لوہار



کی ایک تمہارے ساتھ کمر کے جاوے گا حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کا ہاتھ جی صاحب کے ہاتھ ہی میں تھا کہ زبان مبارک پر کلمات کے بعد وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت کلمہ شہادت جاری تھا کہ روح لطیف قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ادھر صاحبزادہ میاں صاحب بے ہوش تھے دروازے کو اندر سے کنڈی تھی المعروف حضرت اخوانزادہ صاحب نے سامنے والی کھڑکی کو توڑا اندر گئے کنڈی کھولی سب اہل خانہ اندر آئے خاموشی سے اس جدائی والے درد کی وجہ سے ہر آنکھ سے آنسوں کی جھڑی جاری تھی حضرت صاحبزادہ میاں صاحب قبلہ جدائی کے غم سے نڈھال لوہار کی ایک والی معرفت حقیقی سے بھرپور اپنی روحانی اعلیٰ حیثیت سے ہر پرنم آنکھ کو تسلی دینے اور دیگر انتظامات میں مصروف ہو گئے اسوقت برف کی معمولی تہہ تھی جنازہ کو بڑے کوٹھے پر عام الوداعی دیدار کیلئے رکھا ایک طرف عوام الناس دیدار کر کے دوسری طرف نکلتے جاتے تھے حضرت صاحبزادہ میاں صاحب اس جدائی کی عظیم گھڑی میں اور خواجہ احمد جی صاحب المعروف اخوانزادہ صاحب محمد عبداللہ جاگل صاحب خاص منتظم تھے۔ نمازِ جنازہ حضرت خواجہ احمد جی المعروف اخوانزادہ صاحب کی امامت میں کئی ہزار عقیدت مندوں نے ادا کی وفات سے پندرہ سال قبل تعمیر کردہ زیارت کی اس قبر میں جسد اطہر کو سپرد خاک کیا جس میں کئی برس پہلے حضرت جی صاحب نے عبادت کی آپ کا وصال

بروز جمعۃ المبارک بوقت چاشت ۷ ست ماہ پھاگن پندراں شعبان ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۹۲۵ء کو ہوا تب سے آجتک دیسی تاریخ کو اور چاند کی تاریخ کو سجادہ وانگت لار میں آپ کا عرس منایا جاتا ہے ذکر و اذکار ختمات معظمات کی محفلیں رات بھر جاری رہتی ہیں ریاست بھر سے ہزاروں عقیدتمند پوری عقیدت کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اور فیضان حاصل کرتے ہیں صبح دعا کے بعد حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب تبرکات کی نشاندہی کرواتے ہیں پھر عام لوگوں میں طعام تقسیم ہوتا ہے۔ کئی لوگ دور کے ہفتہ بھر قیام کرتے ہیں۔ حضرت جی صاحب کا جاری کردہ لنگر شریف پوری وسعت کے ساتھ جاری ہے۔

حضرت جی صاحب کا چہلم پونچھ میں ہوا

حضرت جی صاحب نے وصال سے پہلے اپنے فرزند ارجمند خواجہ حاجی بابا میاں نظام الدین لاروی کو فرمایا کہ میاں جی کشمیر میں موسم کا کوئی اعتبار نہیں پیر پنجال اور اوڑی ناملہ وغیرہ سے جو راستہ کشمیر میں آتا ہے وہ دشوار گذار پہاڑی راستہ ہے میرے پونچھ، راجوری کے عقیدتمند جو مجھ سے روحانی والہانہ پیار کرتے ہیں اور میں بھی ان سے اسی طرح پیار کرتا ہوں ان کیلئے یہاں آنا بہت دشوار ہو جائیگا اور کسی تکلیف میں پڑ جائیں گے۔ اس لئے میرا چہلم پونچھ میں منانا وہاں آنے میں کسی کو مشکل نہ ہوگی جبکہ یہاں وانگت میں بھی یہ رسم جاری رہیگی چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپکا چہلم مرہڑہ، پچھائی میں ہوا حضرت کے اپنے مکان اور اپنی زمین میں ختمات معظمات اور تلاوت قرآن مجید



کی محفلوں میں علاقہ پونچھ، راجوری کی فضاؤں کو منور کیا کئی ہزار عقیدتمند شامل ہوئے راجوری، جموں وغیرہ علاقہ جات سے بھی لوگ اس مجلس میں انتہائی پیار و عقیدت کے ساتھ شامل ہوئے۔

حضرت جی صاحب کے نکاح اور اولاد

آپ کے "سنجوڑہ بالاکوٹ" میں تین نکاح ہوئے پہلا نکاح حضرت کی والدہ کی زندگی میں برادری کے ایک بزرگ ملاں طلب الدین کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا جن کے بطن سے حضرت میاں محمد رحمن عالم حضرت جی صاحب کی پہلی اولاد پیدا ہوئے جن کا تذکرہ کتاب ہذا میں ہے وہاں ہی سنجوڑہ بالاکوٹ میں حضرت مائی رابعہ سے نکاح ہوا جن سے حضرت خواجہ حاجی بابا میاں نظام الدین صاحبؒ لاروی پیدا ہوئے۔ میاں محمد رحمن صاحبؒ پہلی بیوی سے ایک تھے جو نوبرس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آج تک کا نسبی سلسلہ حضرت حاجی بابا میاں نظام الدین صاحبؒ کی اولاد سے جاری ہے۔ حضرت مائی رابعہ کی تین صاحبزادیاں بڑی بی بی زینب ان سے چھوٹی بی بی زیتون جن کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہی سب ہی چھوٹی عمر میں مر جاتے رہے۔ بی بی یاجدہ جن کی اولاد میں دو بیٹاں اور گوجری زبان و ادب کے مشہور شاعر و ادیب محمد اقبال چوہدری بقید حیات ہیں، اسی طرح سب سے آپکی بڑی صاحبزادی خواجہ احمد جی المعروف اخوانزادہ کے حرم میں تھیں جن کی اولاد میں میاں لعل الدین مرحوم اور میاں محمد یاسین صاحب مرحوم جن دونوں کا انتقال یکم ماہ جون ۱۹۹۹ء اور پندراں جون ۱۹۹۹ء یکے بعد دیگرے ہوا دونوں اس

خاندان میں اپنی اپنی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتے تھے خدا پاک ان کی تربتوں کو منور رکھے آمین،

حضرت قبلہ حاجی بابا میاں نظام الدین لارویؒ کی اولاد کی تفصیل امام العارفین حضرت میاں نظام الدین لارویؒ کی سوانح عمری میں آئیگی جو عنقریب ہی اس کتاب کے بعد مرتب ہوگی۔

حضرت جی صاحب نے ایک نکاح اس علاقہ کے مشہور آدمی محمد راجو کی صاحبزادی سے ہوا جن کے بطن سے ایک صاحبزادہ پیدا ہوا یہ عالم طفلی شروع ہونے سے قبل انتقال کر گئے اور یہ مائی صاحب بھی انتقال فرماگیں ان کی قبریں "بگوا اس" کے قبرستان میں ہیں۔ "سنجوڑہ" بالاکوٹ میں ایک اور نکاح حضرت کا ہوا۔

جی صاحب خود اپنے دست مبارک سے کام کیا کرتے تھے۔ حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ یاد الٰہی کیلئے یہ ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی کر کے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ حضرت اپنے ہاتھ سے زمین کا ایک مخصوص ٹکڑا خود کماتے اور وہی استعمال فرماتے وہ زمینداری کا ہر کام تحفہ کاروں کی طرح جانتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے یہ کام انجام دیتے۔ جیسا کہ کتاب ہذا میں دوسرے کسی مقام پر تفصیل درج ہے۔ حضرت اپنے ذاتی استعمال کی زمینداری کا کام خود کرتے لیکن جن کو جب وہ خود کام کرتے تھے تو خدا کی مخلوق آپ کو اپنے ہاتھ سے زمینداری کا کام نہیں کرنے دیتی تھی بلکہ کدال وغیرہ آلہ آپ کے ہاتھ سے لوگ خود کام کر کے دیتے تھے حضرت اس خیال سے کام کرنے دیتے کہ ممکن ہے



لوگوں کو کام سے روکنے کی وجہ سے دل شکنی ہو پھر حضرت نے اپنی کمائی کی زمینداری کیلئے نماز تہجد اور فجر کی سنتوں کا وقت کام کیلئے منتخب کیا اس وقت کوئی بھی سدرہ نہیں ہوتا تھا اور نہ کسی کی دل شکنی کا موقعہ ہوتا تھا اور اس طرح حضرت زمینداری کے تمام کام پوری طرح انجام دیتے تھے

انتہا قسم کی سادہ غذا آپ تناول فرماتے کوئی مرغن غذا آپ نہیں استعمال کرتے تھے ساگ بھی استعمال کرتے تھے مگر "لسی" "دودھ" کا استعمال زیادہ ہوتا تھا۔ اہل خانہ میں آپکی چھوٹی صاحبزادی بی بی ہاجرہ جو کچھ تناول فرماتے مزاج کے مطابق تیار کرتیں شروع شروع میں میاں کا لوکھٹانہ حضرت کیلئے کھانا چائے لے آتے یا پھر برادرمی کے گل محمد صاحب یہ کام کرتے تھے جناب قبلہ پیر سید عمران شاہ صاحب اکثر حضرت جی صاحب کی مصاحبت میں رہتے کپڑوں میں قمیض شلوار پہنتے تھے کرتہ بھی استعمال کرتے سر پہ کلاہ عمامہ بھی رکھتے تھے آپ کی پیشانی میں ایک قدرتی نورانی شعا تھی جس کی وجہ سے حضرت پیشانی کو عمامے یا رومال سے ڈھانپ کر رکھتے تھے اسلئے کہ اس نورانی شعا پر اگر کسی کی نظر پڑتی تھی تو وہ از خود ہو جاتا تھا نماز کے اوقات میں پیشانی کھلی رکھتے ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت اکیلے میں نماز پڑھتے حضرت نے چمڑے کی پوستین کا بارہا استعمال فرمایا ہے۔ چوغہ بھی آپ استعمال کرتے مگر زیادہ تر کپڑن پہنتے۔۔

## شجرہ حضرات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نظامیہ لارویہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

بحر رحمت سے عطا کر یا الٰہ العالمین — بخش میرے گناہوں کو مصطفیٰ کے واسطے

رحمت اللعالمین و شافع روز جزا — والی لولاک وتاج اہل عطا کے واسطے

یار غار باخلافت نور عرفان کان جود — نام اوصدیق صادق اتقیا کے واسطے

موزن عشق حقیقی حب دار مصطفیٰ — شاہ سلمان فارسی نور ضیاء کے واسطے

مہر گر اپنی عطار دین ودنیا اے خدا — اس محمد قاسم پیر ھدا کے واسطے

دور رکھ حرص وہوائے نفس سے دائما — امام جعفر صادق،صدق وصفا کے واسطے

کچھ نہ رہے غم،دردوالم فضل تیرے سے ذرا — قطب قطباں بایزید پارسا کے واسطے

دوجہاں میں خوش رکھ ناز وعزت وشان سے — بو الحسن خرقانی جلوہ نماء کے واسطے

ہومنوردل میرا تیری عبادت سے سدا — بو علی ویوسف ماہ لقا کے واسطے

قبر کی تاریکی وتنگی سے کر دینا رہا — عبد الخالق غجد وانی ذی نوا کے واسطے

کچھ اندیشہ ہونہ ہرگز دوجہاں میں یا خدا — خواجہ عارف ولی جودو سخا کے واسطے

پل صراط ونار دوزخ سے بچانا کرم سے — خواجہ محمود کامل بے ریا کے واسطے

راہ سفر آخرت جو ہو آسان جا بجا — خواجہ علی راہ متینی راہ خدا کے واسطے

فتنہ دین دنیا کا ہونہ ہر گز یا الٰہ — لو بچا خواجہ سماعی مقتدا کے واسطے

ساتھ رہے ایمان ہردم دنیا عقبیٰ میں میرے — خواجہ میر کلال پیشوا کے واسطے

عشق تیرا اور محمد کا میری ہر رگ میں ہو — بہاء الدین نقشبندی اولیاء کے واسطے

رہنمائے سالکان وکاملوں کے رہبر — خواجہ علاء الدین عطار علم وجاہ کے واسطے

گردش آساں سے ہو ہر گھڑی آرام دل — خواجہ یعقوب چرخی ذی عطار کے واسطے

گرمی محشر سے سایہ میں بچانا فضل سے — خواجہ عبید اللہ شیخ رہنما کے واسطے

کر عطا وہ نور جس کا جلوہ دیکھے آپ کو — خواجہ زاہد محمد ذی فنا کے واسطے

دے الٰہی دو جہاں میں عشق اپنے کا مزا — محمد درویش عالم فخر وجاہ کے واسطے

مکر شیطان سے بچانا وقت رحلت یا الٰہ — خواجہ محمد مقتدا شرم وحیا کے واسطے

دے محبت مجھ کو اپنی ہوخودی ساری فناہ — خواجہ باقی باللہ با وفا کے واسطے

مجدد فاروق فرق حق وباطل جو کیا — رہبر ہیں عارفوں کے وہ ذوالعلی کے واسطے

مجھ کو دے توفیق عبادت پر جو تیری نت کروں — خواجہ محمد معصوم صادق رہنما کے واسطے

ہو جواب آساں مجھ پر ہر قبر عقبیٰ حشر میں — حجت اللہ خواجہ صفت وثنا کے واسطے

عشق اپنا دے خدا یا جسم وجان کو میری — خواجہ زبیر فاضل بے ریا کے واسطے

معرفت کا علم مجھ کو فضل سے کرنا عطا — خواجہ اشرف محمد پارسا کے واسطے

دے جمال بے نظیر وبے مثال اپنا خدا — شاہ جمال اللہ سلامت با صفا کے واسطے

دے شفا مرض عصیاں سے خدائے ذی شفا — خواجہ عیسیٰ ولی صاحب شفا کے واسطے

فیض ہو عقبیٰ ودنیا تیرے کرم وفضل سے — خواجہ فیض اللہ محمد راہ ھدیٰ کے واسطے

کر منور نور سے سینہ کو میرے ہر گھڑی — حضرت خواجہ نور محمد پیشوا کے واسطے

بلبل باغ مدینہ والیٔ ہند رہبر — خواجہ محمد ہادی نامدار دین وبقا کے واسطے

نار دوزخ سے رہائی دے خدا تو ہمیں — اہل صدیق ماگمی صدق وصفا کے واسطے

فضل سے جنت عطا کرائے میرے پروردگار — شاہ نظام الدین ولی مشکل کشا کے واسطے

یا الٰہی عشق اپنے کی محبت دے مجھے — خواجہ عبید اللہ ولی لاوری کے واسطے

یا الٰہی مسلک اہل سنت پر قائم رکھ ہمیں — حضرت نظام الدین ولی پیشوا کے وسطے

فیض سے بوالفیض کے فیضاں مجھ کو کر عطا — مرشدی بشیر احمد بے ریا کے واسطے

خاتمہ ایماں پر ہو نعمت داریں دے — انبیاء واولیاء واسفیاء کے واسطے


ترتیب کار: (مولانا) عبد الخالق نعیمی نقشبندی مجددی

ناظم اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، رضا نگر ٹنڈوال، راجوی

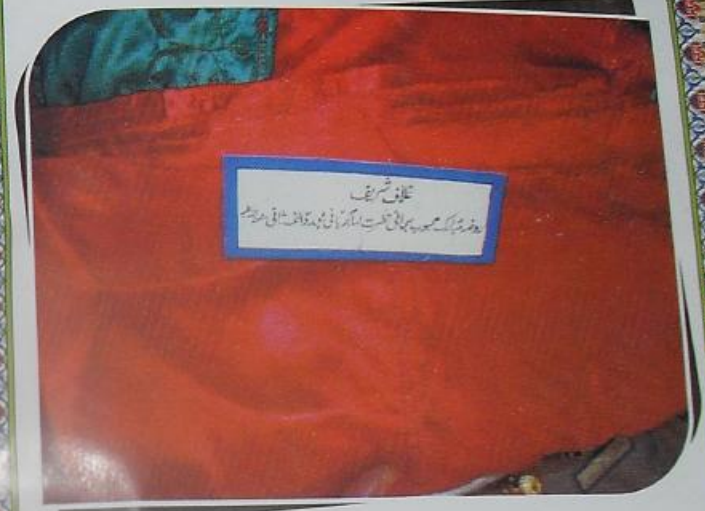


غلاف شریف روضہ مبارک محبوب سبحانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

دستار مبارک حضرت الحاج میاں نظام الدین لاروئیؒ۔

اُونی کلاہ مبارک شیخ المشائخ حضرت قبلہ باباجی صاحب لاروئیؒ۔

عینک مبارک معہ بکس حضرت قبلہ باباجی صاحبؒ کی ہیں۔

بابا نگری میں حضرت بابا جی صاحبؒ کے روزہ مبارک کے سامنے دریا کے کنارے
پتھر پر سوتی چادر بچھا کر ظہر کی نماز ادا کی۔

کشمیری ٹوپیاں پیر شمس الدین کعبہ مرگ والے نے حضرت قبلہ الحاج میاں
نظام الدین لاروئیؒ کو پیش کی تھیں۔

ہے جو حضرت قبلہ خواجہ نظام الدین کیانویؒ نے حضرت قبلہ میاں عبداللہ المعروف باباجی
صاحب لاروئیؒ کو بوقت خلافت عنایت فرمائی۔

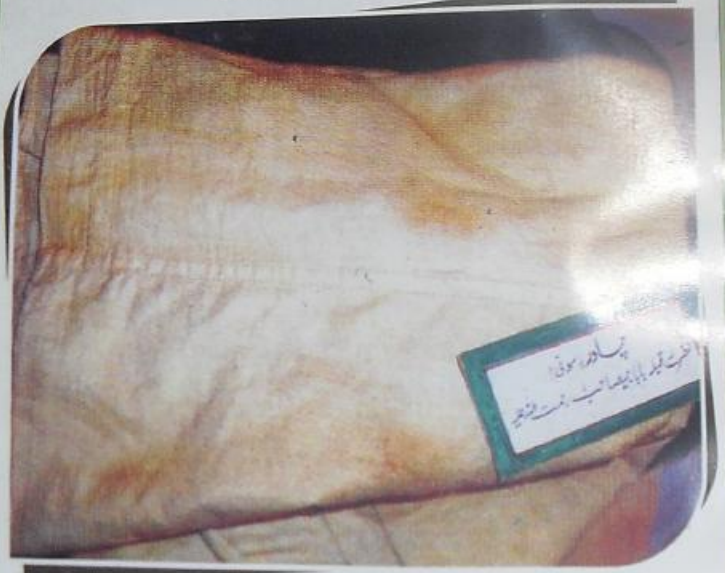

چادر سوتی حضرت قبلہ باباجی صاحبؒ۔